تُمہاری اصلیت سب کے سامنے جلد آئے گی پیر صاحب۔۔

تَم آخر کب تک اپنی ماضی چھپا کر رکھو گے کسی نہ کسی دن

تُمہارے مریدوں کو اس نیک روشن چہرے کے پیچھے چھپے

درندے چہرے کا پتہ ضرور لگے گا۔تب تَم کیا کرو گے کہاں

جاؤ گے

مکمل ناول

خمارِ وصل

سمعیہ بلوچ

یہ سندھ کے ایک خوبصورت گاؤں۔۔۔وکے اسکول کا منظر تھا۔۔۔جہاں سب اسکول کے اسٹوڈنٹس بہت بڑے سے گراؤنڈ میں کھڑے اُس دسویں جماعت کے لڑکے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔جو غصے سے سامنے گرے اپنے ہی ہم عمر لڑکے کو گھور رہا تھا دونوں لڑکے بیس سال کے لگ بھگ تھے۔۔

"علی شاہ کیا یہ وہی نمونا ہے جس نے میری استانی جی کو محبت بھرا پیغام دیا ہے۔۔۔!!!

اپنے پیچھے کھڑے اپنے چچازاد سے پوچھتا وہ جنونی تاثرات آنکھوں میں سجائے اُس زخمی لڑکے کی جانب دیکھنے لگا۔جو سخت گھایل تھا۔۔۔

"ہاں سائیں یہ وہی وہی نمونا ہے۔۔میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُسے استانی کے بیگ میں ایک کاغذ ڈالتے ہوئے دیکھا اور تو اور یہ اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر استانی کے متعلق بہت گندی باتیں بھی کر رہا تھا۔۔۔!!!

علی شاہ نے نفرت سے اُس لڑکے کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

استانی جی کو پوری کلاس کے سامنے تو نے چھیڑا۔۔۔۔۔"
ویسے کمی کمین تیرے اندر اتنی ہمت میری موجودگی میں کیسے
پیدا ہوئی بے غیرت نہ ہو تو۔۔۔
رک کل میں آتا ہو تیرے گھر تیری بہن کو اسی طرح چھیڑنے
جس طرح تو نے میری اُستانی جی کو چھیڑا تھا۔۔؟؟

مکا پہ مکا اُسکے چہرے پر مارتا وہ جنونی لہجے میں کہتا غرایا۔۔

معافی چاہتا ہوں سائیں اُستانی جی کو اب ہم کبھی آنکھ اٹھا کر بھی" نہیں دیکھے گے۔۔

!! بلکہ اُنکی کلاس کے وقت میں اپنا سر جھکا کر بیٹھوں گا۔۔

دسویں جماعت کا لڑکا تھا۔۔۔۔جو شاہ کا کلاس میٹ بھی تھا اور اسکول کا آوارہ لڑکا بھی جو آج شاہ کے ہاتھ لگا

ورنہ آج تک اسکول میں اپنی دولت اور رتبے کا رعب کسی پر جماتا نہیں تھا وہ اپنی انہیں عادتوں کی وجہ سے یہاں اسکول میں صرف ایک مغرور وڈیرے کے نام سے مشہور تھا۔ مگر آج بات اُسکی استانی جی کی تھی۔۔

وہ دسویں جماعت کا بیس سالہ لڑکا اپنی اُستانی جی کے عشق میں گرفتار کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔ بھلا اُس پر گندی نظریں کیسے وہ برداشت کر سکتا تھا۔۔

جی شمشا کیا بات ہے۔آپ نے مجھے یہاں کیوں بُلایا۔؟؟"

شاہ اُس لڑکے کے چہرے پر پے در پے وار کر رہا تھا۔۔
غصہ تو جیسے اُسکی چھوٹی سی چھوٹی بات پر ہمشیہ کھڑی مغرور ناک پر دھری رہتی تھی۔اب بھی غصے سے پاگل دیوانہ وار اُس لڑکے کو مار تھا۔۔ پیچھے سے ایک خوبصورت نسوانی آواز نے اُسکے ہاتھ ٹھہرنے پر مجبور کر دیئے تھے۔۔۔۔

یہ دیکھے مھروسہ۔۔۔؟؟"

شاہ اُس آواز پر تیزی سے پیچھے مڑا سامنے سے آتیں ہستی کو دیکھ اُسکی سیاہ آنکھوں میں ایک چمک ٹمٹما اٹھیں۔ جبکہ وہ نازک نسوانی وجود خود کو سیاہ سندھی کرائی والی شال سے اچھے سے کور کیے حسین گلابی چہرے کو معمول کے مطابق نقاب کے عالے میں چھپائے اُسی جانب آرہی تھی۔۔۔

مھروسہ آج سے پہلے دستگیر شاہ نے ایسا نہیں کیا تھا۔۔۔آج" جب میں کلاس میں داخل ہوئی تو یہ اچانک غصے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور منیر کے پاس پہنچ کر اُسے غصے سے کالر سے پکڑ کر اُسے دھکے دیتے ہوئے باہر لے جانے لگا۔

میں نے روکا بھی لیکن یہ نہیں روکا اور منیر کو باہر دھکے دے کر نکال کر یہاں گراؤنڈ میں لا کر اُسے مارنے لگا۔۔۔!!

استانی شمشا نے دستگیر شاہ اور منیر کی جانب دیکھتے ہوئے مھروسہ شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔جو سامنے کھڑی سخت نگاہوں سے شاہ کو گھور رہی تھی۔۔۔

تو شمشا آپ مجھے بُلانے سے بہتر اِن کے والدین کو بُلاتے۔اور" یہ آپکے جماعت کے طالب علم آپ مجھ سے بہتر اِنہیں جانتی ہو۔آپ انہیں روک سکتی ہے۔۔آپکو اجازت ہے سختی سے پیش آنے کی پھر میرا یہاں کیا کام میں بلکل بھی نہیں سمجھی۔۔۔۔بھلا

میں یکم اور دوئم جماعت کی اُستانی کی بات یہ دسویں جماعت کے طالب علم کہاں سُنتے۔۔۔۔۔!!!

خوبصورت آواز وہاں موجود سبھی لوگوں پر سحر طاری کر گیا۔۔۔۔۔شاہ کی سیاہ آنکھیں اُن نیلی کاجل سے بھری حسین آنکھوں میں ڈوبنے لگی۔۔۔۔

"مھروسہ یہ آپ کی ہی وجہ سے لڑ رہے ہیں۔۔۔اسی لیے میں نے آپکو یہاں بُلایا یہ دیکھے۔۔۔!!!

شمشا نے سخت ناگواری سے منیر کو دیکھتے ہوئے وہی کاغذ مھروسہ کی جانب بڑھایا جسکی وجہ سے شاہ بگڑا تھا۔۔۔مھروسہ نے وہ

کاغذ کھول کر پڑھنا شروع کر دیا اندر لکھے لفظ لفظ کو پڑھ کر وہ سکتے میں چلی گئی۔۔۔

"اُستانی جی ایسی خط مت پڑھا کریں کیونکہ مجھے بہت غصہ آتا ہے ایسے خطوط سے اور آپکو پڑھنے کا حق نہیں ہے۔آپ ایک سید خاندان کی شریف لڑکی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھلے ہمارا خاندان الگ ہے لیکن آپ ہماری عزت ہے مطلب آپ ایک سید زادی ہے!!!۔۔۔

شاہ کی نظریں اُسی پر تھی اُسے مگن انداز میں منیر کی لو لیٹر کو پڑھتے ہوئے دیکھ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور جھپٹتے ہوئے اُس سے خط لے کر غصے سے پھاڑتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

تُم اور جاؤ اپنے کلاس میں اور تُم کیا نام ہے تُمہارا۔۔۔؟؟؟"

منیر کو غصے سے گھورتی وہاں سے جانے کا کہتی وہ شاہ کی جانب مڑی جو وہ کاغذ نیچے پھینکنے کے بعد اب غصے سے کھڑا ان کاغذ کے ٹکڑوں کو گھور رہا تھا۔۔۔

!!! دستگیر شاہ۔۔۔۔"

مھروسہ کے نام پوچھنے پر وہ ایک دلفریب مسکراہٹ چہرے پر سجاتا بولا۔۔۔

تو دستگیر شاہ تُمہیں مینرز پتہ ہے کسے کہتے ہیں۔۔۔؟؟؟"

بغور اُسکے وجیہہ چہرے کو دیکھتی وہ گویا ہوئی۔۔۔شاہ تو آج بہت ہی خوش تھا کہ اُس اُستانی جی آج اُس سے باتیں کر رہی تھی ورنہ وہ چاکر بھی اپنے قدم اسکی جانب نہیں بڑھا پاتا تھا۔۔۔۔

!!!جی اُستانی جی پتہ ہے۔۔۔۔"

نظریں اوپر اُسکی نیلی سحر انگیز آنکھوں میں ڈالے وہ بولا۔مھروسہ خود سے دو سال چھوٹے اُس بیس سال کے لڑکے کی اُن گہری نظروں سے تاب نہ لا سکی تو تیزی سے اپنی نظریں جھکا گئی اور شاہ اِس ادا پر خوبصورتی سے مسکایا۔

"تُم نے یہاں اسکول کے گراؤنڈ میں پیھنکا۔اور غنڈوں کی طرح تُمھیں پتہ ہے تو یہ کچرا کس خوشی میں تُم مینرز کے بارے میں کیوں لڑنے مرنے پر اتر آئے ہاں۔۔۔؟؟

تیکھی نظروں سے اُسے گھورتی سختی سے بولی۔۔۔

"اُستانی جی جب بات عزت کی آتے ہیں نا تو ہم سید زادے ساری اخلاقیات بھول جاتے ہیں۔۔۔۔آپکا معاملہ تھا تو ہمیں بدمعاش بننا پڑا۔۔۔!!

شاہ کے سخت لہجے پر سید زادی مھروسہ شاہ کے دل میں ایک خوفناک اندیشہ شدت سے جاگ اٹھا جو اُسکی نگاہوں کے آگے اچانک سے آیا وہ بہت بھیانک تھا۔۔۔۔

!! چلو جاؤ یہاں سے اب آئندہ کبھی کسی سے لڑنا مت۔۔۔"

ڈر کو چہرے پر وازیہ نہ کرتی وہ تیزی سے کہتی وہاں سے نکلی اور آفس کی جانب بڑھنے لگی۔۔ جبکہ شاہ اُسکی تیزی سے وہاں سے جانے پر لبوں پر ایک جان لہوا مسکراہٹ سجا کر وہی کھڑا اسے خود سے دور جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

پیر سائیں کیا آپ میری بیٹی سے نکاح کرے گے۔۔۔؟؟؟"

سامنے تخت پر رو عب دار انداز میں بیٹھا پچیس سال کا بارعب نوجوان جسنے اپنے مضبوط کندھوں پر کریم کلر کی شال اوڑھی ہوئی تھیں۔۔۔اور سر پر پیری کی پگڑی باندھے ہوئے تھا۔۔

وہ سامنے فرش پر بیٹھے بے بس باپ کی بات پر خاموش رہا جبکہ پیچھے کھڑا اُس کا خادم شدید غصے سے نیچے فرش پر بیٹھے اُس سوٹ بوٹ پہنے شخص کو گھورنے لگا۔۔۔

!!!نادان آدمی یہ تُم کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔"

خادم شدید غصے سے اُس شخص کی جانب بڑھتے ہوئے غرایا۔۔

!!!عالم داد۔۔۔۔"

اپنے خادم کے غصے کو وہ سمجھتا تھا کیونکہ سامنے بیٹھے شخص نے بات ہی ایسی کرے تھیں جسے وہ پورا کر کے اپنے اصل سے اس پیری کی تخت سے خارج ہو جاتا۔۔

وہ جب پیر کے تخت پر بیٹھتا تھا۔۔تو اُسنے کبھی شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اور دنیاوی عیش سے دور رہنا اس کا ہمشیہ مقصد بن گیا تھا۔۔

چھوڑ وہ بیمار ہے اور بے بس بھی اور نادانی میں انسان کی زبان" سے بہت کچھ نکل جاتا ہے اور مجبوری بادشاہ کو بھی فقیر بنا دیتا ہے!!!۔۔۔

عالم داد اپنے پیر غزلان سائیں کی بات پر سر جھکا کر اُسکے پیچھے جا کھڑا ہوا۔۔۔

وہ اچانک سے اٹھا اور اُس بوڑھے باپ کے پاس جا کر اُسکے آگے نیچے فرش پر بیٹھا اور اُس شخص کو غور سے دیکھنے لگا جبکہ عالم داد اپنے پیر سائیں کو اسطرح نیچے بیٹھتے ہوئے دیکھ گھبرا کر تیزی سے آگے بڑھا لیکن اُسکے ہاتھ اٹھا کر روکنے پر وہ وہی رکا اور اُس

آدمی کو گھورنے لگا جن کی وجہ سے آج ایک پیر اپنے تخت سے اٹھ کر نیچے فرش پر بیٹھا تھا۔۔۔

لیکن عالم داد نہیں جانتا تھا وہ اپنے خاندان کے باقی فرد سے مختلف تھا جو صرف انا کی خاطر اپنے سے کم تر کو کم سمجھ کر اُن سے ہاتھ ملانا بھی گناہ سمجھتے تھے۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے بابا آپکی آنکھیں کیوں اتنی خوفزدہ لگ رہی ہے ہمیں۔۔۔

کیا کوئی بہت بڑی بات ہے آپ مجھ سے کہیے میں آپکی مدد کروں گا۔۔۔!!!

اپنے نرم مگر بارعب لہجے میں اُس شخص سے گویا ہوا جو اُسکے بغور دیکھنے سے تیزی سے اپنی نظریں چراتے وہ اپنے جھکے کندھوں کو مزید جھکائے سر نیچے کیے اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روکنے لگے۔۔۔۔

پیر سائیں میں بہت مجبور ہوم۔۔میری نادان بیٹی نے یہ دنیا" ابھی ٹھیک سے دیکھی نہیں ہے ابھی صرف اٹھارہ سال کی ہے ممم۔۔۔میں اپنی بیماری سے لڑ تو سکتا ہو لیکن اپنی معصوم بیٹی کو اُن درندوں سے بچانے کیلئے کبھی لڑ نہیں سکتا بہت کمزور کر دیا ہے مجھے میرے کینسر نے میں بہت لاچار ہو کچھ بھی نہیں کر سکتا وہ میرا بزنس پاٹنر ہے جسکی نظر میری معصوم بچی پر ہے اسے اپنے ناپاک ارادوں کے لیے حاصل کرنا چاہتا ہے۔آپ اُسے اپنا

لے بدلے میں میں اپنی ساری جائیداد آپکے نام کر دو گا اور اس کے علاوہ بھی آپ جو مانگے گے میں آپ کو دینے کو تیار ہو۔۔۔!!

وہ شخص اتنا لاچار ہو گیا تھا جو اپنی بادشاہت تک کو اپنی بیٹی کی حفاظت کیلئے قربان کرنا چاہتا تھا۔۔۔

میں مرنے سے پہلے اُسے کسی مضبوط پناہ میں دینا چاہتا ہوں۔ اور مجھے آپ اُسکے لیے ایک مضبوط سہارا لگے آپ ہی اُسے تحفظ دے سکتے ہیں اِس معاشرے کے مردوں سے بچا سکتے ہیں ایک آپ ہی ہے جو اُسے حترام دے سکتے ہیں۔اسی لیے میں نے آپ

سے گزارش کی خدا کے لیے میری بیٹی سے نکاح کر لے۔۔۔۔!!

وہ بادشاہ جو کبھی کسی کے آگے جھکا نہیں تھا آج اپنی بیٹی کی خاطر کسی کے آگے جھک کر اپنی بیٹی کی عزت کی حفاظت کرنے کے لیے کسی کے آگے بھیک مانگ رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے آپ روئے مت شائید اللہ سائیں کا یہی فیصلہ ہے ہم انکار کر کے خود کو گناہ کے دلدل میں نہیں جونک سکتے۔۔!!!

پیر سائیں اُس بوڑھے لاچار باپ کی گڑگڑاہٹ سُنتا اپنے سفید مردانہ ہاتھ شال سے نکال کر اُس شخص کے لرزتے ہاتھ پر رکھ کر اُسکے امید کو خوشی میں بدل گیا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

پیر سائیں ایک بار پھر سے سوچ لیں۔۔"
آپ نے سب کے سامنے قسم کھائی ہے اب آپ ایک مرید کی
"بات پر آکر اتنا بڑا قدم اٹھا رہے ہیں۔۔۔

داد عالم اُسکی شال کو اُسکی مضبوط کندھوں پر پھیلاتے ہوئے پریشانی سے کہنے لگا۔۔

غزلان شاہ سنجیدگی سے سیاہ آنکھوں کو سامنے کتاب میں گاڑے اسی طرح مطالعہ میں مشغول رہا جس طرح عالم داد کے کمرے میں آنے سے پہلے وہ تھا۔۔۔

"پیر سائیں۔۔"

عالم داد نے غزلان شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے دوبارہ اسکا نام لیا۔۔۔

"ہمممم عالم داد جب کوئی ہمارے پاس بڑے ہی دل سے مدد مانگنے آتا ہے تو پھر ہمارا دل بھی بڑا ہونا چاہیے نہ اور مرتضی خان وہ بہت بیمار ہے اللہ سے دعا ہے وہ جلد ٹھیک ہو جائے رہا اس

شادی کی بات ہم اُنکے ٹھیک ہوتے ہی اُنکی بچی سے نکاح ختم کر دے گے۔۔"

گھنے سیاہ مونچھوں پہ ہاتھ پھیرتے وہ اپنے نرم لہجے میں گویا ہوا۔۔

عالم داد نے سید غزلان شاہ کی بات پر بے بس نظر سے اُسے دیکھا جو جانتے بوجھتے ایک ایسی آگ میں خود جھونک رہا تھا جس سے نہ صرف وہ بلکہ وہ اُس معصوم لڑکی کو بھی جلانے والا تھا۔۔۔۔۔

پیر سائیں اگر آپ کے نکاح کا علم گوٹھ میں یا شاہ حویلی میں سب کو ہوا تو آپ جانتے ہیں نہ کہ کیا ہو گا۔۔"

عالم داد یہاں آکر بہت زیادہ ڈرنے لگتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر ایسا ہوا تو اُسکے سائیں کے ساتھ بہت بُرا ہو گا وہ وقت پیر غزلان شاہ کے لیے بھاری ثابت ہو گا۔۔۔

عالم داد یہ فیصلہ اللہ کا ہے ہم کون ہوتے ہیں اس میں انکار" "کرنے یا دخل دینے والے۔۔۔۔

وہ کتاب سامنے ٹیبل پر رکھ اپنی سیاہ آنکھوں کو اوپر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے عالم داد کی نظروں میں دیکھتے ہوئے مضبوط کن لہجے میں کہنے لگا۔

"پر پیر سائیں۔۔۔۔"

عالم داد کی بات کو ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے وہ گویا ہوا۔۔

"عالم داد مرتضی خان کی دیکھ بھال آپ کرے گے وہ اپنی بچی کو اپنی بیماری سے لاعلم رکھنا چاہتے ہیں آج رات کو ہمارا نکاح ہے تُم اور خالد گواہ بنوں گے ہماری طرف سے۔۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اوپر ہاتھ پیچھے باندھے سامنے کھڑی کی جانب رخ کیے کھڑا ہو کر باہر بہت بڑے سے لان میں لگے درختوں پر بیٹھے پرندوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

"پیر سائیں آپکا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔"

عالم داد نے آگے بڑھ کر اُسکے دونوں ہاتھ کو پکڑ کر چومتے ہوئے احترام میں کہا۔۔ جبکہ غزلان سائیں باہر نم گھاس پر ٹہلتے ہنس کے جوڑے کو دیکھنے لگا جو اُسے کسی مرید نے بڑے ہی پیار سے تحفے میں دیا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

مسٹر شہریار بخت شاہ آپکی ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی کو یہاں" لانے کی ہاں آپ ہوتے کون ہے مجھ سے میری بچی کو چھیننے والے۔۔۔؟؟؟

وہ اِس عالیشان محل کے بڑے سے ہال کے بیچوں بیچ کھڑی ہزیانی انداز میں چیخ کر سامنے بڑے سے صوفے پر بیٹھے گھمنڈی شہزادے کو دیکھنے لگی جو اپنی گود میں اُسکی بیٹی کو بیٹھائے اُسے مکمل نظر انداز کیے باتیں کر رہا تھا۔۔۔

"میں تُم سے بات کر رہی ہو سُنائی نہیں دیتا بہرے ہو گئے ہو تُم کیا ہاں۔۔۔؟؟

شدید طیش کے عالم میں وہ آگے بڑھی اور اپنی بیٹی کو اُسکی گود سے لے کر نفرت سے بولی۔۔۔

شہریار بخت شاہ نے اپنی نیلی آنکھوں سے سامنے کھڑی شعلہ جوالہ بنی لڑکی کو پیار سے دیکھا جو سخت نظروں سے اُسے ہی گھور رہی تھی۔۔۔

"ایسے مت دیکھو مجھے میری بات کا جواب دو ہوتے کون ہو تُم میری بیٹی کو میری اجازت کے بغیر میرے ہی گھر میں گھس کر اپنے گھر میں لانے والے۔۔۔؟؟

وہی سوال وہ دوبارہ تند خو لہجے میں اُس پاگل شخص سے پوچھنے لگی۔۔۔۔جو کسی ضدی بچے کی طرح اُسکے پیچھے پڑا تھا۔۔۔اُسکے شوہر تک کو اُس سے الگ کر دیا تھا اُس سنکی انسان نے وہ اُس سے شدید نفرت کرتی تھی۔۔۔

"میں عینی کا ڈیڈ ہوں اور گلِ رانیہ کا ہونے والا شوہر مجھے پورا حق ہے اپنی بیٹی کے ساتھ وقت گزارنے کا۔۔

صرف اُسکی مما کو حق نہیں ہے اُسکے ساتھ رہنے کا اُسکی کیئر کرنے کا اُسکے ڈیڈ کو بھی فرض ہے اُسکی چھوٹی بڑی چیزوں کو دیکھنے کے لیے سمجھی مسسز شاہ۔۔!!!

وہ جیب میں ہاتھ ڈالتا صوفے سے اٹھا اور اُس پاس پہنچ کر تھوڑا سا جھک کر عینی کے سرخ پھولے گالوں پر کس کرتے ہوئے آخر میں اُسکی جھیل جیسی گہری آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑے سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔۔

گلِ رانیہ اُس پاگل شخص کی بات پر سخت تلملا کر رہ گئی آخر کیوں اُسکی زندگی کی چھوٹی بڑی چیزوں کا فیصلہ کر رہا تھا کیوں ہر چیز پر اپنا حق جما رہا تھا وہ اُس سے جتنا دور جاتی تھی وہ اُسکے اتنا ہی قریب آ رہا تھا۔۔۔

شاہ صاحب خدارا میری زندگی سے دور چلے جاؤ۔۔۔"

میرے شوہر کو تو تُم نے مجھ سے چھین ہی لیا ہے اب میری بیٹی کو بھی مجھ سے چھیننا چاہتے ہو کیا تُم۔۔۔۔پلیز ایسا مت کرو اا۔۔۔اور مجھ سے دور چلے جاؤ میں تمہاری مشکور رہوں گی۔۔۔۔!!

وہ ہاتھ جوڑتی ہوئی رو کر بولی۔

اُسکی خوبصورت بڑی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ وہ تڑپا اور تیزی سے آگے بڑھا مگر اُسکے ہاتھ پیچ میں کرنے پر وہ بے بسی سے وہی کھڑا اُسے دیکھنے لگا جواب اپنی بیٹی کو سختی سے سینے لگائی بُری طرح سے سسکیاں بھر رہی تھی۔۔۔

"گلِ تُم روؤ نہیں مم۔۔۔میں اب کبھی تھنگ نہیں کروں گا مگر پلیز تُم یہ آنسوؤں مت بہاؤ پلیز۔۔۔!!!

وہ بزنس ورلڈ کا فرسٹ کلاس بزنس مین سامنے کھڑی لڑکی سے بے بسی سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اچانک نیچے بیٹھااور سر اوپر اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر اُسے دیکھنے لگا جواب بُری طرح سے رو رہی تھی

وہ اپنی سر کل کا ایک ضدی اور گھمنڈی شہزادہ آج آنکھوں میں نمی لیے اور مضبوط ہاتھ جوڑ کر نیچے فرش پر دوزانو بیٹھا تھا۔۔۔

"شدید نفرت کرتی ہو میں تُم جیسے پاگل مطلبی انسان سے جو اپنی مفاد کے لیے ایک بیٹی کو اپنے باپ سے جدا کر گیا کبھی بھی تُمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی اب کبھی بھی میرے راستے مت آنا ورنہ میں جان لے لونگی اپنی سمجھے تُم۔۔۔!!!

شدید غصے سے کہتی وہ نفرت سے اسے دیکھنے لگی جو نیچے بیٹھا اُسے اپنی نم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا وہ عشق میں اتنا خود کو بے بس

محسوس کرے گا یہ اُسنے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔۔۔کسی کے آگے اُسے جھکنا پڑے گا یہ اُسنے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

کیسے نہیں آؤں ہاں پورے ایک سال چار ماہ انتظار کیا ہے تُمہارا" اب کیسے تُم سے دور جا سکتا بتاؤ کیسے۔ تُمہارے لیے میں نے اپنا خاندان تک کو چھوڑا اور تُم کہہ رہی ہو میں تُمہارے راستے میں نہ آؤں۔۔؟؟

یکدم سے اُسے دیوانوں کی طرح کندھوں سے پکڑ کر زور زور سے جھنجھوڑ کر سرد لہجے میں کہتا وہ آخر میں اسکی آنکھوں میں نمی سے پگھل گیا۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"چار ماہ پہلے"

"طلاق یا موت سوچ لو۔"

صوفے پر بیٹھا شخص جو زندگی میں کسی پر رحم نہیں کرتا تھا۔آج اُس نوجوان کو موقع دے رہا تھا۔موت سے بچنے کے لیے۔لیکن اس کی زندگی چھین کر۔۔

طلاق دے بھی دیا میں نے تب بھی وہ تُم سے اتنا ہی ڈرے"
گی۔۔۔۔جتنا اب ڈرتی ہے، پیار وہ کبھی نہیں کرے گی، کیونکہ
اسکے دل میں صرف میرا نام چھپا ہے۔۔۔۔، تُم اُسے پا کر بھی کھو
دو گے۔!!

طنزیہ نظروں سے اُس گھمنڈی شخص کو دیکھتا وہ طنز کے تیر
چلانے لگا۔جو اُس گھمنڈی شخص پر اثر نہ ہوا۔

مجھے اسکی محبت نہیں چاہیے مجھے صرف وہ چاہیے۔۔۔جسے میں"
چاہتا ہوں۔بدلے میں وہ مجھ سے ڈرے یا نفرت کریں مجھے پرواہ
نہیں ہے۔مجھے بس وہ چاہیے۔۔۔!!

وہ اُس لڑکی کے انکار سے جنونی ہو گیا تھا اُسے یہ تک نظر نہیں آ رہا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے اور ایک بچے کی ماں ہے۔ وہ صرف اُسے اپنے پاس دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ چاہیے اُسکے لیے اُسے اسکے شوہر کو راستے سے ہٹانا پڑا تو وہ یہ بھی کر لے گا۔ بس وہ اُسے اپنی زندگی اور گھر میں دیکھنا چاہتا تھا۔۔

"دو منٹ کے بعد تُمہارا جسم ایک زوردار جھٹکا کھائے گا۔۔ اور تُم اپنی محبت کی قید سے آزاد ہو جاؤ گے۔۔۔۔۔۔ اور میں اپنی محبت کو اپنی قید میں کر لونگا۔ جو تُمہاری زندگی کا اہم حصہ ہے۔۔!!

اچانک اُسکے پیروں کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا نوجوان خون کی الٹی کرنے لگا۔دیکھتے دیکھتے اُسکی حالت خراب ہونے لگی۔چہرہ نیلا پڑنے لگا۔اور کھانس کھانس کر وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر نیچے گرتا چلا گیا۔۔

دوا نے شاید اپنا اثر شروع کر دیا تھا۔۔۔چمکتی سفید فرش پر خون دیکھتا شان سے صوفے پر بیٹھا شخص لبوں پہ بے رحم مسکراہٹ سجا گیا۔

"یہ۔۔۔۔۔۔۔ا۔۔۔۔۔۔چھا۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔۔تُم۔۔۔۔۔۔نے۔۔ش۔۔۔شہریار۔۔۔۔۔۔

!!ب۔۔۔۔بخت۔۔۔۔اچھا نہیں کیا۔۔

اٹک اٹک کر بُری طرح سے کھانستا وہ نوجوان فرش پر گرے اپنے خون کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

ابھی بھی ایک منٹ ہے۔۔۔۔۔تُمہارے پاس تُم نئی زندگی کی شروعات کر سکتے ہو زندہ رہ کر اگر تُم چاہوں۔۔۔۔۔یہ دوائی تُمہاری زندگی بچا سکتی ہے۔!!"

ایک شیشی کو سامنے ٹیبل سے اٹھا کر اُسکی نظروں کے آگے لہراتا وہ ظالم دیوتا سنجیدگی سے اُسے زندگی اور موت کو چننے کا موقع دے رہا تھا۔۔۔

ششش۔شہریار بخت پلیز میں تُمہارے آگے ہاتھ جوڑتا"

!!ہوں۔مجھے یہ دے دو پلیز۔۔۔

اب وہ نوجوان بُری طرح سے رو کر اُسکے پیروں کو سختی سے پکڑتے ہوئے اپنی زندگی کی بھیک مانگنے لگا۔۔وہ ڈر گیا تھا موت سے۔۔۔

اچانک سے نظروں کے آگے خود کو سفید کفن میں لپٹے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔تو وہ چہرے پر ایک ڈر سجاتا اب زور زور سے اُسکے آگے گڑگڑانے لگا۔۔۔

!!ایک شرط پر۔۔"

وہ اُس شیشی کو پیچھے کرتا سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔۔

مجھے تُمہاری ہر از شرطیں بھی منظور ہے پلیز مجھے بچالو"
!!پلیز۔۔۔

ہاتھ جوڑتا وہ آنکھوں میں خوف کی لکیریں لیے رو کر کہنے لگا۔تو مقابل آگے کو جھک کر گہریں لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

کیا اِس دوائی کے بدلے اپنی بیوی اور بچی کو دے سکتے ہو"
مجھے۔۔؟؟؟؟

خوبصورت نیلی آنکھوں کو ترچھی کرتیں شیشی کو دیکھتا وہ ظالم لہجے میں اُسے اپنا شرط بتانے لگا۔۔۔تو وہ نوجوان آگے بڑھ کر شیشی اُسکی سخت گرفت سے لیں کر یہ سوچے بغیر کہ اُس بیوی کو جسے روز اپنی محبت کا یقین دلاتا تھا صرف اس شیشی کی وجہ سے چھوڑ رہا تھا۔۔۔اور اُس بچی کو جسے اپنی پر نسسس کہتا تھکتا نہیں تھا اُسے صرف ایک چھوٹی سی شیشی کیلئے چھوڑ رہا تھا۔۔۔

اس دوائی کیلئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں شہریار بخت"

شاہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی محبوب بیوی اور بچی کو بھی چھوڑ سکتا ہوں۔!!

شیشی کو کھولتا اُسکے اندر بھری امرت کو ایک ہی سانس میں پینے کے بعد شیشی دور پھینکتے ہوئے وہ سپاٹ لہجے میں کہنے لگا۔۔

"جہانگیر زیب۔۔۔مجھ سے بہت بڑے خود پسند اور ظالم مطلبی پرست ہو تُم اپنی بیوی اور بچی پر اس شیشی کو ترجیح دے کر تُم نے یہ ثابت کر لیا تُم میری جان کیلئے غلط فیصلہ ہو۔۔۔۔۔۔اب نظر نہیں آنا ورنہ موت ایسی دونگا تُم سہہ نہیں پاؤ گے۔۔۔۔!!

یکدم وہ صوفے سے اٹھا اور اُسے گردن سے پکڑ کر سخت اور خونخوار نظروں سے اُسے دیکھتا سرد مہری سے کہنے لگا۔۔۔۔جبکہ جہانگیر زیب آنکھوں میں ڈر لیے اُس طاقتور انسان کی گرفت میں شدت سے ملچتا خود کو چھڑانے لگا۔۔۔

"علی شاہ ہم نے کہا نہ ہم نہیں جا رہیں تو نہیں جا رہے۔۔۔"

منیر والا غصہ ابھی تک اُسکے اوپر شدت سے سوار تھا اُسکا موڈ سخت خراب تھا اُسکا حلیہ بھی لڑائی کی وجہ سے بگڑ گیا تھا۔۔۔

سفید شرٹ کے کالر کے دو بٹن ٹوٹ چکے تھے اور ہونٹوں کے کنارے سے خون نکل کر بہہ رہا تھا سفید ماتھے پر زخم کے نشان واضح طور پر نظر آ رہے تھے وہ مہروسہ شاہ کے چلے جانے کے

بعد تب سے سخت خاموش تھا علی شاہ سے بھی بات نہیں کر رہا تھا۔۔

چھٹی سے پہلے ماسٹر سلیم چاندیو نے نویں اور دسویں جماعت کے طالب علموں سے کہا تھا کہ کل سے وہ سندھ کے کچھ ایسے پسماندہ علاقوں میں غریب لوگوں کی مدد کرنے جائے گے۔
جہاں ضرورت کی چیزیں دستیاب نہیں۔۔وہ اُنکی مدد کرنے جائے گے انہیں ضرورت کی چیزیں دے گے۔۔۔

علی شاہ اور وہ حویلی سے آئیں سفید پیجارو کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ جو باہر بھاگتے مناظروں میں کھویا ہوا تھا تب ہی علی

شاہ کے کہنے پر وہ سخت نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے ہتمی لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"شاہ سوچ لو۔۔"

علی شاہ نے معنی خیزی سے کہا۔۔

اِس میں سوچنے والی کونسی سی بات ہے ہم نے کہا کہ ہم نہیں جا" "رہے تو بس بات کو یہی پر ختم کر دو علی شاہ۔۔۔

سخت لہجے میں کہتا وہ دوبارہ باہر کے مناظر میں کھو گیا۔

"شاہ میں نے سُنا ہے استانی مھروسہ بھی اس کام میں شریک ہونگی۔۔۔"

علی شاہ کی بات پر وہ تیزی سے اُسکی جانب رخ کر کے اُسے دیکھنے لگا آنکھوں میں یکدم سے ایک چمک ابھری جو علی شاہ سے چھپ نہ سکی۔۔۔

"دیکھا کیسے کیسے اُستانی جی کا نام سُن کر مسکرا رہے ہیں شاہ جی۔۔۔"

علی شاہ کے شریر لہجے پر وہ دوبارہ اُسی خول میں قید ہو گیا اور غصے سے ڈرائیور ڈینو کو گاڑی روکنے کا کہتا اپنا بیگ لے کر دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکلا۔۔

"علی شاہ دیکھ لونگا۔۔"

غصے سے ہونٹوں کو بھینچ کر اُسے دھمکی دیتا شدت سے دروازہ بند کرتا بیگ کندھوں پر لٹکا کر چلنے لگا۔۔۔

"شاہ جی اب غصہ تھوک دو اور آؤ گاڑی میں بیٹھو ورنہ نانا سائیں کو اپنے پوتے کو اس طرح پیدل سفر کرنے کا پتہ چلا تو وہ ہمیں مرغا بنائے گے۔۔"

علی شاہ نے گاڑی کی کھڑکی کھول کر زور سے ہانک لگاتے ہوئے کہااور نانا سائیں کے بابت بتاتے ہوئے بُری طرح سے جھر جھری لینے لگا۔۔

"اچھا ہے اس طرح علی شاہ تُمہیں سزا تو ملی گی اس بات کی کہ تُم اپنے شریف دوست کو چھچھورے سمجھتے ہو۔"

رک کر سخت نظروں سے اُسے گھورتا وہ پھاٹ کھانے والے انداز میں بولا۔

"شاہ جی معاف کر دو اس مسکین شاہ کو۔۔"

علی شاہ نے مسکین صورت بنا کر اُس سے کہا۔۔۔

"اچھا اب اسطرح مسکین شکل تو مت بناؤ پورے جوکر لگ رہے ہو تُم مسکین شاہ صاحب۔۔"

اُسکی مسکین صورت بنانے پر وہ بلآخر اپنا غصہ تھوک کر زور سے قہقہہ لگا اٹھا۔۔

"اب آؤ جلدی سے گاڑی میں بیٹھو مجھے سخت بھوک لگی ہے پتہ نہیں اماں سائیں نے کیا بنایا ہو گا۔۔"

علی شاہ کے کہنے پر وہ مسکراتے ہوئے گاڑی کی جانب بڑھا اور اندر بیٹھا تو ڈرائیور نے گاڑی تیزی سے وہاں سے بڑھائی۔

یہ علاقہ ڈاکوؤں سے بھرا ہوا تھا اور یہاں زیادہ رکنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

پیجارو شان سے کھڑی سفید رنگ کی شاہ حویلی میں داخل ہوئی تو گاڑی رکتے ہی وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے۔۔۔۔ لیکن سامنے کھڑے سید عباس شاہ کو سخت غصے سے میں دیکھ وہ دونوں وہی سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔۔۔

سید دستگیر عالم شاہ یہ سبق سیکھا ہے آپ نے پیر مرسل شاہ" سے تعلیم لیتے ہوئے کہ اپنے سے کم تر سے جا کر لڑوں ہاں۔پیار مت بانٹوہاں ہمیں ہمارے سوال کا جواب دو۔۔؟؟

آج وہ سخت غصے میں لگ رہے تھے دستگیر شاہ سر جھکا کر کھڑا اُنکی غصے سے لرزتی آواز کو سن رہا تھا۔۔

"داداسائیں۔۔"

وہ اُنکی جانب دیکھنے سے ڈر رہا تھا نظریں نیچے جھکائے کہنے لگا لیکن اُنکی غصے سے گرج کر کہنے پر وہ خاموش ہوا۔۔

خاموش ہمیں ہمارے سوال کا جواب دو دستگیر عالم شاہ کیا"

"ہمارے دین کی تعلیم سے آپ نے یہی سیکھا ہے ہاں۔۔

غصے سے آگے بڑھ کر اُنہوں آج پہلی بار اپنے لاڈلے پوتے کو تھپڑ مارا، دستگیر شاہ سخت حیرت کے عالم میں گال پر ہاتھ رکھے کھڑا اُنہیں دیکھنے لگا۔۔

ہم نے غلط کیا آپ کو دین کی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم نہ" دے کر اب ہم یہ دن دیکھ رہے ہیں شاہ آپ جب اسکول سے مار کٹائی کر کے آتے ہیں تو یہاں یہاں درد اٹھنے لگتا ہے کیوں کرتے

"ہیں آپ ایسا ہاں۔۔

وہ اچانک آنکھوں میں آنسوؤں لیے بے بسی سے بولے تو وہ تڑپ کر آگے بڑھا اور اُنہیں اپنے مضبوط ہاتھوں سے پکڑ کر اندر حویلی کی دروازے کی جانب بڑھا۔۔

دادا سائیں ہمیں پتہ ہے دین کی تعلیم حاصل کرنا دنیاوی تعلیم " سے پہلے آتا ہے اسی لیے آپ نے ہمارے خاندان کی یہ روایت کو اب تک قائم کیے رکھا ہوا ہے یہ برسوں سے آتا آیا ہے کہ شاہ حویلی کے سید زادے جب تک دینی تعلیم حاصل نہ کر لے اُنہیں دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت ہر گز نہیں ہے غلطی آپ سے نہیں بلکہ ہم سے ہوئی ہے جو ہم نے پرائیویٹ پڑھنے سے زیادہ ریگولر کو ترجیح دیا اب جو کچھ بھی ہو رہا ہے اُس میں سراسر میری غلطی ہے۔آپ اللہ کے لیے خود کو قصوروار مت

ٹھہرایئے۔۔۔آپ مجھے جو سزا دینا چاہے دے سکتے ہیں میں
"کرنے کو تیار ہوں۔۔

وہ حویلی کے خوبصورت سے بڑے ہال میں داخل ہو کر سامنے رکھے بڑے اور شاندار صوفے میں سے ایک پر اُن کو بیٹھا کر خود اُنکے پاس نیچے بیٹھ کر اُنکے دونوں ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔

دستگیر شاہ جو کہہ رہا تھا سہی کہہ رہا تھا وہ اور علی شاہ اتنے لیٹ میٹرک اسی وجہ سے کر رہے تھے انکے یہاں دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اصول کے مطابق دنیاوی تعلیم حاصل کرتے ہیں لیکن انکے چاچا ماموا اور کزن لوگوں نے پرائیویٹ پڑھا تھا لیکن دستگیر شاہ کو ہمشیہ کچھ نیا کرنے کی عادت تھی تو اُسنے اس بار بھی

اپنی من کی مان کر اسکول میں نویں جماعت سے داخلہ لیا اور اب وہ دسویں جماعت میں تھا۔۔

اس بیچ مھروسہ شاہ کب اُسکے دل میں حکمرانی کرنے لگی یہ اُسے پتہ ہی نہیں چلا پتہ اُسے آج منیر کے خطوط پڑھ کر چلا کہ استانی جی اُسکے لیے کیا مقام رکھتی ہے۔۔۔اسی لیے غصے سے اُس نے منیر کو شدید مارا اور اسے مار کر اُسنے اپنے دادا سائیں کو سخت تکلیف پہنچایا وہ بھول چکا تھا کہ دادا سائیں غصے سے سخت نفرت کرتے تھے۔۔

وہ ایک سال پہلے پیش آئے حادثے کے بعد سے ڈر سے گئے تھے۔۔کئی پھر سے وہی سب کچھ اس شاہ حویلی میں کوئی نہ

دورائے جواُن کے سب سے بڑے نواسے نے کیا تھا۔۔۔صرف اُسکے غصے نے اُنکے شاہ حویلی کی بنیاد کو شدت سے ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔اُس وقت جو ہوا تھا اُسی غصے کی وجہ سے ہوا تھا آج دستگیر شاہ کے غصے کا سُن کر وہ ہل کر رہ گئے تھے اور آج اُنہیں اپنے اُس نواسے کی یاد آئی جو خود کو سزا دینے کے لیے اُن سب سے دور ہوا تھا بلکہ اُن سے ہی نہیں اس دنیا کی رنگینیوں سے بھی۔

سید دستگیر عالم شاہ آپ کل اسکول والوں کے ساتھ جاؤ گے"

"غریب لوگوں کی مدد کرنے آپکی سزا یہی ہے۔۔

اُنہوں نے سختی سے اُسے یہ سزا سنائی جو وہ سر جھکا کر اُنکے کمزور ہاتھوں کو چھوم کر ہاں میں سر ہلا کر اس سزا کو کرنے کی ہامی بھرنے لگا۔۔

♥♥♥♥♥

غزلان شاہ خوبصورت ولا کو دیکھ رہا تھا تب ہی سامنے سے مرتضی خان آتے ہوئے دیکھائی دیے جبکہ وہ اُسی طرح مگن ولا کو دیکھ رہا تھا پاس ہی ادب سے دو خادم اُسکے پیچھے کھڑے تھے عالم داد اور ایک اور خادم جو یہاں نکاح کے گواہ بننے کے لیے آئے تھے۔۔

"پیر سائیں آپ کو تکلیف ہوئی معذرت وہ میرا ملازم نیا ہے نا اسی لیے اُسے آپکا پتہ نہیں تھا۔۔"

مرتضی خان اندر ملازم کے باہر کچھ لوگوں کے آنے کا کہنے پر جب باہر نکلا تو باہر غزلان شاہ کو کھڑے دیکھ وہ اُس ملازم کو سخت نظروں سے دیکھتا مسکرا کر غزلان شاہ سے کہنے لگے۔۔۔

"مرتضی بابا کوئی بات نہیں بچہ ڈر رہا ہے آپ اُسے غصے سے نہ دیکھے غلطی تو ہم سے بھی ہوتی ہے۔۔۔"

غزلان شاہ نے سامنے کھڑے انیس سالہ لڑکے کو دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔۔

"آپ آیئے نہ اندر یہاں بہت دھوپ ہے۔۔"

مرتضی خان نے اُسکی بات پر اپنی سخت نظروں کو اُس ملازم لڑکے سے ہٹا کر آگے بڑھ کر اُسکے ہاتھوں کو احترام سے پکڑ کر وہ اندر کی جانب بڑھے۔۔

"مرتضی بابا آپ ہم سے بڑے ہیں آپ اسطرح ہمارے ساتھ پیش مت آئے ہمیں بہت بُرا لگ رہا ہے۔۔۔"

اُنکے ہاتھ چھومنے پر وہ تیزی سے اپنے ہاتھ ہٹا کر آرام سے بولا۔۔

"لیکن رتبے میں آپ ہم سے بڑے ہیں پیر سائیں۔۔"

وہ اُسکی جانب عقیدت سے دیکھتے ہوئے گویا ہوئے۔۔

"بابا رتبے میں صرف وہ پاک پروردگار ہے ہم تو اُسکے ایک معمولی سے بندے ہے ہمیں اسطرح شرمندہ نہ کرے خدارا۔۔"

وہ یکدم سے مرتضی خان کے ہاتھ پکڑ کر اُن سے کہنے لگا۔۔

"سر۔۔"

وہ لوگ باتیں کر رہے تھے تب ہی ایک ملازمہ بھاگتی ہوئی وہاں آئی تو ملازمہ کی آواز پر غزلان شاہ نے تیزی سے اپنا رخ دوسری طرف کیا۔۔

"ہاں کیا ہوا۔۔"

مرتضی خان اپنی بیٹی کی ملازمہ کو حواس باختہ دیکھ جلدی سے اس سے پوچھنے لگے۔۔

"سر وو۔۔۔وہ میم روم میں۔۔"

ملازمہ سخت گھبراتی ہوئیں اُن سے کہنے لگی۔پتہ نہیں اسکی بیٹی نے ایسا کیا کیا تھا کہ وہ ملازمہ اتنی ڈر رہی تھی۔۔۔

کیا کیا ہے نورِ حرم نے۔۔؟؟"

مرتضی خان نے اُس ملازمہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو چہرے پر ہوائیاں اڑائے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔

سر وو۔۔وہ میم روم میں کیٹی چھپا رہی تھی میں نے خود اپنی" "آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔

ملازمہ سخت ڈرتی ہوئی اپنی نظریں چراتی ہوئی بولی تو اُسکی بات پر مرتضی خان اپنی جگہ سے اٹھے۔۔۔

کیا یہ کیا کہہ رہی ہو تُم میں نے سختی سے تُم سبکو اپنی بیٹی پر نظر" رکھنے کو کہا تھا پھر یہ کیسے ہوا ہاں اب اگر میری بیٹی کو الرجی ہوئی "نہ تو کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔۔

وہ سخت پریشانی سے اس ملازمہ کو غصے سے ڈانٹتے ہوئے تیزی سے وہاں سے نکلے اور اپنی بیٹی کے روم کی جانب تیزی سے بڑھنے لگے جبکہ غزلان شاہ وہی بیٹھا انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"اچ چی۔۔۔"

جب وہ اپنی بیٹی کے روم میں داخل ہوئے تو سامنے گلابی بیڈ پر گلابی ہی بیڈ شیٹ پر دو بلی کے بچوں کو دیکھ وہ نظریں پاس ہی کھانستی اپنی بیٹی کی جانب کر گئے جو ضد میں اپنا ہی نقصان کر رہی تھی بلی سے اُسے الرجی ہوتی تھی کھانس کھانس کر اُس حالت بہت بری ہو جاتی تھی وہ تاسف سے اُسے دیکھنے لگے۔۔

"نورِ بیٹا اب ناراضگی ختم کر بھی دے نہ آپ۔اور یہ کیٹ کے بے بی سے دور ہو جائے دیکھے آپ الرجی کی وجہ سے کھانس رہی ہے"۔۔

وہ اچھے سے جانتے تھے سمجھتے تھے انکی بیٹی نے یہ سب کیوں کیا تھا اُنہوں نے کل رات کو ہی اُسکے نکاح کا بتایا تھا وہ بہت غصہ ہوئی تھی بہت ضد کیا تھا اسنے اس نکاح کو نہ کرنے کے لیے لیکن وہ بھلا کیسے اس صورتحال میں یہ کر سکتے تھے اپنی بیٹی کو اس ہوس پرست انسان کے ہاتھوں تو وہ مر کر بھی نہیں دے سکتے تھے اِنہیں پیر سائیں بہتر اوپشن لگے تھے۔۔

پیر غزلان شاہ سے وہ اچانک ہی ملے تھے وہ بھی سندھ کے ایک دوست کے ذریعے وہ اس وقت اسی بات کو لے کر بہت پریشان رہتے تھے۔۔۔

ایک دن اچانک اُنکے دوست عمر شاہ اپنے کسی کام کے سلسلے میں اپنے گوٹھ کے قریب بنے چھوٹے سے گاؤں میں گئے تو اُنہیں بھی ساتھ میں لے کر گئے جب عمر شاہ کا کام ختم ہوا تو وہ ایک شاندار سفید حویلی کے سامنے سے گزر رہے تھے کہ یکدم عمر شاہ نے اس حویلی کے مین گیٹ کے آگے اپنی گاڑی روک دی اندر اپنی گاڑی پارک نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہاں بہت سے شاندار گاڑیاں پہلے سے ہی پارک تھی جب وہ گاڑی سے باہر نکلے تو حیرت سے اتنی شاندار حویلی کو دیکھنے لگے پھر عمر شاہ کے حویلی

کے کھلے گیٹ کے اندر داخل ہونے پر وہ بھی انکے پیچھے بڑھے۔۔

مرتضی یار یہ وہ جگہ ہے جہاں انسان آکر پیر سائیں سے اپنی" پریشانی شئیر کر کے اپنا ہر دکھ درد بھول جاتا ہے میں تمہیں اس لیے لایا ہوتا کہ تُمہارے دل میں جو بات ہے وہ تم ان سے کر کے اپنے دل کے بوجھ کو ہلکا کر سکوں مجھے پتہ ہے تُم ایسے انسان ہو جو اپنے دکھ کسی سے شئیر نہیں کرتے صرف اس درد سے کہ تمہارا پیارا کئی تمہاری وجہ سے تکلیف محسوس نہ کرے پیر سائیں ایسے ہی لوگوں کے دکھ درد کو کم کرتے ہیں انکی سن کر شائید تم بھی انکے سامنے کھل کر سب کہہ دو۔۔"

عمر شاہ نے بڑی ہی عقیدت سے کہا۔۔

وہ لوگ ایک شاندار کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے تخت پر ایک خوبرو نوجوان کو دیکھ مرتضی خان اُس نوجوان کی وجاہت کو دیکھتے ہی دیکھتے رہ گئے۔

بھلا کوئی انسان کیسے اتنا خوبصورت ہو سکتا ہے چہرہ اتنا روشن کیسے ہو سکتا ہے وہ بھی آج کی جنریشن کا نوجوان کیسے اتنا روشن چہرے والا اور نیک ہو سکتا ہے۔۔۔

پیر سائیں سے ملنے کے بعد وہ اُنہیں اچھے سے جان گئے تھے کہ وہ کیوں اتنا نیک روشن چہرے والا نوجوان تھا۔۔۔ کیونکہ اسکی

سوچ اور اسکا بات کرنے کا انداز سب سے الگ منفرد اور بہت خوبصورت ہے۔۔

جب سے اُنہوں نے پیر سائیں سے اپنی بیماری کو شئیر کیا تھا وہ خود کو بہت ہلکا محسوس کر رہے تھے اب انکی بیٹی ایک ایسے نوجوان کے نصیب میں جا رہی تھی جو سب سے الگ اور خوبصورت سیرت کا مالک تھا۔تو بھلا وہ کیسے اس صورت میں اپنی بیٹی کی ضد کو پورا کرتے۔۔۔

نو ڈیڈ آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔آپ مجھے اکیلا" چھوڑا اتنی دور تر کی کیسے جا سکتے ہیں۔اور کیسے مجھے کسی ایسے شخص کے پھلے باندھ سکتے ہیں جو عمر میں مجھ سے بھی بڑا ہے اور اجنبی

بھی الگ ہے وہ میں کیسے آپ سے دور رہ سکتی اور کیسے کسی اجنبی کے ساتھ رہوں گی۔بتائے کیوں ایسا کر رہے ہیں آپ ڈیڈ۔۔۔؟؟

نورِ حرم جو رخ دوسری جانب کیے بلی کے بچوں سے کھیل رہی تھی آنکھ اور ناک سے الرجی کی وجہ سے پانی بہہ رہا تھا وہ یکدم سے پیچھے مڑی تو اُسکا حسین خوبصورت چہرہ سامنے آیا۔۔

چھوٹی سی ناک زیادہ رونے کی وجہ سے سخت سُرخ پڑ چکی تھی گلابی ہونٹ غصے سے زیادہ کاٹنے کی وجہ سے زخمی سے ہو گئے تھے۔۔۔

"بیٹا میں چاہتا ہوں کہ آپ خوش رہے آخر کب تک میں آپکے ساتھ رہ سکتا ہو کسی نہ کسی دن آپکو تو یہاں سے اس گھر سے پیا دیس تو جانا پڑے گا اس سے اچھا نہیں ہے کہ آپ کا نکاح آپکے ڈیڈ کی نظروں کے سامنے ہو جائے۔۔"

وہ آگے بڑھے اور اُسے شانوں سے پکڑ کر دوبارہ نرمی سے سمجھانے لگے۔۔۔

"ڈڈڈیڈ۔۔۔۔۔آپ ہمشیہ میرے پاس رہے گے ایسی باتیں کر کے مجھے ڈرائے تو نہیں پلیز۔۔۔"

وہ چیختی ہوئی آخر میں بولی۔۔

وہ اپنے ڈیڈ سے بہت پیار کرتی تھی ماما کے بعد وہ انہیں کھونے سے ڈرتی تھی جب اُنہوں نے اُس سے اُسکے کسی اجنبی شخص کے ساتھ نکاح کا بتایا تو وہ ان سے سخت خفا ہوئی۔۔۔

وہ ایک ماہ سے عیجب بے ہیو کر رہے تھے اس کے ساتھ بات بات پر انکی آنکھوں سے آنسوؤں بہہ جاتے اور تو اور ضد تو جیسے وہ کسی بچے کی طرح کرنے لگے تھے۔۔

بیٹا یہ آخری بار ہے پلیز مان جاؤ نہ غزلان سائیں بہت اچھا ہے"
"اُس جیسا نیک مرد آج تک میں نے نہیں دیکھا۔۔

مرتضی خان نے مسکین سی شکل بناتے ہوئے کہا۔۔

ٹھیک ہے ڈیڈ صرف آپکے لیے میں اُس شخص سے نکاح کروں"
"گی۔۔

وہ روتے روتے اچانک مسکرائی اور انکے گال پر کس کرتی ہوئی
بولی تو مرتضی خان خوشی سے اسے اپنے سینے سے لگا کر اسکے سر کو
چھو کر اسے الگ کرتے تیزی سے باہر نکلے
جبکہ وہ انکے جاتے ہی چہرے پر سخت تاثرات سجا کر اُس شخص کے
بارے میں غصے سے سوچنے لگی جس نے اسکے ڈیڈ پر نجانے کیا
جادو کیا تھا کہ وہ صرف اسکے بارے میں سوچ رہے تھے۔۔

غزلان شاہ صاحب آپکی زندگی میں اتنی تنگ کروں گی۔۔۔۔"
آپ خود مجھے طلاق دینے پر مجبور ہو جائے گے مجھ سے میرے
"ڈیڈ کو چھیننے کا انجام بہت بُرا سہے گے آپ مسٹر شاہ۔۔

آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں لیے وہ قد آور آئینے کے آگے
کھڑی نفرت انگیز لہجے میں سید غزلان شاہ کو اپنے دل میں
مخاطب کرتی ہوئی بولی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

نکاح خواں اور کچھ لوگ خان ولا کے خوبصورت چھوٹے سے ہال
میں بیٹھے تھے تب ہی باہر سے ڈھول کی تھاپ سنائی دی۔۔

سب تیز ڈھول کی آواز پر اپنی اپنی جگہ سے اٹھے تب ہی سیڑھیوں سے وہ چھوٹی سی لڑکی چہرہ سرخ چنری سے چھپائے نیچے اترتی ہوئی نظر آئی۔۔۔

غزلان شاہ صوفے پر خاموش بیٹھا سب لوگوں کو دیکھ رہا تھا اس آواز پر اور سیڑھیوں سے اترتی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ سخت حیرت انگیز نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔۔۔

شاہ سائیں کیسی لگ رہی ہو میں۔اتنی حسین تو میں بلکل بھی" نہیں ہو تو لازمی آپکو اچھی نہیں لگ رہی ہو نگی اگر نہیں لگ رہی تو

آپ ابھی بھی اچھے سے سوچ سکتے ہیں آپکو مجھ سے بھی
"خوبصورت لڑکی مل سکتی ہے۔۔

وہ لڑکی اُسکے سامنے آن کھڑی ہوئی اور چیزی ہٹا کر گلابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجا کر کہنے لگی۔۔
غزلان شاہ نے اُس چھوٹی لڑکی کو بے باکی سے اپنے آگے کھڑے دیکھ ڈنگ رہ گئے۔۔

ہمیں کسی حسین اجنبی لڑکی کا انتظار بھی نہیں ہے یہ نکاح ہم"
"صرف ایک وجہ سے کر رہے ہیں۔۔

غزلان شاہ نے سنجیدگی سے اپنے اسی نرم لہجے میں کہا۔ جبکہ اتنی خوبصورت مردانہ نرم آواز پر نورِ حرم تو سامنے کھڑے مرد کے سحر میں شدت سے مبتلا ہو کر رہ گئی یکدم سے وہ سب کچھ بھول گئی جو اسنے اپنے ڈیڈ سے کئی تھیں۔

نظروں کی پیاس تو جیسے بجھائیں بجھ نہیں رہی تھی وہ مبہوت ہو کر اُسے ہی دیکھ رہی تھی تب ہی مرتضی خان نے آکر اُسے غزلان شاہ سے دور کیا تو وہ چونکی اور یکدم سے اُسے یاد آیا کہ وہ کس کے سحر میں مبتلا ہو گئی تھی اس کے جس نے اسکے ڈیڈ کو اس سے چھینا وہ اب شدید نفرت سے پیر غزلان شاہ کو گھورنے لگی۔۔

سچائی سے بے خبر وہ یہ طے کر چکی تھی کہ غزلان شاہ کی نیندیں
حرام کر دیں گی اسکی زندگی اس پر تنگ کر دے گی۔
جبکہ قسمت اُسکی سوچ پر مسکرا رہا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

نکاح کے کاغذات پر دستخط کرتی وہ زخمی نظروں سے چنری کے
پیچھے سے اُس شخص کو دیکھنے لگی جو اب اُسکی روح اور جسم دونوں کا
مالک بن چکا تھا
یکدم سے اُسے لگا کہ وہ اب خود کی بھی نہیں رہی ہے۔۔۔

"پیر سائیں میں آپکا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میری بات کو سُن کر میری بات کا مان رکھا۔۔۔

میں آج بہت زیادہ خوش ہو میری بیٹی ایک مضبوط حصار میں چلی گئی ہے۔۔۔۔اب میں سکون سے مر تو سکوں گا میری موت اب فکر سے آزاد ہو گی۔۔۔"

مرتضی خان غزلان شاہ کے گلے لگ کر آہستگی سے اُس سے کہنے لگا وہ اپنی بیماری کو نورِ حرم سے چھپا رہے تھے اور انہوں نے غزلان شاہ کو بھی نورِ حرم سے ان کی بیماری کو چھپانے کی درخواست کی تھی جو اس نے مانی تھی۔۔۔

مرتضی بابا آپ پھر سے مایوسی والی باتیں کر رہے ہیں آپ امید "
"سے کام لے ان شاءاللہ آپ جلد صحت یاب ہو کر آئے گے۔۔

غزلان شاہ نے نرمی سے اُنکی پشت کو تھپتھپاتے ہوئے احتراماً
کہا۔۔

نہیں پیر سائیں میں نے امید نہیں توڑی بس اب اس خوشی سے "
ڈر رہا ہوں کہ کہی میں مر نہ جاؤں اگر مجھے کچھ ہوا تو آپ میری
بیٹی کا اچھے سے خیال رکھے گے اسی کوئی تکلیف ہونے نہیں دے
"گے۔۔

مرتضی خان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اس سے وعدہ لیا تو وہ انکے ہاتھ کو آہستگی سے تھپتھپا کر انہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔۔۔۔۔

"ہم وعدہ کرتے ہیں آپکی بیٹی کو تکلیف ہونے نہیں دے گے"

"آپکی بچی ہمشیہ ہنسے گی مسکرائے گی۔۔

غزلان شاہ کی بات پر وہ مسکرائے تب ہی عالم داد نے آگے بڑھ اسکے آگے سر جھکا کر کہا۔۔

"پیر سائیں ہمیں اندھیرا ہونے سے پہلے گاؤں کے لیے نکلا ہو گا ورنہ اندھیرے کی وجہ سے ہمیں یہی رکھنا پڑے گا۔۔"

عالم داد کی بات پر مرتضی خان نے تیزی سے نورِ حرم کی جانب اپنے قدم بڑھائے جو سامنے صوفے پر منہ پھلائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے عالم داد گاڑی نکالوں ہم آرہے ہیں۔۔"

غزلان شاہ نے صوفے سے اٹھتی نورِ حرم کو دیکھتے ہوئے کہا تو عالم داد اسکی بات پر تیزی سے باہر نکلا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

عینی کے نام کا بورڈ اس چھوٹے سی عمارت کے اوپر لگا تھا جہانگیر زیب کی آنکھیں اُس بورڈ کو دیکھ سُرخ ہو گئی وہ کب سے کھڑا اُس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

"ج۔۔جہانگیر۔۔۔"

وہ کچھ لوگوں کے ساتھ عمارت کے اندر سے باہر نکلی تو اُسے باہر دیکھ وہ بے یقینی سے اُسکا نام پکارا ٹھی پورے چار ماہ بعد وہ اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"گل۔۔۔"

جہانگیر کی نظر اُس پر پڑی تو وہ تیزی سے اُسکی جانب بڑھا لیکن اُسکے پیچھے ہٹنے پر وہ وہی کھڑا اُسے دیکھنے لگا۔۔

آپ اب یہاں کیا لینے آئے ہیں۔۔؟؟"

وہ سخت لہجے میں اُس سے مخاطب ہوئی۔جہانگیر اُسکے سخت لہجے پر غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچنے لگا۔۔۔

گل پلیز مجھے معاف کر دو۔میرا بہت شرمندہ ہو وہ سب کر "کے۔۔۔

اچانک وہ دیوانہ وار اُسکی جانب بڑھا تو وہ سخت نظروں سے اُسے گھورتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔

"معافی کیوں مانگ رہے ہیں آپ جہانگیر صاحب جب اُس سنکی شخص نے آپکو محبت اور زندگی چننے کا کہا تب آپکے وہ وعدے کہاں چلے گئے جو مجھ سے کیا کرتے تھے وہ دیوانگی کہا چلی گئی جو دن رات مجھ پر ظلم کر کے ظاہر کرتے تھے

اُس وقت میں اپکے ظلم صرف آپکی محبت کی وجہ سے سہتی تھی اب اور نہیں بس بہت ہو گیا اور اب شرمندہ کیوں ہو رہے ہیں اس وقت آپ نے میرا اپنی بچی کا نہیں سوچا تو اب واپس کیوں آئے ہیں چلے یہاں سے جائے اب میں آپکی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔۔۔۔

اس شخص نے اور آپ نے مل کر مردوں پر سے بھروسہ اٹھا دیا ہے میرا اب میرے دل میں مردوں کے لیے صرف نفرت ہے یہ این جی او دیکھ رہے ہیں یہ میں نے اُن عورتوں کے لئے کھولا ہے جو میری طرح مرد کے ظلم کا شکار ہوتی ہیں۔۔"

وہ سخت نفرت سے اُس شخص سے بولی جس کے ظلم کو وہ صرف اپنی محبت کی وجہ سے سہتی تھی لیکن اب وہ کسی مرد کو اپنی زندگی کے ساتھ کھیلنے وہ نہیں دے گی چاہے پھر وہ مرد جہانگیر زیب جیسا شیطان ہو یا پھر شہریار بخت شاہ جیسا سنکی دیوانہ عاشق۔۔

"گل پلیز ایک بار میری بات تو سنو وہ سب جو میں تُمہارا ساتھ کرتا تھا صرف جنونیت میں کرتا تھا وہ میری محبت اور دیوانگی تھی ظلم نہیں۔۔۔"

وہ شخص کتنا گھٹیا تھا جو اپنے ظلم کو دیوانگی محبت کا نام دے رہا تھا وہ طنزیہ ہنسی اور اسے دیکھتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔

"واہ جہانگیر زیب صاحب وہ جو نشان میرے جسم میں تُم نے چھوڑے ہیں تُم اِنہیں اپنی جنونیت اور دیوانگی محبت کیسے کہہ سکتے ہو۔۔"

وہ درد سے بھری آواز میں کہتی اُسے دیکھنے لگی جو سر جھکائے کھڑا تھا۔

یہ سب بولتے ہوئے اُسے اپنے جسم میں موجود جگہ جگہ پر اُسکے دیئے گئے ظلموں کے نشان سے سخت درد اٹھتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔۔۔

آئی ایم سوری گل میں اُن نشانوں پر مرحم رکھنا چاہتا ہوں پلیز" واپس آجاؤ پھر۔۔۔ہم پھر سے اپنی عینی کے ساتھ ایک خوشگوار "زندگی گزار سکتے ہیں۔۔۔

وہ اُسکی آنکھوں سے بہتے آنسو کو اپنے دل پر پڑتے ہوئے محسوس کرتا تڑپ کر بولا۔۔۔

"نہیں میں اب کبھی کسی مرد کو اپنے ساتھ اپنی بیٹی کے ساتھ کھیلنے نہیں دونگی شرافت سے یہاں سے نکلو ورنہ میں گارڈ کو کہہ کر تمہیں یہاں زبردستی نکلواؤ گی۔۔"

وہ سسک کر اُسے باہر نکل جانے کا کہتی وہاں سے اندر کی جانب بھاگی۔۔۔جہانگیر زیب تکلیف سے اُسے خود سے دور جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

گاڑی میں وہ اُسکے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی رات کے نو بج رہے تھے وہ لوگ گاؤں کے قریب تھے تب ہی وہ لہرا کر اُسکی گود میں آ گری۔۔۔

غزلان شاہ جو ایک لڑکی کو اپنے بے حد قریب بیٹھنے کی وجہ سے سخت نروس ہو رہا تھا اچانک اُسے اپنی گود میں دیکھ سٹپٹا کر رہ گیا وہ نازک وجود شائید گہری نیند میں اُسکی گود میں سمٹ کر سو گئی تھی۔۔

"عالم داد گاڑی روکو۔۔۔"

وہ ماتھے پر پسینے کی بوندیں محسوس کرتا گھبراہٹ کے عالم میں عالم داد کو کہہ اٹھا جو ڈرائیو کر رہا تھا۔

پیر سائیں کیا ہوا۔۔؟؟"

عالم داد اُسکی آواز میں لرز محسوس کرتا پیچھے مڑا لیکن پیچھے صورتحال دیکھ وہ بھی سٹپٹا کر تیزی سے آگے دیکھنے لگا۔۔۔

"عالم داد گاڑی سے اترو۔۔"

وہ نروس سا نورِ حرم کے نازک سراپے کو دیکھتا عالم داد کو کہنے لگا جو آگے بیٹھا لبوں پہ مسکراہٹ سجائے پیچھے دیکھنے سے اجتناب برت رہا تھا۔۔۔

"جی سائیں۔۔"

عالم داد اُسکے حکم پر جلدی سے گاڑی سے اترا تو وہ اُسکے باہر نکلتے ہی سنجیدگی سے انگلی کی مدد سے اُسے ہلانے لگا لیکن بے سود وہ آنکھیں بند کیے گہری نیند میں اُسکی اتنی سی لمس پر کہاں اٹھنے والی تھی۔۔

"اٹھو چھوٹی لڑکی ہم کوئی تکیہ نہیں ہے جو آپ اتنی استحقاق سے اپنی نیند پوری کر رہی ہے۔۔"

وہ پھر سے انگلی سے اُسکے نازک کندھے کو ہلکے سے ہلا کر جھٹکے سے اپنی انگلی ہٹا کر نرم لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

تب ہی نورِ حرم نے اپنے دونوں نازک ہاتھ پیچھے لے جا کر اُسکی کمر کے گرد باندھے جیسے وہ غزلان شاہ نہیں اُسکا آرام دہ بیڈ ہو۔۔۔

"اللہ اب ہم کیا کریں۔۔"

وہ سخت پریشان نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے آہستگی سے خود سے بولا۔۔ تبھی اُسکی نظریں سامنے رکھے چھوٹے سے تکیے پر پڑی تو ایک ہاتھ سے اُس تکیے کو اٹھا کر فاصلے پر رکھ وہ آنکھیں دوبارہ اُس پر کرتا بے چینی سے کچھ دیر اُسی طرح اُسے دیکھتا رہا پھر ہمت کر کے اُسنے اُسے خود سے الگ کیا اور احتیاط سے اُسکا سر اس تکیے پر رکھتا خود تیزی سے دور ہوا جسے اُسنے نورِ حرم کے نازک وجود کو نہیں کسی کرنٹ کو چھوا ہوں۔

"عالم داد۔۔۔"

گاڑی کی کھڑکی کھول کر وہ عالم داد سے بولا جو باہر کھڑا کب سے اُسکے اگلے حکم کا ویٹ کر رہا تھا اُسکے آواز دینے پر وہ تیزی سے

آگے بڑھااور دروازہ کھول کر اندر بیٹھا تو بے ارادہ ہی اُسکی نظر نورِ حرم پر پڑی جو غزلان سائیں سے دور سمٹ کر سو رہی تھی۔۔

گاڑی غزلان سائیں کی حویلی کے پورچ میں جا رکی تو عالم داد نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور تیزی سے پیچھے کی طرف بڑھا اور پیچھے دروازہ کھول کر سر نیچے جھکا کر اُسکے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

جو نورِ حرم کے غافل وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔

"پیر سائیں ہم حویلی میں پہنچ چکے ہیں۔۔"

عالم داد اُسے خاموش یک تک نورِ حرم کو دیکھتے پا کر بولا۔

وہ چونکا اور اُسے غائب دماغی سے دیکھنے لگا حویلی کے گیٹ کے اندر جب گاڑی داخل ہو رہا تھا وہ تب سے یہ سوچ رہا تھا کہ رات کے اس وقت کون اس لڑکی کو اندر لے جائے گا وہ انہیں سوچو میں ڈوبا عالم داد کی آواز سن نہ سکا۔۔

"عالم داد حویلی میں کوئی خادمہ ہے اس وقت۔۔"

نظریں نورِ حرم کے نازک وجود پہ گاڑے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

سائیں خادمہ صرف کھانا بناتی ہے جو آپکی غیر موجودگی میں اور" وہ آپ کے پردے کے خیال سے آپکے آنے سے پہلے اپنا کام ختم "کر کے چلی جاتی ہے۔۔

عالم داد کی بات پر وہ ماتھے پہ پسینے کی بوندیں محسوس کرتا ہاتھ سے اُسے وہاں سے جانے کا کہنے لگا۔۔

لڑکی اب ہم آپ کو کیسے اٹھائے ہم نے قسم کھائی ہے اپنی"
زندگی میں عورت سے پردہ کروں گا لیکن آج وہ قسم ہم نے خود
"توڑا مگر اب ہم مجبوری میں کوئی قدم نہیں اٹھائے گے۔

نورِ حرم کے خوبصورت چہرے پر سے نظریں تیزی سے ہٹاتا وہ
اُس دور ہوا اور جا کر دوسری طرف کے دروازے کو بند کرتا اور
دروازے سے لگ کر اپنا سر اُسنے اوپر شیشے پر ٹھکا دیا۔۔

نورِ حرم اچانک سے ہلی تو اُسکی سُرخ چنری سر سے پھسلی اور پھر
پورے وجود سے پھسل کر نیچے گری غزلان شاہ جو بے آرام ہو
رہے تھے اُسکی نظریں جب اُسکی چنری کی قید سے آزاد نازک

سر اپے پر پڑی تو اُسکے ڈیپ گلے کو دیکھ وہ سٹپٹا کے اپنا رخ مکمل کھڑکی جانب کر گیا۔۔۔

سائیں کی ڈھرکنیں یکدم سے تیز ہوئی اور گستاخ نظریں بار بار اُس منظر کے تعاقب میں ڈورنے کے درپے اُس نازک سراپے کے گرد گھومنے لگی۔۔۔

استغفار اللہ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں وہ بھی اُس چھوٹی لڑکی کے " "غافل ہونے کا فائدہ اٹھا کر ہمیں اسطرح کرنا زیب نہیں دیتا۔۔

آنکھیں سختی سے میچ کر وہ بڑبڑانے لگا۔۔

یہ شیطان ہمیں جتنا بھٹکاتے ہمیں نہیں بھٹکنا۔۔۔"

ہمیں اپنے نفس پر قابو کرنا ہے ورنہ ہم اپنا وعدہ توڑ بیٹھے گے

ہمیں اس چھوٹی لڑکی کو اپنے قریب بلکل نہیں آنے دینا ورنہ ہم

کیا منہ دکھائیں گے اپنے گاؤں کے لوگوں کو جن سے ہم نے

وعدہ کیا تھا

کسی عورت سے تعلق نہ رکھنے کا اس دنیاوی عیش سے دور رہنے کا

ہم کیسے اپنی سزا بھول سکتے ہیں ہمیں اُس سزا کو یاد رکھنا چاہیے جو

ہم نے اپنے گاؤں والوں کے سامنے اسکا اعلان کیا تھا اب ہمیں

"اس لڑکی کی موجودگی میں خود پر قابو کرنا ہو گا۔۔

نورِ حرم کی چنری کو اٹھا کر اُسکے اوپر اچھالتے ہوئے خود سے کہنے

لگا پھر دروازے سے لگ کر آنکھیں غلطی سے بھی اُسکی جانب

اُسنے نہیں کی کہ وہ پھر سے اپنے ماضی کا کہا ہر لفظ بھول کر اس لڑکی پر اپنا حق سمجھتے ہوئے فائدہ اٹھا بیٹھے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

نورِ حرم اپنے کندھوں پر وزن محسوس کرتی آہستگی سے اپنی پلکیں کھول کر پہلے تو ارد گرد دیکھنے لگی اُسکا ننھا سا ذہن ابھی شائید بیدار نہیں ہوا تھا جو وہ سوئی سوئی آنکھیں مشکل سے کھول کر اُس جگہ کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جہاں اس وقت وہ تھی۔۔تب ہی اُسنے سامنے دیکھا تو سامنے ایک خوبصورت فوارے کو دیکھ وہ جھٹکے سے اپنی آنکھیں مکمل کھولتی اپنے پہلوں میں موجود شخص کو دیکھنے لگی۔۔

اپنے نازک کندھوں پر اُسنے جو کچھ دیر پہلے وزن محسوس کی تھی وہ غزلان سائیں کا سر تھا جو اُسکے کندھے پر رکھا تھا۔۔

اُسے اپنے اتنے قریب دیکھ وہ اُسکے چہرے کے نقوش کو غور سے دیکھنے لگی سفید سرخی مائل روشن پیشانی سے ہوتی اُسکی نظریں نیچے کھڑی ناک پر جا رکی۔۔

کسی مرد کی اتنی پرفیکٹ ناک پہلی بار دیکھتی مسکرائی اُسکی کھڑی ناک کو چھونے کے ارادے سے وہ تھوڑا سا اٹھی اور اُسکے اوپر جھکی ہاتھ آگے بڑھانے لگی تب ہی غزلان شاہ کی آنکھیں یکدم سے کسی احساس کے تحت کھل گئی تو اُسے اپنے اوپر جھکے ہوئے

دیکھ سیاہ آنکھوں میں حیرت انگیز تاثر لیے اُسے ساکت نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

"دد۔۔۔دور ہو کر بیٹھو ہم سے لڑکی۔۔۔"

اُسکی شہد رنگ آنکھوں میں شریر مسکراہٹ دیکھ وہ پیچھے کھسک کر دروازے سے لگتے ہوئے بولا۔۔

"واہ پیر سائیں ڈرتے بھی ہیں۔۔"

اُسکے چہرے پر ہوائیاں اڑتے ہوئے دیکھ وہ تالی بجاتی ہوئی آگے کھسکتی ہوئی بلکل اُسکے پاس پہنچی اور اپنے دونوں ہاتھ اُسکے کشادہ سینے پر رکھ وہ اپنے لب اُسکے گالوں کی طرف بڑھانے لگی۔۔

غزلان شاہ اتنی بے باکیت سے سخت گھبراتا ہوا ہاتھ پیچھے لے جا کر دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا تب ہی نورِ حرم کی نظروں نے اُسے پریشانی سے خود سے دور بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھا تو وہ مسکراتی ہوئی اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے اسی ہاتھ پر رکھ کر اُسے فرار ہونے سے روکتی ہوئی دوسرے ہاتھ سے اُسکے سینے پر دباؤ بڑھاتی وہ مکمل اُسکے چہرے کے اوپر جھکنے لگی۔۔

غزلان شاہ تو اُسکی بے باکی اور قربت پر سانسوں کو گھٹتا ہوا شدت سے محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

نورِ حرم اچانک اُسکی کھڑی ناک پر جھکی اور اپنے شنگرفی لب رکھ کر اُسے ساکت کر گئی۔۔

آپ اتنے دور کیوں جا رہے ہیں قریب آئے ناشاہ سائیں میں تو آپکی بیوی ہو پھر ایسے کیوں شرما رہے ہیں یہاں قریب آئے ناں۔۔۔"

اُسکے دور ہونے پر اپنے دونوں نرم و ملائم ہاتھوں سے اسکو مضبوط شانوں سے پکڑ کر روکتی وہ اپنے خمار بھری باتوں اور لمس سے اُسے اضطراب میں مبتلا کرتی ہوئی بولی۔۔۔

لڑکی قسم سے آپ بہت بے شرم ہے جب ہم آپکو بیوی نہیں"
"مان رہے تو یہ سب کیوں کر کے اپنا وقت بر باد کر رہی ہے۔۔

اچانک ہی اُسے دورد تھکیل کر وہ ہڑ بڑا کر گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہنے لگا۔

نورِ حرم پیچھے دوسری طرف کے دروازے سے جا کر لگی تھی اسکی بات پر اداسے بیٹھی اور بے باک نگاہوں سے اُسے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے دیکھنے لگی وہ اس وقت بہت زیادہ خوش تھی کیونکہ اُسے اُسکی ایک کمزوری جو ملی تھی۔۔۔

شاہ سائیں تو تُمہیں گرلز سے الرجی ہے واہ اب آئے گا نا اسِ"
کھیل میں اور بھی زیادہ مزا دیکھنا تُمہارے قریب آکر میں تُمہیں
"اپنے حُسن کی بجلیوں سے پریشان کروں گی۔۔

اپنی گلابی ہونٹوں کو نفرت سے کاٹتی وہ غزلان سائیں کی چوڑی
پشت کو دیکھتی ہوئی خود سے کہنے لگی۔۔
نظریں بہت بے باک ہو رہی تھی نفرت کی آگ سے وہ اپنی
معصومیت بھی کھوتی جا رہی تھی۔۔

دوسری طرف غزلان شاہ حویلی کی جانب بڑھ رہا تھا وہ چہرے پر
پریشانی لیے آگے بڑھ رہا تھا اسکی چال میں وہ والی بات نہیں تھی
جو اپنے مریدوں کے پاس جاتے وقت ایک روعب اسکی ہر انداز

اور ایک ایک چال میں نظر آکر اسے الگ اور ممتاز بناتی تھی آج وہ صرف اُس چھوٹی لڑکی سے ڈر گیا تھا جسکی نظروں میں چھپی تحریر وہ پڑھ چکا تھا کہ وہ آگے اُسکے ساتھ بہت کچھ کرنے کا ارادا رکھتی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

علی شاہ ناشتے کے بعد دستگیر شاہ کے کمرے میں آکر اُسکا اور اپنا کچھ ضروری سامان پیک کرنے لگا تب ہی اُن دونوں نے اماں سائیں کو کمرے میں خادمہ کے ساتھ آتے دیکھا۔۔

"اماں سائیں اتنا کھانا ہم سات سمندر پار نہیں جا رہے پاس کے چھوٹے سے گاؤں میں جا رہے ہیں۔۔"

جب دستگیر شاہ کی نظر خادمہ کے ہاتھوں میں بہت ساری کھانے پینے کی چیزیں پر پڑی تو وہ آگے بڑھ کر اماں سائیں کے ہاتھوں کو پکڑ کر بیڈ پر بیٹھا کر اُن سے کہنے لگا۔۔

"شاہ میرے بچے یہ تو بہت کم ہے ہم تو چاہتے ہیں ایک نہیں بلکہ دو بیگ بنا کر آپ لوگوں کے ساتھ روانہ کر دے۔۔"

اماں سائیں نے پیار سے دستگیر شاہ اور علی شاہ کی پیشانی کو باری باری چھومتے ہوئے کہا۔۔

"اماں سائیں اسکول والوں نے انتظام کیا ہے آپ کوئی اتنی زیادہ
اپنے ان خوبصورت ہاتھوں کو تھکا رہی ہیں۔۔"

دستگیر شاہ نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے اُنکے ہاتھوں کو احترام سے
چھوم کر آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا۔۔

"اماں سائیں آپ فکر مت کریں اب آپ کے لاڈلے پوتے
بڑے ہو چکے ہیں اور ایک عدد بیوی بھی ڈھ۔۔"

علی شاہ نے بیگ پیک کرتے ہوئے شریر نظروں سے دستگیر شاہ کو دیکھ کر اپنی بات اُدھوری چھوڑ دی۔۔دستگیر شاہ اُسکی بات پر اُسے سخت نظروں سے گھورنے لگا۔۔۔

علی شاہ کی باتوں کا آپ دیہان نہ دے وہ ایسی مزاق کرتا رہتا" ہے اماں سائیں۔۔۔"

اماں سائیں کے چہرے پر خوشی کے تاثر دیکھتا وہ جلدی سے بولا۔۔

دستگیر شاہ مھروسہ شاہ کا دیوانہ ضرور تھا لیکن اُسکی عزت کو وہ اول درجہ دیتا تھا جب بھی وہ سامنے ہوتی تو وہ تیزی سے اپنی نظریں

اُس پر سے ہٹاتا تھا اس ڈر سے کہ کہی اُسکی نظروں کی گستاخی پر کوئی اُسکی استانی پر انگلی نہ اٹھا بیٹھے۔۔

علی شاہ کی حرکتیں نہ جانے کیوں دن بہ دن عیجب ہوتی جا رہی تھیں وہ ہر کسی کے سامنے مھروسہ شاہ کو اُسکے ساتھ جوڑتا تھا یہ بات دستگیر شاہ کے لیے اچھنبے کا باعث بن کر رہ گیا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے اُسے آخر اسکے ساتھ کیا مسلہ ہے وہ تو دوست ہے پھر وہ ایسی حرکتیں کیوں کر رہا ہے وہ اس وقت بس اُسے غصے سے گھور سکتا تھا اماں سائیں کی موجودگی کی وجہ سے وہ چپ تھا ورنہ وہ اسے مار کر ضرور پوچھتا کہ وہ یہ کیوں کر رہا ہے۔۔۔

"بچوں اب ہم چلتے ہیں آپ لوگ آرام سے نکلااور اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو سلمی سے مانگنا ہم اپنے کمرے میں ظہر کی نماز پڑھنے جارہے ہیں۔۔"

دونوں کے سر پر باری باری ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں اسکول والوں نے ظہر کے بعد ہی نکلنا تھا دستگیر شاہ جو تنہائی پسند تھا وہ اپنی کار میں علی شاہ کے ساتھ جارہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے اماں سائیں۔۔"

دستگیر شاہ نے انکا ہاتھ پکڑا اور انہیں لیے کمرے سے باہر نکلا، اُنکے باہر نکلتے ہی علی شاہ کے چہرے پر اچانک سے ایک سختی چھا

گئی وہ دستگیر شاہ کے بیڈ کے اوپر لگی اسکی بہت بڑی پورٹریٹ کو دیکھتے ہوئے نفرت اور غصے کی آگ میں جلنے لگا۔۔

آخر علی شاہ کی آنکھوں میں دستگیر شاہ کے لیے اتنی نفرت کیوں تھیں ایسی کونسی کہانی تھیں جو آگے چلکر مھروسہ شاہ کی بدنامی کا باعث بننے والی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

پیر سائیں کیا آپ ہمیں انصاف دِلا سکتے ہیں۔۔۔؟؟"

سامنے تخت پر شان سے بیٹھا وہ اپنے مریدوں کے مسلے سُن رہا تھا تب ہی ایک چھوٹی سی لڑکی جو کریم کلر کی شال کو اپنے گرد اچھے سے اوڑھے ہوئے تھیں اور چہرہ اسی شال کی مدد سے چھپائے ہوئے تھی۔۔۔وہ مردوں کے بیچ آن کھڑی ہوئی۔۔۔۔

"بی بی کون ہو تُم اور یہاں کیسے آئی ہو تُمہیں پتہ نہیں ہے کہ ہمارے پیر سائیں عورتوں سے پردہ کرتے ہیں۔۔۔!!!

ایک مرید نے کھڑے ہو کر اُسے سر تا پیر گھورتے ہوئے کہا۔۔

پیر غزلان سائیں سامنے کھڑی چھوٹی لڑکی کو پہنچان چکا تھا اُس مرید کی نظریں اُس پر دیکھ شال کے پیچھے اُسکے سفید ہاتھ ضبط کے باعث کھستے چلے گئے۔۔۔

یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا جو وہ اتنا غصہ محسوس کر رہا تھا کیونکہ اُسکا مزاج ٹھنڈے پانی کی مانند تھا۔۔۔اُسے پتہ تھا غصہ حرام ہے۔ مگر سامنے کھڑی چھوٹی لڑکی کی حرکتوں سے وہ آجکل بہت زیادہ غصہ کرنے لگا تھا۔۔۔

!!!میں کسی کے لیے بہت خاص ہو۔۔۔۔"

پیر غزلان شاہ کی سیاہ آنکھوں میں اپنی شہد رنگ کی نشیلی آنکھیں شرارت سے گاڑے وہ اُس مرید سے بولتی تیزی سے پیر سائیں کے تخت کے پاس پہنچ کر منہ پھولا کر تخت پر شان سے بیٹھے اُس شخص کو دیکھنے لگی جس سے اُسے بہت ساری شکایتیں تھی۔۔۔

یہ بھلا کیا بات ہوئی پیر سائیں۔۔۔آپ عورتوں سے بات" نہیں کرتے۔۔اگر آپ ہم سے بات نہیں کرے گے تو ہمارا مسلہ کیسے سُنے گے ہم عورتوں کی بھی آپکو سُننی چاہیے۔۔۔۔!!!

وہ منہ بسورتی ہوئی پیر غزلان شاہ کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔

ہممممم ہاں بی بی بتائیں آپ اپنا "مسلا" ہم انصاف ضرور دلائے"
!!! گے آپکو۔۔۔

سیاہ آنکھیں شہد آنکھوں میں گاڑے وہ سنجیدگی سے اپنی نرم ازلی رعب دار آواز میں گویا ہوا۔۔۔

!!! پیر سائیں ہمیں اپنے شوہر سے مسلا ہے۔۔۔"

وہ کریم کلر کی شال پر اپنے نازک ہاتھ پھیرتی اُسے دیکھے بغیر کہنے لگی۔۔ پیر غزلان شاہ کو شدید صدمہ لگا جب اُس نے اُسکے گرد اوڑھے شال کو غور سے دیکھا جو اُسکا تھا۔۔۔ آنکھوں میں پہلی

بار سُرخی لیے وہ اُس چھوٹی لڑکی کو دیکھنے لگا اُسنے اپنے کپڑے شال کبھی کسی خادمہ کو ہاتھ لگانے نہیں دیئے تھے۔۔

اُسکے کپڑوں اور جوتوں کا خیال اُسکا خاص خادم عالم داد کرتا تھا۔۔۔۔آج ایک لڑکی کے بدن پر اپنا شال دیکھ غصے سے وہاں اُس سے بیٹھنا بھی محال ہو رہا تھا۔ لیکن وہ ضبط کیے بیٹھا نظریں نیچے جھکا کر اُسے سُننے لگا۔۔۔

"وہ میرے بال نہیں بناتے وہ رات کو الگ روم میں رہتے ہیں ہاتھ تو لگانے سے جیسے وہ ڈرتے ہیں جسے میں اُنکی بیوی نہیں کوئی بیماری ہو جو ہاتھ لگانے سے اُنہیں لگ جائے گی۔آپ بتائیں ہمیں انصاف دے سکتے ہیں یا ہمیں ایک تعویذ دے یا اُن پر کچھ پڑھ کر پھونک دے تاکہ وہ اپنے مریدوں کی طرح مجھ پر بھی پیار

بھری نظروں کی بارش کر دے اور ہنس کر مجھ سے باتیں کر سکے۔۔۔!!!

شہد رنگ آنکھوں کی مستیاں اپنے عروج پر تھی۔
جبکہ مقابل کی سفید و جیہہ چہرے پر اُسکی بچکانہ باتوں پر غصے سے سُرخیاں سی گھل گئی تھیں۔۔۔۔

بی بی حترام سے پیر سائیں کے سامنے تُمھیں اپنی اور اپنے شوہر" کی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔۔جاؤ نکل جاؤ۔۔۔!!!

وہی مرید جو پاس کے گاؤں کا سرپنچ بھی تھا آگے بڑھا وہ اُسے ہاتھ لگانے ہی والا تھا پیر غزلان شاہ کی سپاٹ لہجے پر اُسے رکنا پڑا۔۔۔

"ساجد سائیں آپ آرام سے بیٹھے ہم سُن رہے ہیں ناں ان بی بی کی بات کو آپ پر سکون رہیں۔۔۔عالم داد سائیں کو ٹھنڈا پانی پلائے انکا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے تاکہ وہ جلد پر سکون ہو جائے۔۔۔!!!

اپنی گہری نظروں سے ساجد شاہ کو باور کرانے لگا وہ ایک نامحرم کو چھو کر گناہ کمانے والا تھا۔۔جبکہ اِس وقت اُسکا دل چاہ رہا تھا ساجد شاہ کی نظریں نوچ پھینکے جو سامنے کھڑی اُسکی چھوٹی سی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ویسے پیر سائیں آپ سفید کپڑوں میں بڑے ہینڈسم لگ رہے ہے"
!!!ہیں. کیا میں آپکے ساتھ ایک سیلفی لے سکتی ہو۔۔۔

اُسے اُس بُرے آدمی کو گھورتے ہوئے دیکھتی وہ اُسکے تخت پر چڑھی اور اُسکے ساتھ لگکر بیٹھتی وہ شریر لہجے میں کہتی اپنا اسمارٹ فون نکال کر آگے کرتی سیلفی لینے لگی۔۔

اُسکی اِس حرکت پر سب مریدوں اور اُسکے خادموں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی جبکہ وہ اب ضبط کا دامن توڑ کر اٹھا اور غصے سے اُسے کلائی سے پکڑ کر باہر کی جانب بڑھا اُسکے پیچھے عالم داد بھی تیزی سے باہر نکلا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

لڑکی ہمیں برباد کرنے کی وجہ جان سکتے ہیں ہم۔۔؟؟"

روم میں غزلان سائیں کی دبنگ آواز گونجی وہ سامنے صوفے پر بیٹھا اُسے اپنی سُرخ انگارہ بنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جو سر جھکے شرافت سے کھڑی تھی۔۔۔

"پیر سائیں ہم تو آپکو آباد کرنا چاہتے ہیں برباد نہیں۔۔"

نورِ حرم اچانک اپنی شہد رنگ آنکھوں میں شرارت سجا کر سامنے صوفے کے دونوں ہتھوں کے اوپر سختی سے اپنے مضبوط ہاتھ

جمائے بیٹھے غزلان شاہ کی آنکھوں میں معنی خیزی سے دیکھتی دلیری سے بولی۔

"یہ سب کر کے آپ کو لگتا ہے ہم آباد ہونگے۔۔"

سیاہ آنکھوں میں غضب کی وحشت طاری ہو گئی اور مونچھوں تلے دبے ہونٹ سختی سے بھینچ گئے۔۔۔

"پیر سائیں ہم تو وہاں اپنا مسلہ لے کر آئے تھے آپکو برباد کرنے کہا یہ تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے بھلا ہم اپنے محبوب ہینڈسم شوہر کی عزت کیوں خراب کرنا چاہے گے۔۔"

وہ ڈراما کرتی ہوئی غزلان شاہ کو ایک آنکھ نہ بھائی وہ سخت نظروں سے اُسے دیکھنے لگا جواب نظریں جھکا کر مسکین بننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"آپ اپنا مسلہ آئندہ ہمارے گھر میں ہمارے آنے کے بعد ہمیں بتائیں گے۔۔"

وہ نرم پڑتے ہوئے بولا۔۔

"ہوں سو کیوٹ پیر سائیں آپ کتنے پیارے ہیں جو ہمیں اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں بلکہ میں ایسا کرتی ہوں اپنی سبھی چیزیں اپکے کمرے میں شفٹ کرتی ہوں اسطرح مجھے آپکے کمرے میں بار بار

چل کر تو آنا نہیں پڑے گا وہی موجودگی میں میں آپ سے اپنے مسلے شئیر کیا کروں گی۔۔"

اُسکی بات پر مسکرا کر چہکتی ہوئی اُسکی طرف تیزی بڑھی اور اُسکی گود میں گرنے والے انداز میں بیٹھتی ہوئیں وہ اپنی نازک انگلیوں سے اُسکے وجیہہ چہرے کو چھونے لگی۔۔۔

غزلان شاہ کو اُسکی لمس پر اپنے حلق میں کچھ اٹکے ہوئے شدت سے محسوس ہوا تو وہ گھبرا کر اُسے نیچے پھینکتا اٹھا۔۔

نورِ حرم نیچے قیمتی کالین پر بیٹھی اُسکے چہرے کو دیکھنے لگی جو سرخ ہوتا چلا جا رہا تھا تبھی غزلان شاہ نے اپنے گرد لپٹی گرے رنگ کی

چادر کو اتار کر صوفے پر پھینکا پھر پگڑی کو آرام سے اتار کر سامنے ٹیبل پر رکھتا اُسے دیکھے بغیر اُس کمرے سے نکلا۔۔

"پیر سائیں تُم جو ہو وہ سب کو نظر نہیں آتے اور جو ہو وہ صرف میں دیکھ سکتی ہوں بہت جلد تُمہاری اصلیت میں سبکے سامنے لاؤ گی ویٹ اینڈ واچ"۔۔

وہ شدید نفرت سے کہتی وہاں سے اٹھنے لگی لیکن ایک مشک بار سی دلفریب خوشبو جب اُسکی چھوٹی سی ناک سے ٹکرائی تو وہ سحر زدگی کے عالم میں اُس پر کیف خوشبو کی جانب بڑھی جو صوفے کی جانب سے آرہی تھی۔۔

وہ کھوئی سی تھی اس سحر کی جال میں پھنس گئی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اسے اپنی جادو کے زیر اثر اپنے اشاروں پر چلنے پر مجبور کر رہا ہے وہ صوفے پر لیٹنے والے انداز میں لیٹی تب ہی وہ خوشبو اسکے قریب تر ہو گئی تو اُسنے ہاتھ اپنے نیچے رکھی اُس نرم چیز جو غزلان شاہ کی چادر تھی اس پر رکھا اور اسے اٹھا کر اپنے ناک کے قریب تر کیا۔۔۔

وہ لڑکی جو یہاں صرف اُس نیک شخص سے بدلا لینے کی غرض سے آئی تھیں۔۔بہت جلد وہ قدرت کے اس فیصلے کے آگے جھکنے والی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

واہ شاہ جی آپکے تو سکس پیک بھی ہے۔ایک منٹ رکیے میں زرا" آپکی اس طرح ایک سیلفی تو لوں تاکہ اپنی سوشل میڈیا کی فرینڈز کو اپنے ہبی کی ہینڈسم نِس سے جلاؤ۔۔۔!!!

وہ اپنی قمیض اتار کر سامنے بیڈ پر کرینے سے رکھتا شاور لینے کی غرض سے باتھروم کی جانب بڑھنے لگا لیکن پیچھے سے ایک چہکتی شریر آواز پر وہ سٹپٹا کر مڑا۔

سامنے کھڑی آفت کی پڑیا کو دیکھ وہ سخت گھبراہٹ کے عالم میں تیزی سے بیڈ کی جانب بڑھا لیکن اُسکے تیزی سے راستے میں آنے کی وجہ وہ دونوں ڈرام سے پیچھے بیڈ کے اوپر ایک دوسرے کے اوپر گرے۔۔۔

"لڑکی دور رہوں ہم سے ہمیں کیوں سختی کرنے پر بار بار آپ
!!!اُکساتی ہو۔۔۔

وہ اپنے مضبوط سینے پر اُسکے سفید نرم نازک ہاتھوں کی لمس اور گردن پر گرم سانسوں کو شدت سے محسوس کرتا اپنے دل کو بے خودی کے عالم میں اپنے رگ رگ میں شدت سے ڈھرکتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔۔

"شاہ سائیں سچ بتانا یہ سکس پیک کب بنائے آپ نے پرامس میں
!!!کسی کو یہ راز نہیں بتاؤ گی۔۔۔

وہ ہاتھ نیچے لے جا کر اُسکے سکس پیک کو چھوتی شریر لہجے میں کہتی ایک آنکھ دبا کر کہنے لگی۔۔

غزلان شاہ کا پورا چہرہ سرخ اناری ہو رہا تھا اُسکے بے باکی سے چھونے پر وہ سخت نظروں سے اُسے دیکھتا اپنے سفید مردانہ ہاتھ اُسکے نازک ہاتھ پر رکھتا غصے سے اُسے پیچھے کرتا بیڈ سے اٹھا۔۔۔۔

لڑکی شرم نام کی چیز سے آپ واقف ہیں یا نہیں یہ کیا عمل ہے" جو آپ ہمارے ساتھ ڈو رہا رہی ہے کب سے برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے جواب ہم سے چھوٹتا جا رہا ہے اللہ کے لیے !!! ہمیں سخت اقدام کرنے پر مجبور مت کروں۔۔

وہ بیڈ پر رکھا اپنا قمیض شدید غصے سے اٹھا کر پہننے لگا لیکن نورِ حرم نے بیڈ سے اٹھ کر اُسکے ہاتھ سے اُسکا قمیض چھینا اور دور اچھال کر اُسکے پاس بے حد قریب آ کر اُسکے سرخ چہرے کو ٹھوڈی سے پکڑ کر اپنا اسمارٹ فون اوپر اٹھا اُسکی جانب دیکھتی مسکراتی ہوئی اُسکے گالوں پر جھکی۔

غزلان شاہ اُسکی حرکت پر آنکھیں پھاڑے سامنے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔نورِ حرم سیلفی لیتی پیچھے ہوئی اور کلکلاتی ہوئی بیڈ پر بیٹھی اور اپنی اور اُسکی سیلفی کو اپنے انسٹا گرام میں اپلوڈ کرنے لگی۔۔

وہ ابھی تک حواسوں میں نہیں تھا سامنے دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے غائب دماغی سے سوچ رہا تھا کہ یہ کچھ دیر پہلے اُسکے ساتھ کیا ہوا تھا سیاہ آنکھوں میں خماری لیے دل کو شدت سے دل و دماغ میں تیزی سے ڈھرکتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"واہ شاہ سائیں آپ تو اس حلیے میں بڑے آگ برساتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔۔"

وہ موبائل میں اُسکی اور اپنی سیلفی کو زوم کرتیں ہوئے چہک اٹھی تو اُسکی آواز سن کر غزلان شاہ چونکا اور اُسے دیکھنے لگا جو موبائل میں لگی ہوئی تھی۔۔

ابھی میں آپکی اور اپنی یہ پک اپنی انسٹا آئی ڈی پر ڈال کر سکو"
"جلاتی ہو۔۔

وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتی شریر لہجے میں ایک آنکھ دبا کر بولی تو اسکی بات پر غزلان شاہ غصے سے آگے بڑھا اور اُسکے ہاتھ سے اُسکا موبائل چھین کر غصے سے روم سے باہر نکلا۔۔

شاہ جی شرافت سے آپ میرا فون مجھے واپس کر دے میں"
شرافت سے کہہ رہی ہوا گر آپ نے کچھ غلط کیا نا میرے عزیز من کے ساتھ تو میں کہہ رہی ہو میں طوفان کھڑا کر دو گی اس
"حویلی میں۔۔

وہ بھی روم سے نکلتی تیزی سے اسکے پیچھے بھاگتی ہوئی چیخ کر بولی۔۔

خاموش بے ادب لڑکی یہ آپ ہماری تصویر نکالنے کا انجام" "بھگت رہی ہیں۔۔

وہ کچن میں داخل ہوا اور چولہے کے آگے کھڑے ہو کر اُسکا موبائل فون چولہے پر رکھ آگ جلا کر پیچھے ہٹتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔۔

"ہائے شاہ جی یہ آپ نے کیا کر دیا میرا فون۔۔"

وہ روتی ہوئی تیزی سے ہاتھ چولہے کی جانب بڑھا کر اپنی فون کے جلنے کے ڈر سے بچانے والی تھی کہ غزلان شاہ نے آگے بڑھ کر اُسے پیچھے اپنے سینے سے لگایا۔

وہ اُسکے کشادہ سینے سے لگ کر اپنے فون کا ماتم کرنے لگی جو اب جل کر راکھ کا ڈھیر بن چکا تھا۔۔۔

"شاہ سائیں آپ بہت بُرے ہیں ہر اُس شخص اُس چیز کو مجھ سے چھین رہے ہیں جو میری ہنسنے کی وجہ ہے۔۔"

وہ روتی ہوئی اُسکے سینے پر مکے برساتی ہوئی کہنے لگی جبکہ غزلان شاہ کو اسکی نزدیکی سے اس وقت گھبراہٹ بلکل بھی نہیں ہو رہی تھی نا ہی اُسے اپنے ماتھے پہ پسینے کے قطرے نمودار ہوتے ہوئے

محسوس ہوئے وہ سنجیدگی سے کھڑا اپنے دونوں ہاتھ نیچے گرائے اُسکے ہلتے وجود کو سہارا دیئے ہوئے تھا۔۔

"میں آپکو ان سب کے لیے کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔"

وہ اُسے پیچھے دھکا دے کر غصے سے اسے دیکھتی ہوئی کہتی وہاں سے روتی ہوئی بھاگی جبکہ غزلان شاہ سنجیدگی سے کھڑا اُسے وہاں سے بھاگتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

پیر غزلان شاہ کی صرف ایک دم والے پانی اور آپکا محبوب "
آپکے قدموں پر آیئے پہلے پایئے اس سنہرے موقع سے فایدہ
اٹھایئے ورنہ پھر یہ پیاری سی کیوٹ لڑکی یہاں کبھی آپ کو نہیں
ملے گی۔!!!

وہ غزلان شاہ کے ڈیرے کے پاس ہی ایک چھوٹی سی اسٹال
لگائے کھڑی تھی پیچھے ایک چاٹ پر اُسنے غزلان شاہ کی بہت بڑی
پک اور نیچے لکھا تھا کہ پہلے آیئے اور اس سنہرے موقعے سے
فائدہ اٹھایئے۔۔۔

رات غزلان شاہ کے غصے سے اُسکا جان سے قریب پیارا سیل
فون توڑنے پر وہ سخت غصے سے یہاں آئی تھی تاکہ وہ اُس سے بدلا

لے کر اپنا نقصان کی بر پائی کر دے ایک نیا اسمارٹ فون لے کر اب وہ سرخ گالوں کو پھولائے چیخ چیخ کر سب کو اکٹھا کر رہیں تھی۔۔۔

پیر غزلان سائیں کے یہ خاص دم والا پانی آپ ہر کام کیلئے بھی" استعمال کر سکتے ہیں آپکو صرف ایک ہزار روپے میں دے رہی ہو اتنا سستا دے رہی ہو یہ قیمتی پانی کی بوتل کو صرف آپ لوگوں کی خاطر!!!۔۔۔

ایک خادمہ سے اُسکا پھٹانی برقعہ لے کر یہاں پہن کر آئی تھی اور غزلان شاہ کے ڈر سے وہ چہرہ مکمل چھپائے ہوئے تھیں۔۔۔

"عالم داد جاؤ باہر پتہ کروں یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔!!!

وہ اپنی سیاہ پیجارو کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا سنجیدگی سے باہر دیکھ رہا تھا ڈیرے کے پاس ایک برقعے میں ملبوس عورت کو اسٹال لگائے دیکھ وہ ترچھی نگاہوں سے اُس عورت کو مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے عالم داد سے اپنے نرم لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"بی بی یہ کیا لگایا ہے یہاں یہ پیر سائیں کا ڈیرہ ہے تُمہارا دکان نہیں ہٹاؤ یہاں سے یہ سب۔۔۔!!!

عالم داد نے غزلان شاہ کی تصویر کو شائید دیکھا نہیں تھا اسی لیے وہ آگے بڑھا نہیں تھا وہی کھڑے ہو کر سختی سے نورِ حرم سے کہنے لگا۔۔۔

"کیوں صاب ہم کیوں یہاں سے جائے ہم غریب کی روزی روٹی پر تو لاٹ نہ ماروں کتنی محنت سے ہم نے اپنے گھر والے سے یہ پانی منگوایا تھا!!!۔۔۔

وہ خالص پھٹانو کی طرح کہتی برقعے کے پیچھے سے عالم داد کو گھورنے لگی۔۔۔

غزلان شاہ کی جب بے ساختہ بے ارادہ ہی نظریں چاٹ پر لگی اپنی تصویر پر پڑی تو وہ جو اپنی حویلی سے نکلتے وقت غصہ نہ کرنے کی قسم کھا کر نکلا تھا سختی سے سامنے برقعے میں ملبوس اُس طوفان کی نانی کو دیکھتا ضبط سے اپنی مٹھیاں کھسنے اور لبوں کو ایک دوسرے سے بھینچ کر اپنے غصے کو قابو کرنے لگا۔۔۔

"گستاخ لڑکی کب عقل آئے گیں جب ہم کچھ غلط کرے گے تب۔۔۔!!!

سُرخ آنکھوں سے اُسے گھورتا چبا چبا کر خود سے ہمکلامی کرتے ہوئے کہنے لگا۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ غزلان شاہ اس طرح کسی کو تعویذ اور پانی دم کر کے نہیں دیتا تھا وہ صرف دعا کرتا تھا

بے بسوں کے لیے لیکن یہ لڑکی اپنا بدلا اس سے اسطرح لے گی

اسنے شدید غصے سے سرخ ہوتے سامنے چھوٹی پر وبال جان کو

گھورا۔۔

اُسکی نظریں ہنوز اُس شیطان کی بہن پر مرکوز تھی جو عالم داد سے

نجانے کیا کیا کہہ رہی تھی۔۔

"استانی جی یہ علاقہ تو ہماری لسٹ میں موجود نہیں ہے۔۔

وہ چھوٹا سا گاؤں تھا شائید وہ اِس گاؤں میں غلطی سے آ گئے

تھے۔۔دستگیر شاہ نے لسٹ مھروسہ شاہ کو دیکھاتے ہوئے کہا

استانی مھروسہ کے ساتھ ماسٹر جی نے اسے بھیجا تھا جب ماسٹر نے اسکے نام کے ساتھ استانی جی کا نام لیا تھا تو وہ بہت خوش ہوا تھا یہ سوچ کر چلو صبح سے شام پانچ بجے تک وہ انکے ساتھ وقت تو گزارے گا۔۔

وہ دونوں اس گاؤں میں گھوم رہے تھے تبھی وہاں کے ایک فرد کی نظر اُن پر پڑی تو وہ اُنکے پاس آکر عیجب طرح کے سوال و جواب پوچھنے لگا۔۔۔

وہ دونوں کیا گھر سے بھاگ کر آئے تھے یا پھر وہ دونوں میاں بیوی ہے۔۔

وہ شخص اپنے لہجے سے جاہل معلوم ہو رہا تھا وہ اپنی کار میں استانی جی کے ساتھ یہاں پہنچا تھا اب سخت پریشان نظروں سے اس چھوٹے سے گاؤں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

چھوکرے اگر لڑکی کو گھر سے بھگانے والا معاملہ ہوا ناں تو" تیری خیر نہیں سرپنچ تجھے جان سے مارنے کا فیصلہ سنائے گے اگر "مرنا نہیں چاہتا تو سچ بتا۔۔۔

عیجب نظروں سے مھروسہ کو دیکھتے وہ شخص دستگیر شاہ سے مخاطب ہوا جبکہ مھروسہ اُسکی نظروں سے سہم کر دستگیر شاہ کی چوڑی پشت کے پیچھے جا چھپی۔۔

پہلی بات میں ایسا بے شرم نہیں ہوا اور دوسری بات یہ میری" کزن اور منگ ہے ہم اپنے دور کے رشتے داروں کے یہاں شادی میں جا رہے تھے ہمارا سارا خاندان جلدی میں نکلا تھا اسی لیے ہم "دونوں پیچھے رہ گئے اب تمہیں تسلی ہوئی۔۔۔

دستگیر شاہ اُس شخص کی نظروں سے سخت غصے میں آکر جھوٹ بولنے پر مجبور ہوا جبکہ مھروسہ شاہ اُسکی کزن اور منگ والی بات پر پھٹی آنکھوں سے اُسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی۔۔

اب یہ فیصلہ تو سرپنچ ہی کرے گا کہ تو سچ بول رہا ہے یا جھوٹ" پتہ ہے یہاں اگر کوئی لڑکا لڑکی کو گھر سے بھگا کر لاتا ہے تو ہم اُنکے ساتھ کرتے کیا ہیں۔؟؟

اُس شخص کی بات پر دستگیر شاہ نے اُسے غور سے سر تا پیر گھورا تو اُسکے ماتھے پر لگی تلک سے وہ جان گیا کہ وہ اِس وقت کس علاقے میں ہے۔۔

مطلب وہ ہندوؤں کی بستی میں آئے تھے اور اُسنے اس گاؤں کے بارے میں یہ سنا تھا یہاں جب بھی کوئی نوجوان لڑکا اور لڑکی اکیلے آتے ہیں تو اِس گاؤں کے لوگ اِنہیں تب تک نہیں چھوڑتے جب تک اِنکا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے کیا رشتہ ہے یہ سب نہ جان لے وہ لوگ۔

اب وہ دونوں بری طرح سے پھنس چکے تھے۔۔

کیا مطلب تُم کیا کہہ رہے ہو۔۔؟؟"

اُس شخص کی بات سے اُسے کسی خطرے کا احساس ہوا تو وہ پریشانی سے پوچھ بیٹھا۔۔

"اگر تُم دونوں جھوٹ بول رہے ہو تو ابھی سے بتا دیتا ہوں کہ اگر بعد میں ہمیں پتہ چلا تو چھوکرے تُو مرے گا اور یہ چھوکری اپنی عزت سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔
سرپنچ فیصلے میں اِس چھوکری کو یہاں کے کسی شرابی جواری کے حوالے کر دے گے آگے کا تو تیرے کو معلوم ہے کہ اِس چھوکری کے ساتھ کیا ہو گا۔۔۔۔"

اُس شخص کی نگاہیں پھر سے بہکی اور جا کر مھروسہ کے اوپر جم گئی تو دستگیر شاہ نے اپنے گرد اوڑھی شال کو اتار کر مھروسہ کے اوپر ڈالا اِس طرح کے اُس شخص کی نظروں سے وہ محفوظ رہ سکے۔۔۔

اِن سب سے بچنے کا کوئی حل ہے کیا۔۔؟؟"

دستگیر شاہ نے صبر کے گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں ہیں نا چھوکرے میرے پاس اس کا ایک حل اگر تُمھیں اور اِس چھوکری کو منظور تو ٹھیک ورنہ جاؤ مرواور اپنی عزت گنواؤ۔۔"

دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے وہ شخص کہنے لگا۔۔

"کیا ہے وہ حل۔۔۔"

دستگیر شاہ مھروسہ شاہ کی عزت کو بچانے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا تھا چاہیے اُسکی جان ہی کیوں نہ چلی جائے اُس بیچ۔۔

"تُم دونوں کا مہذب۔۔"

شخص کی بات پر دونوں نے اچھنبے سے اُسے دیکھا۔۔

"کیا مطلب تُم کہنا کیا چاہتے ہو کھل کر کہوں۔۔"

دستگیر شاہ اب سخت چڑتے ہوئے بولا۔۔

چھوکرے ظاہر سی بات ہے اب تُم لوگوں کو میاں بیوی کا رشتہ " ہی بچا سکتا ہے اپنا مہذب بتاؤ تا کہ میں اسی طرح بندوبست کر دوگا "تُم لوگوں کی شادی کے لیے۔۔۔

وہ شخص معنی خیزی سے دونوں کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔۔

"اور کک۔کوئی راستہ نہیں ہے۔۔"

نکاح کا سنتی مھروسہ شاہ سٹپٹاتی ہوئی بولی۔۔

"استانی جی ہمیں اِس گاؤں کے سرپنچ اور لوگوں کی باتوں سے بچنے کیلئے یہ کرنا پڑے گا ورنہ آپ۔۔"

دستگیر شاہ نے مڑتے ہوئے آہستگی سے کہا تو مھروسہ اسکی آخری چھوڑی گئی بات سمجھ کر بری طرح سے لرزتی ہوئی اپنا سر جھکا کر کچھ دیر اسی طرح کھڑی رہی پھر سر ہاں میں ہلانے لگی۔

"میں اپنی منگ کی عزت کی خاطر نکاح کروں گا کیا یہاں آس پاس کوئی مسجد ہے۔۔؟؟

دستگیر شاہ نے مھروسہ شاہ کے چادر میں لپٹے نازک وجود کو دیکھتے ہوئے اٹل لہجے میں کہا تو وہ شخص اسے معنی خیزی سے مسکرا کر دیکھنے لگا۔۔

چھوکرے ہاں ہیں ناں لیکن وہاں میں تُم لوگوں کو ایک شرط پر" لے جاؤ گا جب تم مجھے میرے پینے کے لئے کچھ خرچی دو "گے۔۔

اُس شخص کی بات پر دستگیر شاہ نے جیب سے بہت سارے نوٹ نکال کر اسے دیئے تو وہ ہنستے ہوئے اسے اپنے پیچھے آنے کا کہتا آگے بڑھنے لگا۔۔

تو وہ دونوں بھی اُس شخص کے پیچھے تیزی سے بڑھے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"دستگیر شاہ کل اسکول پہنچتے ہی آپ ہمیں طلاق دے گے۔۔"

ابھی اُنکے نکاح کو ہوئے ایک گھنٹہ بھی پورا نہیں ہوا تھا۔
مھروسہ شاہ اور وہ جب مسجد کے صحن میں پہنچے تو وہ اُسے دیکھتی ہوئی سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

اُستانی جی ابھی آپ طلاق کا ذکر مت کریں۔۔ورنہ یہ گاؤں" والے ہم پر شک کرے گے ابھی رات بہت ہو چکی ہے ہم یہاں

سے کل صبح نکلے گیں ابھی ہمیں یہاں میاں بیوی کی طرح رہنے کا دیکھاوا کرنا ہو گا۔۔"

دستگیر شاہ طلاق لفظ کو سُن کر غصے کی لہر اپنے وجود پر ڈورتا ہوا شدت سے محسوس کر رہا تھا مگر پھر بھی وہ خود کو ضبط سے سنبھال کر مھروسہ شاہ سے نرم لہجے میں بولا۔۔

"مبارک ہو تُم دونوں کو اب تُم لوگوں کے پاس ثبوت ہے تُم دونوں میاں بیوی ہو اب گاؤں والے اور سرپنچ تُم لوگوں کو کچھ نہیں کہہ سکتے آؤ میں تُم لوگوں کے رہنے کا بندوبست کر دیتا ہوں۔۔"

وہ دونوں باتیں کر رہے تھے تب ہی وہ شخص دستگیر شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے اور مھروسہ شاہ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہنے لگا۔۔

ہم کل صبح ہوتے ہی یہاں سے نکل جائے گے۔"
پھر وہاں پہنچ کر میں آپکو طلاق کے پیپرز بنا کر بھیج دو گا اُستانی
"جی۔۔

وہ پاس ہی بنے چھوٹے سے دابے سے کھانا کھانے کے بعد اب اُس شخص کے گھر میں موجود تھے اور اِس وقت اِس گھر کے ایک چھوٹے سے کمرے میں تھے۔۔

کمرے میں صرف ایک بیڈ تھا جس پر سرخ رنگ کی چادر بچھائی گئی تھی اور سامنے دیوار پر ایک تصویر لگی تھی جو شائید انکے بھگوان کی تھی۔۔

"ٹھیک ہے۔۔"

مھروسہ شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

دستگیر شاہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔؟؟"

مھروسہ اِس کمرے میں اپنے ساتھ ایک مرد کی موجودگی سے بیڈ پر لیٹنے سے سخت گھبرا رہی تھی تبھی دستگیر شاہ کو اپنے دائیں جانب لیٹتے ہوئے دیکھ وہ سٹپٹا کر تیزی سے بیڈ سے اٹھی۔۔

"اُستانی جی سونے کی تیاری۔۔"

سنجیدگی سے تکیہ درست کرتے ہوئے کہا گیا۔۔

کیا مطلب سونے کی تیاری اٹھو یہاں سے اور جا کر نیچے "

"سوؤں۔۔

مھروسہ شاہ اُسے سختی سے گھورتی ہوئی اپنی استانی والی روعب اس پر جماتی ہوئی بولی۔۔

استانی جی کیوں کیا آپکو مجھ سے ڈر لگ رہا ہے۔۔؟؟"

اچانک باہر بادلوں کے شدت سے ٹکرانے کی آواز گونجی اور بجلی چمکنے لگی تبھی اچانک سے لائٹ چلی گئی تو پورا کمرا اندھیرے میں ڈوب گیا۔۔۔

یہ لائٹ کیوں چلی گئی۔۔؟؟"

دستگیر شاہ کو اپنے بے حد قریب اُسکی خوفزدہ آواز سنائی دیا تبھی پھر سے بادل ٹکرائے تو شدت سے ایک خوفناک آواز گونجی۔

مھروسہ شاہ جو دستگیر شاہ کے قریب تھی وہ ڈرتی ہوئی جا کر اُس سے ٹکرائی دستگیر شاہ اندھیرے میں اپنی جیب سے اپنا موبائل نکال رہا تھا یکدم سے اُسکے سینے سے لگنے پر اُسکے ہاتھ وہی ٹھہر گئے۔

نن۔۔۔۔ نہیں دستگیر شاہ ہمیں مت چھوڑیں ہمیں اسی طرح" "پکڑے رہیں ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔

دستگیر شاہ کے پیچھے کرنے پر وہ واپس ڈرتی ہوئی اُسکے کشادہ سینے سے جا کر لگی اور سختی سے اُسکی پشت کو جکڑتی ہوئی بولی۔۔۔

"اُستانی جی آپکی قرابت ہمیں اکسا رہی ہے پلیز پیچھے ہو جائے پلیز ورنہ ہمیں ڈر ہے ہم اپنا ضبط کھو کر بہک جائے گے۔۔"

وہ مھروسہ شاہ کے لبوں کی جنبش کو اپنے سینے پر لرزتے ہوئے محسوس کر سکتا تھا اور ڈھرکتے دل کی دھڑکن کو آسانی سے سن سکتا تھا وہ سخت بے بسی سے بولا۔۔

"دستگیر شاہ ہمیں اندھیرے اور طوفانی بارشوں سے ڈر لگتا ہے"
ہمیں اِس وقت صرف اسی طرح پکڑے رہیں آپ تاکہ ہمارا ڈر
"کچھ کم ہو۔۔۔

مھروسہ اپنی ڈر کی وجہ سے دستگیر شاہ کے بہکتے جذبات سے لاعلم اُسکی چوڑی پشت کو اپنی نازک ہاتھوں کی مدد سے دباؤ بڑھاتی وہ سختی سے آنکھیں میچے اُسکے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی۔

دستگیر شاہ کمرے میں گھپ اندھیرا ہونے کی وجہ سے اور بیڈ پر اپنے ساتھ موجود اپنی من پسند ہستی کی نزدیکی سے اب مکمل طور پر بہک چکا تھا۔۔

"دستگیر کی جان۔۔"

گھمبیر آواز مھروسہ شاہ کے کان کے بے حد قریب گونجا تو اپنا سر اوپر اٹھا کر اندھیرے میں ڈوبے اس کمرے میں اپنے بے حد نزدیک بیٹھے شخص کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔

یکدم سے بجلی چمکی تو اس چھوٹے سے کمرے میں تھوڑی سی روشنی پیدا ہوئی تو مقابل کی سیاہ آنکھوں کے پیغام پڑھ کر وہ اس لمحے کے زد میں آکر اُسکی کشادہ سینے پر سر رکھ گئی اور اپنی شبنمی ہونٹوں کو اسکے کشادہ سینے پر رکھ کر اُسکی چوڑی پشت پر نازک ہاتھوں کو باندھ کر اُسے اپنا آپ سونپ گئی۔۔

"سسی۔۔"

اپنی گردن پر شدت بھرا لمس محسوس کرتی وہ سسک کر اپنے ہاتھ کے ناخن اُسکی چوڑی پشت پر گاڑ کر وہ دستگیر شاہ کو اور بھی بہکانے پر مجبور کر گئی۔۔۔

مھروسہ شاہ دستگیر شاہ کے شدتوں بھرے لمس اور قرابت بھرے لمحے کی زد میں آکر اس شخص کے سحر میں کھو کر اُسکا ساتھ دیتی ہوئی باہر ہوتی طوفانی بارش اور کمرے میں ہوتی اندھیرے کو بھول گئی اور ساتھ میں طلاق والی بات کو بھی پراموش کر گئی تھی۔

♥♥♥♥♥♥♥

اپنے اوپر وزن محسوس کرتی وہ گھبرا کر جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھول گئی اِس وقت اُسے اپنے پورے جسم میں بہت درد سا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

اچانک اُسکی نظریں اپنے وجود پر پڑی تو وہ پریشان ہو گئی کیونکہ وہ خود کو اُس سرخ بیڈ شیٹ میں جو کل رات اِس بیڈ کے اوپر بچھا ہوا تھا جس پر اس وقت وہ لیٹی تھی۔اپنا وجود اس میں لپٹے ہوئے دیکھ وہ سخت گھبرا کر چادر اوپر کرتی لرز اٹھی۔۔

کیونکہ اس وقت جس حلیے میں تھیں اُسکے لیے وہ سخت شرمندگی کی بات تھی۔

تبھی اُسے کسی کی مضبوط پناہوں کا احساس ہوا تو اپنی نظریں اپنے پہلوں میں لیٹے شخص پر جا ٹھہری۔

جو اُسے اپنے سینے سے لگائے گہری نیند میں تھا۔

"دستگیر شاہ۔۔"

یہ سب دیکھتی شدید غصے سے دستگیر شاہ کے مضبوط بازؤں کو ہلاتی اُسے اٹھانے لگی۔

وہ گہری نیند میں تھا اُسکے غصے سے ہلانے پر اچانک سے اُسے کمر سے پکڑ کر اپنے اوپر گرا کر اُسکے نرم گلزار لبوں پہ اپنے لب رکھ کر شدت سے اُسے اپنی آغوش میں بھرتا وہی کل رات کی طرح اُس پر اپنی شدتیں لٹانے لگا۔۔

"دستگیر شاہ ہوش میں آؤ یہ کیا کر دیا تُم نے اٹھو۔۔۔"

اُسکی مضبوط باہوں کی گرفت میں مچلتی سرخ ہوتی وہ اپنے لب اُسکے لبوں سے آزاد کرتی نفرت سے بولی۔۔

"استانی جی۔۔"

دستگیر شاہ زور زور سے ہلانے پر جھٹکے سے آنکھیں کھول کر اُسے اس بیڈ شیٹ میں لپٹے دیکھ تیزی سے نظریں ہٹاتا اُسے پکارا اٹھا۔۔

دستگیر شاہ یہ سب کیوں کیا ہمارے ساتھ بتاؤ۔۔؟؟"

خود کو چادر میں چھپا کر وہ شدت سے چیختی ہوئی رو کر بولی۔

"استانی جی کل رات ہمارے درمیان جو کچھ بھی ہوا تھا اُس میں آپکی بھی مرضی شامل تھی آپ نے بھی ساتھ دیا تھا ہمارا ہم اکیلے ہی قصوروار نہیں ہے آپ بھی ہمیں بہکانے کے زمہ دار ہے۔۔۔"

دستگیر شاہ اُسکے الزام پر تڑپتے ہوئے شدید غصے میں آکر اُسکے چادر میں چھپے نازک سراپے کو دیکھتے ہوئے اُسے کل رات اُسکا اسکو ساتھ دینے کا یاد کروانے لگا۔۔۔

تو وہ اُسکی نظروں اور اُسکی بات پر شرم سے سرخ ہوتی شرمندگی سے سر جھکا کر کل رات اپنے بہک جانے پر شدت سے رونے لگی۔۔

"دستگیر شاہ تُم ابھی اور اِسی وقت طلاق دو ہمیں۔۔"

اپنے دونوں نازک ہاتھوں سے وہ چہرا ڈھانپنے بری طرح سے روتی ہوئی بولی۔۔

استانی جی غلطی اکیلے ہم سے نہیں آپ سے بھی سرزد ہو چکا ہے" تو اب کیوں آپ طلاق مانگ رہی ہیں ہم سے۔۔۔

ہم اب آپ کو نہیں چھوڑے گے اب آپ مکمل طور پر دستگیر عالم شاہ کی ہو چکی ہے۔۔

اب آپ کو ہم سے کوئی بھی جدا نہیں کر سکتا اگر کسی نے یہ گستاخی کی میں اُسے جان سے مار ڈالوں گا۔۔"

دستگیر شاہ طلاق کی بات پر تو بھڑک اٹھا اور اُسے شانوں سے پکڑ کر بری طرح سے جھنجھوڑ کر سرد لہجے میں کہتا وہ جنونی انداز میں اُسکے چہرے کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔۔

"دور ہٹو ہم سے دستگیر شاہ۔۔"

مھروسہ شاہ اُسکی جنونیت بھرے لمس پر اُسے غصے سے خود سے دور کرتی چیخ کر بولی تو وہ پیچھے ہٹا اور اُسکے سفید گردن پر اپنے شدت سے چھوڑے گئے نشانات دیکھ وہ بے باکی سے مسکرایا۔۔

ہمیں آپ جتنی بار خود سے دور ہٹنے کا بولی گی ہم اتنا ہی ایسے " نشانات آپکے خوبصورت لبوں پہ اور اس نازک گردن پر چھوڑ "دوں گا۔۔

وہ اچانک اُسکے قریب آکر اُسکے لبوں کے کناروں پہ جہاں اسکے دیئے گئے نشان تھے جنہیں وہ اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتا معنی خیزی سے مسکرا کر کہتا پیچھے ہوا اور بیڈ سے نیچے اتر کر نیچے گری اپنی شرٹ کو اٹھا کر پہننے لگا۔۔

وہ اپنی شرٹ پہننے کے بعد کمرے سے باہر نکلا تو مھروسہ شاہ اپنے کل رات کی اس بے وقوفی پر اب سر ہاتھوں میں گرا کر سسکیاں بھرتی بری طرح سے رونے لگی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

پیر سائیں یہ عورت تو ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہیں آپ حکم "کریں ہم اُسے یہاں سے دھکے دے کر نکالتے ہیں۔۔"

غزلان شاہ کی سُرخ نظریں باہر زور زور سے چیختی سب مرد لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی اُسکی نظریں پھسل کر اُن

مردوں پر جاپڑی جو اُسکے چھوٹے سے اسٹال کے آگے کھڑے تھے۔۔سب کی نظریں اُس پر مرکوز دیکھ وہ غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔۔

"نہیں عالم داد اِس لڑکی کو ایسے رہنے دو جلدی سے ان سب مردوں کو یہاں سے ہٹاؤ جنکی نظریں اُس پر ہے۔۔"

سخت غصے سے نورِ حرم کو دیکھ وہ عالم داد کو حکم دینے لگا۔۔

"ٹھیک ہے سائیں۔۔"

عالم داد اپنے پیر سائیں کو اتنے زیادہ غصے میں آج پہلی بار دیکھ حیرت سے سامنے اسٹال پر کھڑی عورت کو دیکھنے لگا۔۔

تھوڑی دیر بعد وہاں سے سبھی مرد حضرات چلے گئے تو وہ پر سکونی سے آنکھیں بند کرتا سیٹ کے پشت سے ٹیک لگا کر خود کے غصے کو قابو کرنے لگا۔۔۔

اچانک اُسنے اپنی آنکھیں کھولیں ہاتھ آگے بڑھا کر دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور سامنے اس اسٹال کی جانب بڑھا۔۔

یہ سب کیا ہے لڑکی۔۔؟؟"

وہ برقعہ میں ملبوس اُس آفت کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔

وہ اُسے بدنام کرنے پر روز کچھ نہ کچھ کرتیں ہوئے اسکے اُس غصے کو جگا رہی تھی جو اُسنے ایک سال پہلے سلا دیا تھا اب یہ لڑکی وہی کر رہی تھی جو اُس ہستی نے ایک سال پہلے کیا تھا جسے اُسنے اپنے اُس سخت غصے سے موت کے گھاٹ اتارا تھا جو ہر وقت اسکے سر پر سوار رہتا تھا۔۔

پیر سائیں کل رات جو آپ نے میرا موبائل جلایا تھا ناں یہ اسی "کا بدلا ہے۔۔"

وہ برقعہ اپنے چہرے سے اٹھا کر غصے سے بولی۔۔

یہ آپ ہم سے کہنا کیا چاہتی ہے زرا کھل کر کہے وہ موبائل ہم" نے آپکی بے شرمی اور بے باکی کی وجہ جلایا تھا بد تمیز گستاخ لڑکی ہم آپ سے آخری بار کہہ رہے ہیں ایک سال پہلے کے غزلان "شاہ کو مت جگائیں ورنہ بہت پچھتائے گے آپ۔۔

شدید غصے سے اُسے کلائی سے پکڑ کر وہ غرایا۔۔

اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا تو وہ اپنا غصہ اس پر اتار رہا تھا اگر اس وقت اسے اتنا غصہ کرتے ہوئے کسی نے دیکھا تو وہ اسکے خلاف چلا جائے گا اور سب کو یہ بات بڑھا چڑھا کر سنا کر اسے بدنام کر دے گا۔۔۔

پیر سائیں تو جگائیں نا اُس غزلان شاہ کو جو ایک سال پہلے تھا اِس" غزلان شاہ سے مجھے کھیلتے ہوئے بلکل بھی مزا نہیں آ رہا شائید اُس "غزلان شاہ سے کھیل کر مجھے مزا آ جائے۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے وہی ایک سال پہلے کے غزلان شاہ بننے پر اکسانے لگی۔

غزلان شاہ شدید غصے سے اُسکی شہد رنگ آنکھوں کو اپنی آنکھوں میں دیکھ آگے بڑھا اور اُسے سختی سے کلائی سے پکڑ کر اپنی پیجارو کی جانب بڑھا۔۔

واہ ا ممممممہ۔۔"

تُم اٹھ گئے ایک سال پہلے کے غزلان شاہ ویسے ہیر ومانناپڑے گا

تُم تو قسم سے بہت زیادہ ہاٹ اور غصہ ور ہو میرے شاہ جی سے

"بھی زیادہ۔۔

اُسکے پیچارو کے اندر دھکیل کر وہ خود ڈرائور نگ سیٹ کی جانب

غصے سے بڑھا جب وہ سیٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ نورِ حرم نے معنی

خیزی سے اُسے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کر اُسکے گالوں کو چھوتے

ہوئے کہا۔۔۔

"خاموش لڑکی۔"

اُسکی بے باکی سے وہ آج بلکل بھی نہیں سٹپٹایا تھا بلکہ وہ وہی ایک سال پہلے والا غزلان شاہ کی طرح سخت نڈر اور بہادری سے جو وہ اپنے دشمنوں سے سامنا کرتے وقت بات کیا کرتا تھا اُس وقت بھی اسی طرح اس چھوٹی سی لڑکی کی آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھوں کو گاڑ کر وہ سرد لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"ہم پیر سائیں کی بیوی ہے تو ہم کیوں خاموش رہے۔۔"

وہ ڈرائیونگ کرتے غزلان شاہ کے چہرے کو بے باکی سے اپنی انگلی سے چھوتی ہوئی بولی۔۔

"شٹ اپ بے شرم لڑکی اگر آپ نہیں چاہتی ہو کہ ہم گاڑی کو سامنے کے ٹرالے سے ٹکرائیں تو ہم سے بہت زیادہ دور ہو کر خاموشی سے بیٹھ جائے۔۔"

وہ سُرخ آنکھوں سے سامنے ایک ٹرک کو دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں اُسے ڈراتے ہوئے کہنے لگا۔

وہ نورِ حرم تھی شرارتوں کی دکان وہ کہاڈرنے والوں میں سے تھی وہ تو ڈرانے والوں میں سے تھی۔۔

"شاہ جی اسطرح ہمیں بالکل بھی ڈرائیو پسند نہیں ہے تیز چلائے آری اپ۔۔۔۔۔"

وہ اچانک سے اُسکی گود پر آکر بیٹھی اور اسٹرنگ پر رکھے اُسکے سفید مضبوط مردانہ ہاتھوں پر اپنے نازک ہاتھ رکھتی گاڑی کی اسٹرنگ کو گھمانے لگی۔

"یاہو یہ ہوتی ہے ڈرائیونگ شاہ صاحب۔۔"

پیجارو کی رفتار یکدم سے تیز ہو گئی غزلان شاہ اُسے اپنی گود میں دیکھ غصے سے اُسکی پشت کو گھورنے لگا جو اب زور زور سے نعرے لگا رہی تھی۔۔۔

ہوں اچھا تو یہ ہوتی ہے ڈرائیونگ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا آپکا"

"بے حد شکریہ اب ہم اسی طرح ڈرائیونگ کرے گے۔۔

وہ چھوٹی لڑکی اس بات سے انجان اسے ڈرائیونگ سیکھا رہی تھی جو پیر بننے سے پہلے ایک ریسر چیمپئین رہ چکا تھا۔۔اپنی بات طنزیہ انداز میں کہتا اپنے ہاتھ اسٹرنگ پر اسکے نازک ہاتھوں کے نیچے سے ہٹانے کے بعد وہ اسکے نازک ہاتھوں کے اوپر رکھ کر یکدم سے پیجارو کو اتنا تیز بھگانے لگا کہ نورِ حرم کی چیخ نکل گئی۔۔

"شاہ جی سپیڈ کم کرے یہ ہائے وے ہے یہاں 100 تک سپیڈ خطرناک ثابت ہو گا ہمارا ایکسڈنٹ بھی ہو سکتا ہے آپ پلیز رفتار سلو کر دے پلیز۔۔"

غزلان شاہ کو پیجارو کوریس پر چھوڑتے ہوئے دیکھتی وہ اچانک سے پیچھے مڑی اور اپنے دونوں پاؤں پیچھے لے جا کر اپنا چہرہ اُسکے کشادہ سینے میں چھپاتے ہوئے آنکھوں کو سختی سے میچتی ہوئی بولی۔۔

"کیوں اب مزا نہیں آرہا آپکو پہلے تو بہت چیخ رہی تھی بہت چہک رہی تھی اب وہ دلیری کہاں چلی گئی جو ہمارے قریب آکر آپکی آنکھوں اور لہجے میں ہم محسوس کرتے تھے وہ سب اب کہاں چلا گیا ڈرفوک لڑکی"۔۔

اسٹرنگ پر گرفت مضبوط کرتا سپیڈ خطرناک ترین کرتا وہ سپاٹ لہجے میں کہنے لگا نورِ حرم جو اُس سے لگ کر اب بری طرح سے ڈر

چکی تھی وہ اسکی بات پر اپنا سر اوپر اٹھا کر اپنے بے حد قریب اسکا چہرہ دیکھتی وہ مسکرائی اور اپنا چہرہ اوپر کرتی بے باکی سے اسکی نظروں میں دیکھنے لگی۔۔

غزلان شاہ کو اسکا چہرہ اوپر کرنے سے سامنے کا منظر نظر آنا بند ہوا جبکہ وہ اُسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی اچانک اُسکی نظریں اُسکے مونچھوں تلے سختی سے دبے عنابی ہونٹوں پر پڑی تو وہ بے خودی سے آگے بڑھی۔۔۔

غزلان شاہ کی نظریں ڈرائیونگ پر نہیں تھی بلکہ اسکی نزدیکی پر تھی جو اُسکے ہونٹوں پر آہستگی سے جھک رہی تھی اُسکی قربت پر وہ پیسنہ سے بھیگتا ہوا خود کو شدت سے محسوس کرنے لگا تبھی اُس

سے پیجارو سنبھل نہ سکا اور ہائے وے سے اتار کر سیدھا جا کر سامنے کے کھمبے سے ٹکرا گیا۔۔

دد۔۔۔دور ہٹو گستاخ لڑکی ہر وقت مستی ٹھیک نہیں ہے"

"دیکھا مرتے مرتے بچے ہیں۔۔

اُسے الٹے منہ سائیڈ پر لیٹاتے ہوئے وہ شدید پریشانی سے اُسکے وجود سے اس برقعے کو آزاد کرتا اُسکی سفید شرٹ کو دیکھنے لگا جو سامنے کھمبے سے پیجارو کو لگنے کی وجہ سے شیشے ٹوٹ کر اُس نازک لڑکی کی پشت پر لگنے کی وجہ سے اب خون سے بھر چکا تھا۔۔

"آہ شاہ جی بہت درد ہو رہا ہے۔۔"

غزلان سائیں نے اُسکی شرٹ کو اوپر کیا تو سامنے اُسکی گوری پشت کو خون سے بھرے دیکھ وہ اپنی سیاہ آنکھوں کو تیزی سے بند کر گیا وہ الٹے منہ سیٹ پر لیٹی ہوئی تھی سسکی بھرتی ہوئی چیخ کر بولی۔۔

"یہ اللہ کی طرف سے آپکے لیے ایک سبق ہے شرارت کروں ہم منا نہیں کرتے آپکو لیکن وہی شرارت کروں جو نقصان کا باعث نہ بنے۔۔"

اُسکی درد میں ڈوبی آواز پر اُسنے آنکھیں کھول کر اُسکی گوری پشت کو پھر سے دیکھا پیجارو کے شیشے سیاہ ہونے کی وجہ سے اندر کا منظر باہر نظر نہیں آسکتا تھا اسی لیے وہ فکر سے آزاد اپنی وہ الرجی بھول چکا تھا جو اُسے کسی بھی لڑکی کے بے حد قریب آنے پر ہوتا تھا یہ الرجی اسے اُس ایک سال پہلے پیش آئے حادثے کے بعد سے ہوئیں تھی۔

پہلے وہ اسطرح لڑکیوں سے ڈرتا نہیں تھا۔

لیکن ایک سال پہلے جو اسکے ساتھ شاہ حویلی میں ہوا تھا وہ اسی دن سے ڈرنے لگا تھا اس مخلوق سے۔

مگر آج اُس چھوٹی سی لڑکی کو اتنی تکلیف میں دیکھ وہ خود کو اُسکے قریب کرنے پر مجبور ہو گیا اُسکی شرٹ اوپر اٹھا کر وہ اپنے سفید

ہاتھ سے اُن ٹکروں کو نکالنے لگا جو اسکی پتلی سی کمر پر لگے تھے جن سے خون مسلسل بہہ رہا تھا۔۔۔

"ٹیک اٹ ایزی کچھ نہیں ہوتا ابھی ہم یہ ٹکرے نکالے گے نہ تو دیکھنا یہ درد یوں بھاگ جائے گا چھوٹی سی لڑکی۔۔"

اُسکی پشت پر نظریں جمائے وہ احتیاط سے ایک ایک کانچ کے چھوٹے چھوٹے ٹکروں کو نکالتے ہوئے نرمی سے کہہ رہا تھا اس وقت وہ اُس لہجے میں مخاطب تھا جو وہ اپنے مریدوں سے کیا کرتا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"شاہ جی ہم سے لیٹا نہیں جا رہا اللہ بہت درد ہو رہا ہے۔۔"

وہ اُسے ہاسپٹل لے کر آیا تھا ڈاکٹر کے روم میں سامنے لگی بیڈ پر وہ لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک اٹھ رہی تھی کہ غزلان سائیں نے آگے بڑھ کر اُسے پکڑا تو وہ اُسکے سینے سے لگ کر روتی ہوئی بولی۔۔۔

"خدا کے لیے آپ روئے مت۔۔"

وہ اُسکے بہتے آنسوؤں کی گرمائش کو اپنی قمیض پر شدت سے محسوس کرتا تڑپ کر بولا۔

"شاہ جی درد کم ہی نہیں ہو رہا۔۔"

وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی اور اُس سے یہی کہہ رہی تھی تبھی ایک لیڈی ڈاکٹر اندر داخل ہوئی تو وہ اسے منہ کے بل اس بیڈ پر لیٹا کر خود تیزی سے اس سے دور ہو کر کھڑا ہوا۔۔

جی کیا ہوا ہے آپکی وائف کو۔۔؟؟"

ڈاکٹر نے نورِ حرم کی جانب بڑھتے ہوئے غزلان شاہ سے پوچھا جو نظریں فرش پر گرائے اُس ڈاکٹر کے سوال پر نورِ حرم کی جانب دیکھنے لگا جو اب تک رو رہی تھی۔۔

ڈاکٹر صاحبہ اسکی کمر پر شیشہ لگنے کی وجہ سے خون بہہ رہا ہے"
آپ دیکھے یہ ٹھیک تو ہے ناں کوئی پریشانی والی بات تو نہیں ہے
"ناں۔۔

وہ سخت پریشانی سے نورِ حرم کے زخمی کمر کو دیکھنے لگا جو ڈاکٹر کے شرٹ اوپر اٹھانے کی وجہ نظر آرہا تھا جو ابھی تک خون سے بھرا تھا۔۔

"آپ پریشان نہ ہو میں آپکی وائف کی کمر پر لگے خون کو صاف کر کے میڈیسن دونگی تو یہ ٹھیک ہو جائے گی آپ باہر جا کر ویٹ کرے اسطرح آپکی وائف آپکی موجودگی میں مجھے میرا کام ٹھیک
"سے کرنے نہیں دے گی۔۔

ڈاکٹر صاحبہ نے مسکراتے ہوئے کہااور اسے باہر ویٹ کرنے کا کہہ کر وہ مکمل نورِ حرم کی جانب متوجہ ہوئی تو وہ ایک نظر اس چھوٹی لڑکی کو دیکھنے لگا جو درد سے سسک رہی تھی اور نجانے کیوں اسکے بہتے ہر آنسو کو وہ اپنے سینے پر گرتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔

وہ باہر نکلا اور ہاسپٹل کے کوریڈور میں چکر کاٹنے لگا وہ اسی طرح سر نیچے جھکا کر چکر کاٹ رہا تھا کہ اپنے بے حد قریب ایک سال بعد اُس نفرت بھری مردانہ آواز سن کر وہ جھٹکے سے اپنا سر اوپر اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگا۔۔

شہری تُم نے کب شادی کی ہے اور یہ پیاری بچی کیا تمہاری بیٹی"
ہے۔۔؟؟

وہ شخص ایک بچی کو گود میں اٹھائے اُسے شدید نفرت سے دیکھ رہا تھا۔وہ اسکی گود میں اتنی پیاری سی بچی کو دیکھ محبت سے آگے بڑھا لیکن اسکے ہاتھ اٹھا کر روکنے پر وہ بے بسی سے وہی کھڑا اس شخص کو دیکھنے لگا۔۔۔

پیر سائیں وہی رکوں آگے مت آؤ میں آج بھی تُم سے اتنی ہی" نفرت کرتا ہوں جتنی اُس حادثے کے بعد میں تم سے کرنے لگا "تھا۔۔

اُس فرد کی باتوں سے وہ شخص آج بھی اس سے بد گمانی تھا جسے غزلان شاہ نے ایک وجہ سے اپنے ہاتھوں سے مارا تھا اور اُسی دن اُسنے اپنے دو بھائیوں جیسے دوست کھو دیئے تھے۔

ایک جو اسکی پاکدامنی کو بچاتے ہوئے مارا گیا تھا اور دوسرا اس لڑکی کی جھوٹی باتوں میں آکر اُس سے نفرت کرنے لگا تھا۔

وہ اسی غم کو سہتے سہتے دنیا کے سبھی رنگینیوں کو اپنے اوپر حرام کر بیٹھا تھا آج ایک سال بعد شہری اپنے خالہ کے بیٹے کو دیکھ وہ آنکھوں میں آنسو لیے بے بسی سے کھڑا اُسے دیکھنے لگا۔۔

پیر غزلان سائیں وہ لڑکی کون ہے جسے تم اپنے ہاتھوں میں" اٹھائے یہاں ہاسپٹل میں لائے ہو۔۔؟؟

وہ شخص شدید نفرت انگیز لہجے میں نورِ حرم کے متعلق پوچھنے لگا۔۔

"وہ کچھ نہیں لگتی ہیں بس اسکا ایکسڈنٹ میری گاڑی کے سامنے آنے کی وجہ سے ہوا عالم داد میرے ساتھ نہیں تھا تو میں خود ہی اسے ہاسپٹل لے کر آیا ہوں۔۔"

نورِ حرم کی سچائی وہ شہری سے اس لیے چھپا رہا تھا شاہ حویلی میں اُسکے بعد جسکا غصہ خطرناک تھا وہ شہری کا تھا۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا اگر شہری کو پتہ چل گیا کہ نورِ حرم اسکی بیوی ہے تو شہری اپنی نفرت میں اُس سے بدلا لینے کی کوشش میں اُس چھوٹی سی لڑکی کو نقصان پہنچا دے گا۔۔

تُمہاری اصلیت سب کے سامنے جلد آئے گی پیر صاحب۔۔
تُم آخر کب تک اپنی ماضی چھپا کر رکھوں گے کسی نہ کسی دن
تُمہارے مریدوں کو اس نیک روشن چہرے کے پیچھے چھپے
درندے چہرے کا پتہ ضرور لگے گا۔تب تُم کیا کروں گے کہاں
جاؤ گے۔"

شہری کی نفرت بھری نگاہیں آگ برسا رہی تھی وہ آج بھی اُسکی نیلی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت کو دیکھ سکتا تھا جو اُسنے پہلی بار اُس دن دیکھا تھا جس دن اُسکے ساتھ ساتھ شہری بھی تباہ ہوا تھا۔۔

"شہریار بخت شاہ۔۔"

وہ روز اُسکی بیٹی کو لے جاتا تھا اُسکی غیر موجودگی میں لیکن آج اُس بے ہودہ انسان نے تو حد ہی کر دی اُسکی بیٹی کو کڈنیپ کر کے اب وہ غصے سے اُس کے آفس کے روم میں داخل ہوئی اُسکی ریسیپشن نے اُسے بہت روکا لیکن وہ نہیں روکی اور سیدھی جا کر اُسکے آفس روم میں داخل ہوئی جہاں وہ اپنے ایک بزنس پارٹنر سے بات کر

رہا تھا اُسے اپنے آفس میں دیکھ وہ مسکرایا پھر اس آدمی کو وہاں سے جانے کا کہتا اپنی جگہ سے اٹھا اور اُسکی جانب بڑھا۔۔

"شہریار کی جان تُم آگئی تُمہیں میرا پیغام یہاں کھینچ لایا ہے یا میری دیوانگی عشق کی انتہا کھینچ لائی ہے۔۔"

شہریار بخت شاہ نے اُسکے پاس آکر کھڑے ہوتے ہوئے معنی خیزی سے کہا۔۔

"کہاں ہے میری بچی۔۔؟؟"

گل رانیہ اُسے سخت چبھتی نظروں سے دیکھتی شدید غصے سے آگے بڑھی اور اسے کالر سے پکڑتی ہوئی بولی۔۔

"یہاں۔۔"

شہریار بخت نے اپنے سینے پر انگلی رکھ کر معنی خیزی سے کہا۔

"شٹ اپ گھٹیا انسان سچ بتاؤ میری بچی کو کہاں چھپایا ہے تُم نے ورنہ ورنہ میں تُمہاری جان لے لونگی۔۔"

اُسے کالر سے پکڑے بُری طرح سے جھنجھوڑ کر وہ چیختی ہوئی ہزیانی آواز میں بولی۔۔

شہریار کی جان میں سچ کہہ رہا ہوں اگر یقین نہیں تو میرے دل" میں جھانک کر دیکھ لو وہ تمہیں وہی ملے گی اپنے ڈیڈ کے سینے میں "بس ایک بار جا کر دیکھ تو لو۔۔

وہی معنی خیزیت اُسکے لہجے اور آنکھوں میں تھی جو ہمشیہ گل رانیہ کی موجودگی میں ہوتی تھی۔۔

گل رانیہ اب اُس انسان سے لڑتے لڑتے تھک چکی تھی اب وہ اُس شخص سے ہارنے لگی تھی صرف اپنی معصوم چھوٹی سی بیٹی کی وجہ سے۔۔

کیا چاہتے ہو تُم میری بچی کو واپس لوٹانے کے بدلے میں مجھ "
"سے شہریار بخت شاہ۔۔

وہ ہارتی ہوئی اپنے ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر بُری طرح سے روتی ہوئی بولی۔۔

"صرف تُمہیں۔۔۔"
"شادی کرو گی مجھ سے ابھی اور اسی وقت گلِ رانیہ۔۔

اُسے پیار سے اپنے باہوں میں لے کر اپنے قریب کرتا گھمبیر آواز میں کہنے لگا وہ شائید اُس جانگیر زیب کے طلاق دینے سے پہلے

اسکے دیئے گئے ظلم کو سہتے سہتے تھک گئی تھی اسی لیے اُسکی باہوں میں آکر بری طرح سے رونے لگی۔۔۔

"میری بچی میری اکلوتی خوشی ہے پلیز پیچھے ہٹ جاؤ مجھے اور میری بچی کو جانے دو میں کسی مرد سے اب محبت نہیں کر سکتی پلیز تُم اپنی محبت کی اتنی تزلیل مت کرواؤ مجھ سے میں اب کسی مرد پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔۔۔"

آنسوؤں کو صاف کرتی اُس سے دور ہوتی اسکے وہ نرم لہجے میں اُسے سمجھانے لگی۔۔

میری بے رونق زندگی میں تُم رونق بن کر آئی تھی مجھ جیسے "
انسان کو تُم نے محبت کرنا سیکھایا جبکہ پہلے میں سب انسانوں سے
نفرت کرتا تھا لیکن تُمہارے آنے سے میں نے لوگوں سے
نفرت کرنا چھوڑ دیا تُم میری محبت کو پلیز اپناؤ مجھے اس طرح
"چھوڑنے کی بات مت کروں۔۔

شہریار بخت شاہ اسے سمجھنے کے بجائے دیوانگی سے اُسے دونوں
شانوں سے پکڑ کر سختی سے اپنے سے لگاتا جنونی انداز میں کہنے
لگا۔۔

اگر تُم نے اس بار پھر سے انکار کر دیا تو میں یہ نہیں بتاؤ گا کہ "
"تمہاری بیٹی کہاں ہے میں نے اُسے کہاں چھپایا ہے۔۔

اُسے الگ کرتا وہ جنون خیز لہجے میں کہتا اُسے ڈرا گیا گل رانیہ اُسکی سُرخ دیوانگی سے بھری نظروں کو دیکھتی نفی میں سر ہلانے لگی اب تو وہ ہار گئی تھی۔۔۔

اُسکے کہنے کو اُسکے پاس کچھ رہنے کو اُس شخص نے کچھ نہیں چھوڑا تھا وہ اُسے شائید اپنے قید میں کرنے کے لیے یہ طریقہ استعمال کر رہا تھا۔۔

"میں کرو گی تُم سے شادی پلیز مجھے میری بچی سے ملا دو، تُم جو کہوں گے میں وہی کروں گی بس ایک بار مجھے میری بچی کے پاس لے چلو۔۔"

وہ اُس شخص سے شادی کرے گی تو کیا وہ بھی اُسے ہر رات جہانگیر زیب کی طرح سزا دے گا کیا یہ بھی جہانگیر زیب کی طرح اُسکے جسم سے کھیلنے کے لیے محبت کو استعمال کر رہا تھا وہ پھٹی آنکھوں سے اُس دیوانے کی تصویر بنے شخص کو دیکھتی یہ سب سوچنے لگی۔۔

"میری جان تُم نے مجھے ایکسیپٹ کیا ہوں مائے گاڈ کیا سچ میں میری گلِ رانیہ اب میری پناہوں میں آئیں گی صرف اور صرف میری بن جائے گی۔۔۔۔۔"

شہریار بخت شاہ اُسکی ہاں پر اُسے خوشی سے اپنے ساتھ لگاتا آج ایک سال بعد اپنے رگ وپے میں ایک سکون کو سرایت کرتا ہوا شدت سے محسوس کرنے لگا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

دستگیر سائیں نے مھروسہ کو ناشتہ کرنے کیلئے بہت کہا۔۔۔ لیکن وہ اپنی کل رات کی بے وقوفی سے اتنی زیادہ پریشان اور شرمندہ تھی غصے میں آکر اُسے ناشتہ کرنے سے منا کر گئی۔

وہ اپنے کپڑے بدل کر باہر نکلی جو وہ اپنے بیگ میں ڈال کر اپنے ساتھ لائی تھی اور کل رات اچانک سے اُس ٹریجڈی کی وجہ سے گاڑی میں ہی بھول گئی تھی۔۔

جو آج صبح کے آٹھ بجے دستگیر شاہ اُسکے موڈ اور ابتر حیلے کو دیکھتے ہوئے خود ہی خاموشی سے وہ بیگ اپنی گاڑی سے لا کر اُسے چھین کرنے کا کہتا باہر اُسکا ویٹ کرنے کا کہہ کر باہر نکلا تھا۔۔۔

"اُستانی جی آپ ریڈی ہے۔۔"

جب مھروسہ شاہ اُس چھوٹے سے کمرے سے باہر نکلی تو اُسکی نظریں بے ساختہ سامنے بیٹھے اُس شخص پر جا تھکی جس کی وجہ

سے وہ کل رات ایک بڑی بے وقوفی کر بیٹھی تھی اب شرمندگی سے وہ کسی سے بھی نظریں ملا نہیں پا رہی تھی حتکہ خود سے بھی وہ نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔۔

بار بار ذہن میں گردش کرتیں کل رات کی باتیں اُسکے پیروں سے جیسے جان نکال رہی ہوں وہ آگے چلنے کی کوشش میں یکدم سے لڑکھڑائی۔۔۔

دستگیر شاہ جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا وہ اُسے لڑکھڑاتے ہوئے دیکھ تیزی سے آگے بڑھا اور اُسکی نازک کمر کے گرد سختی سے اپنے ہاتھ جما کر اُسے گرنے سے بچاتے ہوئے دروازے سے باہر نکالنے لگا۔۔

"ہمیں ہاتھ مت لگائے ہم خود چل سکتے ہیں۔۔"

سختی سے اُسے دیکھتی وہ گویا ہوئی۔۔

"استانی جی پلیز کل رات کو سوچ کر اتنا پریشان مت ہوئیے میں آپ پر کسی کو بھی انگلی اٹھانے نہیں دوگا اگر کسی نے آپ پر انگلی اٹھائی تو میں اُس انگلی کو توڑ کر رکھ دوگا۔۔"

وہ اُسکی کمر کے گرد ہاتھ جمائے اُس چھوٹے سے گھر سے باہر نکلا جس میں مھروسہ شاہ کی ایک بے وقوفی نے اسے بہت کمزور کر دیا تھا۔

مھروسہ کے جسم میں اس وقت بلکل بھی سکت نہیں تھی کہ اپنے سے توانا مرد کو دور کر سکے وہ مضبوط لڑکی اِس وقت خود کو بہت کمزور محسوس کر رہی تھی۔۔

"دستگیر شاہ ہم سے دور رہے ہم خود چل سکتے ہیں۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھنے سے گریز کرتی کمزور آواز میں بولی دستگیر شاہ اسکی بات پر گاڑی کی جانب پہنچ کر اُسے اندر بیٹھا کر خود اُس شخص کی جانب بڑھا جو اِنہیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"بہت شکریہ تُم نے اگر مدد نہ کی ہوتی تو میں ان لوگوں کے ہاتھوں مر جاتا تو میری مگن کی عزت کو کون بچاتا۔۔"

وہ اُس شخص کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

صاحب ہم یہ تو صرف اپنی روزی روٹی کے لیے کرتے ہیں ہاں" اگر کوئی اپنی عزت اور جان سے پیار کرنے والا ملے تو ہماری دیوالی ہو جاتی ہیں آپ بہت غیرت مند مرد ہے جو اپنی منگ کی "عزت کی خاطر کچھ بھی کرنے کو کل تیار ہو گئے تھے۔۔

وہ شخص اُسکی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا تو دستگیر شاہ سے اب اس شخص سے جھوٹ بولنا اچھا نہیں لگا کیونکہ وہ شخص صرف اپنی روزی روٹی کے لیے یہ سب کرتا تھا ورنہ وہ باتوں سے اچھا انسان لگ رہا تھا۔۔

جانے سے پہلے ایک سچ کہنا چاؤ گا وہ میری کزن اور منگ نہیں"
تھی وہ میری اسکول کی ایک استانی ہے جنہیں ماسٹر صاحب نے
ہمارے بھروسے ہمارے ساتھ بھیجا تھا ہم چھوٹے پسماندہ گاؤں
میں جا کر لوگوں کی مدد کر رہے تھے تو یہاں غلطی سے آ گئے
کیونکہ یہاں میرے کزن اور ایک استاد کو آنا تھا ماسٹر نے جو لسٹ
اُسے دیا تھا۔۔
شائید وہ بدل کر ہمارے پاس آیا تھا اسی لیے ہم اُن جگہوں پر چلے
"گئے جو میرے کزن کے لسٹ میں شامل تھے۔۔

دستگیر شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔۔

پتہ نہیں کیوں اُسے کچھ گڑ بڑ لگ رہا تھا اُسے ایسا کیوں لگ رہا تھا کہ یہ لسٹ علی نے جان بوجھ کر بدلے تھے۔۔

کیونکہ اُسے لسٹ علی نے لا کر دیئے یہ کہہ کر کہ اُسے یہ لسٹ ماسٹر چانڈیو نے دیئے تھے۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے اُسے استاد جاوید کا ایک معزرت بھرا میسج ملا تھا کہ وہ جن گاؤں میں گیا تھا دراصل وہ علی اور استاد جاوید کے علاقے تھے اُن کے پاس دستگیر شاہ اور مھروسہ کی لسٹ غلطی سے آئی تھی۔۔۔

چلو سائیں اب تو خیر سے تم دونوں ایک رشتے میں بندھے ہو"
اب اُس چھوکری کو بلکل بھی الگ مت کرنا اپنے بے پناہ پریم میں
" باندھ کر رکھنا تاکہ وہ چاہ کر بھی تُم سے دور نہ ہو پائے۔۔

اُس شخص نے مسکراتے ہوئے اسکے مضبوط کندھوں پر تھپکی
دے کر کہا تو دستگیر شاہ نے اپنے جیب سے کچھ نوٹ نکالے جو
گاڑی میں بیٹھی مھروسہ شاہ نے دیکھے تو وہ شاکڈ رہ گئی۔۔
یہ پیسوں والا منظر دیکھتے ہوئے مھروسہ دستگیر شاہ سے سخت
بدگمان ہو گئی اُسے اُس شخص کو ہنستے ہوئے پیسہ دیتے ہوئے دیکھ
یکدم سے اُسے لگا کل جو کچھ بھی اُسکے ساتھ ہوا تھا سب دستگیر شاہ
کی سوچی سمجھی شازش تھی اُسے پانے کی اُس دن جب اُسنے منیر
کو مارا تھا وہ تب سے اُسکی آنکھوں میں اپنے لیے ایک دیوانگی

جنونیت بھری چمک دیکھ چکی تھی اب اُسے اتنے سارے پیسے دیتے ہوئے دیکھتی وہ نفرت سے دستگیر شاہ کو گھور رہی تھی جو اس شخص کو الوداع کہہ کر گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥

"ہائے اللہ میں مر گئی۔۔"

نورِ حرم بیڈ پر منہ کے بل لیٹی اپنی شرٹ اوپر اٹھائے سونے کی کوشش کر رہی تھیں ہلنے پر وہ اپنے پورے وجود میں ایک تکلیف کی لہر کو شدت سے اٹھتے ہوئے محسوس کرتی زور سے چیخ اٹھی۔۔۔

"بی بی کیا ہوا۔۔"

غزلان اُسے شاہ ہاسپٹل سے لا کر اُسے ایک خادمہ کے حوالے کر کے پتہ خود کہاں چلا گیا تھا اب رات کے دس بج رہے تھے اُسنے ابھی تک غزلان سائیں کی شکل تک نہیں دیکھی تھی اسی وجہ سے اسنے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اب اپنے روم میں اُس خادمہ کی آواز پر وہ شدید غصے سے اٹھی۔۔۔

"تُمہاری یہاں موجودگی سے سر درد کر رہا ہے میرا جاؤ چلی جاؤ یہاں سے اور میرے پیر سائیں کو یہاں بلا کر لاؤ مجھے صرف اُنکے ساتھ رہنا ہے سمجھی تُم نکلو یہاں سے۔۔

وہ پتہ نہیں کیوں اِس گھڑی غزلان شاہ کو شدت سے مس کر رہی تھی دل چاہ رہا تھا اُسکا کہ وہ اپنے سائیں کے سینے سے لگ کر سو جائیں لیکن وہ ظالم کہا اُسکی فکر میں سڑ رہا تھا جو اُسکے پاس آتا وہ اُسے ہاسپٹل سے لا کر اب وہی اپنی دکان (وہ اس وقت غصے میں آکر غزلان سائیں کی اسٹڈی روم کو دکان کا نام دے بیٹھی) سنبھالنے گیا تھا۔۔

"بی بی سائیں پیر سائیں کے حکم سے اب ہم اس کمرے سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں۔۔"

خادمہ بے چارگی سے فرش پر اپنے لیے ایک رضائی بچھاتے ہوئے بولی۔۔

"تُمہاری پیر سائیں کے حکم کی ایسی کی تیسی۔۔"

وہ شدید غصے سے اپنی کمر پکڑتی تکلیف کو نظر انداز کرتی سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ کو اٹھا کر اُس رضائی پر پانی پھینکنے لگی۔۔

"یہ کک۔کیا کر دیا آپ نے بی بی سائیں اب ہم کہاں سوئے گیں۔۔؟؟

خادمہ پھٹی آنکھوں سے فرش پر بچھے رضائی کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"یہاں میرے سر پر۔۔"

وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی اُس کی بات پر اپنا سر جھکا کر غصے سے بولی۔۔

غصہ اُسے غزلان شاہ کی غیر موجودگی سے ہو رہی تھی یا پھر آج اُسے نہ ستانے کی وجہ سے آ رہا تھا اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اسی لیے تو وہ اِس وقت اپنا سارا غصہ اُس بے چاری خادمہ پر اتار رہی تھی۔۔

بی بی سائیں آپکے سر پر میں کیسے سو سکتی ہو آپ بھی نہ بڑے"
"مزاقیہ ہو۔۔

خادمہ نے ہنس کر اپنی شامت بلالی وہ شدید غصے سے سائیڈ ٹیبل کے اوپر ایک خاکی رنگ کے لفافے کو اٹھانے کے لیے آگے جھکی مگر تکلیف سے وہ دوہری ہو کر بیڈ پر گر گئی۔۔

"بی بی سائیں۔۔"

خادمہ اُسے وہ لفافہ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہی تھی وہ اُسے بیڈ پر گرتے ہوئے دیکھتی پریشانی سے اُسے پکارتی ہوئی اُسکی جانب بڑھی اور اُسے اٹھانے کے لیے اپنے ہاتھ آگے بڑھانے لگی تو نورِ

حرم نے اُسے سخت نظروں سے گھورا اور اُس خاکی لفافے کی طرف اشارہ کرنے لگی۔۔

"یہ لفافہ دینا زرا مجھے۔۔۔"

تکلیف سے اُسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اب اُس سے اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا بیڈ پر گرنے کی وجہ سے اسکی نازک کمر پر ٹھیس پہنچ رہی تھی مگر وہ اس وقت ہل بھی نہیں سکتی تھی نظریں اُس لفافے پر تھکی ہوئی تھی تو خادمہ آگے بڑھ کر اُس لفافے کو اٹھا کر اسے دینے لگی۔۔۔

"یہ لے بی بی سائیں۔۔"

خادمہ کے ہاتھ میں خاکی لفافہ دیکھ اُسکے لبوں پہ ایک پر سرار مسکراہٹ سجی۔۔

"کھولوں اِس لفافے کو اور اُس کے اندر جو چیز ہے اُسے نکالو اور جو تُم تھوڑی دیر پہلے میرے لیے دودھ لے کر آئی تھی نا اُس میں ڈالو اور اُسے ایک ہی گھونٹ میں میرے سامنے پیو پھر میں تُمھیں یہاں اپنے ساتھ سونے کی اجازت دو گی۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی تکلیف سے سرخ پڑتے چہرے پر شریر مسکراہٹ سجا کر بولی بیڈ پر اپنے نازک ہاتھ اپنے پہلوں میں رکھتی ہوئی بولی۔۔۔

"بی بی سائیں یہ ہم کیسے ڈال کر پی سکتے ہیں۔۔"

خادمہ نے جب لفافے کے اندر ایک برانڈ پرفیوم کو دیکھا تو پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"اگر میرے پیر سائیں کے حکم سے تُمہیں پیار ہے تو پیو ورنہ نکل جاؤ یہاں سے اور ہمارے پیر سائیں کو یہاں کمرے میں بھیجوں۔۔"

وہ اُسے تمسخرانہ نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

بی بی سائیں ہم کو معاف کر دے ہم یہ نہیں کر سکتے میں پیر"
سائیں کو بلانے جاتی ہوں ہمیں پیر سائیں کے حکم سے پیار ہے
"اسی لیے ہم آپکی تکلیف کی وجہ سے انہیں بلانے جا رہے ہیں۔

خادمہ پرفیوم واپس بیڈ سائیڈ پر رکھتی ہوئی اپنے ہاتھ جوڑتی ہوئی روتے ہوئے کمرے سے باہر بھاگی نورِ حرم اُسے بھاگتے ہوئے دیکھ ہنسنے لگی مگر کمر پر تکلیف اٹھتے ہوئے محسوس کرتی سیدھی ہو گئی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

سائیں اُس لڑکی نے خادمہ کو غصے سے روم سے باہر نکال دیا"

"ہے۔

غزلان شاہ اُسے ہاسپٹل سے حویلی لا کر بھول چکا تھا اُسے ایک خادمہ کے حوالے کر کے وہ اِس وقت اپنے اسٹڈی روم میں تھا تبھی باہر سے عالم داد تیزی سے اندر داخل ہو کر سر نیچے جھکاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

اب کیا مسلہ ہے اُس گستاخ چری لڑکی کو۔"

کیوں نکالا خادمہ کو کمرے سے باہر اُس بے آدب شریر لڑکی نے۔۔؟؟

غزلان سائیں ایک تاریخی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اپنی سنجیدہ نظریں اوپر اٹھائے بنا وہ عالم داد سے پوچھنے لگا۔۔

سائیں وہ لڑکی صرف آپکو اپنے کمرے میں آنے کی اجازت" دے گی اور کسی کو نہیں یہ اُنکا پیغام ہے جو اُنہوں نے خادمہ کے "ہاتھوں بھیجا ہے۔۔

عالم داد کے کہنے پر وہ اپنی سخت نظریں اوپر اٹھا کر عالم داد کو گھورنے لگا جو کب سے نورِ حرم کو وہ لڑکی کہہ رہا تھا جو اُسکے سینے میں شدت سے چھب رہا تھا۔۔

گستاخ آدمی اُسے بار بار کیوں وہ لڑکی کہہ کر تُم ہمیں غصہ دلا"
رہے ہو وہ تُم لوگوں کی شاہ بی بی ہے" وہ لڑکی "اُس بے ادب
لڑکی کو بولنے کا حق صرف ہمارا ہے جاؤ ہم خود جا کر دیکھتے ہیں
"اُسے۔۔

ہر اُس مرد سے سخت غصے سے نجانے کیوں وہ مخاطب ہو رہا تھا جو
نورِ حرم کا ذکر کرتے تھے اب بھی عالم داد صرف اُس خادمہ کے
رونے پر اُسے اطلاع دینے آیا تھا کیونکہ نورِ حرم نے اُس خادمہ
کے نیچے فرش پر رضائی بچھانے پر وہ اس رضائی پر پانی پھینک کر
اُسکے لائے گئے دودھ میں کچھ دن پہلے جو اُسنے اپنے لیے پرفیوم
منگوائی تھی ڈال کر اُسے پھیلانے کا کہتی اسے مجبور کر گئی تھی

اسی لیے وہ خادمہ روتی ہوئی نورِ حرم کے روم سے باہر نکلی تھیں کہ وہ اپنے منہ کا ذائقہ خراب نہیں کر سکتی تھی آج اُسنے اتنے دنوں بعد اپنے گھر والے کے ساتھ ہوٹل سے لذیذ کھانا منگوا کر کھایا تھا بھلا وہ یہ پرفیوم سے بھرے دودھ کے گلاس کو کیسے پیتی۔۔

عالم داد یہ ساری باتیں غزلان شاہ سے کرنا چاہتا تھا اُسکا شکایت لگانے آیا تھا لیکن یہاں تو الٹا ہی اُسے سننا پڑا تھا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ساڑھے دس بجے جب غزلان سائیں اپنے اسٹڈی روم سے باہر نکلا تو بے ارادہ ہی قدم اُسکے کمرے کی طرف بڑھنے لگے جب وہ

اُسکے کمرے کے دروازے کے سامنے آرو کا تو تذبذب کا شکار ہو گیا کہ اُسے اندر جانا چاہیے یا نہیں۔

تبھی وہ سر جھٹک کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو بے ساختہ اُسکی نظریں سیدھے منہ کے بل لیٹی اُس چھوٹی سی شریر لڑکی پر جا کر پڑی جو شرٹ اوپر کیے شائید سو چکی تھی۔۔

وہ آگے بڑھا اور بیڈ کے پاس پہنچ کر خاموشی سے بیٹھا اور ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکی شرٹ کو درست کرنے لگا۔۔

آپ کہاں تھے میں آپکو صبح سے بہت مس کر رہی تھی۔۔؟؟"

تبھی وہ اچانک اٹھی اور اُسے بیڈ پر دھکیل کر اُسکے کشادہ سینے پر اپنا سر رکھتی ہوئی وہ اُسکی سیاہ قمیض کے بٹن سے کھیلتی ہوئی منہ بسور کر بولنے لگی۔۔۔

خیریت آج یہ گستاخ لڑکی ہمیں کیسے یاد کر رہی تھی۔۔؟؟"

وہ اُسے نیچے لیٹا کر خود سائیڈ پر بیٹھا نورِ حرم اُسکے دور ہونے پر ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے کالر سے پکڑتی جھٹکے سے بیڈ پر گرا کر وہ دوبارہ اُسی پوزیشن پر وہ اپنا سر اُسکے کشادہ سینے پہ چھپا کر ابکی بار وہ اُسکی قمیض کے بٹنز کے ساتھ کھیلنے لگی۔۔

کیوں کیا ہم اپنے شاہ سائیں کو یاد نہیں کر سکتے ہیں۔۔؟؟"

آج کسی لڑکی کی نزدیکی وہ بھی اُس لڑکی کی نزدیکی جو اُس پر سب سے زیادہ حق رکھتا تھا اُسکے برسوں کے سوئے ہوئے جذبات اس وقت سلگ اٹھے تھے۔۔

بلکل گستاخ لڑکی آپکو ہمیں ہی یاد رکھنا چاہیے کیونکہ ہم نے ہی" آپکی اور اپنی جان بچائی ہے اگر ہم نے وقت پر گاڑی کھمبے سے نہ ٹکرائی ہوتی ناں تو ہم اور آپ یہاں اس وقت ایک بیڈ پر نہیں "ہوتے شہر خموشاں میں گہری نیند سو رہے ہوتے۔۔۔

جذبوں کو چیڑنے کی کثر اُسکی گردن پر سانسوں کی تپش اور لبوں کی نرماہٹ نے پوری کر دی اِس وقت اُسکی آنکھوں میں ایک

الگ سی شدت بیدار ہو گئی تھی وہ بے خودی سے یہ سمجھ نہیں سکا اس وقت اُسکو ہو کیا رہا ہے یہ اُسکے سینے پر جذبوں کی اتنی آگ کیوں دہک رہی ہیں۔۔

شائید وہ اس لمحے اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکا تھا یا پھر وہ شریر چھوٹی لڑکی اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گئی تھی اُسے اپنے قریب کرنے میں وہ بہکتی سانسوں کو چھونے کے لیے جیسے بے تاب ہوتا اُسکے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑتا اُن تھرکتے لبوں پہ جھکنے لگا جو شرم سے شائید لرز رہے تھے۔۔

یہ ہمیں کیا ہوتا جا رہا ہے واللہ ہم یہ کیا کر رہے تھے۔۔"

ہم اپنے حواس کیوں کھو بیٹھے یہ گستاخ لڑکی ہمیں پاگل کر دے "گی۔۔

وہ ہوش میں آتا یکدم سے اُسے پیچھے دھکیل گیا۔۔۔

نورِ حرم کی آنکھیں جو اُسکے بہکتے سانسوں کو اپنی ناک کے قریب پھسلتے ہوئے محسوس کر کے بند ہو گئی تھی اُسکے وجود سے پھوٹتی خوشبو جب اُسکی نتھنوں سے ٹکرائی تو خود کو اِس جادوئی لمحے میں غم کرتی وہ اُسکی آغوش میں سما کر وہ خود کو فناہ ہوتی شدت سے محسوس کرنے لگی۔یکدم سے اُسکے زور سے پیچھے دھکا دینے پر وہ اپنی آنکھیں پوری کھولتی اُسے حیرت سے دیکھنے لگی جو دور اُس سے بہت دور ہو گیا تھا اور تیز تنفس کو برقرار کرتا اپنی قمیض کے بٹن بند کر رہا تھا۔

غزلان سائیں کے دل میں لگی بے خودی کی آگ سے پورا کمرا دہک رہا تھا اور نورِ حرم کی دل کی تیز دھڑکنوں کی دھنوں سے کمرے میں ایک حسین سا سما بندھ گیا تھا۔۔۔

"شاہ سائیں آپ ہمیں اکیلا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں۔۔"

وہ اُسکی دوری پر تڑپتی ہوئی بے اختیار اُسکی کلائی تھام گئی۔۔

"لڑکی چھوڑے ہمیں ہم سے دور رہیں ہم اس لمحے کوئی گستاخی نہیں کرنا چاہتے ہیں کسی کمزور لمحے کی گرفت میں بہک کر اپنی وہ وقار نہیں کھونا چاہتے جو ہمیں ایک سال لگے ہیں اس وقار کو بناتے ہوئے اب ایک غلطی سے ہم اُس وعدہ کے پاس کو توڑنا

نہیں چاہتے جو ہم نے اپنے شہری اپنے دوست سے اور اپنے
"لوگوں سے کیے تھے۔۔

وہ یکدم سے وہی پہلے والا غزلان شاہ بنا سختی سے کہہ رہا تھا نورِ حرم آج اپنے دل میں نفرت کی جگہ ایک نرم جذبات محسوس کر رہی تھی۔

وہ جذبات پیر غزلان شاہ کے سخت گیر لہجے اور نگاہوں کی سرد پن سے ایک جنون خیز جذبات میں بدل گئی وہ اچانک سے اپنی تکلیف بھول کر دیوانی کی تصویر بنی آنکھوں سے وہ اٹھی اور اُس قد آور شخص کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔

غزلان سائیں ہم آج آپکو اتنی شدت سے کیوں مس کر رہے" تھے کیوں اِس سوال کا جواب دے ہمیں۔۔ ہم اُس انسان سے قربت کے خواہاں کیوں کر رہے تھے جس سے ہم شدید نفرت کرتے ہیں بتائیں کیوں کیوں ہم آپ کی راہ شام سے تھک رہے تھے ہاں کیوں اتنے زیادہ بے چین تھے آپ کے ہمارے پاس نہ آنے پر۔۔۔؟؟

شہد رنگ آنکھوں میں پہلی بار نمی تیرتے ہوئے دیکھ پیر غزلان شاہ کی آنکھیں ضبط کے مارے سُرخ ہونے لگی مگر وہ اُسے کچھ بھی نہیں کہہ سکے صرف اپنے اُس ایک سال کے حادثے اور وعدہ توڑنے کے ڈر سے جو اُسنے شہری اور اپنے پیارے نانا سائیں اور پنچایت پر جمامجمے کے سامنے کیے تھے۔۔۔

ہمارے پاس اِس سوال کا صرف ایک جواب ہے لڑکی کے اِن" جز باتوں کو اپنے اندر دفن کر دے کیونکہ ہم سے آپ کو کچھ بھی نہیں ملنے والا ہم سے اُسی طرح نفرت کرے جس طرح ہم سے ملنے کے بعد سے آپ کرتی آرہی ہیں ہم صرف نفرت کے لائق ہے کیونکہ ہمیں آج تک محبت راس ہی نہ آئی ہے ہم ہمشیہ نفرت سہتے آرہے تھے اور آپکی نفرت کو بھی ہم سہہ لے گے۔۔

ایک سال سے ہمارے دل میں لڑکی نام سے جو نفرت شدت" پکڑتی جارہی ہیں وہ نفرت پتہ نہیں کیوں اے شریر لڑکی ہم آپ سے نہیں کر پارہے ہیں پتہ نہیں کیوں اپکی آنکھوں سے بہتے یہ

عشک ہمیں کیوں اتنا کمزور کر رہے ہیں ہم اس لمحے خود کو بہت بے بس محسوس کر رہے ہیں یہ بات چھپا کر۔۔"

قدم اُس سے دور لے جاتے ہوئے وہ یہ سب اپنے دل میں کہتا اُس سے بہت دور جا رہا تھا نورِ حرم ساکت کھڑی اُسے خود سے دور ہوتی ہوئی دیکھ رہی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

سالار شاہ میں ایسا کیا کروں میرے یار کہ۔۔"

غزلان شاہ آج پھر اُس روم میں آیا تھا جہاں اُن تینوں دوستوں کی یادیں بسی تھی وہ سامنے لگے ایک ہنستے مسکراتے خوبصورت چہرے سے مخاطب ہوا۔۔

وہ جب بھی اِس روم میں آتا تھا تو اُس پیر غزلان شاہ کو اِس روم کے باہر ہی چھوڑ کر آتا تھا جو باہر والے کے لیے ایک نرم خو اور خوشیاں پھیلانے والا وہ یہاں اندر داخل ہوتے ہی وہی غازی بن جاتا تھا۔

جو سالار اور شہری کے لیے تھا۔۔ عضیل اور سنجیدہ اور شاہ حویلی کا سب سے خوبصورت مرد تھا اور اسی خوبصورتی کی وجہ سے وہ اپنے بھائیوں جیسے دوستوں کو کھو بیٹھا تھا۔۔۔

وہ میرے دل اور دماغ سے نکل جائے میرے یار تُم تو مجھے اچھے "
"سے جانتے ہو کہ میں اپنی زبان کا کتنا پکا ہو۔

تصویر کو اپنی سیاہ آنکھوں میں بے شمار نمی لیے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

جو وعدہ میں نے ہم دونوں کے جگر سے پیارے بھائی شہری "
"سے کیا تھا اُس وعدے کو میں کبھی توڑ نہیں سکتا۔۔

بے بسی سے اُس تصویر کے سامنے نیچے گرو ہاتھوں کو چہرے پر رکھ کر زور سے روتے ہوئے کہنے لگا اِس روم سے باہر کسی کی آواز نہیں جا سکتی تھی کیونکہ یہ روم ساؤنڈ پروف تھی اور اس

روم کی سیٹنگ اُسنے سالار شاہ کے مرنے کے بعد کی تھ تاکہ جب بھی اُسے رونا آئے تو وہ اپنے دوست ماموں زاد بھائی کے آگے روئے۔۔

سالار شاہ تُم بھی تو سخت دل نکلے یار ایسا کون کرتا ہے ہاں کون" اپنے بھائی کو چھوڑ کر جاتا ہے بھلا۔۔
کیوں اپنی جان خطرے میں ڈالی تُم نے اُس رات کیوں ہاں بتاؤ۔۔"

وہ رو رہا تھا کہ یکدم سے اُسکو اپنے نظروں کے آگے اُس رات کی جھلکیاں دکھائی دینے لگی تو وہ حویلی کے سبز باغ میں خود کو تصور کرنے لگا جہاں سالار شاہ کے بے جان وجود کو اپنی گود میں دیکھ وہ

تڑپ اٹھا اور اپنے سفید ہاتھ اوپر اٹھا کر نم آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگا تو ہاتھوں میں اپنے جگر کے خون لگے اُسے اس جنوری کی پہلی تاریخ کی طرح لگے نظر آئے ہمشیہ کی طرح آج بھی وہ ماضی کی جھلک دیکھ کر شدت سے رونے لگا۔۔۔

اِسی خوبصورتی کی وجہ سے تُم مجھ سے دور ہوئے تھے سالار شاہ" اسی خوبصورتی کی وجہ سے میرا دل چاہتا ہے اس خوبصورت چہرے کو نوچ کر بدصورت بنا دو اپنی اس سفید چمڑی کو جلا دو۔۔۔"

پورا کمرہ اُسکی گونج دار سسکیوں سے گونج اٹھا وہ سر فرش پر پٹک پٹک کر مارتا ہوا بُری طرح سے رو رہا تھا اور اپنے خوبصورت

چہرے کو جنونیت سے نوچ رہا تھا اپنے سفید مردانہ ہاتھوں کو کاٹ رہا تھا۔۔۔

جب بھی اِس حال میں ہوتا تھا تو یہی سب کرتا تھا اپنی خوبصورتی سے اُسے شدید نفرت ہوتی تھیں اُس تکلیف دہ لمحے میں اُسکا دل خود کو ختم کرنے کا شدت سے چاہتا تھا لیکن سامنے دیوار پر لگی سالار شاہ کی تصویر کو دیکھ یہ گناہ نہیں کر پاتا تھا۔۔

دستگیر شاہ آج بھی ہمیشہ کی طرح صبح ٹھیک پانچ بجے اٹھا تھا وہ اِس وقت ہمشیہ نماز کے لیے اٹھتا تھا اور نماز پڑھنے کے بعد واپس سو جاتا تھا لیکن آج آنکھوں میں اپنی بیوی سے ملنے کی چمک لیے وہ

تب سے تیاری کر رہا تھا اب صبح کے سات بجتے ہی علی سے پہلے ہی باہر نکلا اور گاڑی میں جا کر بیٹھا علی جب وہاں آیا تو اُسکے چہرے پہ خوشی دیکھ نفرت سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا وہ ہمشیہ اُسے اتنا خوش دیکھتا تو اپنے اندر نفرت کی آگ بھڑکتے ہوئے محسوس کرتا تھا۔۔۔

"شاہ سائیں آپ اپنا بیگ بھول رہے ہیں۔۔"

اسکول کے گیٹ کے آگے جب گاڑی رکی تو وہ بیگ لیے بغیر تیزی سے گاڑی نکل رہا تھا علی شاہ نے آنکھوں میں سرد مہری لیے بظاہر مسکرا کر کہا۔۔۔

"ہوں میں بھول گیا۔۔"

وہ مسکرا کر آگے بڑھا اور اپنا سیاہ بیگ اٹھا کر اپنی مضبوط کندھوں پر لٹکا کر آگے بڑھا تبھی علی شاہ نے تیزی سے باہر نکلا اور اُسکے پیچھے بڑھا۔۔

"کیا بات ہے آج تو ہمارے شاہ سائیں بڑے مسکرا رہے ہیں۔۔۔"

علی شاہ کے شریر لہجے پر وہ اُسے سیاہ آنکھوں سے سختی سے گھورنے لگا۔۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے تُم جاؤ کلاس میں میں آتا ہو۔۔"

اُسکی بے تاب نظریں مھروسہ کو ڈھونڈ رہیں تھے علی شاہ کہہ کر اپنی نظریں اسی طرح ڈورہانے لگا تبھی اُسے وہ نظر آئی جو پہلی کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی اپنا بیگ درست کرتا اُسی جانب تیزی سے بڑھنے لگا۔۔۔

"کل ایسا کیا ہوا تھا جو یہ اتنا خوش ہے میں نے کل لسٹ اس لیے تو نہیں بدلا تھا دستگیر شاہ کے تُم اُس گاؤں سے واپس آکر اتنے خوش ہو جاؤ میں نے تو وہاں تُمہیں مرنے کے لیے بھیجا تھا میں تُم کو مرتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا اور تُمہاری محبت کی عزت کو تار تار

ہوتے ہوئے جیسے اُس کے ساتھ ہوا تھا ایک سال پہلے جو ہمارے
"بڑوں کی غلطی کی وجہ سے مری تھی۔۔

علی شاہ کی نفرت بھری سُرخ آنکھوں نے دستگیر شاہ کا پیچھا کیا جو
اب مھروسہ شاہ کے پاس پہنچ چکا تھا۔۔

دوسری طرف دستگیر شاہ مھروسہ شاہ کے پاس پہنچ کر مسکراتے
ہوئے اُسے سلام کرنے لگا مھروسہ شاہ کو اُسے اپنے قریب دیکھ
کر وہ دو دن پہلے کے واقعے کو شدت سے یاد کرتی غصے اور
شرمندگی سے اپنی نازک مٹھیوں کو کھسنے لگی۔۔

"کیسی ہے اُستانی جی اور آپ دو دن سے کہاں غائب تھی میں نے آپکو بہت زیادہ مس کیا تھا کیا آپ نے بھی ہمیں اپنے شوہر کو مس کیا ہے ان دو دن کی دوری کو محسوس کر کے۔۔۔؟؟

جگر جگر کرتی سیاہ آنکھوں میں دنیا جہان کی محبت سمیٹے وہ مھروسہ شاہ سے بوجھل آواز سے پوچھ رہا تھا۔۔

"شٹ اپ اپنی بکواس بند کریں دستگیر شاہ اور چھٹی ہوتے ہی آپ اسکول سے باہر نکلنے سے پہلے مجھے طلاق دے کر باہر نکلے گے ورنہ میں کیس کر دو گی۔۔۔"

وہ اُن پیسوں کی وجہ سے اُس سے اب تو زیادہ بد گمان ہو گئی تھی سخت لہجے سے کہتی اُسے دیکھنے لگی جو طلاق کی بات پر غصے سے اپنی رگوں میں خون کو گرم ہوتے ہوئے شدت سے محسوس کرنے لگا تو وہ شدید غصے کے عالم میں اُسکو اسکول کے بیچوں بیچ کلائی سے پکڑتا اُس جانب بڑھا جہاں سڑھیاں تھی۔۔۔

"دستگیر شاہ چھ۔۔ چھوڑے ہمیں۔۔"

وہ اُسے لیے اوپر بڑھا اور اُسے اُس جگہ پر لایا جہاں کافی اندھیرا تھا وہ اُسے ایک دیوار سے لگا کر غصے سے اپنی دونوں مضبوط ہاتھ اُسکے اوپر دیوار پر دائیں اور بائیں جانب رکھ اِس اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر اُسکے چہرے پر جھکنے لگا جبکہ مھروسہ شاہ دیوار سے لگی وہاں اتنی

زیادہ اندھیرا اور اُس کے دہکتی سانسوں کے تھپیڑوں کو اپنی ستواں شرم سے سرخ ہوتی ناک پر محسوس کرتی ڈرنے لگی۔۔

اُستانی جی آپ نے ہمیں سمجھ کیا رکھا ہے ہاں۔۔"

آپ جو مرضی آئے بول دے گی ہمیں اُس رات ہم نے آپ کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا تھا اگر زبردستی کی ہوتی تو آپکو حق تھا ہمیں برا بھلا کہنا کا لیکن اُس رات ہم نے وہ سب آپکی اجازت سے کیا تھا کوئی زبردستی نہیں کی تھی پھر کیوں آپ بار بار طلاق کا ذکر چھیڑ کر ہمیں غصہ دلاتی ہے اور کیوں ہم پر آپ اپنا رعب جماتی ہے میں آپ سے صرف ایک سال چھوٹا ہو دس سال نہیں۔۔"

دستگیر شاہ نے اچانک اُسکے شانوں کو دبوچ کر غصے سے غراتے ہوئے کہا۔۔۔ تبھی وہ اچانک سے اپنے ہاتھ اُسکی نازک کندھے پر رکھ کر نیچے بے خودی سے سرکانے لگا جیسے جیسے اُسکی انگلیاں نیچے سفر کر رہی تھی ویسے ویسے مھروسہ شاہ کی نرم سفید چمڑی جل رہی تھی۔۔۔

"دستگیر شاہ پلیز دور ہو جائے۔۔"

اُسکی لمس سے اُسکا پورا چہرا پسینے سے بھیگ کر اب نم ہو رہا تھا اور نازک لب اُسکی بے حد نزدیکی اور مضبوط جسم کی حرارت سے بُری طرح سے ایسے تھر تھرا رہی تھی جیسے مانو سردی سے تھر تھرا رہی ہو۔۔

"نہیں ہم تب تک دور نہیں ہٹے گے جب تک آپکی سانسوں کو پی کر آپکو سمجھا نہ دے کہ آپ مھروسہ شاہ آپ صرف اور صرف دستگیر عالم شاہ کی ہے تب تک ہم پیچھے نہیں ہٹے گے جب تک آپ یہ بات سمجھ نہیں جاتی۔۔۔"

اُسے اپنی جان جاتی ہوئی شدت سے محسوس ہوئی جب اُسکا دوسرا ہاتھ وہ اپنی گردن پر محسوس کر گئی دستگیر شاہ اپنی بات کہتا اُسکی نرم گردن کو انگلیوں سے چھو رہا تھا مھروسہ شاہ یکدم سے اُسکی جان لہوا لمس سے اُسکی گرفت میں سخت جھٹپٹائی۔۔۔ جبکہ دستگیر شاہ کی انگلیاں گردن سے اب نیچے بڑھ رہی تھی۔

پلیز دستگیر شاہ نہیں یہ پھر سے مت کرے ہمارے ساتھ خدا"
"کے لیے نہیں ہم آپ کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں۔۔

مھروسہ شاہ اندھیرے میں اپنی آنکھیں سختی سے میچے ہوئے کھڑی تھی اُسکے ہاتھ کی پُرحدت انگلیوں کو وہ اپنے نازک کندھوں سے ہوتا ہوا نیچے پیٹ پر آکر رک کر اپنے پیٹ پر اُسکی پُرحدت لمس محسوس کرنے لگی کے تبھی وہ اپنی شرٹ کو اُسکی گرفت میں محسوس کرتی وہ اپنے دونوں ہاتھ بے ساختہ اُسکے کندھے پر گاڑ گئی اِس وقت وہ شدت سے اپنے حلق کو خشک محسوس کر سکتی تھی تبھی اُسکا نازک وجود بے اختیار سامنے کھڑے دیوار کی مانند مضبوط شخص کے کشادہ سینے سے جا کر لگی۔۔۔

"اُستانی جی آپ جتنی بار ہمیں پیچھے ہٹنے کے لیے کہے گی ہم اتنا ہی آپکے قریب آکر آپکے ساتھ گستاخی کرے گے سو اگلی بار بی کیئر فل۔۔"

وہ اُسکی شرٹ کو صرف اُسے ڈرانے کے لیے پکڑ گیا تھا اب وہ اندھیرے میں مسکرا کر اسکی شرٹ کو درست کرتے ہوئے اُسکے نرم گالوں کو چھوم کر پیچھے ہٹتے ہوئے معنی خیزی سے بولا۔۔۔

اُسکا یہ ارداہ بلکل بھی نہیں تھا کہ مھروسہ شاہ اور اُسے اِس ابتر حالت میں کوئی دیکھے ورنہ اُنکی پورے اسکول کے سامنے بدنامی ہو جائے گی وہ یہ کرنا یہاں اسکول میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا تو

کرنے کی بات تو دور کی تھیں کیونکہ اب وہ اُسکی بیوی اور عزت تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

غزلان شاہ جب تھکا ہارا اپنے بیڈ روم میں داخل ہوا تو وہ سامنے بیڈ پر اتنے سارے کتابوں کو دیکھ تیکھی نظروں سے اُسے گھورنے لگا جو دونوں پیر بیڈ کراؤن کے اوپر رکھے سر دوسری جانب کیے لیٹی پاس رکھے پلیٹ سے سیب اٹھا کر منہ میں لیتی مگن انداز میں ایک کتاب پڑھ رہی تھی۔۔۔

وہ اُسے تین دن بعد دیکھ رہا تھا اتنے دنوں وہ اُسے دیکھ اُسکی آنکھیں چمک اٹھی تھی ورنہ وہ یہاں غزلان شاہ کے بیڈ روم میں اپنے ایکسڈنٹ اور اُسکو اپنی اور اُسکی اُس خوبصورت رات کے بہکتے لمحوں کو خراب کرنے کی وجہ سے ناراضگی کر رہی تھی اُسکے روم میں نہ آکر اور اسکے قریب نہ بھٹک کر مگر آج اُسے صحیح سلامت اتنے دنوں بعد اپنے بیڈ میں دیکھ وہ دل میں ایک پر سکون ٹھنڈک کو اترتا ہوا محسوس کر گیا۔۔

"شاہ سائیں آ گئے آپ۔۔۔!!!

وہ جب بیڈ کے پاس آ کھڑا ہوا تو اُس پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی ناراضگی بھول بھال کر چہکتی ہوئی اٹھی اور اُسکے گلے کا ہار بننے والی

تھی کہ اُسکی انگلی کے اشارے سے پیچھے رہنے کا کہنے پر وہ منہ بسور کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔

"پیچھے ہٹو لڑکی یہ حرکت ہمیں برداشت نہیں ہو گی۔۔۔"

انگلی سے اُسے پیچھے رہنے کا کہتا وہ اُسکو گھورنے لگا۔جو سفید تنگ سی سرخ شرٹ اور بلیو پینٹ میں ملبوس اُسکے سامنے نہایت ہی آرام سے اس بے باک حلیے میں کھڑی اُسے پھر سے بھٹکانے لگی۔۔۔

"شاہ سائیں اب آپ کو مجھے برداشت کرنا پڑے گا ورنہ ہم سخت وبال جان بن کر آپکی زندگی کو سکون سے رہنے نہیں دے گے۔۔۔"

وہ بے باکی سے اچانک ہی آگے بڑھی اور سیب کا ایک ٹکڑا زبردستی غزلان سائیں کے منہ میں ڈالتی ایک آنکھ شرارت سے دبا کر اُسکے گلے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اُسکی چمکتی سیاہ آنکھوں میں پیار سے دیکھنے لگی۔۔

غزلان شاہ اپنے سینے پر اُسکے نرم ہاتھوں کی لمس کو پا کر وہ سخت ششدر رہ گیا اور پھر شدید غصے سے اُسے پیچھے کر کے خود اس سے دور ہو گیا۔۔۔

"گستاخ لڑکی۔۔۔"

غزلان شاہ اُسکی بے باکی پر نروس ہوتا اُسے جھٹکے سے پیچھے کرتا سیب نھگلتے ہوئے شدید غصے سے کہنے لگا۔۔۔

"نہیں میں تو بہت کیوٹ پیاری سی لڑکی ہوا اپنے پیر سائیں کی بی وی بھی اور محبت بھی۔۔"

شریر لہجے میں کہتی وہ پھر سے آگے بڑھی لیکن اُسکے پیچھے بیڈ کی جانب اشارہ کرنے پر وہ پیچھے دیکھنے لگی۔۔

"یہ سب کیا ہیں چری (پاگل) لڑکی۔۔۔۔"

سخت نظروں سے کتابوں کو گھور کر وہ اُسے پوچھنے لگا کتابوں پہ مسکراتی لڑکی کی تصویر اُسے سخت ناگوار لگ رہی تھی آج سے پہلے اسطرح کے کتاب اسکے بیڈ روم میں کیا پوری حویلی میں بھی کسی نے نہیں لائے تھے۔۔

مگر یہ لڑکی اُسکے صبر کا امتحان روز لے رہی تھی۔۔۔کچھ نیا کر کے۔۔۔

"شاہ سائیں یہ میرے جان سے عزیز ترین ناول ہے خبردار آپ نے ان پر بُری نیت سے ہاتھ بھی لگایا تو۔۔۔

پیار سے ناولز کے رسالوں کو دیکھتی آخر میں انگلی اٹھا کر اُسے وارننگ دینے سے باز نہیں آئی جبکہ اُسکی نظروں میں ان کتابوں کے لیے اتنا پیار دیکھ نا جانے کیوں پیر سائیں کو آگ لگی۔۔۔

"ہم کسی نامحرم کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے ہٹائیں ان سب کو ہمیں سونا ہے۔۔۔"

ناگواری سے ڈائجسٹوں کو دیکھ وہ سخت نظروں سے نورِ حرم کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

اچھا کرتے ہیں آپ شاہ سائیں کسی نامحرم کو نہ دیکھکر ورنہ اگر یہ" حرکت اگر آپ میں پائی جاتی ناں تو اللہ کی قسم میں اُس چڑیل "کے ساتھ آپکو بھی گنجا کر دیتی۔۔۔

پھاڑ کھانے والے انداز میں کہتی وہ غصے سے اپنے سبھی ڈائجسٹ اٹھاتی ہوئی اُسے منہ چڑاتی وہاں سے نکلی جبکہ غزلان سائیں زندگی میں آج پہلی بار مسکرا اٹھے تھے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

غزلان سائیں اپنے کمرے میں اُس آفت کی پڑیا کو نہ دیکھ پر سکونی محسوس کرنے لگا ورنہ وہ اُسکی موجودگی سے اپنے نفس کو قابو

نہیں پاتا تھا وہ اُسی قریب آکر بہکنے پر مجبور کر دیتی تھی ابھی اپنے ایک مرید کے بیٹے کی شادی سے ہو کر آیا تھا۔۔۔

اس وقت رات کے ایک بج رہے تھے۔۔

وہ سامنے رکھے صوفے کی جانب بڑھا اور اپنی پگڑی سر پر سے اتارے بغیر صوفے پر بیٹھا اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔۔

کچھ دیر اُسی طرح آنکھیں موندے پڑا رہا تب ہی اپنے بالوں میں کسی کی نرم انگلیوں کو سرکتے ہوئے محسوس کرتا وہ پر سکونی سے اپنے پہلوں پر بیٹھی نورِ حرم کی گود میں بے ساختہ اپنا سر رکھ گیا۔۔۔

"پیر سائیں آپ بہت تھک گئے ہیں۔۔"

نورِ حرم اُسے اپنی گود پر سر رکھے دیکھ اپنے لبوں پہ ایک شریر مسکراہٹ سجا کر اپنے لہجے میں جھوٹ موٹ کا پیار سموتی کہتی سامنے ٹیبل پر رکھے پیالے کو اٹھا کر اُسے دیکھنے لگی۔۔۔

"آپ میرے ہاتھوں کے جادو سے دیکھنا جلدی سے فریش فیل کرے گے۔۔"

جو اُسکی گود پر سر رکھے آنکھیں موندے ہوئے تھا اسکی نظریں اُسکے سر پر بندھی پگڑی پر جا رکی تو اُسنے وہ پیالہ واپس سامنے ٹیبل

پر رکھا اور اپنے نازک ہاتھوں سے پگڑی کو اتار کر سامنے ٹیبل پر رکھ کر وہ پیالی اٹھا کر اُس سے کہنے لگی۔۔۔

غزلان شاہ اُسکی گود میں سر رکھے صوفے پر پھیلا ہوا تھا اچانک اپنے نتھنوں سے پٹرول کی اسمیل سے وہ چونکا اور پھر وہ جھٹکے سے اٹھا۔۔۔

لڑکی دیکھاؤ ہمیں یہ کیا ہیں۔۔؟؟"

اچانک اُسکے چونک کر اٹھنے پر نورِ حرم تیزی سے صوفے سے اٹھی اور اُس سے دور ہو کر پیالی تیزی سے اپنے پیچھے کرتی لبوں پہ ایک مسکراہٹ سجا کر اسے دیکھنے لگی مگر پیر سائیں کے آگے

بڑھنے پر وہ اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھانے لگی۔اور اُسکے سوال پر وہ اُس پیالی پر اپنا گرفت سخت کر گئی۔۔۔

"پیر سائیں تیل ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔۔"

وہ اُسکی سیاہ آنکھوں میں غصہ دیکھتی چہکتی ہوئی بولی۔۔

اگر یہ تیل ہیں تو آپ ہم سے کیوں چھپا رہی ہے دیکھائے"
"ہمیں۔۔

غزلان شاہ کو شک ہو رہا تھا کیونکہ وہ اتنی پیاری تو کبھی نہیں تھی جو آج بننے کی کوشش کر رہی تھی ہونا ہو اُسکے دماغ میں ایک

شیطانی منصوبہ تو چل رہا ہو گا جسے آج وہ اُس پر آزما کر خوش ہونا چاہتی تھی۔

پیر سائیں آپ اپنے مضبوط باڈی کو جس طرح آپ مینٹین" رکھتے ہیں ناں اُسی طرح آپکو اپنے بالوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے اُنہیں بھی ورزش کی ضرورت ہے جو میں آج تیل کی مالش سے تھوڑا سا ورزش کروا رہی تھی اور آپ ہے کہ ہمشیہ کی طرح مجھ پر شک کر رہے ہیں۔۔"

وہ دیوار سے لگ کر اُسکے اپنے سامنے آنے پر وہ پیچھے پیالے پر گرفت مضبوط کرتی سختی سے آنکھوں کو میچتی ڈرتی ہوئی کہنے لگی۔۔۔

اگر آپکو ہماری اتنی ہی فکر ہے تو کیوں وہ پیالی ہم سے چھپا رہیں"
"ہے جس میں آپ مالش کے لیے تیل ڈال کر لائی تھی۔

غزلان سائیں نے سنجیدگی سے کہہ کر اپنا ایک ہاتھ دائیں جانب اُسکے نازک کندھے کے اوپر دیوار پر رکھا اور دوسرا پیچھے بڑھا کر اُسکی نازک کلائی دبوچ کر آگے کرتے وہ اُسے دیکھنے لگا جو اُسکے اِسطرح چھونے پر آنکھیں پھاڑے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

پیر سائیں آپ سامنے سے تو مجھے اور بھی زیادہ ہینڈسم لگتے ہیں"
میرے پاس اگر اِس وقت میرا فون ہوتا نہ تو میں ضرور آپکی سیلفی لیتی لیکن آپ اتنے ظالم ہے میرے ہر اُس چیز کو مجھ سے

چھینتے ہے جو مجھے پسند آتی ہیں میں آپکو اُسکی سزا دینا چاہتی ہو وہ "بھی ابھی۔۔

یہ کہتی وہ اپنے پیر اٹھا کر اچانک اُسکی لبوں پہ اپنے نازک لب رکھ گئی جبکہ اُس کی اتنی بے باکی پر غزلان سائیں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ یہ تک بھول گیا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا یا اُسنے ابھی کیا کیا تھا۔۔۔

گستاخ بے شرم لڑکی اپنی حدود میں رہوں کیونکہ ابھی آپ" ہماری ماضی سے انجان ہے اگر آپکو پتہ ہوتا کہ ماضی میں ہم کیا "تھے تو آپ اتنی دلیری سے ہمارے ساتھ یہ سب نہ کرتی۔۔۔

وہ غصے سے اُسکے نازک کندھوں کو سختی سے پکڑ کر اسے خود سے پیچھے دھکیلنے والے انداز میں کرتا سخت غصے کی لہر کو وہ اپنے پورے وجود میں ڈورتے ہوئے شدت سے محسوس کرتا سرد لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

پیر سائیں کیا تھے آپ اُس ٹائم کئی آپ ایک بگڑے ہوئے" وڈیرے تو نہیں تھے پکا آپ ایسے ہی تھے اور آپکی کوئی غلطی کرنے کی وجہ سے آپ کے خاندان والوں نے آپکو یہ سزا دی "ہو گی پیر کی تخت کو آپ سزا سمجھتے ہیں ناں اپنے لیے۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتی پہلے تو وہ شریر لہجے میں بولی مگر اُسکی آنکھوں میں سرخی دیکھتی سنجیدگی سے اپنے آخری لفظوں کو

کہنے لگی مگر یکدم سے اُسکے غصے سے چہرہ اپنے چہرے کے قریب ترلانے پر وہ دیوار سے ٹکرا کر اپنی آنکھوں کو سختی سے میچ گئی۔۔۔

"آپ ہماری ماضی کو مت ڈھونڈے ورنہ آپ بھی ہم سے باغی ہو جائے گے میرے خاندان کے ایک اُس شخص کی طرح جو کبھی ہمارا جگر ہوا کرتا تھا۔۔"

لفظوں میں درد تھا لیکن لہجے میں سرد پن وہ اُسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اُسکے گلابی چہرے کو دیکھتے ہوئے یکدم سے نجانے کیوں اُسکا دل چاہا کہ وہ اپنا غم ماضی بھول کر اُس ایک چہرے کو بغیر پلکیں

جھپکائیں دیکھے اور اُس چھوٹی سی لڑکی کو اپنے آغوش میں لے کر اپنا سارا غم بھول کر اُسکی نازک وجود سے پر سکونی حاصل کریں لیکن وہ چاہ کر بھی یہ سب نہیں کر سکتا تھا وہ اپنے وعدے سے نہیں مکر سکتا تھا اپنے اُس ماضی میں کیے غلطی کو وہ کیسے فراموش کر سکتا تھا جس سے وہ بہت پشیمان تھا ہاں غلطی اُسنے کی تھی مگر جو اُس نے غصے میں کیا تھا وہ تو شاہ حویلی کے لیے سخت ثابت ہوا تھا۔۔

"شاہ جی کیوں آپ ہم سے وہ بات چھپا رہے ہیں جو آپکو بہت تکلیف دیتی ہیں پلیز آپ تکلیف کو بھول کر میرے ساتھ ایک نئ زندگی کی شروعات کرے میں آپکو بہت زیادہ خوشی دو گی آپ

میری قربت میں اپنے اُس تکلیف دہ ماضی کو بھول جائیں گے

"صرف ایک بار میرا ہاتھ تھام کر تو دیکھیں ناں۔۔

وہ اچانک ہی اُسکی پشت سے لگ کر روتی ہوئی بولی۔۔

نہیں ہم یہ نہیں کر سکتے آپ خدا کے لیے ہم سے یہ امید مت" لگائیں ورنہ آپکو تکلیف ہو گی ہم آپ کو وہ سب نہیں دے سکتے جو

"آپ امید لگائے بیٹھی ہے۔۔

اُسکے ہاتھ کو ہٹا کر جو اُسنے اسکے کشادہ سینے پر پیچھے سے لا کر رکھے تھے کہتے ہوئے اس سے دور ہوا تو وہ لڑکی تڑپ کر واپس آگے بڑھ کر اُسکی پشت پر سر رکھ گئی۔۔

"شاہ سائیں ہم اب آپکی دوری سے مر جائے گے پلیز ہمیں اپنی آغوش بخش دے پلیز۔۔"

وہ نم آواز سے بولی تو غزلان شاہ اسکی آنسوؤں اپنی پشت پر محسوس کر بُری طرح سے تڑپتا اُس سے دور جا کھڑا ہوا اور نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

"نہیں ہم نے کہا نا ہم سے امید مت لگائیں چلی جائے واپس اپنے روم میں اب اور ہم برداشت نہیں کر سکتے آپکو یہاں اپنے پاس اپنے بے قریب۔۔"

وہ اپنے آنسوؤں کو گرنے سے روکے ہوئے تھا ورنہ سامنے کھڑی لڑکی کی تڑپ تکلیف سے وہ اپنا ضبط کھوتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔

"یہ میرا بھی روم ہے میں نہیں جاؤ گی میں آپکی بیوی ہو آپ پر حق رکھتی ہو آپ اسطرح مجھے اپنے قریب آنے سے روک نہیں سکتے۔۔۔"

وہ تڑپتی ہوئی آگے بڑھی اور اُسکے کشادہ سینے سے لگ کر ہاتھ پیچھے لے جا کر اُسکی چوڑی پشت کو سختی سے جکڑ گئی۔۔

نہیں سمجھتا میں آپکو اپنی بیوی ہم نے یہ نکاح آپ بابا کے بے" حد اسرار پر کیا تھا اپنی راضہ کے لیے نہیں ہم آپکو صرف اپنے مرید کی بیٹی سمجھتے ہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں چلی جائے "میرے روم سے نکل جائے۔۔

اُسے غصے سے خود سے دور کرتا وہ شدت سے پھٹ پڑا تو وہ اُسے اتنے زیادہ غصے میں پھٹی آنکھوں سے دیکھتی اپنا سر نفی میں ہلاتی ہوئی قدم پیچھے لے جانے لگی پھر آنسو بہاتی وہ وہاں سے بھاگی تو اُسکے روم سے نکلتے ہی غزلان شاہ پیچھے بیڈ پر گرا اور خاموشی سے آنسو بہانے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

" ماضی "

"غازی نو یہ چیٹ ہے ہم اُسے نہیں مانتے۔۔۔"

ایک سیاہ گھوڑا جست لگا کر اپنے آگے بڑھتے سفید اور براؤن رنگ کے گھوڑوں سے آگے بڑھا اور دور جا کر رکا تو گھوڑے کے رخ بدلنے پر گھوڑے پر بیٹھے نوجوان کا سنجیدہ چہرہ نظر آیا جو خوبصورت تھا اور دودھ کی طرح سفید تھا اور سیب کی سُرخی کی طرح سُرخ جو اب دھوپ اور گرمی کی وجہ سے سُرخ ہو چکا تھا۔۔

"سالار عاقب شاہ یہ چیٹنگ نہیں یہ اللہ کی جانب سے ایک گوڈ گفٹ ذہانت ہے جو مجھے یعنی سید غزلان غنی شاہ کو ملا ہے۔۔"

وہ نوجوان سیاہ آنکھوں میں فتح کی سُرخی لیے اُن دو گھڑ سوار کو جتاتی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

"سالار سائیں یہ ہمشیہ یہی کرتا ہے مجھے کبھی نہیں ریس لگانا اس کھڑوس شاہ کے ساتھ۔۔"

شہریار بخت شاہ نے سامنے سیاہ گھوڑے پر بیٹھے نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اپنا گھوڑا بلکل اُسکے گھوڑے کے قریب لا کر اُسکے آگے جھکا۔۔۔

کیوں شہری اپنی پاکٹ منی کو کھونے سے ڈر رہے ہو۔۔؟؟"

وہ نوجوان صرف اُن دونوں سے اسطرح شرارت بھری باتیں کیا کرتا تھا ورنہ حویلی میں وہ صرف ایک نمبر کا کھڑوس مانا جاتا تھا جسکا غصہ ہر کسی پر نکلتا تھا ہر وقت غصے سے پاگل ہو کر اپنا نقصان کرتا تھا اور یہی چیز سید عباس شاہ کو ڈراتی تھی انہیں اپنے پوتوں سے بھی زیادہ اپنے اس نواسے سے محبت تھی جو انکی بیٹی حلیمہ شاہ کی آخری نشانی تھی۔۔۔

غازی پاکٹ منی سے نہیں تُمہاری چیٹ کرنے والی عادت سے" "ڈرتا ہوں۔۔

شہریار بخت شاہ نے سنجیدگی سے کہہ کر اپنا گھوڑا بھگایا تو وہ بھی اپنا سیاہ گھوڑا اُسکی براؤن گھوڑے کے پیچھے بھگانے لگا اور اُسکے قریب پہنچ کر اُسے دیکھتے مسکرانے لگا اسطرح مسکراتے ہوئے اُسکے دونوں گالوں پر ایک ڈمپل نمودار ہوا جو اُسکی وجاہت میں اور بھی زیادہ اضافے کا باعث بنا۔۔۔

"شہری میرے یار تُم اپنی پاکٹ منی مجھے دیئے بغیر ایسے نہیں بھاگ سکتے رکو۔۔۔"

وہ شہریار کو آگے جاتے ہوئے دیکھ غصے سے چیخا تو سالار شاہ اُسکے غصے پر مسکرا کر رہ گیا وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اب شہریار بخت شاہ

ضرور رکے گا کیونکہ وہ غزلان شاہ کے غصے سے سخت ڈرتا تھا وجہ وہ اسکی ایک ہفتے تک ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔

غزلان شاہ کی وہ جب بھی غصے میں بات نہیں مانتا تھا تو وہ پورے ایک ہفتے تک غصے سے اُس سے بات ہی نہیں کرتا تھا بلکہ اُسکی شکل تک نہیں دیکھتا تھا اور شہری اسی لیے اسکے غصے سے ڈرتا تھا۔۔۔

میرے یار میرے غازی غصہ مت کرو میں رکتا ہو یہ دیکھو" "گھوڑے سے نیچے بھی اتر رہا ہوں۔۔

شہریار بخت شاہ نے گھوڑے کا رخ اسکے گھوڑے کے آگے کیا اور ہاتھ اٹھا کر نیچے کھودا اور ہنستے ہوئے کہنے لگا۔۔

"شہری میرا موڈ ابھی سخت خراب ہو گیا ہے جاؤ میرے لیے وہ چیز لے کر آؤ جس سے مجھے سب سے زیادہ عشق ہے۔۔"

وہ سیاہ گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو شہریار بخت شاہ اور سالار عاقب شاہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور جیب سے دونوں نے ایک برانڈ کے سگریٹ کے پیکٹ کو نکالا۔۔۔

"ہمیں اچھے سے پتہ ہے ہمارے جگر کو کس چیز سے پہلی نظر میں سب سے زیادہ عشق ہوا ہے غازی میرے یار وہ چیز یہ تو نہیں ہے۔۔"

دونوں نے اپنے اپنے ہاتھ آگے بڑھا کر وہ سگریٹ پیکٹ غزلان شاہ کے آگے کیا جو اپنے گھوڑے پر سوار اپنا رخ غصے سے دوسری طرف کیے کھڑا اس وقت ایک مصری حُسن کا مالک شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔

"کیا ہے یار تُم لوگ اتنے پیار سے مناتے ہو کہ بندہ اپنا غصہ بھول جاتا ہے۔۔"

غزلان شاہ نے یکدم سے نیچے اترتے ہوئے نرمی سے کہا۔۔

"ہمیں پتہ ہے کہ تم کیوں اتنی جلدی مان رہے ہو غازی ہمارا یار ہمارا جگر ہم تیری رگ رگ سے واقف ہے تُمہیں تب اپنی محبوبہ کی شدید طلب ہوتی ہیں جب تو اسطرح کے گھڑ ریس کا پلان بناتا ہے۔۔"

شہریار بخت شاہ نے سگریٹ کو اسکی محبوبہ سے تشبیہ دیتے ہوئے معنی خیزی سے کہا غزلان شاہ اُسے دیکھتے ہوئے اپنی ایک آنکھ دبا کر اُسکے ہاتھ سے آدھا جلے سگریٹ کو پکڑتا پینے لگا پھر شہری کو سگریٹ پکڑا کر سالار شاہ کے ہاتھ سے اُسی طرح اُسکی جلائی سگریٹ کو پکڑ کر پینے کے بعد اسے پکڑا کر اب خود پیکٹ سے

ایک سگریٹ نکال کر جلا کر باری باری اُسی طرح اُن دونوں کو دینے لگا جس طرح اسنے پہلے کیا تھا وہ لوگ اسی طرح یہ کام کرتے تھے یہاں آکر کیونکہ غزلان شاہ اپنے نانا سائیں اور شہریار شاہ سالار شاہ اپنے دادا کے سامنے سگریٹ نوشی نہیں کرتے تھے ڈرتے تھے یہ سب کرنے سے وہ تو ان کے سامنے اتنے شریف بن جاتے تھے کہ ان سے زیادہ کوئی شریف اس گاؤں میں ہے ہی نہیں۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

غازی میرے بچے کہاں تھے ہم کب سے آپکی راہ تھک رہے تھے۔۔؟؟"

پیر غنی شاہ کے ڈیرے پر جب وہ پہنچا تو اپنے بابا کے اتنے سارے مریدوں کو اپنی جانب محبت عقیدت سے دیکھتے پا کر وہ مسکرایا تبھی اندر سے آتیں ایک نورانی چہرے کو دیکھ خوشی سے جا کر اُس ہستی کے سینے سے لگ گیا جو وہ پیر غنی شاہ تھے جو اُسکے بابا تھے اماں سائیں کے بعد وہ اور نانا سائیں وہ واحد ہستی تھے جن سے وہ اپنی باتیں شئیر کر پاتا تھا جو اپنے دوستوں جیسے کزن سے بھی نہیں کرتا تھا۔۔

بابا سائیں ہم شہریار شاہ اور سالار شاہ کے ساتھ پیپرز کی تیاری" میں اتنے بزی ہو گئے تھے کہ ہمیں خیال ہی نہ رہا کہ ہمیں گاؤں میں گئے بہت دن ہوئے تھے اور آپ سے نانا سائیں سے ملے

بھی بہت دن ہو گئے تھے اسی لیے آج پیپر زدے کر ہم سیدھا "آپ سے ملنے گاؤں آ گئے۔۔

وہ اپنے مضبوط کندھوں کے گھیرے میں انہیں لے کر اندر کی جانب بڑھا اور سامنے ایک شاندار روم کی جانب بڑھا۔

غازی میرے بچے آپ اتنے کمزور کیوں لگ رہے ہیں" ہمیں۔۔؟؟

پیر غنی شاہ سخت پریشانی سے اُسکے فٹ مضبوط جسم کو دیکھتے ہوئے کہنے لگے جو ورزش کی وجہ سے اور فٹنس کی وجہ سے انہیں کمزور لگ رہا تھا۔۔

"بابا سائیں ہم کہاں سے کمزور لگ رہے ہیں یہ دیکھے ہمارے مسلز اور یہ دیکھے ہمارے سکس پیک۔۔"

وہ شرارت سے ایک آنکھ دباتا اپنے مسلز اٹھا کر آخر میں اپنی بلیو شرٹ کو اٹھا کر اپنی سکس پیک انہیں دیکھانے لگا تو پیر غنی شاہ نے اپنے سنجیدہ بیٹے کو معمول سے ہٹ کر شرارت کرتے ہوئے دیکھ مسکرا کر اسے پیار سے دیکھا اور اس پر آیت الکرسی اور بہت سی دعائیں پڑھ کر پھونکنے لگے کہ اُنکے بیٹے کو کسی کی نظر نہ لگے وہ انکے دعا کے حصار میں محفوظ رہے۔۔

میرے شریر بیٹے جاؤ جلدی سے حویلی آپکے نانا سائیں وہاں"
"آپکی راہ تھک رہے ہونگے۔۔

اُنہوں نے اُسکے مضبوط کندھوں پر ہاتھ سے مارتے ہوئے اسکے نانا سائیں کے متعلق کہا جو اسکے شہر سے آنے کا سن کر صبح سے بے تابی سے اُسکی راہ تھک رہے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے بابا سائیں ہم چلتے ہیں آپ اپنا خیال رکھے پھر ملاقات"
"ہوتی ہے۔۔

وہ اپنے نانا سائیں کا سن کر خود بھی بے چین ہونے لگا پھر پیر غنی شاہ کے سینے سے لگ کر انہیں کہتا تیزی سے انکے ڈیرے سے باہر نکلا اور سامنے کھڑی اپنی سیاہ اسپورٹ کار کی جانب بڑھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

غزلان شاہ کی گاڑی حویلی کی طرف بڑھ رہی تھیں کہ تبھی سامنے کے باغ میں اُسکی نظر شہریار بخت شاہ کی شہر کی خالہ کی ماڈرن بیٹی میرب بیگ پر پڑی جو گاؤں کے ایک پکی عمر کے مرد کے ساتھ باہوں میں باہیں ڈالے اندر کی طرف جا رہی تھی۔۔۔

وہ اُنکی ذات کی نہیں تھی مگر اُسکے دوست کی خالہ زاد تھی اُسکا ممانی خدیجہ کے ساتھ رشتہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی شاہ حویلی کی عزت تھی یہی سوچ غزلان شاہ کے دماغ میں آتے ہی اسٹرنگ پر رکھے اُسکے سفید مردانہ ہاتھ کھس گئیں۔۔۔

یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔؟؟"

وہ شدید غصے سے اپنی گاڑی سے نکل کر اُس باغ کی سمت بڑھا اور وہاں جا کر اندر اُن دونوں کو غصے سے ڈھونڈنے لگا تو سامنے ایک بہت بڑے سے تناور درخت کے نیچے اُنہیں ایک دوسرے کے ساتھ مگن دیکھ وہ سخت و تند خو لہجے

میں غرایا۔۔۔

اُسکی غراہٹ سُن کر وہ مرد ڈر کر وہاں سے بھاگا تو شہریار بخت شاہ کی کزن اُسے سامنے دیکھ مبہوت رہ گئی کیونکہ وہ جب یہاں پہلی بار آئی تھی تو اتنا مکمل خوبصورت مرد دیکھ اُسے حاصل کرنے کے لیے تڑپنے لگی اور اُسنے غزلان شاہ کو حاصل کرنے کے لیے اپنی طرف مائل کرنے کے لیے اُسے بہت بہکایا بھی تھا لیکن وہ اُن مردوں کی طرح نہیں نکلا جو اُسکی بے باک اداؤں اور نرم و نازک جسم سے بہک کر اپنی ہر حد تک پار کر جاتے تھے۔

وہ غزلان شاہ تھا پتھر دل کا مالک اور اپنے باپ کی تربیت کا منہ بولتا ثبوت جو میرب کے بہکانے پر نہی بہکا تھا بلکہ اُس بے باک لڑکی کو اُسکے لاپرواہ انداز نے اسے حاصل کرنے کے لیے جنونی بنا

دیا تھا اب جب اُسے موقع ملا تھا اس پتھر سے سر ٹکرانے کا تو وہ پیچھے کیسے ہٹتی وہ اپنی بل کھاتی کمر کو لہرا کر اُسکی جانب آہستگی سے بڑھنے لگی۔

وہی ہو رہا تھا جو ایک مرد اور عورت کے بیچ میں ہوتا ہے کیا تُم" بھی میری اداؤں سے پھسل کر ہار مان گئے جو یہاں میرے پیچھے آ گئے غزلان شاہ۔؟؟

وہ قریب آ کر غزلان شاہ کی مضبوط جسم میں ناز سے ہاتھ پھیرتی بے باکی سے بولی۔۔

اپنی بکواس بند کرو اور یہ ہمارا گاؤں ہے یہ اپنے شہر کی روایات" تُم وہی بھول کر آؤ تو تُمہارے لیے بہتر ہو گا ورنہ میں قتل کرنے "سے بھی گھبراؤ گا نہیں۔۔

اُسے شدید غصے سے پیچھے دھکیل کر وہ شدید نفرت سے بولا میرب بیگ جو اُسکے دھکا دینے پر نرم گھاس میں گری تھی غزلان شاہ کے پیچھے گاؤں کے دو مردوں کو آتے ہوئے دیکھ وہ اچانک سے اپنی قمیض کے آستینوں کو اوپر سے پھاڑتی اٹھی اور غزلان شاہ کے دونوں ہاتھوں کو زبردستی اپنے بازوؤں پہ کرتی بُری طرح سے چیخنے لگی۔۔

بچاؤ بچاؤ یہ درندہ ہماری عزت پر ہاتھ ڈال رہا ہے پلیز مجھے برباد"
"ہونے سے بچالو خدا کے لیے۔۔

وہ اُن مردوں کو اپنی جانب متوجہ کرتی غزلان شاہ کو کچھ بھی سوچنے کا موقع دیتی اُسکے ہاتھ اپنے جسم پر رکھ کر اسطرح پھیرنے لگی کہ دور کھڑے مردوں کو لگے کہ غزلان شاہ اُسکے ساتھ زبردستی کر رہا ہے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"تُم بھی مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ گے نہ اُس سائیکو انسان کی طرح جو میرے جسم سے کھیل کر مجھے ایک انسان سے زیادہ ایک بے جان شے سمجھتا تھا۔"

گلِ رانیہ اِس وقت اُس شخص کی بیوی کہ حیثیت سے اُسکے بیڈ روم میں اُسکے شاندار بڑے سے بیڈ پر بیٹھی اُسکا انتظار کر رہی تھی تبھی اُسے روم میں داخل ہوتے دیکھ وہ گویا ہوئی۔

"میں اُن نشانوں پر اپنے لبوں سے مرہم رکھوں گا اور اِس نازک وجود کو گلاب کی طرح معطر کر دونگا۔۔"

شہریار بخت شاہ کے قدم بیڈ پر بیٹھی سادگی حُسن کی ملکہ پر جم گئی تھی وہ مہبوت سا بیڈ کے اوپر آکر بیٹھا اور ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکی میک اپ سے پاک چہرے کو اپنے چہرے کے قریب تر کرتا گھمبیر آواز میں کہتا وہ اُن نرم گلابی لبوں کو چھو کر نازک وجود کو اپنی لمس کی خوشبو سے مہکانے لگا اُس کے پورے وجود پر اُسکے لب سڑک کر اُسکے وجود کو گلاب کی طرح مہکانے لگے چہرہ شرم سے سرخی مائل ہو کر مزید حسین بن گیا تھا۔۔

کیا کسی اور مرد کے دیئے زخموں پر مرہم رکھنا اتنا آسان"
ہے۔۔؟؟

وہ سرخ چہرہ اُس سے دور کرتی بولی۔۔

ہاں اگر مقابل عورت من پسند ہو تو اُن زخموں پہ مرہم رکھنا"
اُس مرد کے لئے خوش قسمتی ہو گی کیونکہ یہ خوبصورت لمحہ کسی
"کسی کو ملتا ہے۔۔

وہ آگے کھسک کر بلکل اُسکے نزدیک آیا اور دہکتا آگ جیسا اپنے
ہاتھوں کا لمس اُسکی کمر پر رکھتا بے خودی سے اُسکی گردن پر جھکا
اور اپنے شدتیں اُس پر لٹاتا نیچے کی طرف بڑھا۔۔

اور یہی من پسند عورت خوشی نہ دے تو۔۔؟؟"

وہ اُن نشانوں کو چھو رہا تھا جو اِسکے نازک وجود میں اُس سائیکو انسان کے ظلم کا ثبوت تھا جو شہریار بخت شاہ کے دل میں آگ لگا رہی تھی جیسے جیسے وہ نشان پر اپنے لب رکھ رہا تھا ویسے ویسے جانگیر زیب کیلئے اُسکی نفرت اور بھی شدت اختیار کر رہی تھیں۔۔۔

"تو میں اُسے اپنی چاہت سے خوش رہنا سیکھا دونگا اور جب وہ خوشی پھیلانا سیکھے گی تو مجھے خوش کر دے گی۔۔"

وہ اُسکے گورے نازک کندھوں کو لبوں سے چھوتا گھمبیر آواز میں بولا گلِ رانیہ اُس لمس پر سمٹی اور اپنے سیاہ نائٹی میں چاندنی جیسے وجود کو اُس سے دور کرنے لگی مگر اُسکے کمر سے پکڑ کر اپنے اوپر

گرانے پر وہ اُسکے اوپر گری نظریں اُس پر مرکوز کیے اُسکی بے خود آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

اگر وہ خود خوش رہنا چاہتی ہی نہیں ہے تو تُم کیسے اُسے خوش رہنا" سیکھاؤ گے۔۔؟؟

وہ اُسکے اوپر جھکی آہستگی سے بولی۔۔۔

گل کیا تُم خوش نہیں ہو مجھ سے شادی کر کے۔۔۔؟؟"

وہ اُسے نیچے لٹا کر خود اُسکے قریب بیٹھا اور اُسکے چہرے پر آئے اُسکے ریشمی بالوں کو ہٹا کر پوچھنے لگا۔۔

"خوش ہنہہہ۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی طنزیہ انداز میں ہنکارہ بھرتی ہوئی بولی۔۔۔

"جب مجھے مرد پر اب یقین نہیں رہا ہے تو میں کیسے ایک مرد کے ساتھ خوشی جیسے جذبے کو محسوس کر سکتی ہو کیا تُم اس لمحے مجھے ایک خوشی دے سکتے ہو۔۔؟؟

وہ اُسکے مضبوط وجود کو دیکھتی طنزیہ لہجے میں یہ سوال بولی۔

بولو کیسی خوشی چاہیے گلِ جاناں تُمہیں۔۔۔؟؟"

شہریار بخت شاہ اپنے قریب لیٹی سوگوار حسین چہرے والی لڑکی کے زلفوں سے کھیلتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

"مجھے تُم وہ حق نہیں دوگے جو ایک شوہر اپنی بیوی کو دیتا ہے تُم ساری زندگی اپنے حقوق مجھ سے نہیں مانگوگے بولو کیا یہ خوشی تُم مجھے دے سکتے ہو۔۔"

وہ اطمینان سے اُسکے سر پر دھماکہ کرتی چمکتی نظروں سے اُسکے سیاہ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگی جو اس بات پر شاک کی حالت میں رنگ بدل رہا تھا۔۔

نہیں کر سکتے تُم یہ مجھے پتہ ہے میں اچھے سے جانتی ہو کیونکہ تُم" سب مرد ایک جیسے ہو تُم لوگ صرف عورتوں سے عشق اُنکے جسم سے کرتے ہو روح سے نہیں اسی لیے مجھے سب مردوں "سے شدید نفرت ہے۔۔

وہ اُسکے شاک نظروں میں نفرت سے دیکھتی شدید غصے سے بولی۔۔۔

نہیں گلِ رانیہ میں نے تُم سے پوری شدت سے محبت کرتا ہوں" اور یہ تو معمولی سے خواہش اگر تُم مجھے جان لینے اور دینے کی "خواہش کرتی نا تو وہ بھی میں ہنستے ہوئے کر گزرتا۔۔

شاک سے نکل کر اُس سے دور ہوتے ہوئے محبت بھری نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے نہ صرف اپنی باتوں سے بلکہ دور جانے پر بھی ظاہر کرنے لگا کہ اسکے آگے اسکی بات کی کیا ہمت ہے۔ گلِ رانیہ اسکے دور ہونے پر ایک گہری سانس خارج کرتی اب پر سکون ہو گئی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

علی شاہ تُم بھی چلو نہ بڑا مزا آئے گا اتنے دنوں بعد شہر جانے کا" ہمیں موقع ملا ہے وہ بھی اکیلے کیونکہ دادا سائیں نے اجازت

دے دیا ہے خود ڈرائیونگ کرنے کے لیے اب تُم انکار کر کے
میرا سارا موڈ خراب کیوں کر رہے ہو آؤ چلو چلتے ہیں ".

وہ اپنی نیو ماڈل کی گاڑی کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا علی شاہ سے کہہ رہا تھا جو اُسکے ساتھ شہر جانے سے منا کر رہا تھا۔۔

یار اگلے ماہ ہمارے سالانہ پیپرز ہے اور تُم تیاری کرنے کے "
بجائے شاپنگ اور مزے کرنے کے لیے شہر جا رہے ہو حد ہے
یار۔۔
کیا تُم یہ فرمائش نانا سائیں سے پیپرز ختم ہونے کے بعد نہیں کر
" سکتے تھے اب خود ہی جاؤ میں نہیں آنے والا۔۔

علی شاہ نے گاڑی کے دروازے کے سامنے جھکتے دستگیر شاہ کی جانب غصے سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا جبکہ اتنا اچھا موقع مل رہا تھا اُسے اُس انسان کو ختم کرنے کا جو اس حویلی میں دوسرا ناناسائیں کا لاڈلا تھا پہلا غزلان شاہ تھا اور دوسرا دستگیر شاہ تھا جس کو تکلیف میں عباس شاہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔

"یار یہ کیا بات ہوئی پیپرز ہو رہے ہیں تو ہمیں انجوائے منٹ چھوڑ کر کتابوں کے آگے سارا دن گزرنا چاہیے یار کچھ وقت ہمیں اپنے صحت کو بھی دینا چاہیے اگر تُم نہیں جانا چاہتے تو تمہاری مرضی میں تو چلا۔۔"

وہ اُسے کہتے ہوئے اسٹرنگ پر گرفت مضبوط کرتا گاڑی حویلی سے باہر نکالنے لگا جبکہ علی شاہ آنکھوں میں ایک چمک لیے تیزی سے اُس نیو ماڈل کی سیاہ گاڑی کو دیکھنے لگا جو کل ہی دستگیر شاہ کے لیے عباس شاہ نے منگوائی تھی اور آج اُسے اُنہوں ڈرائیونگ کی اجازت دے دی تھی کیونکہ وہ اب کالج میں جانے والا تھا اور کالج تو شہر میں تھے اسی لئے اُنہوں نے دو گاڑیاں منگوائی تھی ایک دستگیر شاہ اور دوسرا علی شاہ کے لیے علی شاہ کی گاڑی کا رنگ سفید تھا جو اسے بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا اُسے تو ہر چیز دستگیر شاہ کی پسند آتی تھی جو نانا سائیں لیتے تھے جبکہ اسکے لیے بھی وہی لیتے تھے دونوں کے لیے وہ ایک جیسا چیز لیتے تھے لیکن علی شاہ کے دماغ میں یہ بیٹھ چکا تھا کہ نانا سائیں صرف اپنے چھوٹے پوتے اور

بڑے نواسے کو زیادہ چاہتے ہیں اسی لیے اُنکے لیے ہر چیز وہ باقی تھے۔ پوتے اور نواسوں سے شاندار لیتے

علی شاہ وہی کھڑا اپنی کلائی پر بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھ رہا تھا جب دو بج گئے تو وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا اور حویلی سے آہستگی سے گاڑی باہر نکال کر تیزی سے حویلی سے دور ہوا۔۔

وہ گاؤں میں اپنے دوست کے پاس پہنچا جس کے پاس بہت ساری گاڑیاں تھی وہ اُسے اپنے گیراج میں لے کر گیا تو اُسنے وہاں جا کر ایک گاڑی لیا اور اسے شکریہ کہہ کر اپنی گاڑی وہی چھوڑ کر وہ تیزی سے وہاں سے بھی نکلا دونوں گاؤں کی شہر والی سڑک ایک ہی تھی جس کی وجہ سے اُسے دستگیر شاہ کو ڈھونڈنے میں وقت

ضائع نہ کرنا پڑا وہ اسکی سیاہ گاڑی کو دیکھ شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر اُس گاڑی کی رفتار تیز کرنے لگا۔۔

جو اسکی دوست کی تھی یہ سب پلان اتنی جلدی میں بنا تھا لیکن وہ اتنا شاطر تھا کہ کچھ بھی ثبوت نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اسی لیے یہ گاڑی وہ استعمال کر رہا تھا تاکہ کوئی اس پر شک نہ کر سکے مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ چور چوری کرے اور ثبوت نہ چھوڑے وہ بھی ایک غلطی کر کے اپنی زندگی کو مشکل میں ضرور ڈالنے والا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

دستگیر شاہ گاڑی احتیاط سے ڈرائیو کر رہا تھا کہ تبھی پیچھے سے ایک گاڑی نے آکر اُسے زور سے ہٹ کیا تو اسٹرنگ اسکے ہاتھ سے بے قابو ہوا اور گاڑی الٹ کر دور جا گری۔۔۔

وہ گاڑی اسکی گاڑی کو ہٹ مارنے کے بعد کچھ دیر پیچھے کھڑا رہا پھر ایک بار پھر سے آگے بڑھ کر اسکی گاڑی کو آگے لے جاتے ہوئے زور سے ہٹ کرتا الٹ گیا اندر دستگیر شاہ وہ خون میں لت پت آنکھیں بند کیے سیٹ پر سے گر کر نیچے منہ کے بل گرا ہوا تھا۔۔۔

اِس وقت بے ہوشی کے عالم میں بھی اُسے پہلے مہروسہ شاہ کا خیال آیا تو مسکرانے لگا ہونٹوں پر ٹپکتے خون اسکے مسکرانے کی وجہ

سے منہ میں چلے گئے جسکی وجہ سے ہوش کھونے سے پہلے وہ اپنی حلق کو تر ہوتا ہوا محسوس کرنے لگا۔۔

اس ایکسڈنٹ میں وہاں بہت سارے لوگ جما ہو گئے تھے جبکہ علی موقعے پے ہی وہاں سے فرار ہو گیا تھا اب لوگ دستگیر شاہ کو گاڑی سے باہر نکال رہے تھے۔۔

"یہ تو پیر سائیں کے ماموں زاد بھائی ہے۔۔"

اُن میں سے ایک شخص غزلان شاہ کا مرید بھی تھا جس نے دستگیر شاہ کو پہنچانتے ہوئے پریشانی سے کہا کیونکہ ایک مرتبہ اسنے دستگیر شاہ کو غزلان شاہ کے ساتھ دیکھا تھا تب اسنے دستگیر شاہ

کے بارے میں پوچھا تو اسنے اسکا تعارف اپنے ماموں زاد بھائی کے طور پر کروایا تھا۔۔

وہ سب اس آدمی کی بات پر جلدی سے دستگیر شاہ کو وہاں سے اٹھا کر ایک گاڑی میں ڈال کر ہاسپٹل کی جانب بڑھے جبکہ وہ آدمی وہاں سے سیدھا غزلان شاہ کی جانب بڑھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ڈاکٹر صاحب اب وہ کیسا ہے۔۔؟؟"

جب اُسکے مرید نے آکر دستگیر شاہ کے بارے میں اُسے بتایا تو اُسے سالار عاقب شاہ کا خیال شدت سے آیا تو وہ گھبرا کر سیدھا ہاسپٹل میں بھاگا چلا آیا۔۔۔

دستگیر شاہ کو پاس کے ہی کسی ہاسپٹل میں لے کر آئے تھے وہ لوگ جو غزلان شاہ اتنی جلدی وہاں پہنچ گیا تھا اب ڈاکٹر سے اسکے بارے میں وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

پیر سائیں ایکسڈنٹ بہت سیریس تھا بس دعا کرے کہ انہیں" کچھ نہ ہو ورنہ ہم کوئی گارنٹی نہیں دے سکتے کہ وہ بچے گے یا "نہیں۔۔

ڈاکٹرز غزلان شاہ سے سنجیدگی سے کہتے ہوئے اوپریشن کرنے تیزی سے اندر کی جانب بڑھے جبکہ غزلان شاہ ہاتھوں کو چہرے پہ رکھ کر اُسکے لیے دعا مانگنے لگا اور شائید اس کی دعا سن لی گئی تھی کیونکہ اس اوپریشن کے ٹھیک ایک گھنٹے بعد ڈاکٹرز باہر نکلے اور اسے خطرے سے باہر کا کہہ کر وہاں سے چلے گئے۔۔

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ہاسپٹل میں ایک ہلچل سی مچ گئی اور بہت سارے گارڈ کے ساتھ سید عباس شاہ ان گارڈز کے بیچ میں اسے وہاں آتے ہوئے نظر آنے لگے تو انکے سامنا نہ کرنے کے خیال سے وی تیزی سے وہاں سے ہٹے۔

جبکہ عباس شاہ اسے دیکھ چکے تھے اسکے تیزی سے وہاں سے چلے جانے پر انکی آنکھیں نم ہوتی چلی گئی۔۔

آفیسر یہ کیسے ہوا تھا پتہ چلا۔۔۔؟؟"

عباس شاہ کی رعب دار آواز سے پوچھنے پر آفیسر نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا تو انہیں لگا معاملہ بہت سنگین ہے وہ اپنے سبھی گارڈز کو وہاں سے ہٹا کر خود ڈاکٹر کے روم کی جانب بڑھے اور انکے پوچھے دو تین بڑے عہدوں کے آفیسر بھی بڑھے۔۔

"کیا یہ تُم لوگ کیا کہہ رہے ہو وہ بھلا میرے پوتے کو کیوں جان سے مارے گا تُم لوگوں نے ٹھیک سے کاروائی کی ہے یا ایسے ہی اسے پھنسا رہے ہو۔۔"

اب پتہ نہیں وہ کس کی بات کر رہے تھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا لیکن جس کے متعلق کر رہے تھے وہ اس وقت ان آفیسر کے کام کو لے کر بہت غصے میں آ گئے تھے بھلا وہ انکے نواسے پر پوتے کے قتل کرنے کی کوشش کا الزام کیسے لگا سکتے تھے۔۔

سائیں یہ سچ ہے یہ دستگیر سائیں کے گاڑی کے ڈیش بورڈ" کیمرے سے ہمیں ملا ہے دن ہونے کی وجہ سے صاف نظر آ رہا ہے کہ وہ گاڑی چلانے والا جس نے دستگیر سائیں کی گاڑی کو ہٹ کیا تھا اس میں آپکا نواسا بیٹھا صاف نظر آ رہا ہے۔"

ایک آفیسر نے اپنا لیپ ٹاپ پر وہ وڈیو چلاتے ہوئے عباس شاہ سے سنجیدگی سے کہا جو بڑے ہی غور سے لیپ ٹاپ میں چلتی وڈیو

میں ایک گاڑی میں بیٹھے علی شاہ کو دستگیر شاہ کی گاڑی کو اپنی گاڑی سے ہٹ کرتے ہوئے نظر آئے تو وہ شدید غصے سے پاگل ہونے لگے۔۔۔

"سائیں ابھی آپ اُسے بھنک بھی پڑنے نہیں دے ورنہ یہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا جب تک دستگیر شاہ کو ہوش نہیں آ جاتا تب تک ہمیں سچائی کا پتہ نہیں چل جاتا کہ علی شاہ نے یہ کیوں کیا تھا ہم ایکشن نہیں لے گے خاموش رہ کر اُس نظر رکھے گے"۔۔۔

اُسی آفیسر نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے اٹھتے ہوئے انہیں ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تو سید عباس شاہ اپنا سر ہاں میں ہلانے لگے اور باری باری ان تینوں آفیسرز سے ہاتھ ملانے پر ہاتھ ملانے لگے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

میری زندگی کے سب سے بڑے حادثے کو آج گزرے" ہوئے پورے ستائیس دن پورے ہو چکے ہیں اور یہ شخص آج بھی نہیں آیا آخر کہاں رہ گیا ہے کیوں نہیں آرہا اسکا کزن بھی پتہ نہیں کیوں نہیں آرہا اب تو ایک ماہ بھی پورا ہونے والا ہیں تو یہ کیوں اتنی زیادہ غیر حاضری کر رہا ہے کہی یہ بھاگ تو نہیں رہا مجھ سے"۔۔

مھروسہ شاہ اچانک سے دستگیر شاہ اور علی شاہ کی اتنی زیادہ غیر حاضری پر سخت پریشان رہنے لگی تھی آج اُسے پورے ستائیس دن ہو گئے تھے اسکول سے غیر حاضر ہوئے وہ اِس لیے پریشان تھیں کیونکہ اب وہ اور اسکے نکاح میں نہیں رہ سکتی تھی وہ پہلے سے ہی کسی اور کی منگ تھی وہ اُسکو کیا جواب دیتی کہ اسنے اسے کیوں دھوکا دیا تھا۔ جبکہ جو ہوا تھا وہ سب اچانک ہوا تھا اس وقت یہی اسکے لیے بہتر تھا اور اگر وہ اپنے منگ کو پھر بھی اس بارے میں کہہ دے تو کیا وہ اس پر یقین کر لے گا۔۔

اب چھٹی ہوتے ہی وہ غیر دماغی سے کلاس کے بچوں کو وہ تیزی سے باہر بھاگتے ہوئے دیکھ رہی تھی آج وہ اپنی غیر دماغی پے

کلاس بھی سہی سے لے نہیں پائی تھی ورنہ اسکی موجودگی میں کسی اسٹوڈنٹس کی ہمت نہیں ہوتی تھی ایک چوں تک کرنے کی لیکن آج اسے خاموش پاکر وہ پورے سبجیکٹ کی پریڈ کے دوران شور کر رہے تھے۔۔

"مھروسہ کیا ہوا گھر نہیں جانا کیا تُمھیں۔"

تیسری کلاس کی استانی صائمہ مشتاق سومرو نے اسکے کلاس میں داخل ہو کر اسکے کندھے کو ہلاتے ہوئے کہا تو وہ کندھا ہلانے پر چونکی اور اپنے سامنے کھڑی صائمہ کو دیکھنے لگی۔۔

کیا ہوا تُمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟؟"

صائمہ نے پریشانی سے پوچھا۔۔

"ہاں میں ٹھیک ہو یار چلو چلتے ہیں۔۔"

تو اُسکی پریشانی پر مھروسہ مسکرا کر اُسے دیکھنے لگی پھر اپنا پرس درست کرتیں ہوئے اور چادر پہن کر اسکے ساتھ کلاس سے باہر نکلی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

مھروسہ اسکول سے آکر فریش ہو کر کھانا کھا کر جب اپنے چھوٹے سے روم میں داخل ہوئی تو منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ تیزی سے واشروم کی جانب بڑھی اور بیسن کے آگے جھک کر بری طرح سے قے کرنے لگی۔۔

اُسکی حالت یکدم سے پتلی ہونے لگی اُسے لگا وہ ابھی گر جائے گی۔۔

وہ کچھ بہتر ہوئی تو واشروم سے نڈھال قدموں سے باہر نکلی اور اپنی بیڈ کی جانب بڑھی ماتھے پہ پسینے پھوٹ رہے تھے اور دل الگ خراب ہو رہا تھا سر اتنا بخار کی وجہ سے بھی کبھی بھاری نہیں ہوا تھا جو اس وقت ہو رہا تھا۔

تبھی ایک بار پھر سے اُسے زور سے قے آنے لگی تو وہ منہ پر ہاتھ رکھے تیزی سے بیڈ سے اٹھی اور واشروم کے اندر جا کر واش بیسن کے آگے جھک کر قے کرنے لگی۔۔

"مہرو کہاں ہو تُم میری بچی۔۔"

اپنی ماں کی آواز پر وہ واش بیسن کے پاس سے ہٹی اور باہر نکلی۔۔

کیا ہوا اماں سائیں آپ کو کوئی کام تھا ہم سے۔۔؟؟"

کمزوری کی وجہ اُسکی آواز بہت زیادہ ہلکی تھی اور پیروں میں جان نہ ہونے کے برابر وہ خود کو سنبھال کر بیڈ پر جا گری تو اسکی ماں جو

کہنے آئی تھی اسکی حالت دیکھ وہ پریشانی سے اسکے پاس آکر اسے اٹھاتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔

"کیا ہوا مھرو میری بچی تُمہاری طبیعت ہمیں ٹھیک نہیں لگ رہی ہے چلے ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔"

اپنی ماں کو پریشان دیکھ وہ اپنا نازک ہاتھ انکے ہاتھ پر رکھ کر مسکراتی ہوئی انہیں دیکھنے لگی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

ایک ماہ گزر گیا تھا اس واقعے کو وہ روز معمول کے مطابق آج بھی اسکول کے گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی بے اختیار وہ اپنی نظریں دوڑا کر مہروسہ شاہ کو ڈھونڈنے لگا۔۔

مگر اُسے وہ کئی بھی نظر نہیں آئی تو وہ بے چینی سے پہلی اور دوسری کلاس کی جانب بڑھا کچھ دیر وہی کھڑا اُسکا انتظار کرنے لگا مگر وہ شائید آج نہیں آئی تھی جو ابھی تک اپنی کلاس لینے نہیں آئی تھی وہ وہی کلاس کے باہر چکر کاٹنے لگا۔۔۔

دستگیر شاہ تُم یہاں کیا کر رہے ہو تُمہاری استانی تو کلاس میں چلی گئی ہے۔۔"

تیسری کلاس کی استانی صائمہ مشتاق سومرو نے اُسے وہاں پریشانی سے چکر کاٹتے ہوئے دیکھ کہا تو وہ ٹھہر کر انہیں دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"اُستانی صائمہ وہ اُستانی مھروسہ آج کیوں نہیں آئی ہے کیا آپکو اُنہوں کچھ کہا ہے وہ ٹھیک تو ہیں ناں۔۔۔؟؟

وہ اُنکی جانب تیزی سے بڑھتے ہوئے مھروسہ شاہ کے بابت پوچھنے لگا۔۔

مھروسہ شاہ کی تو شادی ہو رہی ہے کیا آپکو پتہ نہیں چلا تقریباً" اسکول میں سب کو پتہ ہے حیرت ہے دستگیر شاہ تُم کیسے اس بات "سے بے خبر رہ سکتے ہو۔۔

مھروسہ شاہ کی شادی کا سُن وہ شدید غصے سے بیگ کی سٹرپ پر گرفت سخت کرتا پیچھے مڑا اور سرخ آنکھوں لیے اپنے کلاس کی جانب بڑھا۔

علی شاہ تُم کیوں کر رہے ہو ایسا ہاں پہلے میرا ایکسڈنٹ اب یہ" سنجیدہ بات چھپا کر کہ مھروسہ شاہ کی شادی ہو رہی ہے تُم یہ سب کیوں کر رہے ہو ہماری دشمنی کیا میں نے ایسا کیا تھا جو تم مجھ سے اسطرح بدلا لے رہے ہو۔۔۔؟؟

مھروسہ شاہ کی شادی کی بات اُسے سچ میں پتہ نہیں تھا ورنہ وہ مھروسہ شاہ کو یہ غلطی ہر گز کرنے نہیں دیتا اُسے اپنے ٹھیک ہونے کے بعد اسکول میں آنے پر یہ سرپرائز ملے گا اسے پتہ نہیں تھا۔۔

اور علی شاہ نے اُس سے یہ بات کیوں چھپائی تھی یہ سوچ سوچ کر وہ شدید غصے سے کلاس کی جانب بڑھا اور کلاس میں داخل ہو کر اُسنے شدید غصے سے بیگ آگے کے ٹیبل پر پھینکا اور علی شاہ کی جانب بڑھا جو پیچھے اپنے ہی ہم عمر اکیس سال کے لڑکوں کے ساتھ بیٹھا ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا وہ آگے بڑھا اور اُسے کالر سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

دستگیر عالم شاہ یہ تُم کیا کہہ رہے ہوں میں نے تمہارا ایکسڈنٹ "
نہیں کیا تھا اور استانی مھروسہ شادی کر رہی ہیں یہ بات میں
تُمھیں کچھ غلط کرنے سے روکنے کے لیے نہیں بتانا چاہتا تھا تُم
اپنے دوست جیسے بھائی پر کیسے الزام لگا سکتے ہو۔۔۔؟؟

علی شاہ نے جھوٹ موٹ کے آنسو آنکھوں میں لا کر اُسے
اموشنل کرنا چاہا لیکن وہ اِس جھوٹے آنسو میں نہیں آنے والا تھا
کیونکہ اصل مجرم کا پولیس آفیسر نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ علی شاہ
ہے اُسکی گاڑی کے ڈیش بورڈ کیمرے سے پولیس نے یہ بات پتہ
کیا تھا اور اس وقت اُسنے وہی وڈیو علی شاہ کے آگے کر کے آن کر
دیا جو اُسے پولیس آفیسر نے دیا تھا علی شاہ خود کو اُس وڈیو میں
دستگیر شاہ کی گاڑی کو ایک گاڑی سے ہٹ کرتے ہوئے صاف

دیکھ سکتا تھا اب جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا وہ پکڑا جا چکا تھا تبھی وہ کمینگی سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"پہلے مجھے اس وڈیو پر شک ہو رہا تھا کہ شائید کسی نے ایڈٹ کر کے مجھے تُم سے بدزن کرنے کے لیے بنایا ہو لیکن علی شاہ تُمہاری یہ مسکراہٹ کہہ رہی ہے کہ یہ وڈیو سچ ہے تُم ہی نے میری جان لینے کی کوشش کی ہے مجھے برباد کرنا چاہتے ہوں تُم مارنا چاہتے ہو کیسے انسان ہو اپنے ہی کزن کو مرتے ہوئے کیسے دیکھنا چاہتے ہو علی شاہ تُم دوست کے نام پہ ایک آستین کے سانپ ہو جسے میں نے اتنے سالوں پالا تھا۔"

اُسے شدید غصے سے مکا مارتا وہ غرایا اور اُسے پیچھے دھکیل کر تیزی سے باہر نکلا جبکہ علی شاہ کمینگی سے وہی کھڑا مسکراتا رہا اس نے جو چاہا تھا وہ اور تھا مھروسہ شاہ کسی اور کی ہو رہی تھی۔۔

جسے میر ب بیگ کو شاہ حویلی کے بڑے نواسے نے مارا تھا وہ اسی طرح اُس حویلی کے چھوٹے پوتے اور بڑے نواسے کی عزت کو ختم کرنا چاہتا تھا دستگیر شاہ کی عزت کو تو وہ کسی اور کے نام کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔

اب اُسکا صرف ایک ہی مشن تھا کہ اُس قاتل کو جان سے مار دے جو دوسرے گاؤں میں اپنے باپ کی حویلی میں تھا اور وہ جلد وہاں جا کر اُسے برباد کرنا چاہتا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

اماں سائیں ہمیں معاف کر دے یہ بب۔۔بچہ ناجائز نہیں ہے"
اماں آپکی بیٹی کبھی بھی ایسا سوچ بھی نہیں سکتی یہ سب ایک حادثہ تھا جو آپکی بیٹی کے ساتھ ایک دن پیش آیا اور اس رات وہ صرف بہک گئی اور یہ غلطی کر بیٹھی لیکن میں نے ناجائز کچھ بھی نہیں کیا تھا اس بچے کا باپ سے میرا میرا جائز تعلق بنا تھا اس دن ہم نے جائز طریقے سے۔۔"

اتنی جلدی یہ سب ہو گا مھروسہ نے سوچا نہیں تھا وہ اپنی ماں کی نفرت بھری نظروں کو سہہ نہیں پا رہی تھی اسی لیے بہت زیادہ

بیمار رہنے لگی تھی مگر ایک دن وہ انکے آگے ہاتھ جوڑ کر روتی ہوئی بولی۔۔

"بچی بھلا ماں اپنے بچے سے ناراض ہو سکتی ہے اگر تم نے غلطی کی ہے تو مجھے خفا ہونے کا حق ہے لیکن تم نے بھلے ہی جائز طریقے سے اُس مرد کے ساتھ تعلق بنایا ہوں میری بچی لیکن آپ اس معاشرے کو کیسے سمجھائیں گی کیسے اپنی پاک دامنی اور اس بچے کے جائز ہونے کا یقین سب کو دلائے گی آپ شاہ میر سے نکاح کر لے یا پھر اپنے شوہر سے کہہ دے کہ اپنے ماں باپ کو لے کر آئے تاکہ عزت سے ہم آپکو رخصت کر سکے۔۔"

وہ اُسے سمجھاتی ہوئی آخر میں روتی ہوئی اپنے ہاتھ باندھ کر بولی تو وہ تڑپ کر آگے بڑھی اور انکے دونوں ہاتھوں کو تھام کر اپنی آنکھوں سے لگا کر بُری طرح سے رونے لگی۔۔

"اماں سائیں اب ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے ناہی ہم شاہ میر سے نکاح کر کے گناہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس شخص کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔۔"

وہ شاہ میر سے تو ہر گز نکاح نہیں کر سکتی تھی اب جب دستگیر شاہ کی اتنی اچانک گمشدگی اور اس ٹریجڈی کی وجہ سے جو روزاب اسکے ساتھ ہو رہی تھی۔۔

"مھرو میرے بچے اگر تجھے اپنی عزت عزیز ہے تو میری بچی تو کل ہی شاہ میر سے نکاح کر لے خدا کے لیے ورنہ ہم کہی منہ دیکھانے کے قابل رہے گے۔۔"

اسکی ماں نے اچانک سے اپنی چادر اسکے پیروں کے آگے رکھتے ہوئے اسے مجبور کیا وہ گناہ کرنے سے جو وہ مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی مگر انکے آنسو نے اسے یہ گناہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

کیا یہ نکاح قبول ہے آپکو۔۔۔؟؟؟"

گاؤں کے سبھی مرد حضرات اس چھوٹے سے گھر کے صحن میں بیٹھے تھے مائک سے مولوی صاحب کی رعب دار آواز گونجی۔۔۔

دلہا سہرے کے پیچھے چہرا چھپائے مطمئن انداز میں بیٹھا تھا بھلا وہ مطمئن کیسے نہ ہوتا آج اُسکا نکاح اُسکی بچپن کی مگن سے جو ہو رہا تھا۔۔۔

ہمیں قبول نہیں ہے نکاح کے اوپر نکاح مولوی"
!!!سائیں۔۔۔۔

دلہا لبوں پہ مسکراہٹ سجا کر قبول ہے کہنے والا تھا تبھی پیچھے ایک روعب دار سپاٹ مردانہ آواز گونجی جسے سُن کر سب پیچھے مڑ کر

گھر کے مین گیٹ کے بیچوں بیچ سیاہ کپڑوں میں ملبوس دستگیر شاہ کھڑا آنکھوں میں غصے کی چھاپ لیے دلہے کو گھور رہا تھا۔۔۔

سائیں آاپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟"

دلہا لرزتے ہاتھوں سے اپنے چہرے سے سہرا ہٹا کر سامنے قہر کی صورت کھڑے دستگیر شاہ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

مولوی سائیں کیا نکاح پر نکاح جائز ہے۔۔۔؟؟؟"

دلہے کو نظر انداز کرتا مولوی صاحب کے پاس پہنچ کر اُن سے سپاٹ لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

"!!! نہیں چھوٹے شاہ یہ تو سرے عام گناہ والی بات ہے۔۔۔

مولوی صاحب نے تعمل سے کہا۔۔۔۔

"تو شاہ میر تُمہاری ہمت کیسے ہوئی ہماری بیوی سے نکاح کرنے کی ہاں۔۔۔؟؟؟

شدید غصے سے دلہا بنے شخص کو دیکھ وہ اپنا رائفل جو اُسکی چوڑی پشت پر لٹکی ہوئی تھی اتار کر اُسکی پیشانی پر رکھ وہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح دھارا۔۔۔

س۔۔۔سائیں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مھروسہ آپکی بیوی۔۔!!

شاہ میر کی آنکھیں اس سچائی پر پھٹی کی پھٹی رہ گئی دستگیر شاہ اُسکی بات پر اُسے پیچھے دھکیل کر سامنے چھوٹے سے دلہن کی طرح سجائے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

چھ۔۔۔چھوڑے مجھے دستگیر شاہ۔۔۔"!!!

جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو اکیلا نہیں تھا اُسکے پیچھے مھروسہ جو دلہن کی طرح سجی سُرخ عروسی لباس میں ملبوس حسین لگ رہی تھی اُسے کلائی سے پکڑے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے صحن میں لا کر

غصے سے آگے کرتا سخت نظروں سے اُسے گھورنے لگا جو اپنی سے نفرت میں اندھی ہو کر آج ایک بہت بڑی گناہ کرنے جا رہی تھی نکاح پر نکاح کرنے چلی تھی۔۔۔

"مھروسہ شاہ آپکو یہ اختیار نہیں آپ میرے زندہ ہوتے ہوئے کسی اور سے نکاح کر کے یہ گناہ کرے۔

!!!..آپ نفرت میں اتنی گر جائے گی ہمیں خبر نہیں تھی

وہ اُسے کسی اور کے عروسی لباس میں ملبوس دیکھ شدید غصے سے گھور کر سپاٹ لہجے میں شدت سے

دھارا۔۔۔مھروسہ شاہ کی نفرت اتنی بڑے گی وہ خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا آنکھوں میں غصہ لیے وہ خود کو کچھ کرنے سے روکے کھڑا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

کیوں کر رہی تھی آپ یہ گناہ۔۔۔؟؟"

اُسے اپنے نانا سائیں کے اُسکی سالگرہ کے دن تحفے میں دیئے گئے فارم ہاؤس میں لا کر ایک کمرے کے اندر داخل ہو کر چھوڑتے ہوئے غصے سے غرا کر پوچھنے لگا۔۔۔

آپکی وجہ سے اپنی اُس رات کی غلطی کی وجہ سے اور اپنے کو کھ"
میں پل رہے آپ کے کارنامے کی وجہ سے دستگیر سائیں ہم یہ
گناہ کرنے پر مجبور ہوئے تھیں صرف اپنی بدنامی کہ ڈر سے ہم یہ
گناہ بناخوف کھائے کرنے جارہے تھے صرف آپکی وجہ
"سے۔۔۔

مھروسہ شاہ بھی شدت سے چیختی ہوئی آخر میں روتی اپنے پیٹ پر
ہاتھ رکھتی ہوئی غصے سے بولی۔۔

"کک۔۔کیا۔۔"

پھٹی آنکھوں سے مھروسہ شاہ کو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے دیکھ وہ آگے بڑھا اور اُسکے ہاتھوں پہ اپنا ہاتھ رکھ کر خوشی سے نظریں اوپر اٹھا کر اُسے دیکھنے لگا جو چہرہ نیچے کیے شائید رو رہی تھی۔۔

کیا یہ سس۔۔سچ ہے ہم باپ اور آپ ماں بننے والی ہیں۔۔؟؟"

وہ اُسے اُسکی کمر سے پکڑ کر آرام سے اپنے قریب کرتے خوشی سے پوچھنے لگا۔۔۔

کیا ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ ہم آپ سے جھوٹ بولیں دستگیر" شاہ یہ ہمارے لیے ایک کڑوا سچ ہے پورے تین دن سے ہم اس وجہ سے بہت رسوا ہوئے تھے صرف آپکی اور اپنی ایک غلطی

کی وجہ سے اب ہم چاہ کر بھی اس کو کھ میں پل رہے آپکے بچے کو ختم نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔؟؟

وہ نفرت سے اُسے گھورتی یہ بات اتنی آسانی سے بول گئی۔۔

"آپ یہ کیا کہہ رہی ہے اُستانی جی آپ نے ایسا سوچا بھی کیسے وہ ہمارا بچہ ہے ہمارا اُسے اس دنیا میں آنے سے پہلے آپ مارنے کا سوچ رہی تھیں آپ کیسی ماں ہے کیسی ہاں بولیں کیوں اپنے بچے کو مارنے کی بات کر رہی تھی آپ ہمارے سامنے آپ نے کیسے یہ سب سوچا ہاں جواب دے آپکی ہمت کیسے ہوئی ہمارے بچے کو نقصان پہنچانے کا خیال دماغ میں لانے کا ہاں۔۔؟؟

وہ سخت غصے سے پاگل ہوتا اُسے خود سے الگ کرتا بُری طرح جھنجھوڑ کر سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

"کیوں سوچے ہم اس غلاظت کے ڈھیر کو ہاں دستگیر شاہ کیوں ماں کی طرح سوچے اس بچے کے بارے میں جو ابھی اس دنیا میں آیا نہیں اور ہم اسکی وجہ سے لوگوں کی باتیں طعنے سُن رہے ہیں۔۔"

وہ نفرت سے اپنے پیٹ کو اس خیال سے بُری طرح سے دبوچنے لگی کہ شائید اُسکے اسطرح کرنے سے وہ وجود ختم ہو جائے جو اُسکے پیٹ میں اسکے خون سے سینچ رہا تھا اُس شخص کی پہنچان بن رہا تھا جس سے اُسے سخت نفرت تھیں وہ وجود میں آنے کے لیے اپنا

پہنچان اُسکے پیٹ میں سانسیں لے کر بنا رہا ہے یہ سوچ اُسے دیوانہ بنائے ہوئے تھی وہ اس پہنچان کو ختم کر کے یہ قصہ ختم کرنے کے درپے پاگلوں کی طرح چیختی چلاتی ہوئی ہزیانی انداز میں کہنے لگی۔۔۔

یہ آاا آپ کیا کر رہی ہیں ہاتھ ہٹائے اپنے پیٹ سے مھروسہ شاہ" ورنہ ہم آپکی جان لے لیں گے اگر ہمارے بچے کو کچھ بھی ہوا "تو۔۔

وہ اُسے اپنا پیٹ دباتے ہوئے دیکھ شدید غصے سے آگے بڑھا اور سختی سے اُسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑ غصے کی زیادتی سے بولا۔۔۔

چھو۔۔۔ چھوڑے ہمیں، ہمیں اِس بچے کو ختم کرنا ہے اس" غلاظت سے پاک ہونا ہے نہیں چاہیے ہمیں یہ بچہ گھن آرہی ہے ہمیں اُسے محسوس کرتے ہوئے شدید نفرت ہو رہی ہے ہمیں "اپنے اس وجود سے جس میں دستگیر شاہ آپکا بچہ پل رہا ہے۔۔

وہ اُسکی گرفت میں پھسل پھسل کر خود کو چھڑاتی ہوئی غصے سے اس سے کہہ رہی تھی۔۔

"شٹ اپ۔۔۔"

دستگیر شاہ اُسے ہائپر ہوتے دیکھ سخت غصے سے اسکا رخ اپنی جانب کر شدت سے اُسکے گورے گال پر ایک زوردار تھپڑ مار کر ہوش میں ڈالتے ہوئے چیخا۔۔۔

مھروسہ شاہ آپکی ہمت کیسے ہوئی ہمارے جائز بچے کو غلاظت" کہنے کی ہاں وہ ہماری محبت کی نشانی ہے ہماری زندگی کا واحد سرمایہ "آپ کیسے اُس معصوم جان سے گھن آسکتی ہے کیسے۔۔۔

وہ غصے سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

آپکو ہم سے طلاق چاہیے تھا نا تو پھر ٹھیک ہے جب تک آپکے" پیٹ میں ہمارا بچہ پل رہا ہے ناں تو ہم آپکو تب تک طلاق نہیں

دے گے ہمارا بچہ جب پیدا ہو گا ہم آپ کو اُسی وقت طلاق دے دیں گے۔۔"

وہ ضبط سے اپنی آنکھوں کو بند کرتا تکلیف دہ لہجے میں بولا وہ ہار گیا اُسکی نفرت کے آگے ہار گیا تھا اپنے بچے کی ماں کی نفرت سے وہ ٹوٹ کر پیار کرنے والا شخص آج اپنی بیوی کے آگے ہار گیا تھا۔۔

وعدہ کرے آپ بچہ پیدا ہوتے ہی ہمیں طلاق دے دیں" گے۔۔؟؟

مھروسہ طلاق کا سن کر بہت خوش ہو گئی اور اپنا سارا درد بھول کر جو اُسنے ان تین دنوں سے برداشت کیا تھا اپنی ماں کی آنکھوں کی

نفرت اور ڈاکٹر کی نظروں کی چھبن اور معاشرے کے زہریلے تیر جو ابھی اس پر نچھاور نہیں ہوئے تھے اگر یہ بات باہر پھیل جاتی تو شائید وہ زمانے والوں کے سخت الفاظ سے مر جاتی۔

"وعدہ۔۔"

وہ تھکے ہوئے لہجے میں کہتا اُسے بغور دیکھنے لگا جواب خوشی سے اپنے حنائی ہاتھوں کو چہرے پر رکھے گہری سانس لے رہی تھی تبھی دستگیر شاہ کی نظریں بھٹکی اور جا کر اُسکے سُرخ جوڑے پر پڑی جو کسی اور کے نام کی تھی وہ شدید غصے کی ایک لہر کو اپنے دماغ میں لہراتے ہوئے محسوس کرنے لگا وہ چاہے جتنا اُسکے آگے ہار جاتا یہ پوزیسو ایک ایسی بیماری تھی جو مرد کو بے بس کر دیتی

تھی اسے وہ کرنے کو جو وہ کرنا ہی نہیں چاہتا ہوں ابھی بھی وہ جو ٹوٹ گیا تھا یکدم سے اُسکے بدن پر کسی غیر مرد کے نام کا جوڑا دیکھ وہ غصے سے پھٹنے کے قریب ہو گیا۔۔

"اُستانی جی ان سبکو اتارے ہمیں سخت نفرت سی ہو رہی ہیں ان سب سے آپ کیسے کسی اور کے نام کا عروسی جوڑا اور یہ ہار سنگھار کر سکتی ہیں کیسے ہاں۔۔۔!!!

وہ آج کسی اور کے لیے ہار سنگھار کیے اُسکی انگ انگ میں آگ لگا چکی تھی غصے سے اُسکی رگیں تن چکی تھیں۔۔وہ اُسکی نازک کمر پر بندھی کمر بند کو کھینچ کر شدید غصے سے غرایا۔۔۔

"دد۔۔۔دستگیر سائیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟"

سر سے سُرخ بھاری آنچل کو پنوں سمیت اُسکے کھینچ کر بیڈ کے اوپر اچھالنے پر وہ پھٹی آنکھوں سے اُسکے خونخوار تیوروں سے ڈرتی پیچھے ہٹتی ہوئی لرزتی آواز میں بولی۔۔۔

"آپکی دلیری کا جواب دے رہا ہوں۔۔۔!!!

سُرخ خون آشام نظروں سے اُسکے عروسی جوڑے کو دیکھتا سرد لہجے میں کہتا آگے بڑھا اور اُسکے پیچھے جا کر کھڑا ہوا۔۔۔

"سسسی۔۔۔!!!

اُسکی گرم انگلیوں کو وہ اپنی گردن کی پشت پر محسوس کرتی سسکی بھرتی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔۔

آپکے وجود پر صرف دستگیر شاہ کا چھاپ ہونا چاہیے کسی غیر مرد" کی چیزوں کو بھی ہم آپکے وجود پر لگے برداشت نہیں کرے گے۔۔۔!!!

دستگیر سائیں کی آنکھیں اُس سفید موتیوں کے ہار پر تھی جو اُسکی سفید گردن پر سج کر اپنے آپ پر نازاں تھی۔۔وہ ہار کسی اور کے نام کی تھی یہ سوچ آتے ہی غصے کی لہر اُسکے نس نس میں ڈور گئیں۔۔

ہاتھ آگے بڑھا کر بے دردی سے اُس ہار کو نوچ کر اُسکی سفید صراحی دار گردن سے جدا کر کے اُسے نیچے فرش پر پھینکتے ہوئے اپنے پیروں کی نوک پر رکھ بُری طرح سے کچلنے لگا۔۔۔

سائیں ایسا کر کے آپ میری نفرت کو اور شدت سے بڑھا رہے ہیں۔!!"

وہ پری جیسی نازک لڑکی مضبوط لہجے میں کہتی اُس کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔۔۔

میں آپ کو خود سے عشق کرنے پر مجبور کر دوں گا اُستانی جی۔۔۔!!!"

شدید غصے سے وہ اُسکی ملائم گردن کو پکڑ کر پیچھے بیڈ پر گراتا خود اسکے اوپر آ کر وہ اپنی سُرخ انگارہ بنی آنکھوں کو نیلی آنکھوں میں گاڑ کر سخت گیر لہجے میں کہتا اُسے خوفزدگی کی انتہاؤں میں پہنچا گیا۔۔۔

اس طرح زور زبردستی کر کے آپ ہمیں آپ اپنے عشق" !!! کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے ہیں سائیں۔۔۔

نیلی آنکھوں میں ایک استہزایہ چمک ہلکورے لے رہی تھی۔

لیکن دستگیر شاہ اُسکی نیلی آنکھوں کی سحر میں کھو کر بے خودی سے بے ساختہ نیچے جھکا اور اُسکی دراز پلکوں کو اپنے عنابی لبوں سے چھوتا مقابل نازک جان کو لرزا کر رکھ گیا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

غزلان شاہ کی حویلی میں ایک شاندار پول ایریا بھی بنا ہوا تھا جہاں غزلان شاہ نے اپنے شوق سے وہاں سوئمنگ پول سے تھوڑا سا ہٹ کر اپنے لیے ایک چھوٹا سا گارڈن بنایا تھا جب بھی وہ بے چین ہوتا تو یہی آکر خود کو ریلکس کرنے کے لیے پودوں کو پانی دیتا تھا وہاں ہر طرح کے پھول اسنے لگائے تھے۔۔

وہ گلاب کے پھولوں کو پانی دے رہا تھا کہ اُسے پانی میں کسی کے گرنے کی آواز سُنائی دی تو وہ پیچھے مڑا اور دور سوئمنگ پول کی جانب دیکھنے لگا۔۔

نورِ حرم سوئمنگ پول میں ڈوب رہی تھی اور یہ دیکھ وہ اپنی شال گھبراہٹ کے عالم میں پھینک پول کی جانب بھاگا اور جمپ لگا کر سوئمنگ پول میں کودا اور نورِ حرم کی جانب بڑھا جو نیچے چلی گئی۔۔

نورِ حرم کے پاس پہنچ کر اُسے دونوں شانوں سے پکڑ کر ابھی وہ اوپر کی جانب بڑھنے ہی والا تھا اچانک نورِ حرم نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اُسے دیکھتی ہوئی اپنا ہاتھ اُسکی مضبوط کندھوں پر رکھ

وہ تیرتی ہوئیں اُسکے بے حد قریب آئی غزلان شاہ تو اُسکی نظروں سے پاگل ہونے لگا۔۔

نورِ حرم کا یہ پلان تھا وہ آج رات اُسے اپنا بنانے کے لیے کسی بھی حد کو کراس کرنا چاہتی تھی وہ اُسکی آنکھوں میں دیوانگی کی طرح دیکھتی مزید اسکے قریب ہوئی اتنی قریب ہوئی کہ دونوں کے جسم ایک دوسرے سے ٹکرانے پر پول کے ٹھنڈے پانی کو یکدم سے گرم بنا گئی وہ نورِ حرم کے لبوں کو دیکھ رہا تھا جو قریب بڑھ رہے تھے۔۔

اچانک نورِ حرم کے نرم لبوں نے گستاخی کی اور غزلان سائیں کی سانسیں ناہموار کرنے کے بعد وہ پیچھے ہٹی جبکہ غزلان سائیں

اپنے لبوں کو شدت سے جلتا ہوا محسوس کر رہا تھا کہ نورِ حرم کے دور ہٹنے پر وہ بے ساختہ اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھ جھٹکے سے اُسے قریب کرتا وہ یکدم سے اُسکے لبوں پہ جھکا اور اب وہ اپنی شدت بھرے لمس سے نورِ حرم کو سمہا گیا۔۔

وہ جو اتنی بہادری سے یہ سب کر چکی تھی اب پریشانی سے اُسے خود سے ہٹانے لگی جو ہٹنے کے بجائے اُسکے اوپر جھکا اپنا سارا غصہ اُس پر نکال رہا تھا بلکہ وہ یہ باور کرا رہا تھا کہ بہت ہو گیا اُسے بہکا کر وہ صرف اُسکے اندر کے جانور کو جھگا رہی ہے اگر وہ کامیاب ہو گئی تو وہ بہت نقصان اٹھائے گی۔۔۔

لڑکی ہمیں اُکسانے مطلب امید ہے اب آپ جان گئی ہو نگی کہ " ہم اگر بہک گئے تو آپ ہمارا نرم روپ نہیں سخت روپ دیکھیں "گی ابھی بھی وقت ہے خود کو سنبھال لیں۔۔

غصے سے اُس لڑکی کو خود سے دور ہٹا کر جو اُسکے صبر کو توڑنے پر ٹلی ہوئی تھی اُسے کلائی سے پکڑ کر سوئمنگ پول سے باہر اسے لا کر سامنے رکھے کرسی پر دھکا دے کر غرایا۔

شاہ سائیں ہم آپ کے اس روپ کو دیکھ کر بلکل بھی ڈر کر پیچھے " بھاگنے والوں میں سے نہیں ہے بلکہ ہم آپکو نرمی کرنے پر مجبور کر دے گے دیکھ لیجئے گا آج رات ہم کامیاب ہو جائے گے آپ کو پا "کر ہی رہے گے۔۔

نورِ حرم کرسی سے اٹھی اور اُسکے پاس آکر اُسکے سینے سے لگ کر اُسے چیلینج دیتی ہوئی بولی تو غزلان شاہ اسکی نزدیکی پر اسے دور کر کے سخت نظروں سے گھورنے لگا۔۔۔

"لڑکی قسم کھاتا ہوں ہم اپنے نفس پر قابو کر لے گے اتنا قابو کرے گے آپکی ہمت نہیں ہو گی میرے نفس کو بے قابو کرنے میں آپ جتنا سر ٹکرا سکتی ہیں ٹکرائے ہم بھی آپکو پھتر کی طرح ملے گے۔۔۔"

وہ شدید غصے سے اُس چھوٹی سی لڑکی کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا جو محبت میں اتنی پاگل ہو گئی تھی کہ خود کا ہی نقصان کر رہی تھی۔۔۔

"دیکھتے ہیں شاہ جی آج رات کیا ہوتا ہے۔۔"

اسکی چمکتی آنکھوں میں ایک چیلنجنگ چمک ابھری تو غزلان شاہ کو لگا جیسے وہ لڑکی اُسے آج اپنے جال میں پھنسا کر ساری بازی اپنے نام کر دے گی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"ہائے میرا سر یہ کیوں گھوم رہا ہے۔۔"

اُسکی نظریں جب سامنے سے آتیں سفید قمیص شلوار میں ملبوس مضبوط کندھوں پر براؤن شال اوڑھے غزلان سائیں پر پڑی تو وہ اپنا سر پکڑ کر گرنے کی ایکٹنگ کرنے لگی۔

"لڑکی آرام سے سنبھل کر دیکھ کر چلو ورنہ پھر سے چوٹ لگ جائیں گی۔۔"

غزلان سائیں نے آگے بڑھ کر بے ساختگی کے عالم میں اُسے نازک کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچاتے ہوئے کہا وہ سر پکڑ کر لڑکھڑا کر اپنے ڈرامے میں مگن تھی کہ بھاری گھمبیر آواز اور اپنی

نازک کمر پر تنگ گرفت محسوس کرتی وہ اپنی ایکٹنگ کو اور جان دار بنانے کے لیے آنکھوں میں بے بسی سجا کر اُسے دیکھنے لگی۔۔

"شاہ جی جب آپ ہے نا ہمیں تھامنے کے لیے تو ہم کیسے گر سکتے ہیں"۔۔

وہ اُسکی جانب دیکھتی اُسکے بے حد قریب ہوتی شرمیلی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجا کر شرم سے ہلکی ہوتی آواز میں بولی نورِ حرم کے چہرے پر سُرخی پھیل کر مقابل کے دل کو دھڑکنے پر شدت سے مجبور کر گیا تھا۔۔

"لڑکی ہم ساری زندگی تو آپکو سنبھال نہیں سکتے آپکو خود سلیقے سے چلنا اور بیٹھنا تمیز سے بات کرنا سیکھنا ہو گا۔۔"

غزلان سائیں اُسے خود سے دور کرتے ہوئے کہتا آرام سے اُسکی کب سے محنت سے اچھے سے ڈرامے کو ایک ہی چٹکی میں برباد کر کے حویلی کے سوئمنگ پول ایریے کی جانب بڑھنے لگا۔

"سائیں آپ ایسے کیسے جا سکتے ہیں اپنی بیمار بیوی کو چھوڑ کر رکے ورنہ ہم آپکو چھوڑے گے نہیں۔۔"

وہ غصے سے آگے بڑھی اور اُسکے قریب پہنچ کر نیچے بیٹھ کر وہ اُسکی ایک ٹانگ کو سختی سے پکڑتی ہوئی اپنا سر اُسکے ٹانگ پر رکھتی اُسے روکتی ہوئی منہ بسور کر بولی۔۔

"چھوڑے ہمیں گستاخ لڑکی یہ کیا حرکت ہے دور ہو جائے ہم سے اور ہمیں جانے دیں۔۔"

غزلان شاہ اُسکے بے ساختہ پیر پکڑنے پر شدید غصے سے آگے بڑھنے کے لیے آگے بڑھے لیکن اُس چھوٹی لڑکی کی گرفت بہت زیادہ مضبوط ہونے کی وجہ سے وہ آگے بڑھ نہیں سکے۔۔۔

نہیں شاہ سائیں جب تک آپ ہمیں اپنے بیڈ روم میں جگہ "
دینے کی ہامی نہیں بڑھ لیتے ہم آپکو اِسی طرح پکڑے رہیں گے
"ہلے گے تک نہیں۔۔

نورِ حرم ایکے غزلان شاہ کی دونوں ٹانگوں کو پکڑتے ہوئے منہ
بسورتے ہوئے کہا غزلان شاہ غصے سے خود کو آگے کرنے لگا لیکن
وہ پورے پلان کے ساتھ اپنا پورا وزن لگا کر اُس سے لپٹ کر نیچے
بیٹھی ہوئی تھی اُسکے زور سے ہلانے پر بھی ہل نہیں رہی تھی۔

"پیچھے ہٹو لڑکی ہمیں تنگ مت کرو۔۔"

غزلان سائیں کی غصے سے پھٹی آواز نکلی وہ لگاتار اُسے خود سے دور کر رہا تھا لیکن وہ تو جونک کی طرح اس سے چپک گئی تھی ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔

"نہیں ہم نہیں ہٹے گے جب تک آپ ہمیں اپنی بیوی تسلیم نہیں کر لیتے ہم آپ کو نہیں جانے دے گے۔۔"

وہ اُسکی ٹانگ کو اسی طرح پکڑے ہوئے ضدی لہجے میں بولی۔۔

"لڑکی آپ مجھے سختی کرنے پر مجبور کرنا چاہتی ہے ناں تو پھر ٹھیک ہے اگر ہمارا دور کرنے پر اگر آپکو چوٹ لگی تو اس کے زمہ دار ہم نہیں ہونگے۔۔"

سختی سے کہہ کر غزلان شاہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے زور سے پیچھے دھکیلا تو نورِ حرم اسکے پیچھے کرنے پر دور جا گری اور وہ اسے دیکھے بغیر شدید غصے سے اب سوئمنگ پول ایریے کی جانب جانے کو ترک کرتا حویلی سے باہر نکلا ویسے بھی اُسے اب اپنے مرید کے بیٹے کی شادی پر جانا تھا۔۔۔

"شاہ جی ہم اس کا بدلا آپ سے ضرور لے گے۔۔"

وہ اسے وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھتی غصے سے شدت سے چیختی ہوئی ہزیانی انداز میں اسے دھمکی دینے لگی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

رات کا نجانے کونسا پہر تھا ہر سو خاموشی ہی خاموشی تھی روم کے کرٹن بند ہونے کی وجہ سے پورا روم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

غزلان سائیں اپنی آنکھیں موندے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا تب ہی اچانک وہ اپنی گردن پر کسی کی گرم سانسوں کی تپش کو اور نتھنوں سے ٹکراتی سانسوں کی خوشنما مہک کو شدت سے محسوس کرتے اچانک سے اپنے ارد گرد خطرے کو منڈلاتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔۔

یکدم سے اُسکی سانسوں کی رفتار تیز ہوئی کوئی احساس اور کسی کی نرم و ملائم نازک وجود کی نرماہٹ نے اُس کو اپنے سحر میں شدت سے جکڑا۔۔

وہ جھٹکے سے اپنی سیاہ آنکھیں کھولے اِس گھپ اندھیرے میں اپنے اوپر جھکے وجود کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا جس میں ناکام ہوتا وہ ہاتھ سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا کر لیمپ آن کرنے کے بعد اپنے اوپر جھکے اُس چھوٹی سی لڑکی کو اپنے بے حد قریب دیکھ ساکت رہ گیا تبھی بے ساختہ اُسکی نظروں نے نیچے بُری طرح سے لرزتے لبوں کا سفر طے کیا۔۔

"نُورے جہاں۔۔۔"

لب بے خودی کے عالم میں ہلکے سے ہلے اور سحر زدہ لمس سے پہلی بار وہ اُس چھوٹی سی بے باک لڑکی کو پیار سے ایک نام دے بیٹھا۔۔

"ہمممم شاہ سائیں وو۔۔۔۔وہ۔۔۔۔"

وہ اِسکے بیڈ روم میں اپنی ڈر کی وجہ سے آئی تھی مگر وہ بھول گئی تھی کہ وہ شریف مرد ایک مرد اور اُسکا شوہر بھی ہے اُس پر حق بھی رکھتا ہے اب اُسکی نظروں سے وہ نروس ہوتی گھبرا کر اٹک اٹک کر بولی۔۔

"آپ یہاں رات کے اندھیرے میں چوروں کی طرح چھپ کر ہمارے کمرے میں کیا لینے آئی ہے۔۔۔؟؟؟

غزلان سائیں اُسکے لمبے گھنے بال جو وجہیہ چہرے پر آرہے تھے اور اُسے تھنگ کر رہے تھے وہ اُنہیں نرمی سے چھو کر پیچھے کرتے ہوئے اپنی ازلی روعب دار آواز میں پوچھنے لگا۔۔۔

"وو۔۔۔وہ شاہ سائیں ہمم۔۔۔۔۔ہمیں اُس روم میں بب۔۔۔بہت ڈر لگ رہا تھا تو ہم یہاں آگئے اور آپ بے فکر ہو کر سو جائیں ہم اپکے کمرے سے کچھ بھی نہیں اٹھائے گے۔۔بلکہ آنکھ اٹھا کر بھی کسی چیز کو بُری نیت سے نہیں دیکھے گے۔۔"

وہ اُسکی آنکھوں کی گرم بھری تپش سے ڈرتی نظریں دوسری طرف کرتی تیزی سے بولی۔۔۔

"آپکی اتنی زیادہ موجودگی میں ہمیں اب نیند کہا آنی ہے۔۔"

بظاہر سخت لہجے میں کہنے لگا لیکن بے قرار دل میں تیز دھن کو سُنتا وہ خوفزدگی سے سٹپٹا کر اُسے پہلوں میں کرتا اُس رخ موڑ کر آنکھیں سختی سے موند کر سونے کی کوشش کرنے لگا مگر کچھ دیر بعد اُسے اپنی پشت پر نرم لمس کا احساس ہوا تو وہ لرز کر رہ گیا۔۔۔

یہ لڑکی شائید اُسکے نفس کو آزمانے کے لیے امتحان بن کر اُسکی زندگی میں آئی تھیں وہ جتنی بھی کوشش کرتا اُس معصوم شریر

لڑکی کے سحر سے بھاگنے کی وہی اُسکی ایک معصومانہ حرکت سے وہ بے قابو ہو کر رہ جاتا۔۔۔

تو شاہ سائیں اِس رات کو جاگتے ہوئے اور ہماری سانسوں کی "سرگوشیاں سنتے ہوئے گزار دے ناں آپ۔۔"

وہ اُسکی چوڑی پشت پر اپنے گال مس کرتی ہوئی مدہوش آواز میں بولتی اُسے آخر کار بہکانے میں کامیاب ہو گئی وہ اچانک سے جھٹکے سے پیچھے مڑا اور سختی سے اُسکی گوری کلائی پکڑ کر اُسے اپنے نیچے کیے بغور اُسکی بے باک نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر دیکھنے لگا۔۔

آگ دونوں کے سینے کو جلا رہی۔۔۔

سانسیں اِنہیں مدہوش کیے دے رہی تھی۔۔۔

ڈھرکنیں اٹھل پتھل ہو رہی تھی۔۔۔۔

آنکھیں ایک دوسرے کو پیار میں کھوتے ہوئے دیکھنے کے لیے بے تاب ہو رہی تھی۔۔

اور لرزتے لبوں کی جنبش ایک داستان بنانے کے لیے شدت سے مچل رہی تھی۔۔۔

لڑکی مبارک ہو آپ اپنے فعل میں کامیاب ہو گئی ہمیں اُکسا کر" بہت بُرا کیا آپ نے اپنے ساتھ اب تیار ہو جائے ہماری شدتوں کو سہنے کے لیے ہم بلکل بھی بخشنے والے نہیں ہیں۔۔۔"

سانسوں کے تھپیڑے غزلان شاہ کے لبوں کے جنبشِ ہونے پر نورِ حرم کے سُرخ گالوں پر پھسلے وہ بولڈ لڑکی اِن سانسوں کی

گرمی اور سیاہ آنکھوں کی گستاخیوں سے جو اُسکی نازک سرا پے کے گرد چکر کاٹ رہی تھی وہ یہ سب دیکھ پہلی بار سہم کر رہ گئی۔۔۔

"ہہ۔۔ہم تیار ہے آپکی شدتوں کو سہنے کے لیے۔۔"

نظریں نیچے جھکا کر وہ اپنے اوپر جھکے مضبوط فولادی وجود کو چیلنج کر گئی جو اُس نازک جان کے لیے سخت ثابت ہونے والی تھیں جو اُسے اُسکے دہکتے پُر شدت بھرے لمس کو اپنے لبوں پہ محسوس کرتے ہو ہی گیا کہ وہ سچ کہہ رہا تھا کہ اُسنے ٹھیک نہیں کیا اُسے اکسا کر اب وہ لمس لبوں کے کنارے پر آکر بے درد لمس چھوڑتی نیچے کی طرف سفر کرنے لگی۔۔

"نورے کیا سچ میں آپ تیار ہوں میری جان سوچ لے کہی آپکو پچھتانا نہ پڑ جائے ہمیں اجازت دے کر۔۔"

اُسکے گلابی لبوں کو اپنی مضبوط انگلی سے چھیڑتے ہوئے بھاری آواز میں گویا ہوا۔۔۔

"نہیں ہم آپکی عشق زادی ہے ہم آپکے شدتوں سے بلکل بھی نہیں پچھتائے گے۔۔"

وہ نظریں نیچے جھکا اپنی انگلی سے اُسکی قمیض کے بٹنز کے ساتھ کھیلتی ہوئی شرمیلی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولی تو غزلان شاہ نے

اُسکے نازک ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگائے اور پھر اسکے ہاتھ نیچے کر وہ ہاتھ اپنی قمیض کی جانب بڑھا کر بٹن کھولنے لگا۔۔

ہم نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ہمیں ایک چھوٹی سی لڑکی اتنا بے بس کر دی گی کہ ہم سال پہلے کے اپنے وعدے سے مکر جائے گے۔۔۔"

وہ اپنی قمیض اتارنے کے بعد کہتے ہوئے بڑے ہی پیار سے نورِ حرم کے گلال چہرے پر جھکا اور اپنی محبت کی مہریں جگہ جگہ ثبت کرنے لگا۔۔۔

"شاہ سائیں ہم نے بھی نہیں سوچا تھا کہ ہمیں اُس انسان سے عشق ہو جائے گی جس سے ہم شدید نفرت کرتے تھے۔۔"

نورِ حرم کی شرم کے مارے پلکے بھاری ہو کر نیچے رخسار کو چھومنے لگی وہ شرمیلی سی آواز میں بولی۔۔

"شائید ہمارا ملن مولا نے طے کر دیا تھا اس لیے اتنے ہمارے بھاگنے اور آپکی نفرت کے باوجود بھی آج ہم ایک ہو رہے ہیں۔۔"

اُسکے بھاری ہو رہے پلکوں کو لبوں سے چھو کر وہ بوجھل لہجے میں کہتا مدہوش سا ہو کر نیچے اُسکی گلابی لب پر اپنے سلگتے لب رکھ کر اُسکے پورے جسم میں تھرتھری سا طاری کر گیا۔۔

وہ دونوں اُسی طرح باتیں کرتے ہوئے اور ایک دوسرے پر اپنی شدت لٹاتے ہوئے یہ ساری رات گزارنے لگے اور اپنے اس لمحے کو ہمشیہ یاد رکھنے کے لیے ایک خوبصورت یادگار بنانے لگے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

نہیں ہم زانی نہیں ہے ہمیں مت مارے خدا کے لیے ہمیں" چھوڑے یہ تہمت لگا رہی ہیں نانا سائیں یہ جھوٹ بول رہی ہیں شہری ہمارا یقین کرو یہ جھوٹ بول رہی ہے ہمیں پھنسا رہی ہیں"۔۔

رات کے چار بج رہے تھے غزلان شاہ آنکھیں موندے گہری نیند میں تھا جبکہ نورِ حرم اُسکے قریب تکیے پر دونوں کہنیاں رکھے ہاتھ ٹھوڑی پر جمائے اُسے دیکھ رہی تھی کہ اچانک اُسے نیند میں زور زور سے چیختے اور اپنا سر تکیے پر پٹکتے ہوئے دیکھ وہ گھبرا کر آگے بڑھی اور اسکے سر کو پکڑ کر اپنی گود میں رکھتی اسکی پیشانی کو لبوں سے چھو کر اُسے پکارنے لگی۔۔

ہاں ہاں شاہ سائیں آپ ایک اچھے نیک اور شریف انسان ہے"
کس نے کہا آپ ایک زانی ہے۔۔؟؟

اُسکے زور زور سے رو کر یہ سب کہنے پر اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہہ کر اسے پر سکون کر دے تو وہ اُسکے چہرے کو تھام کر اُسکے کان کے قریب جھک کر نرم لہجے میں کہنے لگی۔۔

"سالار میرے بھائی میرے دوست جگر تُم آ گئے۔۔"

وہ اچانک سے نورِ حرم کو سالار سمجھ کر اُسے اپنے سینے سے لگا کر خود میں بھینچ کر تڑپتے ہوئے بولنے لگا۔۔۔

نہیں شاہ سائیں یہ ہم ہے آپکی نورے آنکھیں کھولے اور دیکھے "

"یہ ہم ہے آپکی گستاخ لڑکی۔۔۔

وہ اسکے چہرے کو تھپتھپا کر اسکے چہرے کے اوپر جھکتی ہوئی پیار سے بولی۔۔

"نورے۔۔۔"

اُسکے چہرے کو تھپتھپانے پر وہ ہوش میں آکر اپنے اوپر جھکی اپنی بیوی کو دیکھ وہ جھٹکے سے اُسے اپنے سے لگا کر وہ اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گیا۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی ماضی کی وجہ سے نیند میں ڈر گیا تھا وہ ہمشیہ وہی بہت سارے لوگوں کو اپنے اوپر پھتر پھینکتے ہوئے دیکھتا تھا جو اُسکے ماضی میں ہوا تھا۔۔ ہمشیہ رات کو خواب میں وہی سب دیکھتا تھا آج بھی اسنے سالار کو دیکھا تھا لیکن دکھی نہیں بلکہ خوش صرف یہی خواب اسے مطمئن کر گیا کیونکہ سالار کو وہ جب بھی دیکھتا تھا یا تو روتے ہوئے یا پھر دکھی۔۔

جی شاہ سائیں۔۔؟؟"

وہ اُسکے اوپر جھکی تھی اسکے نام لینے پر اسکی جانب دیکھنے لگی۔۔۔

کیا آپ ہمیں سکون میں رہنا سیکھاؤ گی نورے۔۔؟؟"

وہ اُسے دیکھتے ہوئے نم بھاری آواز میں پوچھنے لگا۔۔۔

"جی شاہ سائیں ہم نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپکی مدد کریں گے آپکو زندگی کو کیسے جیتے ہیں جینا سیکھائے گے میں اور خوش کیسے رہتے ہیں سیکھائے گے۔۔۔"

نورِ حرم اُسکے گالوں کو چھو کر یکدم سے اسکے سینے سے لگتی اسے اپنا آپ سونپ گئی تو غزلان غنی شاہ اُسکے نازک وجود کو تھام کر اپنے ہر دکھ درد کو بھولنے کی کوشش کرنے لگا اور نور حرم اپنے پیار کی گرمی سے اُسکے بکھرے ہوئے وجود کو سمیٹنے لگی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"شاہ سائیں آپ مجھ سے کیوں چھپا رہے ہیں ہم نے تو کل رات بڑے ہی غور سے اچھے سے دیکھ لیا تھا اب چھپانے کا کیا فائدہ۔۔۔"

صبح ٹھیک دس بجے کے قریب وہ بیڈ روم میں داخل ہوئیں تو غزلان سائیں جو صرف بنیان پہنے ہوئے تھا اسکو بیڈ روم میں آتیں ہوئے دیکھکر وہ ہر بری میں تیزی سے اپنی قمیض پہننے لگا تو نورِ حرم تیزی سے آگے بڑھی اور شرارت سے اُسے کالر سے پکڑتی ہوئی بولی۔۔۔

لڑکی اس وقت ہمیں بلکل بھی تنگ مت کریں ورنہ ہم یہ" شریفی ایک منٹ میں اتار پھینکے گے پھر مسلہ آپکو ہو گا پھر ہمیں "جھیلنا پڑے گا آپکو کیا ہمیں جھیل پائے گی۔۔

وہ قمیض کے بٹن بند کرنا چھوڑ کر اُسے کمر سے پکڑ کر جھٹکے سے خود سے لگاتا معنی خیزی سے مسکرا کر بولا۔۔۔

"آپ ہمیں آزما کر دیکھ لیں۔۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی بولی تو غزلان شاہ اُسکی بات پر اپنے باہر جانے کو ترک کرتا وہ اُسے اپنے باہوں میں بھر کر بیڈ کی جانب بڑھا۔۔۔

"اور کیا کیا دیکھا تھا کل آپ نے نورے۔۔۔"

اُسے بیڈ پر لٹا کر وہ اُسکے اوپر مکمل جھکا اور اپنے لبوں سے اسکی چھوٹی سی ناک کو چھو کر گھمبیر آواز میں کہنے لگا۔۔۔

"آپکی محبت دیوانگی شدت اور۔۔۔"

وہ اُسکے سینے پر انگلی سے لکیریں کھینچ کر نظریں اُس پر مرکوز کیے ہوئے کہتی اسے مدہوش کر رہی تھی۔۔۔

"..اور"

انگوٹھے سے اسکے لبوں کو چھیڑتا وہ بوجھل لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

"اور آپکو شرماتے ہوئے۔۔۔"

وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتی بے باکی سے بولی تو اُسکی بات پر غزلان سائیں نے اسے گھورا اور پھر وہ یکدم سے سنجیدہ ہو کر وہ اُسکی نیلی تنگ سی شرٹ کو اوپر کندھوں سے ہٹانے لگا تو اُسکی بے باکی پر نورِ حرم بری طرح سے سٹپٹا کر رہ گئی۔۔۔

"اب کون سیب کی طرح سرخ ہو رہا ہے نورے۔۔۔"

وہ اُسکے گورے کندھوں پر اپنے لب رکھتا معنی خیزی سے اُسکے چہرے پر سرخی پھیلتے ہوئے دیکھ اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

"شاہ سائیں آپ وہی شرمیلی اور ڈرفوک ہی ٹھیک تھے ہم نے غلطی کر دی آپکو اکسا کر آپکے جزباتوں کو جگا کر آپ آدم بیزار ہی ٹھیک تھے۔۔"

اُسکی بڑھتی گستاخیوں سے اب وہ ڈرنے لگی تھیں ابھی بھی اُسکے لبوں کو وہ اپنی گردن پر محسوس کر رہی تھی۔۔

"اچھا تو اب آپ پچھتا رہی ہے ہمارے اندر کے درندے کو جگا کر نورے۔۔۔"

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھ ایک بار پھر سے اسکے لبوں پہ جھک کر گستاخی کر بیٹھا۔۔۔

ہم پچھتا نہیں رہے بلکہ ہمیں تو بہت خوشی ہو رہی ہیں کہ ہم" "نے آپکو حاصل کر لیا ہے۔۔۔

وہ اُسکے کشادہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھتی تھوڑا سا اوپر ہوئی اور اپنے نازک لبوں کو اُسکے سلگتے لبوں سے مس کر گئی تو غزلان شاہ نے بھی شدت سے اُن لبوں کے جام کو چھوا۔۔۔

اور ہمیں آپکی صورت میں ایک نور مل کر بہت خوشی ہو رہی ہیں کہ اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اب ہم اکیلے نہیں ہیں ہمارے پاس ہماری نورے ہے ہماری دکھ درد کی ساتھی۔۔۔"

اُسے نیچے کرتا وہ پیار بھری نظروں سے اُسے دیکھتا بوجھل لہجے میں کہنے لگا۔۔

شاہ سائیں آپکے گھر والے وہ کہاں ہے۔۔۔؟؟"

نورِ حرم کو یکدم سے اُسکے گھر والوں کو جاننے کا تجسس ہوا تو وہ اُسکی گردن پر اپنے ہاتھ باندھتی ہوئیں اُس سے پوچھنے لگی۔۔۔

"گھر والے۔۔۔"

گھر والوں کا ذکر سُن کر وہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجا کر اپنے نیچے آنکھیں دلچسپی سے اُس پہ مرکوز کیے شدت سے اسکی فیملی کے بارے میں جاننے کے لیے بے تاب لگ رہی تھی

"ہاں آپکے گھر والے۔۔"

نورِ حرم کی نظریں اُسکے چہرے پر مرکوز کیے اسے بغور دیکھ رہی تھی جو چہرے پر بے شمار درد سمیٹے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"نورِے آپ ہے میری فیملی میرا خاندان۔۔۔"

یکدم سے وہ چہرے پر ایک مسکراہٹ سجا کر اپنا درد اس سے چھپانے لگا جو وہ نورِ حرم سے چھپا نہ سکا۔۔۔

"شاہ سائیں آپ کے ماضی میں ایسا کیا ہوا تھا جو آپ اتنے تکلیف میں رہتے ہیں مجھ سے شئیر کریں نہ پلیز شائید آپکو ایک ساتھی کی ضرورت تھی جو آپکے ہر دکھ درد کو سمجھ سکے جس سے آپ اپنا درد بانٹ سکے اور میں پوری کوشش کروں گی کہ میں آپکے لیے ایک اچھی ساتھی ثابت ہو آپکے ہر دکھ درد کو کم کر سکوں۔۔"

وہ اُسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اُسکی نم ہو رہی آنکھوں کو جو ضبط سے اب بندھ توڑ کر باہر آنے کے لیے بے تاب ہو رہی تھی اُسنے بے ساختہ اپنے لبوں سے اُسکی لمبی پلکوں کو چھو کر خود بھی اسکے درد میں روتی ہوئی بولی۔۔

"نورِے آپ سہہ نہیں سکوں گی میری جان میرے ماضی کو سن کر بہت دردناک ہے میری کہانی کیا تُم سہہ لو نگی میری کہانی کو سن کر"۔۔

وہ اُسکے چہرے کو تھام کر نم آنکھوں سے اسے دیکھتا وہ بھاری آواز میں بولا۔۔۔

آپ سہہ رہے ہیں ہم بھی سہہ لیں گے شاہ جی آپ بتائیں کیا ہوا" تھا آپکے ساتھ۔؟؟

نورِ حرم اُسکی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ سے پونچھ کر روتی ہوئی اس سے پوچھنے لگی تو وہ درد سے آنکھیں میچتے اس جگہ پہنچا جہاں اسکی بربادی کی کہانی شروع ہوئی تھیں۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ماضی"

یہ مم۔۔۔میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا"
"تھا۔۔

میرب بیگ سامنے کھڑے اُن لوگوں سے روتی ہوئی غزلان شاہ کی جانب انگلی اٹھا رہی تھی جو پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

یہ جھوٹ ہے مجھ پر تہمت لگا رہی ہے یہ امجد بابا عثمان بھائی یہ"
"لڑکی مجھ پر الزام لگا رہی ہے۔۔

وہ اُس لڑکی کو دیکھتے ہوئے سخت غصے سے بولا۔۔۔

نہیں یہ جھوٹ بول رہا ہے یہ کب سے میرے پیچھے پڑا ہوا تھا"
آج موقع ملتے ہی اُسنے میری عزت پر ہاتھ ڈالا مجھے برباد کرنا چاہا
اسنے وہ تو شکر ہے آپ لوگ یہاں آ گئے ورنہ یہ مجھے کہی کا نہ
"چھوڑتا۔۔۔

وہ لڑکی آنکھوں میں نقلی آنسوؤں لا کر گاؤں کے بھولے لوگوں
کو اپنی باتوں پہ یقین دلا گئی کیونکہ وہ دونوں غزلان شاہ کی جانب
بڑھے اور اُسے مارنے لگے۔۔۔

تیری اتنی ہمت تو نے اپنے گھر کے عزت پر ہاتھ ڈالا عثمان"
سائیں جاؤ عباس سائیں کو بلا کر لاؤ وہ اِسکا فیصلہ خود ہی کریں
"گے۔۔

امجد بابا کی نفرت بھری نظروں اور حقارت بھری آواز پر غزلان شاہ ٹوٹ کر رہ گیا کیونکہ وہ، وہ شخص تھا جس نے اُسے اسکی ماں کے وفات کے بعد اُسے سنبھالا تھا وہ اپنے ہاتھوں پر ورش پائے بچے کو کیسے ایک زانی سمجھ سکتے ہیں یہ سوچ غزلان غنی شاہ کی آنکھیں نم ہونے لگی۔۔۔

"بیٹی آپ یہ چادر اوڑھ لے۔۔"

امجد بابا کی فکر مند آواز پر وہ نظریں اُس بد کردار لڑکی پر گاڑ کر اُسے سرد نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

جوامجد بابا سے چادر لے کر اُسے فتح بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

غزلان میرے بچے یہ تُمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟"

سید عباس شاہ وہاں گاؤں کے معزز لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچے تو اپنے لاڈلے نواسے کو نیچے زمین پر گرے دیکھ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اُسے اٹھانے لگے کہ امجد بابا نے آگے بڑھ کر سید عباس شاہ کو روکا۔۔۔

اِس زانی کو ہاتھ مت لگائیں شاہ سائیں یہ اس وقت آپکا نواسا" نہیں ایک کتا ہے زانی ہے جو اپنے ہی گھر کے عزت پر ہاتھ ڈالنے

والا تھا وہ تو شکر ہے ہم کھیت میں پانی دینے کے لیے آ رہے تھے تو ہماری نظر پڑی ورنہ یہ زانی آج اس بچی پر قیامت توڑ دیتا۔۔۔"

امجد بابا کی نفرت وہ اب برداشت نہیں کر سکتا تھا روتے ہوئے اپنے ہاتھ سے دونوں کانوں کو سختی سے بند کرتا کیچڑ زدہ زمین پر اُسی طرح گرے اپنی آنکھیں موند گیا تھا۔۔

"شہریار سائیں جاؤ اس بچی کو یہاں سے لے کر جاؤ۔۔۔"

شہریار بخت شاہ اور سالار عاقب شاہ بھی وہاں پہنچے تھے شہریار کی آنکھوں میں بے یقینی اور سالار کی آنکھوں میں اپنے دوست کے لیے تکلیف تھی۔۔۔

"جی دادا سائیں۔۔"

شہریار بخت شاہ نے اُنکے کہنے پر قدم میرب بیگ کی طرف بڑھائے غزلان شاہ کو اُسنے ایک نظر تک نہیں دیکھا تھا وہ اس وقت غزلان شاہ کے لیے کیا محسوس کر رہا تھا اسکے چہرے اور انداز سے بلکل بھی ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

کیا ہوا تھا میرب وہاں غزلان شاہ نے تُمہارے ساتھ کیا کیا تھا" سچ سچ بتانا۔۔۔؟؟

شہریار اُسے حویلی میں لا کر اب اُسکے سامنے بیٹھا غصے سے پوچھ رہا تھا اُسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اُسکا دوست یہ کر سکتا ہے۔۔

"وو۔۔۔وہ شش۔۔۔شہری بھائی۔۔"

وہ لڑکی اتنی گھٹیا تھی کہ سب کچھ کر کے اب اپنے ڈرامے میں سب کو کرنے کے بعد سالار شاہ کو بھی اپنی جانب کرنے کے لیے جھوٹ موٹ کے آنسو بہا کر چہرے پر خوف ایسے سجائے ہوئی تھی جیسے وہ بہت خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔۔

میرب میں نے آپکو بہن کہا ہی نہیں مانا بھی ہے ڈرؤمت اُسنے" جو بھی تمہارے ساتھ کیا تھا وہ بناڈرے مجھ سے بولو میں اسے چھوڑوگا بلکل بھی نہیں۔۔"

سالار شاہ آگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

شہری بھائی اُسنے پہلے مجھے وہاں بلایا اور جب میں وہاں گئی" ت۔۔۔۔تو اُسنے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کیا۔۔"

وہ یہ سب کہتی چہرہ ہاتھوں میں گرا کر زور زور سے رونے لگی شہریار اسکی بات پر غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔۔

جبکہ دروازے کے باہر کھڑا اکیس سال کا علی بخت شاہ میرب بیگ کی بات ہے انتقام کی آگ اپنے اندر محسوس کرنے لگا وہ اپنی تیئس سال کی کزن میرب بیگ کو بہت پسند کرتا تھا لیکن آج اُسکی آنکھوں میں غزلان شاہ کے وجہ سے آنسو دیکھ اپنے اندر نفرت کی آگ اور انتقام لینے کا جنون سوار ہو گیا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

پنچایت یہ فیصلہ کرتی ہیں کہ اس زانی کے اوپر سب گاؤں والے "
"پتھر برسائے گے اور اسے سو کوڑے۔۔

عباس شاہ یہ فیصلہ سُناتے ہوئے ضبط سے اپنی آنکھوں کو شدت سے میچنے لگے وہ آج اپنے نواسے کا فیصلہ کر رہا تھے درد سینے پر بڑھتی جا رہی تھیں۔۔

"روکیے سرپنچ مجھے یہ فیصلہ بلکل بھی منظور نہیں ہے۔۔"

سالار شاہ جو زخموں سے چور غزلان شاہ کو پکڑے ہوئے تھا وہ سپاٹ لہجے میں عباس شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہتا پورے مجمعے میں ہلچل مچا گیا۔۔۔

کیوں سالار شاہ آپ کو یہ اس لیے منظور نہیں ہے کیونکہ یہ زانی" آپکا دوست اور کزن ہے اس لیے ناں۔۔؟؟

وہ موجود غزلان شاہ سے جلنے والوں میں سے ایک لڑکے سلمان شاہ نے کھڑے ہوتے ہوئے نفرت سے کہا۔۔

"نہیں مجھے یہ اس لیے منظور نہیں ہے کیونکہ آپ سب سچ جانے بغیر کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں مجھے یقین ہے اپنے دوست پر وہ ایسا نہیں کر سکتا وہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے سر پنچ کو پہلے سب کچھ دیکھنا پڑے گا پھر فیصلہ سنانا پڑے گا۔۔"

سالار شاہ نے سخت تیوریاں چڑھا کر سلمان کو گھورا۔۔

غزلان شاہ جو اُسکے سہارے کھڑا تھا کیونکہ اتنی زیادہ مار سے اب اس میں کھڑے رہنے کی بھی سکت نہیں تھی وہ اپنے دوست کو اپنے لیے لڑتے ہوئے دیکھ وہ مسکرایا۔۔

"ٹھیک ہے ہم جب تک غزلان شاہ کو زانی نہیں کہے گے جب تک سچائی کا پتہ نہیں لگا لیتے ہاں جب تک سچائی سامنے نہیں آتی غزلان شاہ کو حویلی کے جیل میں رکھا جائے گا ایک زانی کی حیثیت سے جس طرح برسوں سے ہوتا آرہا ہے۔۔"

عباس شاہ کی رعب دار آواز گونجی۔۔۔

"اگر سچائی یہ ہے تو آپ کیسے ایک زانی کو سزا نہیں دے سکتے ہیں آپ ایک زانی کو سزا دینے کی ہمت نہیں رکھتے تو ہمیں بتائے سید عباس شاہ ہم خود اس زانی کو ختم کر دیتے ہیں۔۔۔؟؟

شہریار بخت شاہ سخت غصے سے وہاں آکر میرب بیگ کے خوفزدہ وجود کو آگے کرتا ہوا غراتے ہوئے بولا۔۔۔

"شہریار یہ تُم کیا کہہ رہے ہو تُم اس لڑکی کی وجہ سے اپنے کزن اور دوست کو زانی کہہ رہے ہو۔۔"

سالار شاہ اُسے اتنی نفرت سے غزلان شاہ کے متعلق کہتے ہوئے سن کر ساکت نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

سالار شاہ یہ لڑکی میری خالہ زاد بہن ہے اس زانی سے زیادہ مجھے "
اپنی بہن پر یقین ہے یہ دیکھو کیا یہ سب میرب نے کیا
ہاں۔۔۔؟؟

وہ سخت نفرت سے غزلان شاہ کو گھورتا میرب کے گردن پر
ناخنوں کے نشان دیکھانے لگا جو اُس شاطر لڑکی خود بنائے تھے
صرف غزلان شاہ کو پھنسانے کے لیے وہ اتنی گر چکی تھی کہ اسے
اپنی عزت کا بھی خیال نہیں تھا۔۔۔

"یہ لڑکی ڈراما بھی تو کر سکتی ہیں شہریار بخت شاہ تم ان نشانوں سے کیسے یقین کر سکتے ہو کہ ہمارا غازی ایک زانی ہے ہاں۔۔۔؟؟

سالار شاہ کو اُس پر سخت غصہ آیا وہ کیسا دوست تھا جو صرف ایک لڑکی کی باتوں میں آکر اپنے دوست کے اوپر لگے الزام کو درست ثابت کرنے کے لیے بضد تھا۔۔

"یہ نشان حقیقت ہے سالار شاہ جھوٹا یہ ہے جسے تُم بچا رہے ہو کہی تم بھی تو اسکے ساتھ ملے ہوئے نہیں ہو ہاں۔۔۔؟؟

شہریار بخت شاہ اتنا اندھا ہو چکا تھا کہ اب سالار شاہ کو بھی شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"سالار شاہ تُم اسے یہاں سے لے کر جاؤ شاہ حویلی کے جیل میں جب تک سچ سامنے نہیں آتا یہ وہاں رہے گا۔۔"

عباس شاہ اپنے دونوں پوتوں کو بحث کرتے ہوئے دیکھ سخت لہجے میں کہتے سالار شاہ کو غزلان شاہ کو وہاں سے لے جانے کے لیے کہنے لگے۔۔۔

نہیں ایسے نہیں داداسائیں یہ زانی ایسے نہیں جاسکتا جیل میں"
جس طرح سب زانی کو وہاں بھیجا جاتا ہے یہ بھی اسی طرح وہاں
"جائے گا۔۔۔

وہ انکی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

کیا مطلب ہے تُمہاری اس بات کا شہریار بخت شاہ ہاں تُم"
چاہتے کیا ہو۔۔۔؟؟

سالار شاہ نے سخت غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا اسے شک تو ہو
رہا تھا کہ وہ کس طرح لے جانے کا کہہ رہا تھا۔۔۔

"صابر۔۔"

شہریار بخت شاہ نے اُسکی بات پر اپنے خاص خادم کو آواز دیا تو وہ ایک پھتڑ اسے تھما کر واپس پیچھے جا کر کھڑا ہوا۔۔

شہریار بخت شاہ یہ تُم کیا کرنے والے ہو۔۔؟؟"

سالار شاہ اچانک سے غزلان شاہ کے آگے کھڑا ہو کر شدید غصے سے شہریار بخت شاہ سے پوچھنے لگا۔۔

"سالار شاہ سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ۔۔۔"

شہریار بخت شاہ نے سنجیدگی سے اسے سامنے سے ہٹنے کے لیے کہا لیکن وہ اسی طرح غزلان شاہ کے آگے کھڑا اسے روکنے لگا۔۔

"نہیں ہرگز نہیں تمہیں جو کرنا ہے کروں لیکن میں اپنے بھائی پر یہ ظلم ہونے نہیں دونگا۔۔۔"

سالار شاہ کی غصیلی آواز پورے مجمعے میں گونجی۔۔

"نہیں سالار پیچھے ہٹ جاؤ تُمہیں چوٹ لگ جائے گی میری وجہ سے پلیز خود کو تکلیف مت پہنچاؤ ہٹ جاؤ۔۔۔"

کب سے خاموش کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا اپنی رعب دار آواز میں سالار شاہ سے کہتا اسے پیچھے ہٹنے کے لیے کہنے لگا۔۔

"نہیں غازی میں نہیں ہٹو گا۔۔"

وہ اُسکی آواز پر ضدی بچے کی طرح اُس لپٹ کر اسے بچانے لگا سالار شاہ اسے غزلان غنی شاہ سے لپٹتے ہوئے دیکھ شدید غصے میں آکر وہ پھتر انکی جانب اچھال گیا غزلان شاہ جو شہریار بخت شاہ کو ہی دیکھ رہا تھا اسے غصے سے پھتر ان دونوں کی جانب پھینکتے ہوئے دیکھ اسنے سالار شاہ کو خود سے دور کیا تو وہ پھتر سیدھا اسکے ماتھے پر آکر زور سے لگا۔۔۔

شہریار بخت شاہ کی دیکھا دیکھی سب زمین سے پتھر اٹھا اٹھا کر غزلان شاہ پر غصے نفرت سے برسانے لگے۔۔

پتھروں کی مار سے وہ نیچے گرا اور اپنے حواس کھونے لگا جبکہ اسکے بے ہوش ہونے پر بھی شہریار بخت شاہ نہیں روکا تھا اور نہ ہی گاؤں کے لوگ۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"کیا یہ ہیں اُس کی زندگی نفرتوں سے بھری۔۔"

شاہ حویلی کی سیاہ سلاخوں والے خفیہ جیل میں وہ گندے فرش پر بیٹھا اپنے چند دن گھن رہا تھا اب اُسکی مقدر میں یا تو زندگی تھی یا موت۔۔

کیا اُسکے عزیز نانا سائیں بھی اُسے سچ میں ایک زانی سمجھتے ہیں جو" اُسے حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔؟؟

سفید خون سے بھرے گلے میں اُن لوگوں نے یہ کہہ کر اُسے پٹا پہنایا تھا کہ وہ ایک زانی ہے اور زانی کی اُنکی نظر میں کتے کی حیثیت ہے وہ ایک کتا ہے اور کتے کی اصل جگہ یہ سیاہ جیل ہے۔۔۔

اُسکی گردن پر کتوں کا پٹا بندھا ہوا تھا جو سیاہ رنگ کا تھا اور زنجیروں سے بندھا ہوا تھا جس کی زنجیر سامنے دیوار پر باندھی گئی تھیں اُسے یہاں ایک جانور کی طرح رکھا گیا تھا وہ بھی اُسکے اپنے سگے خون کے رشتوں نے۔۔

اور شہری وہ اپنے دوست سے کیسے منہ موڑ سکتا ہے۔۔؟؟"

سیاہ پٹا اُسکی گردن پر سختی سے بندھا اُسکی رگوں کو سختی سے جکڑ رہا تھا اور مضبوط سفید ہاتھ زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے۔۔۔

سیاہ فرش پر اُسکا خون ٹپ ٹپ گرتے ہوئے اُس سیاہ فرش میں گم سے ہو رہے تھے اور اُسکا خوبصورت خوبرو وجیہہ چہرہ خون سے

بھرا ہوا زخموں سے چور تھا اور سفید ہاتھ خون سے بھیگے ہوئے تھے۔۔

غازی یار کچھ تو کھالو اس طرح بھوکے رہ کر تُم کیسے لڑ سکتے "

"ہو۔۔

سالار شاہ وہاں روز آتا تھا اُسے کھانا کھلانے کے لیے مگر وہ صرف خاموش اور زمین کو گھورتا تھا اس سے بھی بات نہیں کرتا تھا اسے اتنا بڑا شاک ملا تھا۔۔ کہ اسکے اپنے بھی اسے نفرت بھری نظروں اور سب سے بڑی بات وہ بھی باقی لوگوں کی طرح اب اسے سچ میں زانی سمجھنے لگے تھے کیونکہ چار دن ہو گئے تھے ابھی

تک اسکی بے گناہی ثابت نہیں ہوئی تھی تو اب وہ بھی یقین کرنے لگے تھے کہ میرب بیگ سہی اور وہ جھوٹا ہے۔۔

سالار شاہ تُم کیوں مجھ پر یقین کرتے ہو۔۔۔؟؟"

وہ اس سوال کا جواب جانتا تھا پھر بھی سالار شاہ کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔۔

کیونکہ تُم ایک پھتر دل انسان ہو اور لڑکیوں سے دور بھاگتے ہو" اسی لیے مجھے یقین ہے کہ تُم ظالم تو ہو سکتے ہیں لڑکیوں کے لیے "لیکن ریپسٹ نہیں۔۔۔

سالار شاہ نے ایک نوالہ بنا کر آگے بڑھتے ہوئے اسے کھلاتے ہوئے کہا۔۔

"تُم مجھے سمجھتے ہو تو پھر وہ مجھے کیوں نہیں سمجھ سکا کیوں مجھ سے اتنا نفرت کرنے لگا کیوں۔۔؟؟

وہ یکدم سے سالار شاہ کے سینے سے لگ کر بری طرح سے روتے ہوئے شہریار بخت شاہ کے متعلق کہنے لگا۔۔۔

"کیونکہ وہ اُس لڑکی کی وجہ سے تُم سے نفرت کرنے لگا ہے میرے یار وہ لڑکی ایک شاطر دماغ کی ہے جس نے دادا سائیں تک کو بھی اپنی باتوں سے یقین دلا دیا ہے کہ تم ایک زانی ہو۔۔"

سالار شاہ کی یہ بات تو اسکے سینے کے درد کو اور بھی زیادہ بڑھا گئی وہ سینے کو پکڑ کر پیچھے دیوار سے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

کیا ہوا تُم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے تیمور۔۔؟؟"

سالار شاہ غزلان شاہ سے مل کر جب حویلی سے باہر نکلا تو اپنے دوست تیمور کے میسج کرنے پر وہ اس کھیت کی جانب بڑھا جہاں چار دن پہلے اسکے دوست کے ساتھ وہ واقع ہوا تھا۔۔

سالار یار یہ دیکھو ہمیں غازی کی بے گناہی ثابت کرنے کا ثبوت "
"مل گیا ہے۔۔

تیمور نے اپنا کمیرہ سالار کو دیتے ہوئے کہا۔۔۔

اس میں ایسا کیا ہے جو غازی کو بے گناہ ثابت کر سکتی ہیں "
تیمور۔۔۔؟؟

سالار شاہ نے کمیرہ الٹ پلٹ کر کے دیکھا تو اسکی بات پر تیمور نے کیمرہ ہاتھ سے لیا اور اسے کھولتے ہوئے اسے کچھ دیکھانے لگا۔۔۔

ارے واہ یہ وڈیو تو بڑی کام کی ہے ویسے تیمور یہ تم نے کیسے بنایا" تھا مجھے یاد ہے کہ تم اس وقت اپنی کھیت میں نہیں تھے تو پھر یہ وڈیو تم نے کیسے بنایا تھا۔۔؟؟

سالار شاہ نے پوچھا۔۔۔

یار تُمہیں یاد ہے کچھ دن پہلے ہمارے کھیت میں چور گھسے تھے" "اور چوری بھی ہوئی تھی۔۔

تیمور نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاں یاد ہے۔۔"

سالار شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"تو میں نے کھیت میں کچھ خفیہ کیمرے لگائے تھے تاکہ اس چور کا پتہ چلتے ہی ہم انہیں پکڑ لیں اور یار شائید یہ ہمارے غازی کو بچانے کے لیے ہماری مدد خدا نے کیا ہے ورنہ کوئی بھی امید نہیں تھی کہ غازی کو ہم بچا سکے گا دیکھو آج مجھے اس چور کا خیال اچانک سے آیا تو میں کیمرے سے ریکارڈنگ نکال کر اس چور کو دیکھنے کے ارادے سے یہ وڈیو دیکھنے بیٹھ گیا تو مجھے ریکارڈنگ میں صرف یہ وڈیو ملی۔۔"

تیمور بہت خوش تھا کیونکہ وہ بھی سالار شاہ کی طرح غزلان شاہ کو بہت چاہتا تھا کیسے وہ اپنے دوست کو مرنے دیتا۔۔سالار اور وہ اپنے کھیت پر روز کوئی ثبوت ڈھونڈنے آتے تھے مگر ثبوت انہیں اس طرح ملے گی یہ انکے گمان میں بھی نہیں تھا اب وہ یہ وڈیو سب کو دکھا کر سبکا منہ بند کرنا چاہتے تھے لیکن انہیں پتہ نہیں تھا کہ قدرت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"ماضی"

سالار بھائی آپ غازی بھائی کو کھانا دینے جا رہے ہیں ناں۔؟"

وہ غزلان شاہ کے لیے کھانا لے جا رہا تھا راستے میں دستگیر شاہ اور علی شاہ اسے ملے علی شاہ نے اپنے ہاتھ میں ایک سبز رنگ کا ڈبہ پکڑا ہوا تھا۔

"ہاں کیوں علی شاہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں کیا آپ لوگوں کو بھی ہمارے ساتھ چلنا ہے۔۔؟؟

سالار شاہ اُن دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

دستگیر شاہ کے چہرے پر غزلان شاہ کے لیے فکر مندی تھی تو دوسری طرف علی شاہ کا چہرہ بے حد سنجیدہ تھا۔۔

نہیں سالار بھائی ہم دونوں غازی بھائی کو اس حالت میں نہیں"
دیکھ سکتے ہیں آپ یہ کھیر اِنہیں کھلا دے یہ اماں سائیں نے بنائی
"تھیں خاص انکے لیے آپ یاد سے اِنہیں کھلا دے۔۔

علی شاہ نے وہ ڈبہ اُسکے آگے بڑھاتے ہوئے کہا جو سالار نے تھام
لیا مطلب اُسکی ماں کو فکر تھی اپنے بھتیجے کی وہ غزلان شاہ کے
پاس ہی تھا حویلی میں کیا ہو رہا تھا۔
اسنے جاننی کی کوشش بھی نہیں کی تھی اور اسے جاننے کی خواہش
بھی نہیں تھیں وہ ان سب سے خفا تھا جنہوں نے غزلان غنی شاہ
پر یقین نہیں کیا تھا صرف اُس لڑکی کو اہمیت دی تھی۔۔

ٹھیک ہے میں اُسے کھلا دونگا آپ اماں سائیں کو کہنا غازی بلکل "
ٹھیک ہے انہیں کہنا آپ بلکل بھی فکر مت کریں ہم بہت جلد
"غازی کی بے گناہی ثابت کرے جلد غازی ہمارے بیچ ہو گا۔۔

سالار شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

ان شاءاللہ بھائی ہم بھی دعا کر رہے ہیں کہ آپ اپنے کام میں "
"کامیاب ہو جائے اور غازی بھائی کی بے قصور ثابت جائے۔۔

دستگیر شاہ نے بڑے ہی پیار سے کہا اُسے یقین تھا وہ جسے اپنا
آئیڈیل مانتا ہے وہ جلد بے قصور ثابت ہو کر اُس جیل سے باہر
آئے گا جس پر صرف زانی کو رکھا جاتا تھا اور جب یہ فیصلہ کیا گیا تھا

اسے شہری بھائی کے اوپر بے حد غصہ آیا تھا کہ وہ کیسے دوست ہے جو خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے دوست کو اس جیل میں ڈالنے کے لیے تڑپ رہے تھے۔۔

"اچھا اب ہم چلتے ہیں آپ یاد یہ یہ کھیر غازی بھائی کو دیجئے گا" "سالار بھائی۔۔

علی شاہ نے سنجیدگی سے کہہ کر اس سبز ڈبے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں ہم یاد سے کھلا دے گے علی شاہ آپ فکر مت کریں۔۔"

وہ اتنے دنوں بعد مسکرایا کیونکہ ٹینشن کی وجہ سے وہ مسکرانا ہی بھول گیا تھا ان دنوں انہیں کہہ کر وہ وہاں سے نکلا جبکہ علی شاہ کی نظریں اُس سبز ڈبے پر مرکوز تھی جو سالار شاہ کی گرفت میں تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"غازی یہ دیکھو ہماری اماں سائیں نے مطلب آپکی خالہ سائیں نے یہ کھیر خاص آپ کے لیے بنائی ہے۔۔"

سالار جب حویلی کے اُس جیل خانے میں آیا تو اُسکو دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے دیکھ وہ ڈبہ کھول کر اسے کھیر کھلانے کے

لیے چمچ بھر کر اُسے دینے لگا مگر یکدم سے وہ رکا اور پھر شرارت سے اپنی چمکتی آنکھوں سے اپنے دوست کو دیکھتے ہوئے وہ چمچ اپنے منہ میں ڈال کر اسے دیکھنے لگا مگر وہ اسی طرح بیٹھا رہا ہلا تک نہیں۔

"غازی کھیر بڑا لذیز ہے کھا کر تو دیکھیں۔۔"

وہ اُسکے جانب بڑھاتے ہوئے بولا مگر وہ پھر بھی نہیں ہلا تو مجبوراً اسنے پھر سے وہی عمل دوراہا جو اسکی ناراضگی پر کیا کرتا تھا جب وہ زیادہ ناراض ہوتا تھا کھانا پینا چھوڑ دیتا تھا تب سالار شاہ اپنے لیے نوالے بنا بنا کر اسے اکساتا تھا کہ وہ نہیں کھائے گا تو وہ اور شہری سارا کھانا کھا جائے گے۔۔

"یہ چابیاں لو اور اِسے باہر لے کر آؤ ہمیں ہاسپٹل جانا ہے۔۔"

تبھی وہاں شہریار بخت شاہ کی آواز گونجی تو وہ پیچھے مڑا اور اسے دیکھنے لگا جسنے وہاں آتے ہی ایک چابیوں کے گھچے کو اسکی جانب اچھالتے ہوئے کہا۔

وہ ابھی تک بدگمان تھا اور نفرت بھری نظروں سے غزلان شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔ مگر اس وقت وہ دادا سائیں کے حکم پر یہاں آیا تھا ورنہ وہ اس زانی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔

ہاسپٹل۔۔"

وہ ک۔کیوں شہری سب خیریت تو ہے ناں کیا ہوا ہے نانا سائیں تو ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟؟

ہاسپٹل کا سُن کر اُسکی روح تھر تھرا اٹھی تو وہ تیزی سے اٹھا لیکن زنجیروں نے اُسے آگے بڑھنے نہیں دیا تو وہ وہی کھڑا پریشانی سے شہریار بخت شاہ کی جانب دیکھنے لگا۔۔

سالار شاہ لے کر آؤ اسے باہر ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے" "کہ ہم اپنے دشمنوں کو جواب دیتے پھرے۔۔

شہریار بخت شاہ اُسکی آواز پر نفرت سے اسے دیکھتے ہوئے سالار سے کہنے لگا۔۔

ٹھیک ہے شہر یار بخت شاہ تُم اب جا سکتے ہو میں اپنے بھائی کو خود" لے کر آجاؤ گا ہاسپٹل ہماری وجہ سے تمہارا قیمتی وقت بر باد ہوا "اسکے لیے معزرت۔۔

سالار عاقب شاہ نے سخت تیوریاں چڑھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تو شہر یار بخت شاہ اسکی بات پر اسے بھی گھور کر وہاں سے چلتا بنا۔۔

چلو غازی چلتے ہیں اللہ خیر کرے پتہ نہیں کیوں دادا سائیں نے" "آپکو ہاسپٹل میں بلایا ہے پتہ نہیں کیا ہوا ہے۔۔

اب پریشانی سے غزلان شاہ کی زنجیروں میں جکڑے ہاتھ اور پٹے میں مقید گردن کو کھولنے لگا غزلان شاہ اسی طرح لب سیے بیٹھا رہا کچھ نہیں بولا۔۔۔

جب وہ دونوں حویلی کے باغ سے ہو کر نکلنے ہی والے تھے کہ اچانک سے سالار شاہ کے منہ سے خون کی قے نکلی غزلان شاہ جو اسکے پیچھے سر جھکا کر آرہا تھا سفید فرش پر خون کے چھینٹے دیکھ وہ گھبرا کر اپنا سر اوپر اٹھا کر آگے کھڑے سالار شاہ کو دیکھنے لگا جو نیچے فرش پر اپنے منہ سے قے کی صورت میں گرے خون کو پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اچانک سے اسکی حالت بگڑی اور وہ نیچے گرا۔۔

"سالار۔۔"

اسے فرش پر گرتے ہوئے دیکھ وہ اُسکی طرف تیزی سے ڈورا کر نیچے بیٹھا اور اسکے سر کو اپنی گود میں رکھ کر روتے ہوئے اسے پکارنے لگا جو آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

آپکو کس پر شک ہے شاہ سائیں۔۔؟؟"

سالار شاہ کو وہ اسی وقت ہاسپٹل لے کر گیا تھا اب وہ پولیس آفیسر کے سامنے بیٹھا اس آفیسر کے تفتیش میں پوچھے سوال کا جواب دے رہا تھا اس سوال پر وہ روکا۔۔

اُسکے دشمن تو اُسکے اپنے خون کے رشتے ہو گئے تھے جنکی بے رخی اور بد گمانی سے آج وہ اپنے دو پیاروں کے لیے ہاسپٹل میں بیٹھا ہوا تھا انکی خیریت کے لیے دعا کر رہا تھا۔۔

اُسکے بابا سائیں اُسکے اوپر تہمت لگنے کی وجہ سے وہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھے انکی حالت بہت تشویشناک تھیں اور سالار عاقب شاہ کو کسی نے زہر دے کر مارنے کی کوشش کی تھی جبکہ وہ جانتا تھا یہ زہر اسکے نام تھی لیکن اسکے دوست نے وہ زہر اپنے نام کر

دیا اسنے یہ زہر پی کر اپنی دوستی کی مثال قائم کر دی جیسے بھی لیکن اسنے قربان ہو کر اپنے دوست کو کچھ بھی ہونے نہیں دیا تھا۔۔

"کسی پر بھی نہیں۔۔"

اُسنے سنجیدگی سے کہا وہ لوگ پھتر دل کے ہو سکتے ہیں لیکن وہ انہیں پھر بھی اپنا سمجھتا تھا تو کیسے انکے خلاف ایکشن لے سکتا تھا۔۔

"حیرت ہے آپکو کسی پر بھی شک نہیں ہے جب کہ یہ زہر خاص آپکے لیے آپکے گھر سے آیا تھا تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں شاہ سائیں کہ آپکی حویلی میں کوئی بھی دشمن نہیں ہے اس کھیر کو آپکی خالہ

ماں نے پیار سے بنا کر بھیجا تھا یا نفرت سے اسکا پتہ تو ہم جلد لگائے گے۔۔"

پولیس آفیسر کی بات پر وہ سخت غصے سے اس آفیسر کی جانب دیکھنے لگا۔۔

وہ اپنے بچوں کو کیسے زہر دے سکتی ہیں ہاں آفیسر میرے دشمن" ہے ہاں اس حویلی میں میرے سب دشمن بن چکے ہیں لیکن خالہ اماں سائیں یہ گھٹیا کام کبھی نہیں کر سکتی وہ بھلا اپنے دو جوان بیٹوں کو اپنے ہاتھوں سے زہر کیسے دے سکتی ہیں جنہیں انہوں نے بچپن سے سنبھالا ہو وہ یہ کیسے کر سکتی ہیں۔۔؟؟

وہ شدید غصے سے آفیسر سے کہہ رہا تھا تبھی ایک نرس بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور جو خبر اُسنے اسے سنائی تو اسے سن کر وہ شاک رہ گیا اور اپنی جگہ

سے اٹھا اور اس روم سے باہر نکلا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ہمارا بچہ سالار نہیں آپ ہمیں اس طرح چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔"

غزلان شاہ جب اس روم میں پہنچا تو خالہ اماں سائیں کو سالار شاہ سے لپٹ کر روتے ہوئے دیکھ وہ یکدم سے خود کو ٹوٹتا ہوا محسوس کرتا دروازے کے بیچوں بیچ نیچے گر گیا۔۔

شاہ حویلی کے سبھی لوگ وہاں موجود تھے وہ ان سب پر اپنی چھبتی سرخ آنکھیں گاڑ کر انہیں دیکھتا نانا سائیں کو آخر میں بے بسی سے دیکھنے لگا۔۔

"یہ سب اس زانی کی وجہ سے ہوا ہے اگر یہ اسی وقت مر جاتا ناں تو آج سالار ہمارے بیچ میں ہوتا نا کہ اس ہاسپٹل کے بستر پر اس طرح پڑا ہوتا۔۔"

شہریار بخت شاہ جو وہی تھا اسے دروازے کے بیچوں بیچ بیٹھتے ہوئے دیکھ غصے سے آگے بڑھ کر اسے کالر سے پکڑ کر اوپر اٹھاتے ہوئے نفرت سے کہنے لگا۔۔

علی شاہ کی نظروں میں اس وقت نفرت کی جگہ ایک خوف تھا وہ شہریار بخت شاہ کو اپنے بھائی کو اتنے غصے میں دیکھ وہ دستگیر شاہ کے پیچھے جا کر چھپا۔ کیونکہ کھیر میں زہر اسی نے ملایا تھا وہ غزلان شاہ کو مرتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا مگر اسے پتہ نہیں تھا کہ اسکی وجہ سے ایک بے گناہ مرے گا اب وہ سخت خوفزدہ تھا اپنے پکڑے جانے پر۔۔

شہریار شاہ چھوڑو اسے اس وقت ہم اس حالت میں نہیں ہے"
"کہ ایک اور اپنے جوان کو مرتے ہوئے دیکھے۔۔۔

عباس شاہ نے سنجیدگی سے آگے بڑھ کر اُسے غزلان شاہ سے الگ کرتے ہوئے کہا جبکہ وہ پھٹی آنکھوں سے اپنے نانا سائیں کو اتنے سنگدلی سے یہ کہتے ہوئے دیکھ وہ اپنے دل میں درد اٹھتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔۔

مطلب وہ اب انکے لیے کوئی بھی ہمت نہیں رکھتا انکی بھلا سے وہ زندہ رہے یا مر جائے اب انہیں فرق نہیں پڑتا تھا شائید اب وہ اسکے وجود سے نفرت کرنے لگے تھے اور یہی چیز غزلان شاہ کو ٹوٹنے کے لیے کافی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

گھڑی نے جب رات کے بارہ بجائے تب پورے آسمان پٹاخوں اور فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا باہر سارے نیو ائیر کو سیلبریٹ کر رہے تھے۔۔

جبکہ وہ اس نئے سال میں اپنے دو قیمتی ہستیوں کو کھو چکا تھا ایک اپنے بھائی اپنا دوست اور دوسرا اپنے بابا سائیں کو اب وہ انہیں کبھی نہیں دیکھ سکتا تھا یہ سوچ اسکی آنکھیں بھگیا چکی تھیں اسکو یہ نیا سال کا تحفہ اتنا بھیانک ملے گا اُسے پتہ نہیں تھا۔۔

وہ ایک ہی رات میں اپنے سے جڑے دو عزیز لوگوں کو قبر میں اتارتے سمے اپنا ضبط کھو کر بہت زیادہ رویا تھا شہر خموشاں سے باہر نکلتے ہی وہ وہاں سے بھاگ کر شہر خموشاں سے بہت دور آ کر زور زور سے رونے لگا۔۔

اپنی بربادی پر اپنے دوست کے کھونے پر اپنے بابا سائیں کے جانے پر وہ رو رو کر زمین پر گرتا چلا گیا۔۔

"میں بھی برباد کر دوں گا تُمہیں میرب بیگ۔۔"

اچانک یہ نام ذہن میں آتے ہی اُسکی رگے تن گئی اور نفرت سے سرخ آنکھوں میں انتقام کی لہرے ڈورنے لگی۔۔

"آئی ول کل یو میرب بیگ۔۔۔"

سیاہ آسمان کی طرف رخ کرتا وہ شدت سے چیخا۔۔

"میرا دوست سالار تمہاری وجہ سے مرا ہے اور اسکی قاتل تم ہو"
میرب بیگ اور جس نے کھیر میں زہر ملا کر مجھے وہ کھیر کھلانے
"چاہی تھی ناں میں اسے بھی میں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔

ایک قاتل تو وہ جانتا تھا کہ میرب بیگ ہے لیکن جس نے کھیر میں زہر ملایا تھا یہ اسے ابھی تک پتہ نہیں چل رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"ہیلو بے بی ہیپی نیو ایئر۔۔"

یہ لاہور کے ایک پوش علاقے کے ایک کلب کا منظر تھا جہاں وہ ابھی داخل ہوئی ہی نہیں تھی کہ ایک لڑکے نے آکر اُسکے چہرے پر جھک کر اُسے نیو ائیر کی مبارک باد دی۔۔

"ڈارلنگ تُمہیں بھی ہیپی نیو ایئر۔۔"

وہ اِس وقت اسکن کلر کی ٹائیٹ اور گھٹنوں تک چھوتی اسکرٹ میں ملبوس بہت زیادہ ہاٹ لگ رہی تھی اور اُسکی یہی ڈریسنگ کے تو مرد دیوانے تھے۔۔

وہ بھی جوابی اُسکے لڑکے کے چہرے پہ جھکی اور اپنے معمول کا کام کرنے لگی۔۔جو وہ یہاں آکر کرتی تھی۔۔

"ہیلو شیم لیس وومن۔۔"

وہ اس وقت اُس لڑکے کے ساتھ اس کلب کے ایک کونے میں صوفے پر اُس لڑکے کی گود میں بیٹھی اس لڑکے کے ساتھ مگن تھیں تبھی اس نفرت بھری بھاری آواز پر وہ جھٹکے سے مڑی تو سامنے غزلان شاہ کو اپنی جانب حقارت اور نفرت سے دیکھتے پا کر وہ اُس لڑکے کی گود سے اٹھی۔۔

"ت۔۔تُم۔۔۔"

میرب بیگ اُس کی آنکھوں کی عیجب تاثرات سے یکدم سے ڈرتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی۔۔۔

ہاں میں غزلان شاہ وہی غزلان شاہ جس پر تُم رو رو کر تہمت لگا" رہی تھی یاد آیا کچھ یا میں یاد کرواؤ۔"

نفرت سے قدم اُسکی طرف بڑھاتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا۔میرب بیگ اُسکے ایک ایک بڑھتے قدم کو اپنے لیے قبر میں پہنچے کا ذریعہ سمجھ رہی تھی۔۔

دیکھو مجھے معاف کر دو میں نے تُمہارے ساتھ جو کیا وہ بہت"
غلط تھا تُم مجھے گاؤں لے کر چلو میں سب کو تمہاری بے گناہی کا
کہوں گی کہ تُم نے اس دن کچھ نہیں کیا تھا اس دن میں نے اپنا
ٹھکرائے جانے کا بدلا کیا تھا مجھے جانے دو پلیز مجھے جانے دو
"میرے ساتھ کچھ بھی مت کرو۔۔

وہ اُسکے خطرناک تاثرات کو دیکھتے ہوئے ڈرتی ہوئی کہنے لگی۔۔۔

میں چاہو تو ابھی تُمہیں یہاں ایک روم میں لے جا کر تمہاری"
عزت کو تار تار کر دو لیکن میں تُمہاری طرح بے غیرت نہیں ہو
میری تربیت ایک نیک ماں نے کیا ہے میری خالہ ماں سائیں نے
"اسی لیے میں تُم سے بدلا بھی احترام میں رہ کر کرنا چاہتا ہوں۔۔

اُسے دیکھتے ہوئے صوفے پر بیٹھا تو وہ لڑکا اور وہاں بیٹھے سبھی لڑکے اور لڑکیاں اُسکی رعب دار پرسنالٹی سے اسکی رعب میں آ کر تیزی سے وہاں سے ہٹے اب وہاں صرف وہ اکیلا بیٹھا تھا۔۔

"عالم داد لاؤ مجھے دو وہ چیز جو میں نے منگوایا تھا۔۔"

عالم داد جو اُسکے بابا سائیں غنی شاہ کے خاص خادم کا بیٹا تھا اُسکے ساتھ کیا ہوا تھا وہ اچھے سے جانتا تھا اور غنی شاہ نے مرنے سے پہلے عالم داد کے باپ کو کہا تھا اُسکے بیٹے کو اسکے پیارے بیٹے کا خیال رکھنے کے لیے اور آج وہ جو پیر کی تخت پر بیٹھنے والا تھا تب

سے وہ اسکے ساتھ تھا کل اُسکا پیر کے تخت پر بیٹھنے کا دن تھا اور وہ میرب بیگ سے بدلا اپنے پیر بننے سے پہلے لینے یہاں آیا تھا۔۔۔

"تُم فحاشہ بہت پیار ہے نا تُمہیں اپنی خوبصورتی سے اور اسی خوبصورتی سے تُم اپنی خواہش کو پوری کرتی ہو نا اپنے ہوس کو پورا کرنے کے لیے تمہاری یہ خوبصورتی بہت کام آتی ہیں ناں آج یہ خوبصورتی نہیں رہے گی تُمہاری۔۔"

وہ سیاہ شیشے کے بوتل کو کھولتے ہوئے نفرت انگیز لہجے میں بولا وہ اُسے ایسی سزا دینا چاہتا تھا جو موت سے بھی بدتر ہو اسکے لیے اور اسکی خوبصورتی کو ختم کرنے سے بہتر اسے اوپشن کوئی نہیں لگا۔۔۔

یہ تُم کیا کر رہے ہو۔۔؟؟"

میرب بیگ اپنے سامنے تیزاب کی بوتل دیکھ اپنی جان کو جاتے ہوئے شدت سے محسوس کرنے لگی وہ ڈرتی ہوئی پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔۔

"تُمہیں موت سے بھی بدتر سزا دے رہا ہوں میرب بیگ۔۔"

وہ صوفے سے اٹھا اور اسکے پاس پہنچ کر نفرت سے کہتا وہ بوتل اُسنے اُسکے سر کے اوپر لا کر الٹا تو تیزاب کے تیز وار نے میرب بیگ کے سر پر گر کر اپنا اثر شروع کر دیا وہ تیزاب کی جلن سے

اپنے سر کو جلتے ہوئے اور چہرے کو جلتے ہوئے محسوس کرتی زور زور سے چیخنے لگی اور اسکی چیخوں سے پورے کلب میں ایک کہرام سا مچ گیا۔۔

وہاں موجود لڑکے اُس حسن کی ملکہ کا بدصورت چہرہ دیکھ ڈرتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور وہاں کھڑی امیر بگڑی ہوئی لڑکیوں کو شائید سبق مل گیا ہو گا کہ وہ یہاں آکر یہاں کیا کرتی پھر رہی ہے وہ اس وقت میرب بیگ کی جگہ خود کو وہاں تصور کرنے لگی تو اپنے جسم میں ایک خوف کی لہر کو ڈورتے ہوئے شدت سے محسوس کرتی جھرجھری لینے لگیں۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

ہم اب یہاں کبھی نہیں آئے گے ہمارا وعدہ ہے اس گاؤں"
والوں سے اور شاہ حویلی والوں سے ہم پیر غزلان شاہ اب ساری
زندگی کسی لڑکی سے تعلق نہیں رکھے گے اور نا ہی اب ہمارا اس
دنیا کی رنگینیوں سے کوئی تعلق ہو گا اب ہم صرف اپنے مریدوں
"کے لیے جیئے گے اور کسی کے لیے بھی نہیں۔۔

پنچائیت میں اُسکا فیصلہ یہ کیا گیا تھا اب وہ آنکھوں کو سختی سے
موندے لرزتی آواز میں سب سے یہ وعدہ کر رہا تھا۔۔

اگر تُم ان میں سے کسی بھی بات سے منکر گئے ناں تو یاد رکھنا ہم"
"تمہیں بخشے گے نہیں پیر غزلان شاہ۔۔

سبھی گاؤں والوں نے غصے سے ایک ساتھ تیز آواز میں کہا۔۔

ہمیں منظور ہے ہم اگر منکرے تو آپ سب مل کر ہمیں قتل کر"
" سکتے ہیں۔۔

وہ نظریں اسی طرح نیچے جھکا کر سب سے بولا۔۔

پیر صاحب تمہیں میں یہاں صرف اس لیے جانے دے رہا"
ہوں کیونکہ یہ سب سالار شاہ کی وصیت ہے کہ تمہیں کچھ نہ کیا
جائے یہ اسکے آخری لفظ سے جو اسنے اپنے مرنے سے ایک منٹ
پہلے کیے تھے ورنہ ہم سب اب بھی وہی پر کھڑے ہے تمہیں

قتل کرنے کے لیے ہم اب بھی تم سے اتنا ہی نفرت کرتے ہیں
"جس دن تمہاری سچائی پتہ چلی تھی مجھے۔۔

شہریار بخت شاہ کے لہجے میں سخت نفرت تھی۔۔

سالار شاہ کے ختم ہوتے ہی اُسکی بے گناہی کا وہ ثبوت بھی ختم ہو گیا تھا جو وہ یو ایس بی تھی جس میں وہ وڈیو تھی جس میں صاف ظاہر تھا کہ زبردستی وہ نہیں میرب بیگ اس کے ساتھ کر رہا تھا وہ اسے غصے سے خود سے دور کر رہا تھا اگر وہ یو ایس بی مل جاتا تو وہ اس وقت اسطرح کے وعدے نہیں کر رہا ہوتا بلکہ میرب بیگ کو سزا ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا مگر وہ اور جنل ریکارڈنگ تیمور نے سالار شاہ کو دیا تھا۔۔

اسنے غزلان شاہ سے بھی اس ریکارڈنگ کے بارے میں کہا تھا ورنہ اگر سالار شاہ کی حالت اتنی نازک نہ ہوتا تو وہ خود اس یو ایس بی کے متعلق اس سے پوچھتا۔۔

لیکن اسکی حالت اُس وقت بہت سخت تشویشناک تھی زہر کھانے کی وجہ سے وہ بول بھی نہیں سکتا تھا اس وقت زہر اتنا خطرناک تھا کہ وہ ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ان سب کو چھوڑ کر ہمشیہ ہمشیہ کیلئے اس دنیا سے چلا گیا تھا۔۔اب وہ ثبوت اسکے ساتھ ہی چلا گیا تھا اب کوئی بھی غزلان شاہ کو بے گناہ ثابت نہیں کر سکتا تھا ناہی شہری کی بدگمانی کو ختم کر سکتا تھا اور نہ وہ بدگمانی کبھی ختم کرنے والا اس دنیا میں تھا۔۔

دوسری طرف میرب بیگ جو اپنی ضرورت کو جو وہ ہر روز مرد سے پوری کیا کرتی تھیں اپنی بدصورت شکل کی وجہ سے پورے ہوتے نا دیکھ حرام موت کو گلے لگا کر اپنے ناپاک وجود کو اس دنیا سے رخصت
کر چکی تھی۔۔

اور اسکی خودکشی سے بھی غزلان شاہ خوش نہیں تھا کیونکہ وہ تو برباد ہو چکا تھا اب کیسے خوش رہ سکتا تھا لیکن اسے خبر نہیں تھی کہ وہ جو خود کو اب اکیلا سمجھ رہا تھا بہت جلد اسکی زندگی میں ایک لڑکی نور بن کر آنے والی تھی جو اسے واپس ہنسنا سیکھانے والی تھی اپنی شرارتوں سے اسے جینے پر دوبارہ مجبور کرنے والی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

صرف خوبصورت عورت خوبصورتی کی وجہ سے برباد نہیں"
ہوتیں کچھ حسین مرد بھی برباد ہوتے ہیں اِس خوبصورتی کی وجہ
سے انہیں اپنی خوبصورتی ایک عذاب کی طرح لگتی ہیں جیسے مجھے
لگتی ہیں روز دن اور رات جب میں خود کو اکیلا محسوس کرتا
ہوں۔"

ماضی کی یادوں سے نکل کر وہ اپنے سینے سے لگی نورِ حرم سے کہنے
لگا اسکی آواز میں انتہا کی تکلیف تھی جو نورِ حرم سے چھپی نا رہ
سکی۔۔

"شاہ سائیں آپ کا ماضی اتنا دردناک ہے مم۔۔میں بھی یہی سب کچھ محسوس کر رہی ہوں جب آپ نے اپنے بابا اور دوست کو کھو کر محسوس کیا تھا اور مجھے تو اس شہریار بخت شاہ پر بہت غصہ آ رہا ہے جس نے دوست ہو کر آپ پر شک کیا دل چاہ رہا ہے ہم اس انسان جان سے مار دے جس نے دوست ہو کر آپ پر یقین نہیں کیا۔۔"

اسے سب سے زیادہ نفرت شہریار بخت شاہ سے اس وقت ہو رہی تھی اس لڑکی سے بھی زیادہ جس نے اسکے شاہ پر تہمت لگائی تھی۔۔

نورے میری جان ہم نے کہا تھا نا کہ ہم سے ہمارے ماضی" جاننے کی ضد مت کرنا دیکھیں اب آپ غصے میں آکر ان سبکو مارنے کی بات کر رہی ہے جواب میرے لیے زندہ ہوتے ہوئے "بھی مر چکے ہیں۔۔

غزلان سائیں کی نم آواز پر وہ اٹھی اور اسکے بھیگے پلکوں پر اپنے لب رکھ گئی اور پھر سر اسکے سینے پر رکھ کر اسے اب سمیٹ کر سہارا دینے لگی غزلان شاہ اسے اپنے ساتھ لگا کر آنکھیں موند گیا۔۔

شاہ سائیں اچھا ہوا وہ لڑکی خود ہی مر گئی ورنہ ہم اسے اتنی" بھیانک موت دیتے کہ اسکی روح تک کانپ جاتی اسنے کیسے

میرے شاہ سائیں پر الزام لگایا کیسے میرے معصوم سائیں کو سب کی نظروں میں گرایا۔۔"

نورِ حرم اُسکے سینے پر سر رکھے میرب بیگ کے لیے نفرت سے سوچتی ہوئی بولنے لگی واقعی اگر وہ لڑکی اس وقت زندہ ہوتی تو نورِ حرم کے ٹارچر کا شکار ہوتی اور شائید مر بھی جاتی۔۔

نورے میں اسے خود اسی طرح مارنا چاہتا تھا کیونکہ میں اپنے" ہاتھوں سے اسکے گندے خون کو رنگنا نہیں چاہتا تھا۔۔"

وہ اسے اپنی آغوش میں لیے اسی طرح آنکھیں موندے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگا اس رات وہ اپنے دل سے وہ بھاری پن کو

اترتے ہوئے محسوس کرنے لگا جو اسکے دل میں تھا جسکی وجہ سے وہ روز راتوں کو اٹھ کر روتا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

پورے ایک سال بعد غزلان سائیں نے پینٹ شرٹ پہنا تھا وہ بھی اپنی گستاخ اور ضدی بیوی کے مجبور کرنے پر ورنہ وہ تو دنیا کی سبھی خوشی سے کب کا منہ موڑ چکا تھا لیکن اِس گستاخ لڑکی کی وجہ سے وہ وہی سب کر رہا تھا۔۔

جو وہ پہلے کیا کرتا تھا وہی کھانا کھاتا تھا جو ایک سال پہلے کھایا کرتا تھا اور وہیں کپڑے پہننے لگا تھا جو وہ پہلے پہنا کرتا تھا۔۔۔

بس بدلا نہیں تھا تو نورِ حرم سے اسکا آپ جناب والا لہجہ کیونکہ جب وہ اُسے ٹوکتی تھیں تو وہ بس خاموشی سے صرف اُسکی سنتا تھا کہتا کچھ نہیں تھا۔۔۔

وہ کیسے اُسے بتاتا کہ وہ اب اُس طرح بات نہیں کر سکتا تھا جس طرح پہلے کیا کرتا تھا خالص اردو سالار کو پڑھنا بے حد پسند تھا وہ اردو صرف اُسی وجہ سے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا کیونکہ اُسکے سالار کو بہت لگاؤ تھا خالص اردو سے اس طرح بات کرتے ہوئے غزلان شاہ کو بہت خوشی محسوس ہوتی تھی کہ وہ اپنے دوست سالار کو تو اس نیچ اردو کی وجہ سے تو محسوس کر سکتا تھا۔۔۔

"شاہ سائیں آپ لڑکیوں کی طرح شائے کیوں کر رہے ہیں بے بریو جاناں بہادر بنے بہادر کیونکہ آپ نورِ حرم کے ہینڈسم ا HB ۔۔ہے"

وہ واشروم سے باہر نکلا تو لڑکیوں کی طرح شرما کر اپنی تنگ شرٹ کو درست کرنے لگتا تو کبھی تنگ سے جینز کو دیکھ کر وہ ڈرنے لگتا کہ وہ اس میں ٹھیک لگ تو رہا ہے یا نہیں۔۔

نورِ حرم یہ اسکی فکر اور سرخ چہرے کو دیکھتی شرارت سے آگے بڑھی اور زور سے اُسکے کمر پر ہاتھ مار کر وہ اُسے اپنی طرف متوجہ کر گئی تو اُسکو اپنی جانب متوجہ دیکھ اُسنے شرارت سے اپنی ایک آنکھ دبائی۔۔

"HB--??

کہنے پر اپنی شرٹ کو درست HB غزلان سائیں کے ہاتھ اُسکے کرتے ٹھہر گئے اور نظریں حیرت سے پھیل کر رہ گئی کیونکہ یہ لڑکی اب اُسے روز کوئی نیا نام دیتی ہی رہتی تھیں آج ایک اور نیا نام--

"ہاں نا آپ میرے HB ہے HB سے مطلب آپ میرے ہی ہے--"

نورِ حرم نے معنی خیزی سے کہا--

نورے آپ نا ایک کام کریں مجھے اُسی طرح رہنے دے جو میں" ہو یہ لباس ہمیں آرام دہ نہیں لگ رہا ہم اسے ابھی بدل کر آتے ہیں"۔۔

وہ پینٹ شرٹ میں سخت آرام دہ محسوس کر رہا تھا بے چارگی سے کہتا واپس واشروم کی جانب بڑھا تو نورِ حرم تیزی سے آگے بڑھی اور پیچھے سے اُسے ہگ کرتی روکتی ہوئی آگے بڑھنے سے روک گئی۔۔

"شاہ سائیں آپ پینٹ شرٹ میں زیادہ ہینڈسم لگتے ہیں اب سے آپ اسی طرح کی ڈریسنگ کرے گے اگر آپ نے میری بات نہیں مانی ناں تو قسم سے آپکی وہ سکس پیک والی سیفی کو ہم اپنی انسٹا

کی آئی ڈی میں ڈال دے گے اور آپ اچھے سے جانتے ہیں کہ ہم "زبان کے کتنے پکے ہیں۔۔

وہ اپنی اس بات پر اُسے شاکڈ کر گئی وہ تیزی سے مڑا اور اُسے شانوں سے پکڑ کر پھٹی آنکھوں سے اُسکی شہد رنگ شرارت سے چمکتی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

"گستاخ لڑکی کہاں ہے وہ تصویر دیکھائے ہمیں ورنہ ورنہ ہم آپکو کڑی سے کڑی سزا دے گے اور آپ جانتی ہے کہ ہم بھی اپنی "زبان کے کتنے پکے ہیں۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آخری دھمکی بھرا معنی خیز بوجھل لہجہ نورِ حرم کو سخت خوفزدہ کر گیا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

چلے شاباش اُستانی جی اچھی لڑکی کی طرح آپ اپنا منہ کھولے" ورنہ ہم نے جنون اور شدید غصے کی حالت میں آکر آپکو جس انداز "میں کھلایا ناں وہ آپکو اچھا بلکل بھی نہیں لگے گا۔۔۔

مھروسہ کو یہاں رہتے ہوئے ایک ہفتے سے بھی زیادہ کا وقت ہو گیا تھا دستگیر شاہ روز اُسکے لیے کھانا لاتا تھا لیکن وہ سخت غصے کی وجہ سے کھانے سے صاف انکار کر دیتی تھی۔۔

تو وہ اُسے زبردستی کھلاتا تھا مگر آج وہ اُسکے زبردستی کرنے پر غصے سے اپنا منہ سختی سے بند کر کے نوالہ منہ میں جانے کا راستہ بند کر گئی تھی اسکو یہ کرتے ہوئے دیکھ دستگیر شاہ کو شدید غصہ آیا تو اُسنے اُسے ٹھوڑی سے سختی سے جکڑ کر شدید غصے سے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔۔

"آپ شائید ہمیں وہ عمل کرنے پر مجبور کروا رہی ہے جسے کرتے ہوئے ہمیں بہت مزا آتا ہے اور آپکو غصہ۔۔۔"

وہ یکدم سے اُسکے آپس میں سختی سے جڑے لبوں کو اپنی انگلی سے چھو کر اُسے اُس عمل کی جانب مبذول کروانے لگا جسے سمجھ کر وہ سخت خوفزدہ ہو کر اپنے لب کھول گئی۔۔

شاباش یہ ہوتی ہے ناں اچھی لڑکیوں والی بات اگر آپ اسی" طرح میری بات مانے گی ناں تو آپ ان نو ماہ میں خوش رہ کر یہاں اپنے نو ماہ گزار پائے گی ورنہ آپ نے اگر ہمیں غصہ دلایا ناں تو آپ طلاق کو بھول جائے کیونکہ ہم آپکو سزا کے طور پر اپنی بیوی کی حیثیت سے اپنے پاس رکھے گے کبھی نہیں چھوڑے گے۔۔"

وہ اُسکی ٹھوڑی کو جھٹکے سے انگلی سے اٹھاتا گہرے لہجے میں بولتا اسے شاکڈ کر گیا۔۔

آپ اسطرح زبردستی نہیں کر سکتے ہیں ہمارا جب دل چاہے گا"
ہم کھالے خدا کے لیے بار بار ہمیں کھانے کا مت کیے ورنہ ہم سچ
میں کچھ ایسا کر لے گے کہ آپ کا بچہ نہیں رہے گا اس کو کھ
"میں۔۔

شدید نفرت سے کہتی اُسے غصے سے پاگل کر کے اسکے سر پر
جنون سوار کرتی اب شدید غصے سے اسے گھور رہی تھی کہ تبھی وہ
غصے سے اُسکے لرزتے لبوں پہ اپنے لب رکھ کر اُسکی سانسوں پر
قابض ہونے لگا وہ اُسے اسکے بچے کے پھر سے نفرت سے نام لینے
پر اُسے اس بات پر سزا دینے لگا۔

"پ۔۔۔پیچھے ہٹے۔۔۔"

اپنے ہاتھ اُسکے مضبوط کندھوں پر رکھتی اسے خود سے دور کرتی ہانپتی ہوئی بولی۔۔۔

ہم نے کہا پیچھے ہٹ جائے ورنہ سچ میں ہم آپکے بچے کو نقصان" "پہنچادیں گے۔۔۔

وہ بُری طرح سے چلتی اپنی ڈھرکنوں کو سنبھالتی وہ اُسکے دور ہٹتے ہی سامنے بیڈ سائیڈ ٹیبل کے اوپر رکھے فروٹ کے باکسٹ سے چاقو اٹھا کر شدید غصے سے وہ چاقو اپنے پیٹ کے اوپر رکھتی اُسے دھمکی دینے لگی۔۔۔

اس چاقو کو نیچے پھینکے ورنہ ہم سے بُرا کوئی نہیں ہو گا مھروسہ " دستگیر شاہ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں آپ سے کہ اگر آپکی وجہ سے ہمارے بچے کو کچھ ہوا نا تو ہم آپکو گلا دبا کر مار دے گے ہم آپ سے عشق کرتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں آپکی ہر ناجائز بات پر خوش ہو کر آپکو اپنے گلے سے لگائے گے بس اب بہت ہو گیا ہم نے بہت کر لی آپ سے نرمی پہلے آپ نے ہماری محبت دیکھی ہے اب آپ ہماری سختی بھی دیکھے گی۔۔۔"

وہ آگے بڑھ کر جھپٹ کر اُسے اپنی مضبوط گرفت میں قید کرتا شدید غصے سے سرخ ہوتیں اپنی آنکھوں کو اُسکی نیلی نفرت سے بھری آنکھوں میں گاڑ کر غراتے ہوئے بولا۔۔

تو مار دے ناں ہمیں ہماری بھی جان چھوٹ جائے گی آپ جیسے "
گھٹیا انسان سے اور اس غلاظت کے ڈھیر سے جو ہمارے پیٹ
"میں پل رہا ہے۔۔

وہ نفرت میں اتنی جل رہی تھی اس وقت شائید ہوش میں نہیں
تھی جو اپنے ہی بچے کو غلاظت کہہ رہی تھی مارنے کی بات کر رہی
تھی۔۔

ہم نے کب گھٹیا پن کی تھی ہاں جو آپ ہمیں گھٹیا کہہ رہی"
ہے مس مھروسہ شاہ۔۔؟؟

وہ غصے سے اُسے بیڈ پر دھکا دے کر گراتے ہوئے خود اُسکے اوپر جھکتے ہوئے اُسکے دائیں اور بائیں جانب اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

"سچ سننا چاہتے ہیں ناں آپ کہ آپ نے کب ہمارے ساتھ گھٹیا پن کیا تھا تو سُنے اُس دن آپ نے پیسوں سے ہمیں خریدا تھا یہ نکاح تو ایک ڈراما ہے صرف ایک ڈراما آپ نے ہمارے ساتھ کھیلنے کے لیے ہمیں استعمال کیا تھا اُس دن صرف ایک رات گزارنے کے لیے آپ اتنا کیسے گر سکتے تھے اور اب اپنے کارنامے کے سامنے آنے سے آپ نے ڈرتے ہوئے اب دستگیر عالم شاہ آپ نے مجھے یہاں قیدی بنا کر رکھا ہیں صرف ایک قیدی۔۔"

اُس دن کے منظر کو سوچتی وہ نفرت سے دستگیر شاہ کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔

اسکے دل میں اب اتنا زہر بھر چکا تھا اب دستگیر شاہ کی محبت بھی شائید اُس زہر کو ختم نہیں کر سکتی وہ اتنی بد گمانی میں اُسکے ساتھ خود کا بھی نقصان کر رہی تھی اور یہ بات اُسے ابھی نہیں جب پتہ چلی گئی جب اُسکے ہاتھ سے سب کچھ چھوٹ جائے گا وہ سب کچھ کھو کر تب سمجھ پائی گی کہ وہ اپنی بد گمانی سے کیا کھو چکی ہے۔۔

مھروسہ شاہ آپ نے ہمارے بارے میں اتنا گھٹیا سوچا کیا ہم " آپکو ایک ہوس پرست انسان لگتے ہیں ہاں بتائے کیا ہم ایسے لگتے ہیں آپکو۔۔

ہمیں بے حد افسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں ایک ایسی لڑکی سے محبت ہوئی ہے جو ایک چھوٹی ذہنیت کی مالک ہے اس دن ہم نے آپکی عزت بچانے کی خاطر آپ سے نکاح کیا تھا نا کہ اپنی ہوس کو پورا کرنے کے لیے ہم اب قسم کھا کر کہتے ہیں ہم آپکی شکل بھی نہیں دیکھے گے بس ہمارا بچہ پیدا ہوتے ہی ہم آپکو ہمشیہ ہمشیہ کیلئے اپنی زندگی سے نکال دے گے۔"

وہ یکدم اُسے خود سے ایسے دور کر گیا۔۔

اب دونوں کے تاثرات ایک جیسے تھے جزبے ایک جیسے تھے۔

نفرت انگیز آنکھیں بھی اُنکی نفرت کو ظاہر کر رہی تھی۔۔

اُنکے لبوں کی تھر تھراہٹ بھی نفرت کو شدت سے بیان کر رہی تھی۔

تیز سانسوں کی گرمائش بھی اُن دونوں کی دشمنی ظاہر کر رہی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

کیسا عشق یہ کیسا

جنون ہے ماہی

بے قراری میں

💞تو ہی قرار

بجھ کے نا بجھے

یہ پیاس ہو ربا

💞جانے یہ کیسا ہے پیار

دور رہ کے تو

مجھ میں ہے ربا

جانے یہ کیسا پیار

ہم ہے دیوانے

تیرے دیوانے

ہم ہے دیوانے

💞تیرے دیوانے

تجھ سے ہے ہنسی

تجھ سے اداسی

کشمکش ہے ربا

💞روٹھی ہو پھر بھی راضی

مھروسہ شاہ کی پریگنینسی کو دو ماہ پورے ہو چکے تھے دستگیر شاہ اُس سے اُس طرح بات نہیں کرتا تھا جس طرح پہلے کیا کرتا تھا وہ اب اُسے کھانا دے کر خاموشی سے وہاں سے چلا جاتا تھا اُسکی

خاموشی مہروسہ کو سخت کھٹک رہی تھیں اُسی وجہ سے وہ چڑچڑی ہو کر رہ گئی تھی۔۔

یہاں اکیلے رہ کر ذہنی دباؤ کا شکار بنتی جا رہی تھی سخت ذہنی دباؤ کی وجہ سے وہ سر میں اکثر شدید درد محسوس کرنے لگی تھی۔۔

اُسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا اُسکی حالت بہت بُری ہو رہی تھیں وہ سر پکڑے کچن کی جانب بڑھی اور سبھی دراز کو کھنگال کر دیکھنے لگی پھر ایک دراز میں اسے ایک ٹیبلیٹ کی چھوٹی سی بوتل نظر آئی تو اُسنے وہ ہاتھ اگے بڑھا کر اٹھا لیا اور بنا ٹیبلیٹ نیم پڑھے وہ بوتل کے دکن کو کھول کر ایک ساتھ ہی بہت ساری گولیاں نکال

کر وہ ابھی اپنے لبوں سے انہیں لگا ہی رہی تھی کہ پیچھے سے دستگیر شاہ نے آکر اُسے سختی سے پکڑا۔۔۔

میرے بچے کو مارنا چاہتی ہیں آپ ہاں جو یہ ٹیبلیٹ کھا رہی" تھی۔۔؟؟

دستگیر شاہ پیچھے سے اُسے اپنی باہوں میں بھر کر اپنا سر اُسکی گردن پر رکھے تیکھے لہجے میں پوچھنے لگا جبکہ وہ اُسے پورے دو ماہ اپنے اتنے قریب محسوس کرتیں اپنے سر درد کو دور ہوتیں ہوئے شدت سے محسوس کرنے لگی۔۔۔

"چھ۔۔۔۔ چھوڑے ہمیں۔۔۔"

اپنی گردن پر گرم سانسوں کی تپش کو محسوس کرتیں وہ شرم سے سرخ پڑتی زور سے ہلتی ہوئی اُسے دور کرنے لگی جبکہ دوسری طرف دستگیر عالم شاہ کی آنکھوں میں وہ پہلی والی محبت بھری گرمی نہیں رہی تھی۔۔

جو اُسکے قریب آتے ہی اسکی آنکھوں میں ہوا کرتی تھی اس وقت اسکی آنکھیں کسی بھی احساس سے عاری تھیں اب صرف سرخ انگارا بنی ہوئی تھیں نفرت کی چنگاریاں جل بجھ رہی تھی سب کچھ ختم کرنے کے لیے اب مھروسہ شاہ کے لیے اسکے دل میں صرف نفرت کے دیپ جل رہے تھے جو اُسی کی بدولت ہی جل رہے تھے اُسکی نفرت انگیز لفظوں کی وجہ سے۔۔۔

ہم چھوڑ دے گے تو آپ اپنی خطا کو اچھے طریقے سے سرانجام"
"دے گی ہیں ناں محترمہ مھروسہ دستگیر عالم شاہ۔۔

پیچھے سے اُسکی نفرت انگیز سانسوں کی تپش سے اُسکی گردن بُری طرح سے جل رہی تھیں دستگیر عالم شاہ پیچھے سے اُسکے دراز ریشمی بالوں کو جھٹکے سے اپنی مٹھی میں جکڑ کر جو اسکی گردن پر پڑے ہوئے تھے آگے کی طرف کرتے بے ساختہ نیچے جھکا اور اپنے دہکتے لبوں سے گلاب جیسی نرم و ملائم نازک گردن کو چھونے لگا۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں ہم۔۔ ہمارا سر درد کر رہا تھات۔۔۔۔۔۔۔ تو ہم "
ٹیبلیٹ ڈھونڈ رہے تھے ہمیں یہ ٹیبلیٹ نظر آئی تو ہم نے بنا نام
"دیکھے اس ٹیبلیٹ کو اٹھا لیا پلیز ہمیں چھ۔۔ چھوڑے۔۔

وہ دہکتے لبوں کی تپش سے ڈرتی تیزی سے بولی۔۔۔
دستگیر عالم شاہ گردن سے اب نیچے کندھوں کی جانب بڑھا اور اپنا
بے درد لمس وہاں چھوڑنے لگا اب اسکے لمس میں وہ نرمی بھی
نہیں رہی تھیں جو پہلے ہوا کرتی تھی اور یہ بات مھروسہ بھی
محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

"پتہ ہے مھروسہ دستگیر عالم شاہ اب ہمیں اعتبار نہیں رہا آپ پر ہم کیسے یقین کر لیں کہ اس وقت آپ ہمارے بچے کو نقصان نہیں پہنچانے والی تھی۔۔؟؟

نازک کندھوں پر لبوں کی بے دردی بھری جسارتوں کو چھوڑ وہ اُسے اپنی جانب کرتا شرم کی لالی لیے سہمی نیلی کانچ میں وہ اپنی سیاہ کانچ کو گاڑتا سرد لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"ہم سچ کہہ رہے ہیں ہم نے ٹیبلیٹ نیم نہیں دیکھا تھا۔۔"

وہ اب روز کی طرح ڈرنے لگی تھی اس کو ظالم بنتے ہوئے دیکھ کر جو اُسکے قریب بے حد قریب آ کر اُسے اپنے سے لگا کر اسے اور بھی خوفزدہ کرنے لگا۔۔۔

"ہم یقین کیسے کرے آپ ہمیں یقین دلائے شائید ہم یقین کر لیں۔۔"

وہ اُسے چھوڑ کر پیچھے وہاں رکھیں چھوٹے سے ڈائننگ ٹیبل کے پاس پہنچ کر ایک کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھتے ہوئے سرد لہجے میں کہتا اُسے دیکھنے لگا۔۔۔

"ہم کیسے یقین دلائے آپ کو۔۔؟؟"

وہ کرسی پر شان سے بیٹھے شخص کی سُرخ آنکھوں میں جھانکنے سے پرہیز کرتی تیزی سے بولی۔۔

دستگیر عالم شاہ اُسے نظریں نیچے جھکائے ہوئے دیکھ کر سخت گیر نظروں سے اُسے گھورنے لگا۔۔

یہ ٹیبلیٹ کوڑے دان میں پھینک کر مھروسہ دستگیر عالم شاہ"

"۔۔

اپنی ہاتھ میں تھمے ٹیبلیٹ کو آگے بڑھا کر وہ اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا وہ ٹیبلیٹ اسی وقت مھروسہ سے لے چکا تھا جس وقت وہ یہاں آیا تھا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔"

یہ کہتی وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اُسکے ہاتھ سے ٹیبلیٹ لے کر مڑی تو دستگیر عالم شاہ نے ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکی نازک کمر کے گرد آہستگی سے حائل کیے اور بے ساختہ اسے کھینچ کر اپنی گود میں گرا کر اسکے ہاتھ سے ٹیبلیٹ لے کر ٹیبل پر رکھ دیئے پھر اُسے اپنی گود میں لٹا کر بغور اُسکے پسینے سے بھیگ رہے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

آپ اب ہمیں یقین کبھی بھی دلا نہیں سکتی ہیں اسطرح کر کے "
اپنی طاقت کو ویسٹ مت کریں ابھی آپ بہت کمزور ہے میں
"نہیں چاہتا آپکی وجہ سے میرے بچے پر کچھ برا اثر پڑے۔۔

وہ اُسے دیکھتے ہوئے بظاہر نرمی سے کہہ رہا تھا لیکن اسکا لہجہ بہت سخت اور وارننگ دیتا ہوا لگا مھروسہ شاہ کو وہ جھٹکے سے اسے خود سے دور کرتا کرسی سے اٹھا اور کچن سے باہر نکلا وہ اب اس سے سخت بے زخی سے بات کرتا تھا تو کیوں وہ تکلیف محسوس کرتی تھی کیوں دل میں ایک درد سا جاگ اٹھتا تھا اسکی بے رخی کی وجہ سے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

معمول کے مطابق غزلان سائیں رات کے گیارہ بجے اپنے حویلی میں داخل ہوا تو گھپ اندھیرے نے اُسکا استقبال کیا وہ احتیاط سے قدم بڑھاتا اندازہ لگاتا سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگا۔۔

تبھی ایک لائٹ روشن ہو گئی جو آہستہ دو طرف لائن کی صورت اختیار کرتے ہوئے اسکے لیے راستہ بنانے لگ گئی وہ اسی لائن کو فالو کرتا اس جانب بڑھنے لگا جہاں قدم رکتے رکتے وہ اُس جانب پہنچا جہاں لائٹ آہستہ آہستہ کم ہو رہا تھا۔۔

"Ghazlan Sain My life, my passion, my heaven My Soul And my everything۔۔"

لان میں اُسکے آتے ہی ساری لائٹ مدھم ہو کر بند ہو گئیں تھیں تبھی وہ سرخ گاؤن جو اُسکے پیروں کو چھو کر اُسکے گورے گورے پیروں کو چھپا رہی تھیں ملبوس سامنے آئی تو وہ اسے اس روپ میں دیکھ وہ مبہوت رہ گیا۔۔

اُسکی نظریں حسین چہرے سے ہوتیں اسکی گردن پر ٹھہر کر رہ گئی کیونکہ گلا ڈیپ ہونے کی وجہ سے اُسکی سفید صراحی دار گردن ٹمٹما رہی تھی۔۔

پر فُسوں رات اور سامنے کھڑی حُسن کی دیوی دونوں مل کر اسکے ہوش گنوانے کا ساماں کر رہی تھیں وہ اُس حسن کی ملکہ کی گہری اور پیار کی گرمی سے بھاری ہوتی آواز سن کر قدم مزید آگے بڑھا کر اسکے پاس پہنچا اور اسے کمر سے پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگاتا اب غور سے سجے لان کو دیکھنے لگا۔۔۔

گستاخ لڑکی یہ اتنا اہتمام کس خوشی میں کیا آج کوئی خاص دن" ہے آپکے لیے۔۔۔؟؟

وہ گھمبیر آواز میں کہتا اسکی نم پیشانی کو چھو گیا۔۔۔

شاہ سائیں ہماری سبھی راتیں خاص ہیں آج ہم نے سوچا ہم کچھ " الگ کرتے ہیں آپکو خوش کرنے کے لیے آئیں پہلے کچھ کھاتے ہیں۔۔"

وہ اُسکی باہوں میں مقید تھی کہتی ہوئی قدم آگے بڑھا کر اُسے لے کر ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھی جو اسنے ملازمین کے ساتھ مل کر یہاں سجایا تھا اور لان کی سجاوٹ بھی اسنے انکے ساتھ مل کر کیا تھا۔۔

یہ کیا بنایا ہے آپ نے۔۔؟؟"

مٹن کڑاہی دیکھ وہ جھٹکے سے اسے اپنی باہوں سے نکال کر پیچھے ہوا اور پریشانی سے پلیٹ میں اسے وہ مٹن نکالتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔

شاہ سائیں مٹن کڑاہی آپ روز وہ ہری گھاس پھوس کھا کر" تھک گئے ہونگے یہی سوچ کر ہم نے آپکے لیے یہ مٹن کڑاہی اور بیف قورمہ بنوایا تاکہ آج آپ کچھ الگ کھائے۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھے بغیر پلیٹ میں بیف قورمہ اور مٹن کڑاہی نکالتی ہوئی کہہ رہی تھی جبکہ دوسری طرف غزلان سائیں کا چہرہ دونوں میٹ کو دیکھ کر زرد پڑ رہا تھا۔۔

"نن۔۔۔ نہیں ہمیں یہ نہیں کھانا۔۔۔"

وہ تاسف سے پلیٹ میں اُن پکوانوں کو دیکھتے ہوئے اس سے کہنے لگا تو نورِ حرم اسکی کمزور آواز پر تیزی سے پیچھے مڑی اور اسکے زرد ہو رہے چہرے کو حیرت اور پریشانی سے دیکھنے لگی۔۔

شاہ سائیں آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟؟"

وہ اُسے خود سے پیچھے جاتے ہوئے دیکھتی تیزی سے آگے بڑھ کر اسے تھامتی ہوئی پریشانی سے پوچھنے لگی جواب نظریں نیچے جھکا کر اسے سخت نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔

"گستاخ لڑکی آپکی ہمت کیسے ہوئی ہمارے گھران معصوم جان کو اسطرح ہمارے سامنے پیش کرنے کی ہاں۔۔؟؟

وہ یکدم سے اُسے سختی سے شانوں سے پکڑ کر غصے سے اس سے پوچھنے لگا۔۔

"واٹ شاہ سائیں آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں کون معصوم ہے اور کس کو ہم نے آپکے آگے پیش کیا ہمیں سمجھ نہیں آیا آپ کہہ کیا رہے ہیں۔۔؟؟

وہ پھٹی آنکھوں سے اسے اتنے غصے میں دیکھ پوچھنے لگی واقعی اسے اسکی باتوں کی سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ کہہ کیا رہا ہے۔۔

یہاں کبھی کسی معصوم جان کو اس حویلی میں تکلیف نہیں پہنچا"
"آج گستاخ لڑکی آپکی وجہ سے انہیں پہنچا ہے۔۔

وہ سخت طیش میں آتا اسے بری طرح سے جھنجھوڑ کر کہنے لگا تو نورِ حرم ابکے اسکی بات سمجھ گئی کہ وہ معصوم کسے کہہ رہا تھا۔۔

شاہ سائیں آپ اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں یہ صرف گوشت ہی" تو ہیں جو ہر انسان کھاتا ہے جو اللہ نے صحت مند رہنے کے لیے ہمارے لیے ہمیں اس نعمت سے نوازا ہے تو پھر ہم کیسے انکار کر سکتے ہیں اس نعمت سے اور آپ معصوم کیوں سمجھتے ہیں جانور کو وہ تو بہت زیادہ خطرناک ہوتے ہیں اب آپ گائے کو ہی دیکھ لیں

جب وہ آپکی طرح غصے میں آجائے نا کسی کو نہیں چھوڑتی جیسے

"آپ اس وقت مجھے نہیں چھوڑ رہے۔۔

وہ سنجیدگی سے کہتی آخر میں شریر لہجے میں بولی۔۔

"ہمیں پتہ ہے مگر ہمیں جب گاؤں والوں نے کتے کی طرح اس جیل میں ڈالا تھا نا تب سے ہمیں جانوروں سے بے حد لگاؤ ہو گیا تھا ہمیں ہر جانور اپنا سا لگنے لگتا ہے ان سب کو ہماری نظروں سے ہٹاؤ ہم اب یہاں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتے۔۔۔"

وہ نم آنکھوں سے پلیٹ میں سجے ان معصوم جانوروں کی جگہ خود کو شدت سے محسوس کرنے لگا اسے وہ دن یاد آنے لگے جب وہ

اس اندھیری کال کوٹھری میں اپنے دن رات گزارا تھا وہ یہی سب سوچتا تیزی سے لان سے باہر نکلا جبکہ نورِ حرم آنکھوں میں نمی لیے ان سب لوگوں کے لیے دل میں نفرت کی چنگاریاں لیے سب کو ختم کرنے کے لیے

بے تاب ہونے لگی اب وہ اپنے سائیں کی محرومیوں کا بدلا ان سب سے لینا چاہتی تھی انہیں بھیانک سزا دے کر۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

شہریار بخت شاہ اب تُمہیں ہم سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا ویسے " کس اندھے نے تمہیں اتنی بڑی کمپنی کا مالک بنایا ہو گا لگتا ہے وہ عقل سے پیدل تھا جبھی تو تمہیں اس کمپنی کی زمہ داری سونپ

گیاورنہ تم جیسے دوسروں کی باتوں میں آنے والے کو کوئی پاگل ہی اتنی بڑی زمہ داری بھی نہ دے۔۔"

وہ پورے دو دن سے شہریار کے بارے میں انفارمیشن جما کر رہی تھیں صرف اپنے شاہ سائیں پر یقین نہ کرنے کی وجہ سے وہ اُسے ایسی سزا دینا چاہتی تھیں کہ اُسے ہمشیہ یاد رہیں کہ اسنے کس پر بھروسہ نہ کیا اور کس پر اتنے برے الزامات لگائے۔۔

جب وہ ساری انفارمیشن جما کرنے میں کامیاب ہوئیں تو یہاں اس کے کمپنی کے آگے کھڑی ہو گئی اب اسے انتظار تھا تو اپنی ٹیم کا جو اسکے بچپن کے دوست تھے۔۔۔

"..ایجنٹ این"

وہ غور سے سامنے شہریار بخت شاہ کے آفس کی بلند عمارت کو دیکھ رہی تھی پیچھے سے اپنا کوڈورڈز میں نام سن وہ تیزی سے پیچھے مڑی تو سامنے ایک اپنے سے عمر میں بہت زیادہ بڑی لڑکی اور ستارہ سالہ لڑکے کو دیکھ وہ خوشی سے چیختی ہوئی آگے بڑھی اور ان دونوں کو گلے سے لگا کر اچھلنے لگی۔۔

"م۔۔

وہ لڑکی کا نام لینے ہی والی تھی کہ لڑکی نے اُسے آنکھیں دیکھائی تو وہ ہنستی ہوئی اپنی ادھوری بات کو دوبارہ شروع کرتی ہوئی کہنے لگی۔۔

"ایجنٹ ایم، ایجنٹ ایس پہلے تو دونوں اپنا چہرہ ڈھانپ لوں تاکہ وہ ہمیں پہنچان نہ سکے اور ایجنٹ ایس تم اسکے نیم پلیٹ کو خراب کروں گے اور میں نیوز رپوڑٹر کے سامنے کھڑی ہو کر اسکے کارنامے چیخ چیخ کر سب کو سناؤ گی سبکو اسکی اصلیت سے آگاہ کروں گی جو اس کمپنی سے پروڈکٹس لیتا ہے انہیں ڈراؤ گی تاکہ اس اندھے بے غیرت شخص کا بہت زیادہ نقصان ہو۔۔۔"

اسے انفارمیشن میں یہ پتہ چلا تھا کہ شہریار بخت شاہ کی کمپنی میک اپ پروڈکٹس بناتی ہیں وہ ایک پلان کے تحت یہاں آئی تھی اب اپنا چہرہ میک اپ سے بے حد سیاہ کیے کھڑی وہ ان دونوں کو سمجھا رہی تھی۔۔

"ایجنٹ این آئی ایم ریڈی۔۔۔"

ایجنٹ ایس نے معنی خیزی سے مسکرا کر پر سرار لہجے میں نورِ حرم کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"ویری گڈ مائے ٹائگر برو۔۔"

لڑکے کے کندھے پر پیار سے تھپکی دے کر وہ اب لڑکی کی طرف متوجہ ہوئی جو سب نیوز چینل والوں کو کال کر رہی تھی۔۔

"ایجنٹ این سب کچھ ریڈی ہے کچھ دیر میں سبھی نیوز چینل والے یہاں پہنچ جائے گے جب تک اپنا ڈراما شروع کر دو۔۔"

وہ لڑکی سنجیدگی سے بولی اس وقت نورِ حرم کو پتہ نہیں کیوں اسے اس لڑکی کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی وہ یکدم سے پریشانی سے آگے بڑھی۔۔۔

"ایجنٹ ایم آر یو او کے۔۔۔"

نورِ حرم کی نظریں اُسکے زرد چہرے پر پریشانی سے گڑی ہوئی تھیں جبکہ وہ لڑکی بے زاری سے اسے دیکھتے ہوئے وہاں سے جانے کا اشارہ کرنے لگی۔۔

"آئی ایم فائن تم جاؤ اور اپنا چارج سنبھالو۔۔"

لڑکی کی بات پر وہ تیزی سے سنجیدگی سے اس جانب بڑھی جہاں نیوز چینل والے اکٹھا ہو رہے تھے جبکہ وہ لڑکی اب چہرے پر بیزاری کی جگہ سوگواری سجائے پاس پڑے ایک بینچ پر جا کر بیٹھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ایس شاہ پروڈکٹس کو بند کرو بند کرو۔۔"

ہاتھ میں بینر اٹھا کر وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر شہریار بخت شاہ کے آفس کے باہر کھڑی نیوز چینل کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی جما کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔۔

"اگر آپ بھی اس سفید رنگت کے بجائے ہماری سیاہ رنگت کی طرح کالا رنگ چاہتے ہیں جو اس ایس شاہ پروڈکٹس کی بدولت مجھ غریب کو ملا ہے تو آکر اس پروڈکٹس کو خریدے اگر نہیں چاہتے تو یہاں آکر ہمارا ساتھ دے ہمیں انصاف دلوانے میں ہماری مدد کریں۔۔"

وہ چیخ چیخ کر روتی ہوئی بولی۔۔

مس کیا یہ آپکی رنگت سچ میں ایس شاہ پروڈکٹس کو استعمال" کرنے کی وجہ سے ہوا ہے یا بات کچھ اور ہے۔۔؟؟

ایک نیوز اینکر نے آگے بڑھ کر اسکے آگے مائک کرتے ہوئے پوچھنے لگا تو وہ پہلے اسے بے بسی سے دیکھنے لگی وہ اس وقت اتنی خوبصورتی سے ایکٹنگ کر رہی تھی کہ وہاں موجود کسی بھی شخص کو اس پر شک نہیں ہو رہا تھا کہ وہ ناٹک کر رہی ہے دوسری کثر تو اسکی میک اپ نے پورا کر دیا تھا جو اتنی مہارت سے کیا گیا تھا کہ

ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ میک اپ ہے بلکہ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ایس شاہ پر وڈکٹس کی وجہ سے ہوا تھا سرخ اور سیاہ۔

"کیا ہم جھوٹ بول رہے ہیں کیا ہماری یہ سیاہ رنگت ہم نے جان بوجھ کر ایسی بنائی ہے بھلا کون اپنا چہرہ بگاڑ سکتا ہے وہ بھی تب جب رشتہ آنے والا ہو ہمارے لیے کل ہمیں دیکھنے لڑکے والے آرہے ہیں اب آپ سب بتائیں ہم اس سیاہ چہرے کے ساتھ انکے سامنے کیسے جائے گے ہاآہہہ۔۔"

وہ ماتھے پر ہاتھ رکھتی زور زور سے چیختی ہوئی رونے لگی۔۔۔تو سبھی نیوز چینل والوں نے اس منظر کو اپنے کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کر لیا۔۔۔

دوسری طرف شہریار بخت شاہ کو بھی نیچے ہو رہے تماشے کا پتہ چلا تو اسنے ٹی وی ان کر دیا اور سامنے کھڑی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھنے لگا جو چیخ چیخ کر اسکے خلاف زہر اگل رہی تھی اور سب کو بدزن کر رہی تھی۔۔۔

"سر اگر اس لڑکی کا ہنگامہ ہم نے جلد سرد نہیں کیا تو ہمارے لیے بہت کروڑوں کا نقصان ہو جائے گا یہ لڑکی صبح سے یہاں کھڑی یہ ہنگامہ کر رہی ہیں۔۔"

اسکا سکریٹری اسے بتانے لگا جب کہ وہ غور سے اس لڑکی کے نقوش کو دیکھ رہا تھا جو اسے کچھ جانے پہچانے سے لگے تبھی دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا۔۔

"جلدی سے یہ لڑکی میرے آفس میں ہونی چاہیے ورنہ میں تمہیں فائر کر دوگا اگر مجھے یہ اپنے آفس میں نہ ملی تو۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے کہتا وہاں سے اٹھا اور میٹنگ روم کی جانب بڑھا کیونکہ اس وقت اسکا ایک ضروری میٹنگ ہونے والا تھا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ایجنٹ ایس جو شہریار بخت شاہ کے آفس میں داخل ہوا تھا سامنے ٹیبل پر رکھے اسکے نیم پلیٹ کو دیکھ وہ شریر مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجا کر آگے بڑھا۔۔

اس وقت وہ ایک کلینر کے کپڑوں میں ملبوس وہاں کی صفائی کرنے لگا جب باری ٹیبل کی آئی تو وہ تیزی سے پیچھے مڑا اور جا کر دروازہ بند کرتے ہوئے ٹرالی جو وہ بڑے ہی مشکل سے آفس کے اندر گھسیٹ کر لایا تھا اس میں سے اپنے ڈوگ کی غلاظت کو دستانے پہن کر اس کے نیم پلیٹ پر پھیرنے لگا۔۔۔

شہریار بخت شاہ کے آفس روم میں یکدم سے گندی بدبو پھیلنے لگی ایجنٹ ایس نے اپنا کام ختم کیا اور ٹرالی گھسیٹ کر باہر لے جانے لگا

کہ تبھی روم میں شہریار بخت شاہ کا سیکرٹری اور نورِ حرم داخل ہوئے تو نورِ حرم کو دیکھتا وہ وکٹری کا نشان دے کر باہر نکلا۔۔

چی یہ کس چیز کی بدبو ہے یہاں۔۔؟؟"

یکدم سے نورِ حرم ناک پر ہاتھ رکھتی ناگواری سے بولی۔۔۔

"میں دیکھتا ہوں۔۔۔"

سیکرٹری نے روم کے چاروں اطراف میں دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کر کہا تو نورِ حرم نے ٹیبل کی جانب بڑھ کر شہریار بخت شاہ

کے نام کی پلیٹ پر وہ گندگی دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں مسکرا کر اس سکرٹری کو دیکھا۔۔۔

"لگتا ہے تمہارے باس کو گندگی بہت پسند ہے۔۔"

وہ طنزیہ لہجے میں کہتی اندر داخل ہوتے شہریار بخت شاہ کے دل میں آگ لگا کر رہ گئی۔

"کیا مطلب ہے تُمہارا مجھے گندگی پسند ہے یا تمہارے اس شوہر کو ہاں۔۔؟؟

وہ شدید غصے سے روم میں داخل ہو کر اُسے ہاتھ لگانے ہی والا تھا کہ نورِ حرم نے ہاتھ اوپر اٹھا کر اسے روکا۔۔

"ہمیں ہاتھ لگانے کا حق صرف ہمارے شاہ سائیں کو ہے ہر ایرے غیرے کو نہیں سمجھے اور خبر دار جو ہمارے شاہ سائیں کے بارے میں کچھ کہا تو ہم اس آفس کے ساتھ کہی کا نہیں چھوڑے گے شہر یار بخت شاہ تمہیں۔"

وہ شدید غصے سے اسے کہتی پیچھے اسکے نیم پلیٹ کو انگلی سے اسطرح اٹھا کر جس سے اس گندگی کی وجہ سے اسکے ہاتھ گندے نہ ہو اسے تمسخرانہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

"یہ نیم پلیٹ کی حالت دیکھ رہے ہیں اگر ہمارے شاہ سائیں کے اوپر اس جھوٹی لڑکی کے الزام نہ ہٹائے تو ہم تمہاری حالت بھی اسی طرح کر دے گے۔۔"

نیم پلیٹ پر لگی گندگی کو دیکھ شہریار بخت شاہ کا دل خراب ہونے لگا وہ خود پر ضبط کرتا شدید غصے سے اس لڑکی کو دیکھنے لگا۔۔

"اگر تُمہارا شوہر بے قصور ہے تو خود ڈھونڈ کر لاؤنا کوئی ثبوت وہ بھی صرف ایک ہفتے کے اندر ورنہ جو اس نے سب گاؤں والوں اور اپنے خاندان والوں کے ساتھ دھوکا کیا ہے وعدہ خلافی کی ہے وہ میں سب کو بتا دونگا پھر اسکے ساتھ تم بھی زندہ نہیں رہوں گی۔۔"

وہ اُسے یکدم سے ثبوت ڈھونڈنے کا چیلنج دینے لگا جو وہ سوچے سمجھے بغیر اس چیلنج کو ایکسیپٹ کرتی اسے دیکھنے لگی۔۔

"منظور ہے ہمیں اگر ہم ثبوت لے کر نہیں آیا اپنے شاہ سائیں کی بے گناہی ثابت نہ کر سکے تو تم ہمیں خود مار دینا لیکن ہمارے شاہ سائیں کو تم کچھ بھی کرو گے ورنہ ہم مر کر بھی پیچھا نہیں چھوڑے گے۔۔"

وہ اسکی نیلی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر شدید غصے سے بولی تو وہ بھی اسے سخت نظروں سے گھورنے لگا اسکی آنکھوں سے لگ رہا

تھا کہ وہ کامیاب ہو گی جبکہ شہریار بخت شاہ کی آنکھوں سے لگ رہا تھا وہ ہار جائے گی لیکن آگے کیا ہو گا یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

مطلب اُسکی اتنے دنوں کی خوفزدگی کا وجہ یہ حلیہ تھا۔۔وہ دو دن سے دیکھ رہا تھا اُسے کچھ چھپاتے ہوئے جب بھی وہ اپنے ڈیرے سے واپس آتا تھا۔۔

تو وہ کوئی چیز الماری میں تیزی سے چھپاتی تھی۔۔۔

بیڈ روم میں اُسکے قدم رکھتے ہی جیسے وہ کسی بات کو لے کر ڈر جاتی تھی اور خوا مخواہ صاف بیڈ روم کو اور بھی زیادہ چمکانے لگتی تھی آج مگر آج وہ سندھ کے گجرات کے کلچرل کے لباس میں زیب تن تھی بلکل گجرات کی عورتوں کی طرح ساڑھی پہنے کلائی سے اوپر تک سفید چوڑیاں اور ماتھے پر ٹیکا اور ناک پر ایک نتھنی جسکی لڑی کان تک جا رہی تھی اور لمبے سیاہ بال کمر پر گرے ہوئے تھے۔۔۔

نورِے چل کیا رہا ہے آپکے دماغ میں آجکل۔۔؟؟

وہ سنجیدگی سے قدم اُسکی طرف بڑھانے لگا وہ جو سر جھکائے کھڑی تھی اُسے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ ایک لمحے کو اپنی

آنکھیں بند کر گئی پھر جب اُسے ایک شرارت سوجھی تو جھٹ سے آنکھیں کھولتی اپنی ساڑھی کا پلو اوپر کرتی اُسے معنی خیزی سے دیکھنے لگی جو اُسکی بے باکی پر سٹپٹا کر رہ گیا کیونکہ اسکی گوری کمر صاف نظر آرہی تھی وہ تیزی سے اپنی نظروں کو اس پر سے ہٹا گیا۔۔

وہ اپنے شرمیلے شوہر کو اچھے سے جانتی تھیں اب وہ جو کرنے جا رہی تھیں وہ اُسے بتانا نہیں چاہتی تھی راز رکھنا چاہتی تھیں جو ابھی اچانک اُسکے دماغ میں آیا۔۔

وہ اُسکے سوالوں کے جواب دینے سے بچ سکتی تھی وہ صدا کی بے باک لڑکی ہمشیہ اپنی انہی حرکتوں کی وجہ سے شاہ سائیں کے دماغ سے وہ سوال نکال دیتی تھیں۔۔

جو شاہ سائیں اس سے پوچھنے والا ہوتا تھا اس وقت بھی یہی ہوا تھا اُسکی بے باکیت سے اُسکا سارا دھیان اس پر سے ہٹ چکا تھا۔۔

اب وہ نظریں نیچے جھکا کر کھڑا تھا تبھی وہ اپنے مضبوط کندھوں پر ایک نرم ہاتھ کا لمس محسوس کرتا نظریں اوپر اٹھا گیا تو سامنے اُسے اب پلو نیچے گرائے کھڑے دیکھ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں پر ایک چمک ٹمٹما کر اسے اور زیادہ حسین بنا رہی تھی۔۔۔

شاہ سائیں دماغ کا تو پتہ نہیں لیکن اِس نازک سے دل میں آجکل "صرف میرے شاہ سائیں کی حکومتی چل رہی ہیں۔۔"

گہریں لہجے میں کہتی وہ انگلی سے اُسکے چہرے پر نشان بناتی اُسے گستاخی کرنے پر بہکانے لگی۔۔

"صرف تُمہارے شاہ سائیں کی حکومتی چل رہی ہیں اس ننھے سے دل میں گستاخ لڑکی یا پھر۔۔۔؟؟

اُسکے کے دل پر ایک ہاتھ رکھ کر وہ دوسرے ہاتھ سے اُسکی ٹھوڈی کو پکڑ کر اُسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے بوجھل لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

"صرف ہمارے شاہ سائیں کی انہوں نے ہمیں کہی کا چھوڑا ہے جو ہم کسی اور کے بارے میں سوچے۔۔۔

وہ اپنے نازک ہاتھ سے اُسکی قمیض کے اوپری دو بٹن کھول کر اپنے گلابی ہونٹ اُسکے سینے پر رکھتی ہوئی بولی۔۔

"نورِے جہاں آپ اسطرح کر کے بھی ہمیں بہکانے میں ناکام ہو رہی ہیں ہمارے ذہن میں ابھی تک وہی سوال چل رہا ہے جو دو دن سے مسلسل چل رہا تھا کہ ہماری محترمہ آخر ہم سے چھپا کیا رہی ہے۔۔۔؟؟

اُسکو اپنے سینے پر ہونٹ رکھے دیکھ وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا واقعی اُسکے ان حرکتوں سے بھی وہ ابھی تک ہوش میں تھا کیونکہ وہ اس بات کو جاننے کے لیے اپنے ہوش کھونے سے خود کو بچا رہا

تھا اسکے جال میں پھنسے سے خود کو بچا رہا تھا اور وہ کامیاب بھی ہو رہا تھا۔۔۔

"شاہ سائیں ہم تو کچھ بھی نہیں چھپا رہے ہیں اور آپ بہک رہے ہیں اور آپکے بہکنے کی گواہی یہ ہماری نازک کمر پر آپکی تنگ گرفت ہیں۔۔۔"

اپنی نازک کمر کے گرد اُسکی تنگ گرفت کو محسوس کرتیں گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر شریر لہجے میں بولی تو اسکی شرارت سے کہنے پر اُسنے اپنی گرفت اور زیادہ تنگ کیا اور اپنا چہرہ اسکے چہرے کے قریب تر کرنے لگا۔۔۔

مگر وہ شریر لڑکی بجائے شرمانے کے بڑے ہی بہادری سے کھڑی اُسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی کہ اچانک سے وہ خود ہی اسکے ہونٹوں پر جھکی اب وہ پھٹی آنکھوں سے اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسکے چہرے سے دور ہوتی وہ اُسکی ساکت نظروں میں شرارت سے دیکھنے لگی جبکہ وہ بت بنا کھڑا اسے ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

"شاہ سائیں ہم آپکی ان بے باک اداؤں سے آپکی طرح بلکل بھی ڈرتے نہیں ہیں ہم آپکی گستاخ لڑکی جو ہے اور ہماری زندگی کے تین رولز ہے ایک شرارت سے زندگی کو جینا اور دوسرا اپنے شاہ

سائیں کے ساتھ رومینس دل کھول کر کرنا اور تیسرا اپنے شاہ سائیں کو خوب تنگ کرنا۔۔"

آخری لفظ اُسنے آنکھ دبا کر کہا غزلان سائیں اُسکی بے باک نگاہوں اور لبوں پر مچلتی شرارت بھری مسکراہٹ کو اب کھڑا جلتی نظروں سے گھور رہا تھا وہ اس گستاخ لڑکی کو سٹپٹانے اور شرمانے پر مجبور کرنے کے بجائے اسے اور زیادہ بے باکی اور شرارت کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف وہ اپنی بے باکیت سے اُسکا دھیان اس سوال سے ہٹا چکی تھیں جو وہ تھوڑی دیر پہلے اس سے پوچھ رہا تھا اور وہ ان سب سے اپنے شاہ سائیں کو دور رکھنا چاہتی تھی وہ اُسے اسکے

ماضی کی طرح اب تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی وہ جو کرنے والی تھی وہ یہ جانتی تھی کہ وہ بہت زیادہ خطرناک ہے لیکن وہ اپنے شاہ سائیں کے لیے یہ خطرہ بھی مول لینا چاہتی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

گلِ رانیہ مسلسل اپنی بیٹی عینی کے روم میں ادھر سے اُدھر چکر کاٹ رہی تھیں آج وہ اسے ہاسپٹل سے لے کر گئی تھی۔۔
اسکی طبیعت بہت خراب تھی اور اب رات کے پونے دو بج رہے تھے اور شہریار بخت شاہ کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ رات کو اتنی دیر تک باہر کیوں ہے اور وہ پتہ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

عینی کے سوتے ہی وہ باہر نکلی اور اپنے روم کی جانب بڑھنے لگی کہ تبھی اسے لیونگ روم میں کچھ گرنے کی آواز آئی تو وہ اسی جانب بڑھی۔۔

کون ہے۔۔؟؟"

سامنے سے کسی کو لڑکھڑاتے ہوئے قدم اپنی جانب بڑھاتے ہوئے دیکھتی خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹتی ہوئی لرز کر بولی۔۔۔

"گلِ.....کا.....بخت.....اور.....بخت کا"

"گلِ.....یہ....میں.....ہو تمہارا صنم۔۔

شہریار بخت شاہ کی نشیلی آواز جب اسکے بے حد قریب سنائی دی تو وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے بڑھتی بڑھتی صوفے کے اوپر جا گری۔

کیا وہ شراب پی کر آیا ہے مگر کیوں ایسی کونسی بات ہے جو وہ شراب پینے پر مجبور ہو گیا تھا جبکہ وہ تو اس چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگاتا تھا پھر آج اسنے وہ کیوں پیا ہو گا یہی سب سوچتی وہ صوفے پر سمت کر خود کو اس سے دور کرنے لگی جو نشے میں اپنے ہوش تک سے بیگانہ اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

"ت۔۔۔۔۔۔تُم نشہ بھی کرتے ہو ک۔۔۔کیسے مسلمان ہو ایک حرام شے کو تم کیسے ہاتھ بھی لگا سکتے ہو کیسے۔۔؟؟

صوفے پر گری وہ اُسے اپنے اوپر جھکتے ہوئے دیکھتی سختی سے اپنی آنکھوں کو بند کر کے گھبرا کر پوچھنے لگی۔۔

گلِ جاناں میں اپنی پریشانی کو ختم کرنے کے لیے بس تھوڑا سا اتنا "سا پیا ہے اتنا سا۔۔

وہ صوفے کے دونوں طرف اپنے دونوں ہاتھ رکھے اس پر جھکا اپنی نشیلی آواز میں کہنے لگا جبکہ گل رانیہ اسکے منہ سے شراب کی بو سے اپنی جان کو نکلتے ہوئے محسوس کرنے لگی۔۔۔

کیوں پیا اتنا سا بھی ہاں۔۔؟؟"

وہ اُسکی نزدیکی پر آنکھیں میچے آہستگی سے بولی تو شہریار بخت شاہ نے نشے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے پہلی بار اسکے حسین چہرے کو دیکھا۔۔۔

"گلِ جاناں تم تو اپنے قریب بھی آنے نہیں دو گی اسی لیے میں نے وہی پرانا سہارا لیا اگر تم نے مجھ سے دور رہنے کا وعدہ نہ لیا ہوتا تو میں اس حرام شے کو کبھی گلے نا لگاتا بلکہ اپنی پریشانی کو تمہاری قربت کے سہارے ختم کر دیتا۔۔۔"

نشے میں بھی وہ اپنی حد پار کرنے سے گھبرا رہا تھا تھوڑا دور ہو کر وہ نشیلی آواز میں بولا جبکہ گل رانیہ اسکے دور ہٹتے ہی جھٹکے سے

آنکھیں کھول کر اُسے دیکھنے لگی جو دور کھڑا اسے حسرت سے دیکھ رہا تھا۔

ایسی کونسی پریشانی ہے جو تُم اس چیز کا سہارا لے رہے ہو۔۔؟؟"

وہ اُسکی نشیلی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی تو وہ اُسکے گلابی بری طرح سے لرز رہے ہونٹوں کے قریب تر آیا اور دہکتا ہوا لمس چھوڑ کر دور ہو کر اُسے دیکھنے لگا جو شرم سے سرخ ہو کر غصے سے اسے ہی گھور رہی تھی۔۔۔

میری بڑی پریشانی کی وجہ تو گلِ رانیہ تم پر حق ہونے کے باوجود" "بھی تمہیں نا چھونے کی ہے۔۔

وہ نم لہجے میں کہتا اچانک ہی اُسکے اوپر گرا تو گلِ رانیہ اُسکے بھاری وجود کے نیچے دب سی گئی تبھی وہ اسکی گرم سانسوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتیں شدت سے کانپ اٹھی جبکہ وہ نشے کی وجہ سے اُسے شدت سے خود میں بھینچتا پتہ نہیں کیا کیا بڑبڑانے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

نورِ حرم اور ماہ مہر خان کلب میں میرب بیگ کے دوستوں سے اُسکی اصلیت پوچھنے گئے تھے اِنہیں اپنی باتوں میں الجھانے کی وجہ سے اُن دونوں نے بھی مجبوراً ڈرنکس کیا تاکہ ان لوگوں کو ان پر شک نہ ہو کہ وہ کلب میں اس نیت سے آئی ہیں۔۔

وہ اور ماہ مہر اور اسکا بھائی سلمان اسکول کے زمانے سے ایک ساتھ تھے تینوں کی عمروں میں فرق ہونے کے باوجود بھی وہ اچھے دوست تھے اور وہ اسکول کے زمانے سے ایک ٹیم کی طرح اسکول میں اپنے دشمنوں سے لڑتے تھے جب بھی کوئی دوست مشکل میں ہوتا تھا۔۔

تو یہ تینوں ٹیم مل کر اس کی مدد کرتے تھے آج جب نورِ حرم غزلان سائیں کی وجہ سے پریشان تھی اور اسنے ان دونوں سے جب یہ سب فون کر کے شئیر کیا تو وہ دونوں اسکول کے زمانے کی طرح اس کو ایک مشن بنا کر کام
کرنے لگ گئے آج بھی کلب انکے مشن کا دوسرا پارٹ تھا

جو نورِ حرم اور ماہ مہر نے مل کر سرانجام دیا تھا۔۔۔۔

اب نورِ حرم کے ہاتھوں میں وہ سب ریکارڈ کیے گئے ثبوت تھے جو میرب بیگ کو گناہ گار ثابت کرنے میں کام آسکتے تھے وہ دونوں نشے میں مست اس یو ایس بی کو لہرا لہرا کر اور دوسرے ہاتھ میں ہیل والے جوتے لیے وہ دونوں اس سنسان سڑک پر چل رہی تھیں۔۔

دونوں اس وقت بے باک اور ماڈرن لک میں تھیں۔۔
نورِ حرم نے سرخ اسکرٹ اور ماہ مہر نے گرین اسکرٹ پہنا ہوا تھا جس میں انکے جسم دعوت نظارہ پیش کر رہے تھے وہ یہ لک اپنے پلان کے مطابق اپنا کر اس کلب میں گئے تھے اب کام ختم ہوتے

ہی وہ دونوں سڑک پر پکی شرابیوں کی طرح جھومتی ہوئی گنگناتی ہوئی جارہی تھی۔۔

"نشے میں ہم ہے یا یہ رات نشیلا ہے۔۔"

وہ اور ماہ خالی سڑک کے بیچوں بیچ جا کر کھڑی ہو کر اپنے ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئیں دونوں اپنی نشیلی آواز میں زور زور سے سڑک کے بیچ گانے لگی۔

"نہیں یہ رات نشیلا ہے۔۔"

ماہ نے جھومتے ہوئے زور زور سے کہا۔۔

"ما.....ہ میری دوست۔۔۔۔۔میری بہن۔۔۔۔۔۔۔ویٹ رکوں۔۔۔"

نورِ حرم جو زور زور سے گنگنا کر ناچ رہی تھیں وہ ماہ مہر خان کو دیکھتی ڈگمگاتے قدموں سے اُسکی جانب بڑھی اور اُسکے سفید و سرخ گالوں کو زور زور سے کھینچنے کے بعد وہ اسکے چہرے کی لمبائی کو ماپنے لگتی ماپنے کے بعد وہ اچانک نیچے سڑک کے بیچوں بیچ پاؤں پھیلا کر بیٹھی اور پھر دونوں پیروں کو زور زور سے پٹک کر روتی ہوئی بولی۔۔

ماہ۔۔۔۔یہ تمہارا چہرہ اتنا بڑا کیسے ہو گیا ہا۔۔ہہہہہ۔۔۔اب" تمہیں تمہارا راجہ کیسے بیاہ کر لے جائے گا اپنے ساتھ ارے میری ماہ موٹی ہو گئی ہیں اب اسے اسکا راجہ نہیں بلکہ اسے اب کوئی موٹا حلوائی بیاہ کر اپنے ساتھ لے جائے گا ہائے میری معصوم ماہ اب تیرا کیا ہو گا۔؟؟

ماہ مہر خان یہ سن کر اسکے ساتھ سڑک کے بیچوں بیچ اسکے ساتھ بیٹھی اور گلا پھاڑ کر رونے لگی دونوں رو رو کر اس سڑک کو سر پر سوار کر کے بیٹھی ہوئی تھی کہ تبھی ایک گاڑی انکے آگے آ کر رو کی۔۔۔

ماہ۔۔۔۔۔۔"

میری۔۔۔۔۔۔جان۔۔۔۔۔میری۔۔۔۔۔بہن۔۔۔۔۔میر
ی۔۔۔۔دوست۔۔۔لگتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔موٹا۔۔۔۔۔۔
حلوائی۔۔۔۔۔۔صنم۔۔۔تُمہیں۔۔۔۔۔۔۔لینے۔۔۔۔۔

"آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔۔۔

نشے کی وجہ سے نورِ حرم اٹک اٹک کر رو رو کر ماہ کو اپنے گلے لگا کر زور زور سے بولنے لگی ماہ بھی اسکے گلے لگ کر بچوں کی طرح رونے لگی۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔۔۔نوری۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری۔۔۔۔بہن۔۔۔"

۔۔مجھے۔۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔جانا۔۔۔۔۔۔۔

اُس۔۔۔۔۔موٹے۔۔۔۔۔۔سانڈ۔۔۔۔۔۔حلوائی۔۔۔۔۔۔

کے۔۔۔۔ساتھ مجھے۔۔۔۔۔۔بچا۔۔۔۔۔لو۔۔۔۔۔۔۔

"میری بہن بچالو۔۔

ماہ مہر خان کسی کی قدموں کی آواز پر زور سے گلا پھاڑ پھاڑ کر روتی ہوئی نورِ حرم کو سختی سے پکڑ کر کہنے لگی۔۔۔

ماہ۔۔۔۔تیری۔۔۔دوست۔۔۔ابھی۔۔۔زندہ۔۔۔۔۔ہے۔"

۔۔۔دیکھتے۔۔۔۔ہیں۔۔۔وہ۔۔۔سانڈ۔۔۔۔۔حلوائی۔۔۔۔

میری۔۔۔۔۔سانڈ۔۔۔۔۔دوست۔۔۔۔کو۔۔کیسے

بیاہ۔۔۔۔کر۔۔۔۔اپنے۔۔۔۔ساتھ۔۔۔۔لے۔۔۔جاتا۔۔

"۔۔۔ہے۔۔۔

نورِ حرم اپنے آزلی جلاد پن سے کہتی ماہ مہر کو سختی سے خود سے لگاتی ہوئی اٹک اٹک کر بولی۔۔۔

دوسری طرف غزلان سائیں اور عالم دادا ابھی ڈیرے سے نکل کر حویلی کی جانب تیزی سے بڑھ رہے تھے۔۔

سامنے دو لوگوں کو اس سنسان سڑک کے بیچوں بیچ بیٹھے دیکھ عالم داد نے گاڑی روکی اور غزلان سائیں کے اشارہ کا منتظر وہ باہر دیکھنے لگا۔۔۔

جب غزلان سائیں نے اسے اشارہ کیا تو وہ باہر نکلا اور سڑک کے بیچوں بیچ بیٹھے ان لوگوں کی جانب بڑھنے لگا۔۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا اسے سامنے بیٹھے لوگوں کے جسم سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ دونوں لڑکیاں ہے۔۔۔

عالم داد جب ان دونوں کے پاس پہنچا تو سامنے شاہ بی بی کو ایک انیس سالہ لڑکی کے ساتھ اسنے اسے جس حلیے میں دیکھا تو وہ تیزی سے اپنی نظریں نیچے جھکا کر پیچھے غزلان سائیں کی جانب بڑھا جو گاڑی کے پچھلی سیٹ پر بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا جب اسنے سارا ماجرا اسے سنایا تو وہ اسے حکم دے کر خود بھی گاڑی سے باہر نکلا۔۔

"نورے یہ سب کیا ہیں اور یہ لڑکی کون ہے اور آپ رات کے اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔؟؟

غزلان سائیں اُن دونوں کے پاس پہنچ کر اُس سے پوچھنے لگا جبکہ اُسے اُس لڑکی کو اپنے سینے سے لگائے دیکھ اُسکی پیشانی پر لاتعداد بل نمودار ہو گئے تھے اسے غصے سے اس لڑکی سے جدا کرتا وہ اسے کھڑا کرتے ہوئے اسے سخت نظروں سے گھورنے لگا جو نشے سے جھوم رہی تھی۔۔

"شاہ سائیں یہ ہم دونوں کا راز ہے ہم نہیں بتائیں گے اور یہ میری بہت ہی کیوٹ دوست ہے لیکن سائیں یہ موٹی ہو گئی ہے اور اُسکا وہ حلوائی موٹا صنم وہ کدھر گیا۔۔۔؟؟

وہ اُسکی باہوں میں جھولتی ہوئی اپنے نشیلی آواز میں بولی۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔نوری۔۔۔مجھے۔۔۔۔نہیں جانا۔۔۔۔۔اس سانڈ۔۔۔کے۔

"ساتھ۔۔۔مجھے۔۔۔۔بچاؤ۔۔۔

تبھی پیچھے سے غزلان سائیں نے اُس لڑکی کی چیخ سنی تو وہ پیچھے مڑا جبکہ نورِ حرم جو نشے میں تھی اپنی ماہ کی آواز پر وہ بھی مڑی تو سامنے عالم داد کو ماہ مہر کے پاس کھڑے دیکھ وہ غصے سے عالم داد کی طرف بڑھی۔۔۔

دد۔۔۔دور۔۔۔رہوں ہماری"

"ماہ۔۔۔۔سے۔۔۔سانڈ۔۔۔۔۔حلوائی۔۔۔

نورِ حرم نے عالم داد کو زور سے پیچھے دھکا دیا جو پیچھے آتیں غزلان سائیں سے ٹکرا گیا۔۔۔

"کیا ہم حلوائی سانڈ۔۔۔"

عالم داد اپنے یہ نام سن کر شاکڈ رہ گیا جبکہ غزلان سائیں یہ نام سن کر اپنی ہنسی بمشکل ضبط کیے کھڑا ان دونوں نازک لڑکیوں کو دیکھنے لگا جو دونوں واپس سڑک کے بیچوں بیچ بیٹھ کر اسی طرح روتی ہوئی ایک دوسرے کو دلاسہ دے رہی تھیں۔۔۔

"ہاں۔۔۔تُم وہی سانڈ ہو۔۔۔اور موٹا حلوائی بھی ہو جو مجھے بیاہ کر لے جانے آئے ہو۔۔۔لیکن میں تمہارے ساتھ کبھی بھی نہیں جاؤ گی نوری اسے ماروں۔۔۔"

ماہ نے آنسو پونچھتے ہوئے اپنے ہیل والے سینڈل عالم داد کی طرف اچھال دیئے تو اسکی دیکھا دیکھی نورِ حرم نے بھی اپنے سینڈل عالم داد کی طرف پھینک دیئے جو سیدھے غزلان سائیں کے اوپر جا کر گرے۔۔۔

"اے لڑکی کیا بکواس کر رہی ہو ہم شادی کرے گے وہ بھی تُم جیسی شرابی لڑکی سے ہمارا دماغ سلامت ہے خراب نہیں ہوا جو یہ بے وقوفی کرے گے۔۔۔"

عالم داد نے سخت غصے سے کہا۔۔۔

"عالم داد۔۔۔"

عالم داد کو ان سے بحث کرتے ہوئے دیکھ غزلان سائیں نے سخت لہجے میں اسے کہا۔۔۔

"سائیں حکم۔۔۔ "

عالم داد غزلان سائیں کی آواز پر ادب سے سر جھکا کر اسکے سامنے کھڑا ہوا۔۔۔

عالم داد اُس لڑکی کو آپ سنبھالو میں شاہ بی بی کو سنبھالتا"
"ہو۔۔۔

غزلان سائیں کے حکم سنتا وہ ساکت رہ گیا تھا کیونکہ سائیں اسے وہ حکم دے رہے تھے جو سائیں کے خود کے اصولوں کے خلاف تھا وہ اُسے ایک نامحرم لڑکی کو چھونے کا حکم دے رہا تھا اسکا حیران رہنا بجا تھا۔۔

سائیں ہم ایک غیر نامحرم لڑکی کو کیسے ہاتھ لگا سکتے ہیں۔۔؟؟"

وہ تھوک نگلتے ہوئے کہنے لگا نظریں بے ارادہ اُس لڑکی کی جانب گئی جو قد میں اس سے چھوٹی تھی لیکن زبان اسکی نورِ حرم سے بھی دو ہاتھ آگے تھیں۔۔

وقت کا تقاضا ہے یہ عالم داد ہم اس وقت ایک لڑکی کو اس سنسان سڑک پر تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتے ہیں اگر کچھ ہو گیا اس لڑکی کے ساتھ تو ہم شاہ بی بی کو کیا جواب دیں گے۔۔"

غزلان سائیں رات کے اندھیرے اور اس سنسان سڑک کے خیال سے اس لڑکی کو اپنی حویلی لے کر جا رہا تھا ورنہ وہ کبھی یہ نہیں کرتا ایک نامحرم لڑکی کو اپنی حویلی میں پناہ دیتا۔۔۔

"نورِے چلے اٹھے رات بہت ہو گئی ہے اس وقت اس سڑک پر بیٹھنا سیو نہیں ہے شاباش اٹھے۔۔۔"

غزلان سائیں عالم داد سے کہتا نورِ حرم کے پاس گھٹنوں کے بل پر بیٹھ کر اسے کہنے لگا تو نورِ حرم نے اپنے دونوں ہاتھ اُسکے گلے پر باندھے۔۔

"شاہ سائیں ہمیں اٹھائے ہم ایسے نہیں جائیں گے۔۔۔"

وہ اتنی لاڈ سے کہہ رہی تھی مجبوراً غزلان سائیں نے اٹھ کر اُسے اپنی باہوں میں بھر کر اٹھایا اور گاڑی کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

دوسری طرف عالم داد وہاں کھڑا بے چارگی سے اُس نشے میں چور لڑکی کو دیکھنے لگا جو اب سڑک پر اپنے دونوں بازوؤں پیروں پر باندھ کر سمت کر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

اے لڑکی اٹھو میں تمہارا خادم نہیں ہو جو تمہیں اٹھا کر گاڑی" "تک لے جاؤ چلو شاباش شرافت سے اٹھو۔۔۔

وہ شدید غصے سے سرخ ہوتا پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔۔۔

"میرے سانڈ حلوائی صنم تُم اتنے برے بھی نہیں ہو اچھے خاصے ہینڈسم ہو چلے گا میں تم سے ہی شادی کروں گی اب تو میں تُمہیں نہیں چھوڑو گی سائے کی طرح چمٹ کر رہوں گی۔۔۔"

ماہ مہرا سکی آواز پر یکدم سے اٹھی اور چل کر اسکے سامنے کھڑی ہو کر بغور سے اسکے خوبرو چہرے کو دیکھنے لگی پھر اسکے دونوں گالوں کو کھینچتی ہوئی بولی۔۔۔

عالم داد ایک وجیہہ مرد تھا اور گندمی رنگت کی وجہ سے تو وہ اور بھی زیادہ ہینڈسم لگتا تھا اوپر سے اسکا دراز قد اسنے تو اسکی وجاہت کو مکمل کر دیا تھا۔۔

"چپ لڑکی ورنہ مجبوراً میں تمہیں یہی چھوڑ کر چلا جاؤ گا۔۔۔"

عالم داد کی سخت غصیلی آواز پر وہ اپنے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش ہو گئی تو عالم داد نے قدم گاڑی کی جانب بڑھائے وہ پیچھے مڑے آگے بڑھ رہا تھا کہ تبھی پیچھے سے ماہ مہر نے آکر اسکے پیٹھ پر چڑھ کر اسے شدید غصہ دلا یا دیا۔۔

"اے لڑکی نیچے اترو میں تمہارا شوہر نہیں ہو جو تم اسطرح میری پیٹھ کی سواری کر رہی ہو نیچے اترو موٹی لڑکی۔۔۔"

وہ اپنی پیٹھ پر وزن محسوس کرتا سخت غصے سے بولا جبکہ ماہ مہر اسکے گلے میں دونوں ہاتھ ڈالے سر اسکی پشت پر رکھے نشے میں بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

"سانڈ حلوائی صنم تو ہو نا تُم میرے۔۔۔"

سختی سے اسکے گلے پر دباؤ بڑھاتی وہ بولی۔۔

عالم داد د باؤ کی وجہ سے اپنی آنکھوں کو باہر ابلتے ہوئے محسوس کرنے لگا وہ لڑکی اسے سچ میں غصے سے پاگل کر چکی تھی۔۔۔

"نیچے اترو لڑکی شرافت سے ورنہ۔۔"

وہ گاڑی کے پاس پہنچ کر اُسے کہنے لگا جو شائید اب سو چکی تھی اور گاڑی کی پچھلی جانب کا دروازہ جب اسنے کھولو تو اندر کا منظر دیکھ کر وہ شرمندہ ہو گیا کیونکہ نورِ حرم بھی اسکے سائیں کو اس لڑکی کی طرح تنگ کر رہی تھی جو اسے تنگ کرنے کے بعد اب اسکی پیٹھ پر لگ کر سو رہی تھی۔۔

دوسری طرف نور حرم غزلان سائیں کی گود میں ہی سو چکی تھی اور غزلان سائیں کی انگلیاں اسکے بالوں میں چل رہی تھیں جب عالم داد نے ماہ مہر کو آگے لیٹایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ اسنے سنبھالا تو غزلان شاہ نے اسے سنجیدگی سے مخاطب کیا۔۔۔

"عالم داد کل سے تُم اس لڑکی پر نظر رکھوں گے یہ جہاں جاتی ہیں اسکے پیچھے جاؤ گے ہم نہیں چاہتے کہ کوئی گڑبڑ ہو۔۔"

غزلان سائیں کی سنجیدہ آواز پر وہ پیچھے مڑے بغیر اس سے کہنے لگا۔۔

پیر سائیں آپ شاہ بی بی کو کیوں نہیں روک رہے آپ جانتے"
"ہیں کہ اگر وہ ناکام ہو گئی تو کتنا بڑا طوفان آئے گا۔۔

وہ سامنے دیکھ رہا تھا عالم داد کی بات پر نورِ حرم کے نازک ہاتھوں سے وہ یو ایس بی لے کر کھڑکی سے باہر پھینک کر ان سب چیزوں کو جو نورِ حرم اسکے لیے جما کر رہی تھی تاکہ وہ اسے انصاف دلا سکے وہ اسکی محنت کو اسی طرح اب ایک ایک کر کے ختم کرنے والا تھا کیونکہ اب وہ انصاف بلکل بھی نہیں چاہتا تھا کیونکہ جو اسکے اپنوں نے بے اعتباری اسے دیکھایا وہ اس سے ہرٹ ہوا تھا اب وہ ان کے سامنے بھی نہیں جانا چاہتا تھا اسی لیے اسنے یہ یو ایس بی باہر پھینکا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

وہ اُسکی زلفوں کو پیار سے سنوار رہا تھا۔۔

نورِ حرم کی آنکھیں اپنے بالوں پر انگلی کے لمس پر کھولنے لگی تو غزلان شاہ کے ہاتھ ٹھہر گئے اور چہرے پر یکدم سے سختی چاہ گیا وہ اس وقت اسی سرخ اسکرٹ میں ملبوس تھی۔۔

اٹھ گئی آپ گستاخ لڑکی۔۔؟؟"

وہ سخت نظروں سے اُسے دیکھتا سرد لہجے میں بولا۔۔

سوری شاہ سائیں ہمارا دل بہت چاہ رہا تھا پہلے کی طرح انجوائے کرنے کا۔۔۔"

نورِ حرم اپنے کپڑوں کو دیکھنے کے بعد اسے کھسیانی ہنسی ہنس کر دیکھتی کہنے لگی۔۔

"پہلے کیا آپ شراب بھی پیتی تھی گستاخ لڑکی اور سڑکوں پر ناچتی بھی تھی گلا پھاڑ پھاڑ کر گاتی بھی تھی اپنی سہیلی کے ساتھ۔۔؟؟

وہ اس وقت اسکی کلاس لینے کے موڈ میں تھا جبکہ نورِ حرم کو اچانک سے اس یو ایس بی کا خیال آیا تو وہ اسکی باتوں کو نظر انداز کرتی تیزی سے اٹھی اور اس یو ایس بی کو بیڈ کے اوپر ڈھونڈنے لگی ۔۔

"شاہ سائیں کل میرے پاس ایک یو ایس بی تھی وہ آپ نے دیکھی ہے۔۔۔؟؟

وہ پریشانی سے اسکو دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔۔

"ہاں ہم نے وہ پیھنک دیا تھا۔۔"

وہ یکدم سے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

"کیا آپ نے وہ یو ایس بی پھینک دیا یہ آپ نے کیا کر دیا ہم نے اتنی محنت سے آپکی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے اتنا ثبوت اکھٹا

کیااور آپ نے وہ اتنی آسانی سے پھینک دیا کیوں کیا آپ نے ایسا۔۔۔؟؟

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی غصے میں آکر بولی بھلا وہ اتنی بے وقوفی کیسے کر سکتا تھا اور کیوں اسنے یہ کیا۔۔۔

"ہم نہیں چاہتے نورِے کہ آپ ہمیں بے گناہ ثابت کرے۔۔"

وہ آرام سے اس کے سر پر دھماکہ کرتا اسے دیکھنے لگا جو ساکت نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

آپ ایسا کیوں نہیں چاہتے ہیں آپکو تو ہم سے بھی بہتر پتہ ہے کہ "
جو انسان اپنی حق کے لیے آواز نہیں اٹھاتا وہ بہت بڑا گناہ گار ہوتا
ہے پھر آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔؟؟

وہ تاسف سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

کیونکہ ہمیں اب اپنوں سے ملنا ہی نہیں ہے ان لوگوں سے ملنا"
ہی نہیں ہے جنھوں نے ہم پر اعتبار نہ کیا ہمیں اپنے لفظوں سے
ہرٹ کیا اب ہم انکو دیکھنا بھی نہیں چاہتے ہیں آپ بھی پیچھے ہٹ
جائے نورے ورنہ آپ کو وہ لوگ نقصان پہنچائے گے جو ہمیں
"منظور نہیں ہے آپ کو اگر کچھ ہوا تو ہم مر جائے گے۔۔

وہ اُسے شانوں سے پکڑ کر درد سے بولا نورِ حرم اسکی درد بھری آواز پر آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھتی ہوئی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

نہیں ہر گز نہیں اب ہم بلکل بھی پیچھے نہیں ہٹے گے ہمیں" اپنے شاہ سائیں کو بے قصور ثابت کرنا ہے چاہے ہم آپکو بے قصور ثابت کرتے کرتے مر ہی کیوں نہ جائے اب ہم کبھی اپنے قدم پیچھے نہیں لے گے۔۔"

وہ سختی سے کہتی اسکے سینے سے لگ کر اسے آگے کچھ کہنے سے روک گئی تو وہ بے بسی سے اسے اپنے سے لگا کر خود میں سمونے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

دستگیر شاہ حویلی میں داخل ہوا تو حویلی کے ملازمین کو اتنے زیادہ کام میں مصروف دیکھ وہ حیرت سے اندر حویلی کے بڑے سے ہال میں داخل ہوا۔۔

اماں سائیں یہ چڑیل سائیں کس کے سر سوار ہونے والی" ہے۔۔؟؟

آج حویلی میں جو رونقیں لگی ہوئی تھی جس سے وہ اس سے انجان تھا لیکن جب اماں سائیں کے روم میں داخل ہوا تو فاطمہ شاہ اپنی

کزن کو سرخ چنی میں دیکھ کر وہ سارا معاملہ سمجھ گیا وہ شرارتا اماں سائیں سے کہنے لگا۔۔۔

فاطمہ شاہ اُس سے دو سال چھوٹی تھی اور سالار شاہ کی چھوٹی بہن تھی عاقب شاہ دوسرے نمبر کے بیٹے تھے پہلے نمبر پر حلیمہ شاہ تھیں جو غزلان غنی شاہ کی ماں تھیں جو اسکے پیدائش کے وقت کچھ پیچیدگیوں کی وجہ سے چل بسی تھیں تیسرے نمبر پر بخت شاہ تھے جنکے صرف دو ہی بیٹے تھے ایک شہریار بخت شاہ اور دوسرا علی بخت شاہ پھر چوتھے نمبر پر عالم شاہ تھے جنکے دو ہی بچے تھے ایک دستگیر عالم شاہ اور دوسری بیٹی زینب عالم شاہ۔۔۔

ہیں ایک شیطان جو ہماری بچی کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ "
"سے جانے نہیں دیتا۔۔۔

اماں سائیں نے اُسے دیکھتے ہوئے معنی خیزی سے کہا۔۔

مطلب وہ یہی حویلی میں ہیں کیا وہ علی بخت شاہ ہے اماں "
سائیں۔۔۔؟؟

فاطمہ جو شرم سے نجانے کیوں سرخ ہو رہی تھی اسکی موجودگی کی وجہ سے اور دوسری بات اماں سائیں کی باتیں اسے خطرے کی طرف اشارہ دینے لگی وہ سنجیدگی سے ان سے پوچھنے لگا۔۔۔

"فاطمہ شاہ کا نکاح کل آپ سے طے کیا ہے آپکے دادا سائیں نے
دستگیر بچے۔۔۔"

وہ انکی بات سن کر پھٹی آنکھوں سے فاطمہ کے خوبصورت چہرے پر شرم کی لالی کو دیکھتے ہوئے ہارے ہوئے قدموں سے پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔

"نہیں اماں سائیں نہیں ہم یہ نکاح نہیں کر سکتے آپ روک دے
دادا سائیں کو ورنہ ہم کچھ کر بیٹھے گے۔۔۔"

یکدم وہ سخت غصے میں آکر ان سے کہنے لگا۔۔۔

جتنی بھی ناراضگی یا نفرت ہو اسے مھروسہ شاہ سے لیکن وہ اسکی محبت بھی تو رہ چکی تھی وہ بھلا وہ مھروسہ شاہ کے علاؤہ کیسے کسی اور کو اپنی زندگی میں جگہ دے سکتا تھا۔۔۔

کیوں بچے فاطمہ شاہ میں کیا کمی ہے جو آپ انکار کر رہے ہیں" اب آپکی عمر بھی ہو چکی ہے ہم اور دیر نہیں کر سکتے ہیں اور علی شاہ کی بھی شادی زینب شاہ سے طے کر دیا ہے کل ان کا بھی نکاح ہے یہ فیصلہ آپکے دادا سائیں کا ہے جو کسی صورت بدل نہیں سکتا آپ اچھے سے جانتے ہیں اپنے دادا سائیں کو کہ وہ اپنی زبان کے کتنے پکے ہیں۔۔"

اماں سائیں کی بات پر وہ شدید غصے سے وہاں سے نکلا اور پھر حویلی سے بھی اب اسکا رخ اپنے فارم ہاؤس کی طرف تھا وہ کیسے یہ سب برداشت کر سکتا تھا۔۔

یہ بات سوچ سوچ کر وہ جل رہا تھا اور اسی وجہ سے وہ اپنی طبیعت کو بھاری محسوس کر رہا تھا اسکا سر یکدم سے چکرانے لگا اور ہارٹ بیٹ تیز ہو کر اُسکے دل میں شدید درد کو جگا کر اسے اپنا دل مسلنے پر مجبور کرنے لگیں وہ ایک ہاتھ اسٹرنگ پر اور دوسرا اپنے سینے پر رکھ کر اپنے سینے کو مسلنے لگا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

مھروسہ لیونگ روم میں بیٹھی اُن سب لمحوں کو یاد کرتی مسکرا رہی تھی جو اسنے اسکے ساتھ اسکول کی ٹرپ میں گزارے تھے جو پہلے اسے بہت ہی بھیانک لگتے تھے لیکن اب اسے بہت ہی خوبصورت لگنے لگے تھے اب اسے سمجھ میں آگیا تھا کہ جو بھی اس رات ہوا تھا وہ شرعی حیثیت سے سہی تھا وہ میاں بیوی تھے تو ان کے درمیان جو کچھ ہوا تھا وہ گناہ نہیں تھا بلکہ وہ انکا حق تھا۔۔

ہم کتنے غلط تھے نادستگیر شاہ جو آپکو اپنے لفظوں سے چوٹ پہنچاتے تھے۔۔۔"

تبھی اپنے لفظوں کو یاد کرتیں وہ بُری طرح سے سسک اٹھی آج اُسے احساس ہو رہا تھا وہ اپنے ہی بچے کو گالیاں دے رہی تھیں

اتنے دنوں سے اور اسے مارنے کی کوشش کر کے اسنے اسے بہت ہرٹ کیا تھا یہ سوچ کر بری طرح سے رونے لگی۔۔۔

وہ رو رہی تھی ان سب کو یاد کر کے تبھی اُسے کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی تو وہ تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھی اور اس جانب بڑھی جہاں سے آواز آئی تھی۔۔

"شاہ۔۔۔"

سامنے منہ کے بل گرے دستگیر شاہ کو دیکھ وہ تڑپ کر زور سے چیختی ہوئی اسکی جانب بڑھی اور اسے سیدھا کرتی اسے پکار اٹھی۔۔۔

"مھرو۔۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے اپنے سینے کو مسلتے ہوئے اسکا نام لینے لگا مھروسہ اسکے مضبوط ہاتھ کو پکڑ کر سہلانے لگی۔۔۔

"جی شاہ آپ ٹھیک تو ہے ناں یہ آپکا چہرہ انکا پیلا کیوں ہو رہا ہے۔۔۔؟؟

وہ اُسکے پیلے پڑتے چہرے کو تھامتی ہوئی بولی۔۔۔

مھروہم ٹھیک نہیں ہے ہم کل برباد ہونے جارہے ہیں صرف" آپکی وجہ سے اگر آپ ہمیں آج اپناتی ناتو کل ہم کبھی اپنی بربادی "کو مجبوری میں گلے نہیں لگاتے۔۔۔

وہ اُسکی انگلیوں کو اپنی مضبوط انگلیوں میں پھنسا کر درد بھری آواز میں بولا مھروسہ شاہ اسکی سرخ نم آنکھوں کو دیکھتی تڑپ کر رہ گئی۔۔۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شاہ۔۔۔"

مھروسہ اُسکی عیجب بات پر بے قراری سے اسکا سر اپنی گود میں رکھتی ہوئی بولی۔۔۔

"ہم اپنی بربادی کا ذکر کر رہے ہیں آپ سے مھرو ہم کسی اور کا نام
خود سے جوڑ کر برباد ہونے والے ہیں صرف آپکی وجہ سے
صرف آپکی سخت باتوں کی وجہ سے ہم خود کو کسی اور کے ہونے
سے خود کو نہیں بچا پا رہے ہیں کل ہمارا نکاح ہماری کزن سے
ہمارے دادا سائیں نے طے کر دیا ہے اگر آج آپ نے ہماری
محبت کو اپنایا ہوتا نا تو ہم کبھی کسی اور کو اسطرح اپنی زندگی میں
آنے ہی نہیں دیتے۔۔۔"

وہ نمکین پانی آنکھوں میں لیے سینے کو بری طرح سے مسلتے ہوئے
اٹھا اور پھر اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اُسے
دیکھنے لگا۔۔

مھروسہ شاہ اسکے اسطرح دیکھنے پر سخت ڈر کر رہ گئی اسے لگا شائید وہ اسے اسطرح جی بھر کر آج آخری بار دیکھ رہا ہے پھر کبھی نہ دیکھنے کے لیے وہ آنکھوں میں آنسو لیے خود بھی اسے بے قرار نظروں سے دیکھنے لگی۔

♥♥♥♥♥♥♥

ایجنٹ ایم (ماہ مہر) احتیاط سے اپنے قدم اُس کلب کے ایک روم کی جانب آہستگی سے بڑھا رہی تھیں اگر اس وقت اُسکی جگہ کوئی کمزور لڑکی ہوتی تو وہ ڈر کے مارے فوت ہو جاتی جبکہ وہ ایک بہادر لڑکی تھی ایجنٹ ایم ایک بہادر فوجی۔۔۔

وہ اُس روم کے باہر جا پہنچی جہاں بہت سارے لڑکے اور لڑکیاں تھے جو کبھی میرب بیگ کے دوست ہوا کرتے تھے وہ سب کے سب ڈرگز ڈیلر تھے۔۔۔

دروازہ آدھ کھلا چھوڑ کر اندر جھانکنے لگی۔۔
وہ اسی طرح مگن انداز میں اندر ہو رہیں کاروائی کو دیکھ رہی تھیں۔۔
پیچھے سے کسی نے آکر اُسے اپنی گرفت میں دبوچا اور گھسیٹتے ہوئے سامنے کے روم میں لے جا کر پیچھے بنے بار ٹینڈر کی جانب بڑھا اور اُسے اس بار ٹینڈر سے لگا کر اُسکے نازک لبوں پہ اپنا مضبوط مردانہ کھردرا ہاتھ جما دیا۔۔۔

"شششششش یہ میں ہو عالم داد آواز مت نکالنا لڑکی۔۔۔"

وہ زور زور سے ہل رہی تھی کہ تبھی اُسکی سماعتوں میں ایک خوبصورت بھاری مردانہ آواز گونجی تو وہ پر سکون ہو کر کھڑی ہو گئی لیکن تھوڑی دیر بعد اسکا سکون رخصت کر دیا سامنے کھڑے شخص نے اُسکے چہرے پر جھک کر کیونکہ اس روم کا دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا تھا اس شخص کو ایجنٹ اے کے گالوں پر مجبوراً جھکنا پڑا۔۔۔

ہاؤ ڈیئر یو یو ٹچ مائے چیک۔۔۔؟؟"

اُسکا سر جو بار ٹینڈر پر تھا ایجنٹ ایم یکدم سے اٹھی اور ایجنٹ اے کے مضبوط وجود سے لڑنے لگی اپنے نازک ہاتھ اُسکے پیٹ پر زور سے مارتی وہ اپنے دونوں پاؤں اسکی کمر کے گرد باندھ کر اسکے اوپر آکر غصے سے اپنے دونوں ہاتھ سے اسکے چہرے پر حملہ کرنے لگی روم میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہے تھے۔۔

میں نے تھوڑی دیر کیا بکواس کی لڑکی تم سے ہاں میں نے کہا نہ " "کہ خاموش تو بس خاموش ہو کر کھڑی ہو جاؤ۔۔۔

وہ سخت گیر لہجے میں کہنے لگا تو وہ خاموش ہو گئی۔۔

کیوں آئی ہو اس خطرناک جگہ پر تم لڑکی۔؟؟"

جب روم سے وہ آنے والا چلا گیا تو مقابل نے اسے خود سے دور کرتے ہوئے تند خو لہجے میں پوچھا۔۔۔

تُم کون ہو مجھ سے یہ سوال پوچھنے والے۔۔؟؟"

ماہ مہر الٹا غصے سے مقابل سے سوال پوچھنے لگی۔۔

"تُمہاری دوست نورِ حرم کی شوہر کا خادم خاص ہو۔۔۔"

مقابل نے بھی اسی کی طرح غصے سے جواب دیا تو ماہ مہر خان اسکی بات پر سخت نظروں سے اس اندھیرے میں اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی جو روشنی نہ ہونے کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہو سکی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"شاہ آپ کا چہرہ۔۔۔"

وہ اُسے سہارا دے کر سامنے کے صوفے کی جانب بڑھتی ہوئی پریشانی سے بولی۔۔

مھر ود عا کریں کہ آج کی یہ رات ہماری آخری رات بن جائے"
شائید آپکی دعا قبول ہو جائے اور آپکی جان ہم سے چھوٹ جائے
اور ہم بھی بر باد ہونے سے بچ جائے اگر کل کسی اور عورت کے
نام کو ہم نے اپنے نام کے ساتھ جوڑتے ہوئے دیکھا نہ تو ہم کل
حویلی کے ہال میں مر جائے گے مھر ود عا کریں ہم آپکی گود میں
"اسی لمحے اپنی آخری سانسیں لیں لے۔۔

وہ صوفے پر اُسکے بیٹھاتے ہی وہ ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے بھی اپنے
پاس صوفے پر بیٹھا کر خود اُسکی گود میں سر رکھ کر اپنی سیاہ لا مبی
اور مڑی ہوئی پلکوں کو میچ کر درد بھری آواز میں کہنے لگا۔۔۔

"شاہ۔۔۔"

وہ اُسکی بات پر تڑپ کر اُسکے عنابی ہونٹوں پر اپنا نازک مومی ہاتھ رکھتی ہوئی اُسکا نام پکار اٹھی۔۔۔

مھر وہم مرنا چاہتے ہیں لیکن موت بھی شائید آپکی طرح ہم" "سے روٹھ گئی ہے۔۔

وہ آنکھیں کھول کر سیاہ آنکھوں میں درد لیے بولا۔۔
مھروسہ شاہ اُسکی باتوں پر ہچکیاں لے لے کر بُری طرح سے رونے لگی وہ اندر سے اتنا ٹوٹ گیا تھا صرف اُسکی وجہ سے اُسکے سخت زہریلی باتوں سے اُسکی بے رخی بے اعتنائی اور شدید نفرت سے وہ موت کے لیے دعا مانگ رہا تھا۔۔

شاہ نہیں پلیز موت کے بارے میں مت سوچے خدا کے "
" لیے۔۔

وہ روتی ہوئی اُسکی پیشانی سے اپنی پیشانی کو جوڑ کر روتی ہوئی بولی۔۔

اُسکے رخساروں سے پھسل کر آنسو دستگیر شاہ کے سرخ و سفید گالوں کو بھگو رہے تھے وہ جو اپنی آنکھیں سختی سے میچے ہوئے تھا اپنے گالوں کے بھیگنے پر وہ اپنے گالوں کو شدت سے جلتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔۔۔

مھر وجب ہم نے آپکی نفرت کو سہہ سکتے ہیں تو آپ بھی ہماری" موت کو سہہ لیں نہیں آپ تو ہم سے بے تحاشا نفرت کرتے ہیں شائید۔اُسکی بند آنکھوں کے کناروں سے ایک موتی پھسل کر سیدھا گالوں سے بہتا گھنی مونچھوں تلے دبے ہونٹوں پہ جا گرا۔۔آپ ہماری موت پر جشن منائے گے رونا تو صرف ہمارا مقدر میں لکھا ہوا ہے آپ تو خوشی محسوس کرے گے ہماری موت کا سن کر ہم بھی نہ نجانے کیا کیا آس لگائے بیٹھے ہیں اور کیا سوچ بیٹھے ہیں کہ آپ ہمارے جیتے جی ہمارے لیے نہیں روئے "شائید ہمارے مرنے پر آپ ہمارے لیے روئے۔۔

وہ آنکھیں کھول کر جھٹکے سے اسکی گود سے اٹھا اور ہارے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔۔

مھروسہ شاہ آج اسکی باتوں پر صرف اشک بہار ہی تھی جبکہ وہ بے درد سائیاں اپنی باتوں سے اسکے دل پر زہریلے اور نوکیلے تیر برسا رہا تھا۔۔۔

"شاہ آپ ایسی باتیں نہ کریں خدا کے لیے دیکھے میں ہاتھ جوڑتی ہو اور خدا کے لیے دوسری عورت کو اپنی زندگی کا حصہ نہ بنائیں پلیز ہم نے آپکے ساتھ جو کیا اُسکا ہمیں بہت افسوس ہے اب ہم آپکو بے حد چاہنے لگے ہیں خدا گواہ ہے ہم نہیں رہ سکتے اب آپ کے بغیر آپ ہمارے بچے کو سوچ کر ایسا مت کریں ہمارا نہیں تو ہمارے کوکھ میں پل رہے ہمارے معصوم بچے کا سوچ کر اِس شادی سے انکار کر دے اا۔اور ہماری سچائی سب کو جا کر بتائیں کہ "ہم آپکی بیوی آپکی محبت اور آپکے بچے کی ماں بننے والی ہو۔۔

وہ اُسے دیکھتی ہوئی تیزی سے اُسکے سینے سے لگ کر روتی ہوئی کہنے لگی۔۔۔

"کیوں مھروسہ شاہ ہم کیوں دوسری عورت کو اپنی زندگی میں جگہ نہیں دے آپ ہمیں دوسری شادی سے کس حق سے منا کر رہی ہے آپ نے تو خود ہی اپنا یہ حق چھینا تھا پھر آپ مجھے کیوں کس حق سے منا کر رہی اور ہم ایسا کیوں کریں گے کس کے لیے کریں گے۔۔۔؟؟

وہ اُسکے نرم ریشمی بالوں کو سختی سے جکڑ کر سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

اسے بہت غصہ آرہا تھا مھروسہ شاہ پر وہ جب چاہیں اسے ٹھکراتی ہے جب چاہے اپناتی ہیں یہ چیز اسے غصے سے پاگل کر رہی تھی۔۔

مھروسہ دستگیر عالم شاہ اس سوال پر جھٹکے سے اس سے الگ ہو کر اُسے دیکھنے لگی پھر آگے بڑھ کر وہ اپنی شرم وحیا اور جھجک ختم کرتیں اُسکے چہرے کو تھام کر آج خود پہل کرنے لگی۔۔۔

"نہیں مھرو آپ نے بہت دیر کر دیا اب ہم اپنا ارداہ نہیں بدل سکتے اور نہ ہی اپنے خاندان کی لڑکی کو کسی مشکل میں ڈال سکتے ہیں"۔۔

وہ اُسے خود سے دور کرتا انکار میں سر ہلاتا اُسے شاکڈ کر گیا۔۔

"نہیں ابھی بھی آپکے پاس وقت ہے آپ یہ شادی روک سکتے ہیں ہمارے لیے نہ سہی ہمارے بچے کے لیے خدا کے لیے شاہ ہمارے بچے کے اوپر یہ ظلم مت کریں۔۔۔"

وہ یکدم سے ممتا کے پیار میں اپنے محبوب شوہر کے ہاتھوں اور چہرے کو چھوتی ہوئی آنکھوں میں ڈھیر ساری نمی لیے رو رو کر کہنے لگی۔۔۔

"نہیں مہر واب وقت ہی نہیں ہے آپ نے دیری کر دی اپنے شوہر کو آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بے اعتنائی اور بد گمانی

سے دور کر دیا ہے اب ہم آپ سے صرف نفرت کرتے ہیں

ہمارے جزبات تو اسی دن مر گئے تھے جس دن آپ نے ہمارے

جائز رشتے کو اور ہمارے جائز بچے کو گالی دیا تھا اور ہماری محبت کو تو

آپ نے خود ہمارے دل کے قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا تھا

اب آپ چاہیے اپنا سر پٹخ پٹخ کر ہمیں وہ محبت یاد دلاتی رہیں گی نا

ہمیں تب بھی وہ سب یاد نہیں آئے گا کہ کبھی ہم نے اپنے دل

میں آپکے لیے کوئی احساس محسوس کیا تھا آپکو دیوانوں کی طرح

چاہا تھا۔۔"

وہ اپنے چہرے پر سے اُسکے نازک ہاتھ ہٹا کر کھردرے لہجے میں

کہتا اُسکے نازک سے دل کو سخت رنج پہنچا گیا تھا۔۔

وہ سمندر جیسی نیلی آنکھوں میں گیلا پن اور گلابی ہونٹ اپنی کم عقلی پر تھر تھرا اٹھے تھے۔۔۔

"شاہ۔۔۔"

اُسکے ہونٹوں سے اُسکا نام نکلنے ہی والا تھا کہ اُسنے سخت درشتگی سے اُسے جبڑوں سے پکڑ کر نفرت سے دیکھنے لگا جو اتنی سختی پر سسک اٹھی۔۔۔

"ہم نے کہا نہ آپ سے کہ آپ اپنا سر بھی اب پیٹنے گی ناں ہم پھر بھی آپکے نہیں ہونگے اب آپ صرف ہمارے بچے کی ماں کی حیثیت سے یہاں اس گھر میں رہے گی اب ہماری بیوی کی حیثیت

صرف فاطمہ عاقب شاہ کو ہم دے گے اب ہماری زندگی میں اول اور آخری عورت بن کر ہماری زندگی میں اب وہی آئے گی بیوی کی حیثیت سے ہم نے صرف آپکو سوچا تھا اور جب سوچا تھا تب ہمیں آپ سے عشق ہوا تھا لیکن ہم آپکی اِس نفرت کو سہتے سہتے وہ خواہش اپنے دل میں اپنی محبت کے ساتھ دفن کر دیا تھا اب آپ ہمارے دل سے اتر چکی ہے اب وہاں احساس کے جلتے دیپ نہیں بلکہ نفرت کے سلگتے دہکتے آگ جل بجھ رہے ہیں اب ہمارے دل میں صرف ویرانیوں کا راج ہے کسی عورت کے لیے اب ہم وہ جزبات محسوس نہیں کرے گے جو ہم نے صرف "آپکے لیے محسوس کیے تھے۔۔۔

دستگیر عالم شاہ کی اسکے جبڑے پر تنی سخت گرفت کے ساتھ ساتھ لہجے میں بھی کرختگی تھیں مہروسہ شاہ تکلیف سے آنسوؤں بہاتی اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

حویلی میں نکاح کی تیاریاں زور وشور سے جاری تھی علی شاہ بلکل بھی خوش نہیں تھا وہ تو حویلی کے سبھی فرد سے نفرت کرتا تھا پھر زینب شاہ سے کیسے نکاح کرتا جو دستگیر شاہ کی بہن تھی اور عباس شاہ کی پوتی وہ اپنے روم میں بیٹھا اس نکاح کو روکنے کی پلان سوچ رہا تھا تبھی اسکے زہن میں ایک بے حد خطرناک خیال کے آتے ہی وہ تیزی سے اپنے کمرے کی گیلری میں جا کھڑا ہوا اور نیچے

دیکھنے لگا تو گہرائی دیکھ اسکے لبوں پہ ایک شیطانی مسکراہٹ سج گیا لیکن پھر ایک سوچ دماغ آتے ہی اسکی مسکراہٹ سمٹ کر رہ گئی۔۔

مطلب اگر میں یہاں سے گر گیا تو اُس دستگیر شاہ کا نکاح بھی" "روک دیا جائے گا نہیں بلکل بھی نہیں مجھے کچھ الگ کرنا ہو گا۔۔

کمرے میں آکر چکر لگاتے ہوئے وہ خود سے کہنے لگا۔۔
وہ چاہتا تھا کہ دستگیر شاہ کا نکاح ہو اسے کسی صورت اسکی محبت نہ ملے اسے خوشی نصیب ہونے تو وہ ہر گز نہیں دے گا اگر وہ مھروسہ شاہ سے الگ ہو گیا تو وہ خوش نہیں رہ سکے گا اور علی شاہ تو یہی چاہتا تھا کہ شاہ حویلی میں کسی کو بھی اسکی خوشی نصیب نہ ہو

جیسے اسے اسکی خوشی نصیب نہیں ہوئی تھی اسے اسکی میرب نہیں ملی تھی اسی طرح یہاں بھی کسی کو اسکی محبت نہیں ملنی چاہیے سب برباد ہونگے تب ہی تو اسے سکون ملے گا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

نکاح نامے میں فاطمہ شاہ کا نام دیکھ دستگیر شاہ کے ہاتھ بُری طرح سے کانپنے لگے وہ مھروسہ سے تو کہہ کر آیا تھا کہ اب وہ اس سے نفرت کرنے لگا ہے لیکن وہ اب بھی اُسکی جگہ کسی اور کو سوچنا گناہ سمجھ رہا تھا۔

"دستگیر بچے کیا ہوا سائن کرو۔۔"

دادا سائیں کے زور سے ہلانے پر ایک لمحے کو اپنی آنکھیں سختی سے بند کر گیا تھا پھر کھول کر وہ دوبارہ اس جگہ دیکھنے لگا جہاں دلہن کی جگہ فاطمہ کا نام لکھا تھا وہ اب نہ چاہتے ہوئے بھی یہ سب نہیں روک سکتا تھا۔

اب اسی کے ہاتھ میں سب کچھ تھا اپنے خاندان کی ذلت بھی اور اسکی خوشیاں بھی وہ چاہے تو اپنے خاندان کی ذلت کو چھوڑ کر اپنی خوشیوں کو چن سکتا تھا لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا اس طرح وہ اپنے ہی خاندان کو اس بھرے مجمعے میں رسوا تو وہ ہر گز نہیں کر سکتا تھا۔۔

"بچے رک کیوں گئے سائن کروں۔۔"

ابکی بار اسکے بابا نے اسکا کندھا ہلایا تو وہ نم آنکھوں سے نکاح نامے پر دستخط کرنے لگا اور اپنی خوشیوں کا قتل وہ اپنے ہی ہاتھوں سے کرنے لگا۔۔۔

اُسکے دستخط کرتے ہی فضا میں مبارک باد کی صدائیں بلند ہو کر اسکی سماعتوں میں پگھلتا ہوا شیشہ انڈیلنے لگی۔۔

وہ پتہ نہیں کیسے وہاں سب سے بغلگیر ہوا کیسے سب سے ملا اسے کچھ بھی خبر نہیں تھی وہ بس خالی دل و دماغ کے ساتھ وہاں کھڑا اپنی بربادی کو منا رہا تھا۔۔

"بابا سائیں علی۔۔۔"

وہ خالی ذہن کے ساتھ وہاں کھڑا تھا کہ اچانک ہی بخت شاہ اپنے تایا کی آواز پر وہ اس جانب دیکھنے لگا جہاں دلہا بنے علی شاہ نیچے گرا بری طرح سے تڑپ رہا تھا اور اُسکے منہ سے سفید جھاگ نکل رہا تھا۔۔

ہر طرف لوگ بھاگتے ہوئے نظر آنے لگے علی شاہ کی حالت پر بھی اسے ہوش میں نہیں لائی بھلا کیسے اسے ہوش آتا وہ خود اس وقت مر رہا تھا۔۔

دوسری طرف ان سب سے انجان اندر عورتیں اپنی ہی خوشیوں میں مگن تھیں لڑکیاں فاطمہ شاہ کو نکاح کی مبارک باد دے رہی تھی اور ساتھ میں اسے اور زینب کو چھیڑ بھی رہی تھیں۔۔

"اماں سائیں وہ علی شاہ۔۔۔"

تبھی اندر ایک ملازمہ آکر روتی ہوئی اماں سائیں سے علی شاہ کی طبیعت خرابی کا بتانے لگی زینب عالم شاہ جو بڑا سا گھونگھٹ گرائے بیٹھی تھی وہ علی شاہ کا سن کر تڑپ کر اپنا گھونگھٹ گرا کر اٹھی۔۔

کک۔۔۔کیا ہوا انہیں۔۔؟؟؟"

وہ آنکھوں میں خوف اور آنسو لیے اس ملازمہ سے پوچھنے لگی اماں سائیں کے اشارہ کرنے پر دو لڑکیاں فاطمہ شاہ اور زینب شاہ کو وہاں سے لے جانے لگی فاطمہ شاہ خاموشی سے ان لڑکیوں کے ساتھ چلنے لگی لیکن زینب شاہ نے روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

"زینی بیٹی کچھ نہیں ہوا وہ بلکل ٹھیک ہے آپ اندر جائے ابھی مولوی صاحب آکر آپکا نکاح پڑھوائے گے آپ ابھی اندر جائے۔۔۔"

اماں سائیں نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔۔

نہیں اماں سائیں کچھ تو ہوا ہے آپ ہمیں جانے دے ہمیں علی"
"شاہ کو دیکھنا ہے۔۔

زینب شاہ بری طرح سے روتی ہوئی بولی۔۔

نہیں بیٹا کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے آپ اندر جائے ہم جا"
رہے ہیں نہ معلوم کرنے آپکا وہاں جانا درست نہیں ہے وہاں غیر
مرد بھی موجود ہے آپ جانتی ہے نہ آج تک ہماری بیٹیاں اور
بہو کسی نامحرم کے سامنے نہیں گئی ہے آپ بھی خیال کرے اس
"روایت کا۔۔

انہوں نے اچانک ہی سخت لہجے میں کہا۔۔

"اماں سائیں خدا کے لیے ہمیں جانے دے ہمیں علی شاہ کی خیریت معلوم کرنا ہے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔۔"

زینب ضدی لہجے میں کہہ رہی تھی تبھی ایک ملازم نے اماں سائیں کے ہاتھ میں ایک جوس کا گلاس تھمایا جو انہوں نے آگے بڑھ کر زینب شاہ کے لبوں سے لگایا تو وہ جوس نا چاہتے ہوئے بھی زینب شاہ کو پینا پڑا اور اسکے جوس پینے کے ٹھیک ایک منٹ بعد وہ بے ہوش ہو کر نیچے گری تو ان لڑکیوں نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور اسے اپنے ساتھ لے کر اندر کی جانب بڑھنے لگی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"بے وفا صنم میرا ہائے بے وفا صنم میرا۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی زور زور سے گنگنا رہی تھی۔۔ اپنی ناراضگی وہ اُس پر اسی طرح نکال رہی تھی صبح سے ناہی اسنے غزلان سائیں کی طرف دیکھا تھا اور ناہی وہ اس سے بات کر رہی تھی بس جب وہ روم میں آتا تو میک اپ برش لے مائک بنا کر زور زور سے اپنی بے سُری آواز میں گاتی اور اسکے کان پکاتی وہ سخت تیوریاں چڑھا کر اِس وقت اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"ہائے میرا بے وفا۔۔۔"

وہ ہاتھ لہرا کر گنگنا رہی تھی تب ہی شدید غصے سے غزلان سائیں نے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ سے برش لے کر دور اچھالا اور اپنے دونوں ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل پر اسکی پشت سے لے جا کر رکھتے ہوئے اسے اپنے حصار میں قید کرتا وہ شیشے میں نظر آتے اپنے اور اسکے عکس کو دیکھنے لگا۔۔۔

"نورِے جہاں ہم نے کب بے وفائی کی آپ سے جو آپ پوری دنیا کو گلا پھاڑ پھاڑ کر بتا رہی ہیں۔۔"

سخت نظروں سے اُسے شیشے میں دیکھتا سرد لہجے میں پوچھنے لگا تو نورِ حرم یکدم سے پیچھے مڑی اور چہرہ اوپر اٹھا کر اُسے دیکھنے لگی جو اُسکے بے حد قریب جھکا سامنے شیشے میں دیکھ رہا تھا اسنے ہاتھ بڑھا کر اُسکے چہرے کو پکڑ کر نیچے کیا۔۔۔

"آپ نے بے وفائی نہیں ہمیں دھوکہ دیا ہے۔۔۔"

اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنی شہد رنگ کی نشیلی آنکھیں گاڑتی ہوئی بولی۔۔

کیسا دھوکا۔۔۔؟؟"

ترچھی نگاہوں سے اُسے دیکھتا سرد لہجے میں کہنے لگا تو نورِ حرم بے ساختہ آگے بڑھ کر اسکے کشادہ سینے سے لگی اور پیچھے سے نازک ہاتھ کی گرفت تنگ کرنے لگی۔۔۔

"آپ نے وہ یوایس بی کیوں پھینکی تھی ہمیں آپ کو بے قصور ثابت کرنا ہے پھر آپ کیوں میرا ساتھ نہیں دے رہے ہیں کیوں ہم ایک الگ اور خوشیوں بھری زندگی جی نہیں سکتے جہاں آپ اور ہم ہو اور کوئی بھی نہ ہو ناہی آپکے مرید نہ ہی آپکا ماضی ہو۔۔۔"

وہ اُسکی باہوں کے حلقے میں آنکھوں میچے کہہ رہی تھی غزلان سائیں اُسکی بات پر اپنا ایک ہاتھ اسکے سر پر رکھتا اور دوسرا پشت پر رکھ کر سہلاتے ہوئے نظریں نیچے جھکا کر اُسے دیکھنے لگا۔۔۔

"ٹھیک ہے اگر آپ یہ چاہتی ہے تو ہم آپکا ساتھ دے گے لیکن ایک شرط پر۔۔"

سیاہ آنکھوں میں محبت بھری گرمی لیے اُسکا چہرہ نرمی سے پکڑ کر اور اُسے اوپر اٹھاتے ہوئے اُسکی ٹھوڑی کو لبوں سے چھوتا کہنے لگا۔۔۔

"کیا آپ سچ میں ہماری مدد کریں گے۔۔۔؟؟"

وہ خوشی سے اُسے دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔۔

"ہمممم لیکن ایک شرط پر ہم آپکی مدد کریں گے۔۔"

وہ مسکرا کر اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو وہ خوشی سے اپنے پیروں کو اٹھا کر اپنا پیار بھرا بوسہ اُسکے گالوں پر باری باری چھوڑتی دور ہوئی۔۔۔

"ہمیں آپکی ہر شرط منظور ہے۔۔"

وہ خوشی سے اُسکے سینے سے لگی بولی۔

غزلان سائیں اُسکی بات پر مسکرایا اُسکے ہاتھ ہنوز اُسکی نازک پشت کو آہستگی سے سہلا رہے تھے۔۔۔

"نورِے جہاں وہاں حویلی میں آپ نہیں آپکی دوست اور عالم داد جائے گے وہ بھی ایک حقیقی شرعی حیثیت سے کیا آپکو ہماری یہ شرط منظور ہے۔۔۔"

غزلان سائیں یکدم سے سنجیدگی سے گویا ہوا نورِ حرم جو اُسکے کشادہ سینے سے لگی مسکرا رہی یہ شرط سنتے ہی اُسکی مسکراہٹ سمٹی اور وہ جھٹکے سے سر اٹھا کر اُسے ساکت نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

"یہ میں اپنی دوست سے پوچھو گی پھر آپکو بتاؤ گی کہ وہ کیا کہتی ہے اگر وہ نامانی تو پھر آپ ہمیں بھی حویلی جانے سے روکے گے نہیں اگر آپ نے ایسا کیا نہ تو ہم سے بُرا آپکے لیے کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"

وہ اُسکی بات پر کچھ دیر سوچنے کے بعد بولی مگر آخر میں وہ ترچھی نگاہوں سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

"اگر آپکی دوست نہیں مانی تو نورِے جہاں ہم بھی آپکو حویلی جانے کی اجازت نہیں دے گا اگر آپ نے ہماری بات نہیں مانی تو ہم آپکو کڑی سے کڑی سزا دے گے۔۔۔"

وہ اُسکی دونوں نازک کلائیوں کو سختی سے پکڑ کر اپنے بے حد قریب کرتا بوجھل لہجے میں کہنے لگا۔۔

نورِ حرم اسکی تپش زدہ سانسوں کے تھپیڑے اپنے چہرے پر محسوس کرتی مسکرائی اور اپنی چھوٹی سی سرخ ناک وہ اُسکی کھڑی ناک سے ٹچ کرتی سہلانے لگی۔۔۔

"سزا تو آپکو بھی ملنی چاہیے شاہ سائیں۔۔۔"

وہ اُسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھتی معنی خیزی سے مسکرا کر بولی غزلان سائیں جو اُسکی سمت دیکھ رہا تھا۔۔

اُسکی پیار کی گرمی سے دہکتے لہجے پر وہ نظریں اُس نازک وجود پر گاڑ کر اُسے دیکھنے لگا جو اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اس وقت ماحول میں دونوں کے جزبوں کے شعلے بھڑک رہے تھے اُن دونوں کو جلانے کے لیے اور فضا میں دونوں کی گرم سانسوں کی مہک رچ بس گئی تھیں۔۔

کیسی سزا نورِے جہاں۔۔۔؟؟"

بھاری بوجھل آواز میں کہتا جھٹکے سے اُسکی نازک پتلی سی کمر کے گرد اپنے ہاتھ حائل کرتا اپنا حصار تنگ کرتا اور اُسے اپنے بے حد قریب کرتا دیکھنے لگا۔۔۔

"پیاری سی۔۔۔"

وہ اپنے نازک ہاتھوں سے اُسکی گھنی مونچھوں کو چھو کر شرارت سے انہیں تاؤ دیتی ہوئیں اور اسکی سیاہ بیرڈ سے کھیلتی ہوئی شریر لہجے میں بولی۔۔

"کس طرح پیاری سی سزا ہماری جان ہمیں دینے والی ہے ہمیں بھی تو پتہ چلے۔۔۔؟؟؟

وہ اُسکی مونچھوں کو چیڑنے پر اپنے لبوں پہ تبسم سجاتا مقعر زدہ آواز میں پوچھنے لگا۔۔۔

نورِ حرم جواب اُسکے گالوں کو کھینچ رہی تھی اُسکی آواز میں بھاری پن محسوس کرتی اپنے دونوں ہاتھ اُسکی پشت پر لے جا کر باندھ کر وہ اُسکے چہرے پر جھکی اور اپنی گرم سانسوں کی مہک اُسکی سانسوں میں بسانے لگی۔۔۔

اسطرح کی سزا دینا چاہتی تھی اب اگر آپ نے آئندہ ہمارے" ساتھ بے ایمانی کی تو ہم آپکو اس سے بھی بُری سزا دے گے شاہ سائیں۔"

وہ گہری سانسیں لیتی اپنی پیشانی اُسکی فراخ پیشانی پر مس کر کے آنکھیں بند کرتی ہوئی گہریں لہجے میں بولی۔اُسکی سانسوں کی

مہک عرقِ گلاب جیسی تھی جو غزلان سائیں کی نتھنوں سے ٹکرا کر اُسے مدہوش کیے اُسکے ہوش گنوا رہی تھی۔۔

"ہمیں دل و جان سے منظور ہے آپکی ہر سزا ہم خوشی خوشی آپکے دیئے ہر سخت سے سخت سزا کو کاٹنے کے لیے تیار ہیں ہماری پیاری نورِے جہاں بس آپ ہم سے اسی طرح محبت کرتیں رہنا ہمیں کبھی اکیلا مت چھوڑنا ورنہ ہم اگر اس بار ٹوٹے نا تو پھر ہمیں کوئی بھی سمیٹ نہیں سکتا۔۔"

اُسے اپنے باہوں میں بھر کر وہ اُسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا اور اُسے آرام سے نرم بیڈ پر لٹا کر خود اُسکے اوپر جھکا اور بیڈ سائیڈ ٹیبل

پر رکھے روشن لمیپ کو ہاتھ بڑھا کر بند کرتا وہ شدت سے اپنا لمس اُسکی انگ انگ میں چھوڑنے لگا۔۔۔

ساری رات غزلان سائیں کی شدتوں بھرے لمس سے معمول کی طرح انکی یہ خوبصورت رات بھی ایک رومانوی داستان تحریر کرتا ایک خوش نمارات کا اختتام آہستہ آہستہ وقت کے گرتے ہی ہوتا جارہا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

نورِ حرم اس وقت ماہ مہر خان کے شاندار سے محل نما گھر میں اُسے عالم داد سے شادی کرنے کے لیے منا رہی تھی جو مان ہی نہیں رہی تھی۔۔

"اُس لومڑی سے شادی نو نیور مجھے کتوں نے نہیں کاٹا کہ میں اس چالاک لومڑ سے شادی کروں۔۔"

وہ ابھی شاور لے کر واشروم سے باہر نکلی تھی سر سے پانی نکل کر اسکے کمرے میں بچھی قیمتی کالین پر گر رہے تھے وہ اس وقت سفید باتھ گاؤن میں ملبوس تھیں جو پیروں تک چھو رہا تھا۔

"ماہی یار میری دوست بہن نہیں ہو دیکھو اب ہمارے پاس صرف یہی اوپشن بچا ہے وہ کھڑوس سٹون ہارٹ مین ہمیں اپنی بیوی کو اپنی ڈر کی وجہ سے اس حویلی میں جانے کی پرمیشن نہیں

دے رہا ہے اب صرف تُم اور وہ عالم داد ہی حویلی سے وہ یو ایس بی
"لا سکتے ہو۔۔

وہ بے چارگی سے اسکے نازک ہاتھوں کو پکڑتی ہوئی بولی۔
ماہ مہر خان اپنے بالوں کو دوسرے ہاتھ سے ٹاول سے خشک کر رہی تھی اسکی بات پر سخت نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔۔

نوری شادی کھیل نہیں ہے جو تم مجھے اس طرح منا رہی ہو یہ"
رشتہ جیون ساتھی کے ساتھ عمر بھر رہنے کا نام ہے یہ ایک پاکیزہ
"اور مضبوط بندھن کا نام ہے۔۔۔

وہ نور حرم سے کافی سمجھدار تھی اسی لیے اسے سمجھاتی ہوئی بولی۔۔

لیکن وہ کہا سمجھنے والی تھی وہ منہ پھلا کر سامنے بیڈ پر جا کر بیٹھی تو ماہ مہر نے نظروں کو غصے سے پھیلا کر اسے گھورا اور پیر پٹک کر بیڈ کی جانب بڑھی۔۔

"نوری تُم سمجھتی کیوں نہیں ہو بچی کی بچی ہو تم بڑی کب ہو گی اور یہ انکل کو آخر کیا پڑی تھیں جو تمہیں اس کم عمری میں شادی جیسے بندھن میں بندھ دیا عقل تو تم میں ہے ہی نہیں پتہ نہیں تمہارا شاہ سائیں بے چارہ تمہیں کیسے سنبھالتا ہے مجھے تو سچ میں اس پر ترس آرہا ہے تم جیسی جلاد بیوی کی وجہ سے۔۔"

وہ اُسکی کی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔

اسے غزلان شاہ پر واقع میں اس وقت بہت ترس آرہا تھا جو نورِ حرم جیسی بے وقوف اور شرارتی لڑکی اسکی بیوی تھی۔۔

"بابا کا تو ہمیں خود پتہ نہیں ہے کہ کیوں انہوں نے ہماری شادی کروائی تھی ایسی کیا وجہ تھی جو وہ اتنی جلدی ہماری شادی کرنے پر مجبور ہوئے تھیں بابا جب واپس آئے گے میں اس بارے میں ان سے ضرور پوچھو گی لیکن جو بھی ہے اب ہمیں سائیں سے بہت عشق سے ہے اب انکے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔۔"

نورِ حرم نے پہلے اپنے بابا کے بارے میں سوچتے ہوئے کہا پھر آخر میں غزلان شاہ کے بارے میں بڑے ہی پیار سے کہنے لگی۔۔۔

ٹھیک ہے نوری میں شادی کرنے کے لیے تیار ہو صرف" تمہاری مشن کی وجہ سے اور اس لومڑ سے کہنا کہ یہ شادی صرف ایک مشن کے لیے میں کر رہی ہو اس سے کہنا اگر اسنے مجھ سے کوئی بھی تعلق رکھنے کی کوشش کیا نا تو میں اسکی ہڈی پسلی ایک کر دو گی۔۔"

ماہ مہر خان اسکی محبت کو دیکھتے ہوئے اچانک سے ایک بہت بڑا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئی وہ اسے کندھوں سے لگا کر اسے پیار سے دیکھنے لگی پھر گویا ہوئی۔۔۔

"کیا سچ میں ماہ آپ عالم داد سے شادی کریں گی۔۔"

نورِ حرم اسکی بات پر چہکتی ہوئی اس سے پوچھنے لگی تو اسنے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

"ہاں صرف تمہاری وجہ سے تمہارے شاہ سائیں کو بے گناہ ثابت کرنے کی وجہ سے بس تم اس عالم داد کو اچھے سے سمجھا دینا کہ یہ شادی کس وجہ سے ہو گی۔۔"

وہ اُسے اپنے ساتھ لگا کر آخر میں عالم داد کا نام منہ ٹھیرا کر کے لینے لگی اسے عالم داد نام سے پتہ نہیں کیوں چڑ ہو رہی تھی حلانکہ وہ اس رات اپنے ہوش میں نہیں تھی اور صبح وہ اپنے گھر میں تھی تو اس سے ملاقات اسے یاد نہیں تھا بلکہ اسنے تو عالم داد کو سہی سے دیکھا بھی نہیں تھا کہ وہ کیسا ہے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

مجھ سے نکاح کیا ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ تُم مجھ سے محبت" کرنے لگ جاؤ مجھے یہ محبت و محبت بلکل بھی پسند نہیں ہے پہلے "سے کہہ رہی ہو مجھ سے محبت مت کرنا۔۔

ماہ مہر خان اور عالم داد کا نکاح غزلان سائیں کے حکم سے اُسکی حویلی میں ہوا تھا اب وہ سب ہال میں بیٹھے تھے۔۔

ماہ مہر نے تیکھی نظروں سے عالم داد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"تُم سے محبت ہاہاہا۔۔"

اُسکی طنزیہ بات پر وہ کہتا زور سے استہزایہ ہنس پڑا۔۔

وہ دونوں غزلان اور نورِ حرم کے سامنے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔۔

ہاہا شکل دیکھی ہے لڑکی اپنی میں محبت کروں گا وہ بھی تُم"

"سے۔۔۔

اُسکی طرف دیکھتے ہوئے عالم داد ہنستے ہوئے کہنے لگا۔۔

کیوں کیا خرابی ہے میری شکل میں کیا میں بدصورت ہو جو تم"
میرا مزاق اڑا رہے ہو اور ایک بات کان کھول کر سن لو تُم سانڈ نما
"بندر مجھے تمہاری محبت چاہیے بھی نہیں سمجھے۔۔

وہ عالم داد کے کسرتی جسم پر چوٹ کرتی غصے سے بولی۔
عالم دادا اسکی سانڈ نما بندر کہنے پر اپنے آپکو دیکھنے لگا بھلا وہ کہاں سے
سانڈ اور بندر لگ رہا تھا۔۔

کیا کیا کہا لڑکی میں سانڈ بندر تُمہیں کوئی شیر نہیں ملا جو مجھے" انکے ساتھ ملا دیا کیا میں تُمہیں بندر کی طرح اچھل کود کرتے "ہوئے نظر آیا یا پھر سانڈ کی طرح پھیلا ہوا

عالم داد اور ماہ مہر کو بچوں کی طرح لڑتے ہوئے دیکھ غزلان سائیں نے نورِ حرم کی جانب بے چارگی سے دیکھا۔۔

"کیا شیر وہاٹ آجوک۔۔"

ماہ مہر یکدم سے اُسے دیکھتی ہنسنے لگی۔

عالم داد اُسے ہنستے ہوئے دیکھ غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔۔

"کیوں کیا میں شیر کی طرح نہیں لگتا جو تم ہنس رہی ہو پاگل"
"لڑکی۔۔

سرخ آنکھوں سے اُسے گھور کر پوچھنے لگا۔
ماہ مہر ہنسنے کی وجہ سے آنکھوں میں نمی لیے اسکی بات پر اسے دیکھنے لگی۔۔

"لائک سریسلی تُم اور شیر کی طرح۔۔"

وہ ہنس ہنس کے پاگل ہوتی ہوئی بولی۔۔

"خاموش لڑکی ورنہ۔۔۔"

عالم داد کو اسکی ہنسی سخت زہر لگ رہی تھی وہ غصے سے غرایا۔۔

"اسٹاپ۔۔۔"

نورِ حرم اپنی جگہ سے اٹھی اور ان دونوں کے بیچ میں آکر بولی۔۔
غزلان سائیں اُسے ان دونوں کے پاس دیکھ مسکرایا۔۔

"یہ آپ دونوں بچوں کی طرح کیوں لڑ رہے ہیں آپ لوگ کیا حویلی جا کر اسی طرح ٹام جیری کی طرح لڑے گے۔۔؟؟

نورِ حرم نے سخت نظروں سے عالم داد اور ماہ مہر کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

عالم داد اور ماہ مہر خان ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے نورِ حرم کی بات پر سیدھے ہو کر اسے دیکھنے لگے۔۔

"نہیں میں تو نہیں لڑوں گی ہاں یہ اسے سمجھائے مجھے شک ہو رہا ہے یہ جس نظروں سے مجھے دیکھ رہا ہے اپنے دماغ میں پلان بنا رہا ہو گا مجھے سبق سیکھانے کیلئے کیونکہ میں اسے پسند جو نہیں کرتی ہو باقی لڑکیوں کی طرح ناں۔۔"

ماہ مہر سخت نظروں سے عالم داد کو دیکھتی ہوئی بولی۔

نورِ حرم اور غزلان سائیں کا دل چاہا کے ان دونوں کا سر ایک دوسرے سے ٹکرا دے یہ دونوں تو ان سے بھی بڑے سیاپے تھے۔۔۔

سائیں اس لڑکی سے صاف کہہ دے کہ ہم سے کوئی امید مت" لگائیں ہم اسے کچھ بھی نہیں دے گے یہ شائید اسطرح لڑ کر چاہتی ہے کہ ہم اسکی محبت میں گرفتار ہو جائے تو یہ اس لڑکی کی "خام خیالی ہے۔

عالم داد نے تیوریاں چڑھا کر ماہ مہر کو گھورتے ہوئے غزلان سائیں کو مخاطب کیا۔۔

ماہ مہر خان اور عالم داد لڑنے سے بہتر نہیں کہ آپ دونوں حویلی"
میں انٹری کیسے کرنا ہے ایسی کونسی وجہ ہو کہ شاہ حویلی والے عالم
داد کو نفرت کے بجائے نرمی سے اندر داخل ہونے کی اجازت
دے آپکو تو وہ پہچانتے نہیں ہے لیکن عالم داد کو وہ اچھے سے
جانتے ہیں کہ وہ ہمارے خادم خاص ہے وہ اتنی آسانی سے اسے
اندر آنے نہیں دے گے بلکہ شائید گاؤں میں دیکھتے ہی گولی سے
"اڑادے عالم داد کو گاؤں والے۔۔

غزلان سائیں نے سنجیدگی سے کہا۔

تواُسکی بات پر ماہ مہر اور عالم داد سنجیدہ ہو گئے اور ایک ساتھ بیٹھ کر پلان بنانے لگے کہ عالم داد کو کیسے حویلی کے اندر داخل ہونے میں کامیاب کرنا ہے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

نورِ حرم کچن میں کھڑی اُسکے لیے فروٹ سلاد بنا رہی تھی پورے کچن کو اسنے پھیلا کر رکھ دیا تھا سامنے ٹیبل کے اوپر اسنے ایک پلیٹ میں سیب کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے رکھے تھے اور اب وہ ایک اسمائلی فیس بنا کر مسکرائی۔۔

نورے جہاں آپ کیا بنا رہی ہے۔۔؟؟"

غزلان سائیں اچانک پیچھے سے آکر اُسے پکڑتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

نورِ حرم اُسکی جانب مڑی اور اُسکی ناک کو چھو کر دونوں ہاتھوں سے اسکے گالوں کو کھینچتی اسے ہاتھ مسکرانے کا اشارہ کرنے لگی۔۔۔

"فروٹ سلاد۔۔"

وہ اُسکی ناک کو اپنی ناک سے رگڑتے ہوئے بولی۔۔

غزلان سائیں اُسکی بے باک نگاہوں اور ناک کی نوک کو اب اپنے لبوں سے اوپر محسوس کر کے اپنے ہاتھ اسکی نازک کمر کے گرد باندھ کر اُسے اپنے بے حد قریب کرتا اسے پیار سے دیکھنے لگا۔

"لائے یہ فروٹ ہمیں دے ہم بناتے ہیں۔۔۔"

وہ اُسے کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھا کر کچن کاؤنٹر پر بیٹھاتے ہوئے کہنے لگا اور ایپرن پہن کر فروٹ کاٹنے لگا وہ کچن کاؤنٹر پر بیٹھی اُسے دیکھ رہی تھی جو اسکے قریب کھڑا بڑے ہی تیزی سے فروٹ کاٹ رہا تھا وہ تھوڑا سا کھسک کر اسکے قریب ہوئی اور ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے چہرے کو اپنے ہاتھ سے چھونے لگی۔۔

"شششششی۔۔"

وہ اپنے چہرے پر اُسکی انگلیوں کے پوروں سے چھونے پر ضبط سے خود کو روکنے کی وجہ سے اپنی انگلی پر چاقو پھیر گیا وہ بری طرح سے سسک کر پیچھے ہٹا۔۔

نورِ حرم جو اُسکے چہرے کو پیار سے چھو رہی تھی اسکے ہاتھ سے بُری طرح سے خون بہتے ہوئے دیکھتی تڑپ کر تیزی سے آگے بڑھی۔۔

"شاہ سائیں یہ کیا کر دیا آپ نے دیکھے کتنا خون بہہ رہا ہے"

وہ روتی ہوئی اسکی انگلی کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

غزلان سائیں جو اسکے ہاتھ پکڑتے ہی درد بھول گیا تھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"نورِے جہاں ہم ٹھیک ہے خدا کے لیے روئے تو مت۔۔۔"

اُسکے آنسوؤں کو دیکھ وہ تڑپا اور اُسے دوسرے ہاتھ سے اپنے سینے سے لگاتا ہوا کہنے لگا۔

نورِ حرم جو اُسکے ہاتھ کو پکڑے ہوئے تھی اسکی ہتھیلی سے نکلتے خون کو دیکھتے ہوئے اور بھی زیادہ رونے لگی۔

"نہیں شاہ سائیں چلے ہم ہاسپٹل چلتے ہیں دیکھے تو بہت زیادہ خون بہہ رہا ہے۔۔"

وہ یکدم سے اس سے الگ ہوتی اسکے دوسرے ہاتھ کو اپنی کمر سے ہٹا کر سختی سے پکڑتی ہوئی تیزی سے باہر کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔

"نورِے جہاں میری جان ہم ٹھیک ہے یہ اتنا سا تو چوٹ ہے ہم ہاسپٹل جاتے ہوئے کیا اچھے لگے گے۔۔؟؟

غزلان سائیں اپنی ضدی بیوی کو بے بسی سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا جو اُسے کھینچ کر حویلی سے باہر اور اب پورچ میں کھڑی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

"چپ کریں آپ یہ اتنا سا چوٹ ہے اتنا زیادہ خون بہہ چکا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں یہ کچھ بھی نہیں ہے چلے اندر بیٹھے ہم کچھ بھی نہیں سنے گے جب تک ڈاکٹر ڈریسنگ نہیں کرتا آپکے ہاتھ کو ہمیں تسلی نہیں ہو گی۔۔"

وہ اُسے غصے سے ڈپٹ کر گاڑی کا دروازہ اُسکے کھولتی اُسے اندر بیٹھنے کا کہنے لگی وہ بھی بچوں کی طرح منہ بسور کر اندر بیٹھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

علی شاہ کو حویلی کے بڑے ہاسپٹل لے کر گئے تھے وہ یہاں عورتوں کے پاس ٹھہرا تھا تاکہ ہاسپٹل سے کوئی خبر ملے تو وہ سب کو تسلی دے سکے۔۔

وہ باہر ہال میں صوفے پر بیٹھا تھا کہ تبھی زنانہ خانے سے اماں سائیں اور زینب کے ساتھ باقی حویلی کی عورتوں کی چیخیں سنائی دی تو دستگیر شاہ تیزی سے اندر کی طرف بھاگا۔۔۔

اندر جب وہ داخل ہوا تو سامنے فاطمہ شاہ کو اماں سائیں کی گود میں بے سدھ پڑے دیکھ وہ آگے بڑھا تو اُسے اُسکے منہ سے سفید جھاگ نکلتے ہوئے دیکھ وہ ساکت رہ گیا یہ جھاگ علی شاہ کے منہ سے نکلتے جھاگ سے مختلف تھے۔

اماں سائیں یہ۔۔۔؟؟"

وہ پھٹی آنکھوں سے آگے بڑھتا فاطمہ شاہ کو دیکھتے ہوئے اماں سائیں سے پوچھنے لگا۔۔

جو فاطمہ شاہ کے وجود کو روتی ہوئی ہلا رہی تھی جو آنکھیں موندے پڑی ہوئی تھی جبکہ انکے پاس حویلی کی سبھی عورتیں بیٹھی بری طرح سے رو رہی تھی۔۔

"دستگیر میرے بچے یہ بلکل میرے سالار کی طرح ہماری بچی کے ساتھ ہوا ہے کسی نے اسکو زہر دیا ہے اسکے بھی منہ سے اُسی طرح

جھاگ نکلا تھا جلدی کرو میری بچی کو ہسپتال لے کر جاؤ ورنہ یہ بھی مجھے اپنے بھائی کی طرح چھوڑ کر چلی جائے گی۔۔"

اماں سائیں فاطمہ اپنی بچی کو بے ہوش دیکھ روتی ہوئی بولیں۔ انہیں اس وقت سالار شاہ نظر آرہا تھا اپنے باہوں میں اسکا ساکت وجود محسوس ہو رہا تھا فاطمہ شاہ کو چھو کر وہ سسک کر کہتی دستگیر شاہ کی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اماں سائیں آپ فکر مت کریں فاطمہ کو کچھ نہیں ہو گا سالار بھائی کی طرح ہم فاطمہ کو نہیں کھوئے گے میں وعدہ کرتا ہوں میں اسے دور جانے نہیں دو گا۔۔"

دستگیر شاہ تیزی سے آگے بڑھا اور اُسکے بے جان وجود کو اماں سائیں کی گود سے اٹھایا اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"عباس شاہ یہ زہر وہ ہیں جو آپکے پوتے کو بھی دیا گیا تھا شکر ہے آپکی پوتی کو زیادہ مقدار میں نہیں دیا ہے اس نے جس نے اسے زہر دینا چاہا ہو گا اگر اسنے ڈوز زیادہ کیا ہوتا تو وہ بھی سالار شاہ کی طرح موقع پر مر جاتی۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر سید عباس شاہ شاکڈ رہ کر دستگیر شاہ کی جانب دیکھنے لگے جو سنجیدگی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اس وقت اُس روم میں تھا جہاں علی شاہ تھا جو سامنے بیڈ پر آنکھیں بند کیے پڑا تھا وہ بھی ڈاکٹر کی بات سن رہا تھا۔

اور علی شاہ اُسکا زہر کیا وہ بھی سیم ہے جو اسنے پیا تھا۔۔؟؟"

سنجیدگی سے دستگیر شاہ اب علی شاہ کے متعلق پوچھنے لگا۔

"نہیں وہ مختلف ہے وہ اتنا سٹرانگ نہیں ہے اسی وجہ سے وہ اب ٹھیک ہے بلکہ اب وہ ہوش میں آچکا ہے لیکن دوسرا زہر بہت سٹرانگ ہے کل تک انہیں ہوش آئے گا آج نہیں ہاں دونوں خطرے سے باہر ہے۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر وہ داد اسائیں کی جانب دیکھنے لگا جو اسے ہی سنجیدگی سے دیکھ رہے تھے۔

"تُم دستگیر شاہ اپنی محبت کے لیے کسی معصوم کی جان لوں گے مجھے امید نہیں تھا کیوں دیا فاطمہ کو زہر کیا اس دو ٹکے کی استانی کے لیے ہاں بتاؤ مجھے۔۔؟؟

تبھی اچانک سے علی شاہ شدید غصے سے اٹھا اور بیڈ سے نیچے اتر کر دستگیر شاہ کی جانب بڑھا اور اسے گردن سے پکڑ کر غرایا۔۔

"بکواس بند کرو اپنی میں کیوں دو گا فاطمہ کو نکاح کے بعد زہر ہاں۔۔"

وہ سنجیدگی سے علی شاہ کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑ کر گہریں لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

علی شاہ اُسکے چہرے کے پھتریلے تاثرات سے یکدم سے پیچھے ہٹ گیا تو دستگیر شاہ نے سنجیدگی سے قدم اسکی جانب بڑھاتے ہوئے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔۔۔

"کیوں ماروں گا میں ایک معصوم کو ہاں علی شاہ میں کون سے بدلے میں جل کر کیوں کسی بے قصور کو جان سے مارنے کا پلان بناؤ گا ہاں۔۔۔"

سنجیدگی سے کہتے وہ علی شاہ کی جانب بڑھنے لگا۔

سید عباس شاہ تاسف سے علی شاہ کو دیکھنے لگے کیونکہ وہ اور دستگیر شاہ اور گھر کے سبھی لوگ اچھے سے جانتے تھے کہ علی شاہ ہی سالار شاہ کا قاتل ہے یہ بات انہیں اس دن پتہ چلی جب علی شاہ نے دستگیر شاہ کا ایکسیڈینٹ کیا تھا انہوں نے اپنے خاص بندے علی شاہ کے پیچھے لگائے تھے اور علی شاہ کی غیر موجودگی میں انہوں نے خادموں کی مدد سے جب اسکے کمرے کی تلاشی لی تو انہیں وہ زہر ملا جو سالار شاہ کو دیا گیا تھا یہ بات بھی اپنی فیملی ڈاکٹر سے جس نے سالار شاہ کی ٹریٹمنٹ کیا تھا ایک سال پہلے کیا تھا ان سے پوچھنے کے بعد انہوں نے کلیئر کر لیا تھا کہ علی شاہ ہی سالار شاہ کا قاتل ہے۔۔۔

علی شاہ تُم یہ دو نمبری زہر پی کر تُمہیں کیا لگا کہ ہم سے بچ جاؤ" گے تو یہ تُمہاری بھول ہے یہ جو یہاں چل رہا ہے نا یہ سب ایک ناٹک ہیں یہاں تک میر ااور فاطمہ شاہ کا نکاح ڈراما تھا صرف تُمہیں رنگے ہاتھوں پکڑنے کے لیے میں نے تو اپنی اور مھروسہ کے نکاح کی بات اسی دن بتا دیا تھا دادا سائیں کو جس دن میں مھروسہ کو اپنے پاس لے کر آیا تھا یہ سب جو چل رہا ہے یہ میرا سوچا سمجھا پلان تھا

جو میں نے فاطمہ شاہ کو اعتماد میں لے کر اسے بتایا تھا کیونکہ وہ ایک سال سے اپنے بھائی کے قاتل کو موت کے گھاٹ اترتے ہوئے دیکھنے کی خواہاں ہیں اسی لیے اسنے میر اساتھ دیا اور آج تم بے نقاب ہو گئے اپنی اس بے تکی سی دو نمبری منصوبے کی وجہ سے علی شاہ۔۔"

دستگیر شاہ نے یہ پلان علی شاہ کی سچائی جاننے کے بعد دادا سائیں کے ساتھ مل کر رکھا تھا اب وہ پکڑا گیا تھا تو وہ بہت ہی زیادہ خوش تھا

لیکن غازی بھائی کی وہ بے گناہی ثابت نہیں کر پایا تھا انکی بے گناہی کا ثبوت اسے ابھی تک نہیں ملا تھا وہ ایک سال سے ڈھونڈ رہا تھا وہ پرامید تھا کہ ایک دن ضرور وہ غازی بھائی کو بے قصور ثابت کر دے گا جس طرح آج اسنے علی شاہ کو بے نقاب کر دیا تھا۔۔

آفیسر لے کر جاؤ اس آستین کے سانپ کو ہم اس سے ضرور" آکر سوال کروں گا کہ یہ سب اسنے کیوں کیا تھا اتنی نفرت وہ

کیوں کرتا ہے شاہ حویلی کے ایک ایک فرد سے آخر وجہ کیا ہے
" نفرت کی جو یہ ہم سب سے کرنے لگا ہے۔۔

سید عباس شاہ نے آفیسر سے کہتے ہوئے نفرت سے علی شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو دو ہلکار کی گرفت میں پھٹی آنکھوں سے دستگیر شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اس وقت شاک میں تھا آخر وہ اتنی جلدی کیسے پکڑا جا سکتا تھا اسنے تو اتنی خاموشی سے اپنے پلان پر کام کیا تھا کہ بھنک تک کسی کو پڑنے اسنے کسی کو نہیں دیا لیکن آج وہ کیسے بے نقاب ہوا کیسے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

مھروسہ شاہ شاور کے نیچے کھڑی ہچکیاں لے لے کر بُری طرح سے رو رہی تھی۔۔

آج رات اُسکے لیے بھاری تھا یہ سوچ بار بار ذہن پر کسی ہتھوڑے کی ضرب کی طرح اسے لگ رہا تھا وہ کسی اور کے ساتھ ایک بیڈ روم ایک بیڈ پر کسی دوسری عورت کے ساتھ یہ رات گزارنے والا ہے۔۔

یہ سوچ اُسکو تکلیف پہنچا رہی تھی اُسکے جسم و دل میں ایک آگ بھڑک سی رہی تھی وہ اُس آگ کو ٹھنڈا کرنے شاور کے نیچے کھڑی اپنے آنسوؤں کو بہا رہی تھی۔۔

شاہ کیوں کیا آپ نے ایسا کیوں۔۔۔؟؟"

وہ اپنا چہرہ اوپر کرتیں زور زور سے چیختی ہوئی ہزیانی انداز میں بولی۔۔

کیوں ہمارے بچے کے بارے میں نہیں سوچا آپ نے شاہ" کیوں۔۔۔؟؟

اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں سختی سے میچتی ہوئی وہ رو کر بولی۔

تبھی پیچھے سے کسی کے مضبوط ہاتھ اُسکے نازک ہاتھ کے اوپر اپنا لمس بخشنے لگے اور نرم گردن پر گرم سانسوں کی تپش شاور سے نکلتے یخ ٹھنڈے پانی کے باوجود بھی اُسکے پورے وجود میں حرارت بخشنے لگا۔۔۔

"مھرو۔۔۔"

ایک گھمبیر نم سرگوشی اُسکی سماعت سے ٹکرائی تو وہ تڑپ کر پیچھے مڑی تو اپنے سامنے اُسے اس وقت دیکھ وہ خود پر کنٹرول نہ رکھ سکی اور سسکتی بے قراری سے اپنے ہاتھ اُسکے چہرے پر رکھ وہ مقابل کے آنسوؤں سے تر لبوں پر اپنے گلزار لبوں کو سجا گئی یہ تک بھول گئی کہ اُسنے صبح اُسکے ساتھ کیا کیا تھا۔

دستگیر شاہ علی شاہ کو آفیسرز کے حوالے کرنے کے بعد سیدھا اسکے پاس آیا تھا وہ اب اُسے بلکل بھی تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اسنے صبح اُسے صرف احساس دلانے کے لیے وہ سب کہہ گیا تھا کہ اُسے احساس ہو جائے کہ تکلیف کیسے کہتے ہیں جب محبوب کی وجہ سے تکلیف ملتی ہے تو کتنا درد ہوتا ہے۔۔

جب وہ بیڈ روم میں داخل ہو رہا تھا تو واشروم سے اُسکی چیخ سن کر وہ پریشانی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اسے شاور کے نیچے کپڑوں سمیت دیکھ وہ بہت تڑپا اور پیچھے سے جا کر اُسے ساتھ لگا گیا تھا۔۔

"شاہ آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں آپکو تو اپنی بیوی کے پاس ہونا چاہیے تھا۔۔۔؟؟

وہ اُسکے چہرے کو تھام کر نم آواز میں بولی۔

دستگیر شاہ نے اُسکی بھیگی پیشانی سے پیشانی تھکا کر لب اُسکی سرخ ستواں ناک پر سجا کر وہ اسے دیکھنے لگا۔۔

"ہم وہی پر ہے۔۔۔"

اُسکے پیشانی سے پیشانی کو ہٹا کر وہ اپنے لب اُسکی گردن پر رکھتا بوجھل لہجے میں کہنے لگا۔

مھروسہ اسکی بات اور دہکتے لمس پر لرز اٹھی۔

"نہیں آپ یہاں سے چلے جائے وہ آپکی نئ نویلی دلہن ہے وہ آپکی راہ تک رہی ہو گی۔۔۔"

وہ اُسکی جابجا لمس کو اپنی گردن لب اور گالوں پر پھسلتے ہوئے محسوس کرتیں شدت سے کانپتی ہوئی کہنے لگی۔۔

"مھرو ہماری بیوی فلحال صرف ایک ہی ہے جس کے پاس بے حد قریب کھڑے ہم اپنا شدتوں بھرے لمس لوٹا رہے ہیں۔۔"

وہ گھمبیر آواز میں کہتا اُسکے چہرے کو چھو رہا تھا اچانک سے وہ اُسے باہوں میں بھر کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا اس وقت وہ جانتا

تھا کہ مہروسہ صبح سے رو رہی تھی اب اسکے لیے اتنی دیر شاور کے نیچے کھڑے رہنا ٹھیک نہیں تھا وہ ڈریسنگ روم میں پہنچ کر اُسے سامنے سے کرسی کھینچ کر بیٹھاتے ہوئے اُسکے لیے ایک آرام دہ سوٹ نکال کر اُسے چھینج کرنے کا کہتا خود باہر نکلا۔۔

تھوڑی دیر بعد جب مہروسہ شاہ باہر نکلی تو سفید آرام دہ فراک پہنے ہوئے تھی دستگیر شاہ نے آگے بڑھ کر اُسے تھاما اور بیڈ کی جانب لے جانے لگا۔۔

"آپ اس وقت حویلی میں کیوں نہیں ہے وہاں وہ آپکا انتظار کر رہی ہو گی اب وہ آپکی بیوی ہے جتنا حق میرا ہے آپ پر اب اسکا

بھی آپ پر اتنا حق ہے آپ پلیز خیانت مت کریں اسے بھی برابر "حق دے جس طرح آپ نے مجھے دیا تھا۔۔

وہ بظاہر تو اس سے سنجیدگی سے کہہ رہی تھی لیکن یہ سب کہتے ہوئے وہ اندر سے حوصلا جما کر رہی تھی تڑپ رہی تھی اسے کسی اور عورت کے ساتھ جوڑ کر۔۔

مھر وپہلے کچھ کھاتے ہیں پھر ہم وہ سب بتائے گے جس کی وجہ " "سے آپکو بہت تکلیف اٹھانا پڑی تھی آج۔

دستگیر شاہ نے پلیٹ میں سالن نکالتے ہوئے اسے دیتے ہوئے کہا تو اسکے منہ سے سسکی نکلی تو وہ آگے بڑھا اور خود اسے کھانا کھلانے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

دور رہوں کمینے زلیل انسان مجھ سے یہ مت بھولو کے ہم اِس" وقت کہاں ہے اور کس پوزیشن میں ہے اگر غلطی سے بھی ہماری آواز باہر چلی گئی نہ تو ہمیں ایک منٹ میں یہ لوگ گولی سے اڑادے گے۔۔۔؟؟

وہ دونوں پوری حویلی میں رات تین بجے کے قریب ثبوت ڈھونڈنے نکلے تھے راستے میں جب اُنکی نظر ایک خادم پر پڑی تو وہ جو اُسکے پیچھے تھی تیزی سے آگے بڑھی اور اُسکی مضبوط کلائی پکڑ کر سامنے نظر آتے ایک روم میں داخل ہوئی اور اب وہ دونوں اُس روم میں رکھے ایک الماری کے اندر تھے وہ اُسکے پیچھے کھڑا تھا اچانک اپنے دونوں ہاتھ آگے لا کر وہ اُسے اپنی تنگ حصار میں مقید کرتا اُسکی شفاف گردن کو چھونے لگا تو وہ شدید غصے سے خود کو چھڑاتی ہوئی بولی۔۔۔

"یاد ہے لڑکی کے ہم اس وقت کہاں ہے رہی دوری کی بات یہ اب ناممکن ہے آپ اب ہماری ریاست کی ملکہ بن چکی ہے تو اب آپ مرتے دم تک ہمارے ساتھ رہے گی۔۔"

وہ اُسکی گردن کو چھوتے ہوئے سر اوپر اٹھا کر گھمبیر آواز میں کہتا اُسے سخت غصہ دلا گیا۔۔۔

یہ شادی میں نے تُم سے صرف اس مشن کیلئے کیا تھا نا کہ " تُمہاری ضرورت کو پوری کرنے کیلئے اپنے ہاتھوں اور منہ کو لگام دوورنہ میں اچھی طرح انہیں لگام دینا جانتی ہو۔۔"

وہ سختی سے اُسکے مضبوط ہاتھوں کو پکڑتی ہوئی بولی۔۔۔

"تو لگام دو نا لڑکی ہم نے روکا تو نہیں ہے۔۔۔"

اُسکا رخ اپنی جانب کرتا باہر سے آتی روشنی میں وہ اُسکے بُری طرح سے ہلتے لبوں کو دیکھ سکتا تھا وہ مدہوش ہو گیا اُن لبوں کی تھرتھراہٹ کو دیکھ کر وہ اپنی سنہری آنکھوں میں نشہ لیے نیچے جھکا اور خود کو سیراب کرنے لگا۔۔۔

"چھ۔۔۔۔ چھوڑو مجھے تُم جھوٹے انسان ہو اتنی جلدی اپنی بات سے کیسے منکر سکتے ہو کیسے کہہ رہے تھے اُس دن اپنے سائیں کے سامنے کہ میں صرف مشن کے لیے اس لڑکی سے شادی کر رہا ہوں یہ مجھ سے کوئی امید نہ لگائے ہنہہ اب خود مجھ سے امید لگا رہے ہو۔۔"

وہ اُسے دور کرتی چیخ کر بولی۔۔

لڑکی پہلے ہم جو کہہ رہے تھے وہ سب سچ کہہ رہے تھے کہ ہم" سے امید مت لگانا اور اب بھی سچ کہے گے کہ آپکو جتنی مرضی ہم سے دل لگانا ہے ہمیں محبت کرنا ہے ہمیں بلکل بھی بُرا نہیں لگے گا بلکہ بہت اچھا لگے گا کہ آپ بھی ہماری طرح اس رشتے کو قبول کر رہی ہے۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے اُسکی کلائی پکڑ کر اسے اپنی باہوں میں بھر کر اور پھر دوسرے ہاتھ سے اُسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر اٹھاتے ہوئے پیار بھری گھمبیر آواز میں کہتا اُسکی ٹھوڑی کو چھو کر اُسے لرزنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

شٹ اپ اپنی گھٹیا بکواس بند کرو تُمہیں مجھ سے یہ پانچ گھنٹے " میں کیسے محبت ہو گئی ہاں مجھے تو اب تم مشکوک لگ رہے ہو کہی تم مجھ سے کوئی گیم تو نہیں کھیل رہے ہو۔۔؟؟

وہ ملازم کے وہاں سے جاتے ہی الماری کے پٹ کھول کر لات مار کر باہر گرا کر خود اسکے اوپر چڑھ کر اسکے دونوں مضبوط ہاتھوں کو سختی سے جکڑتی ہوئی بولی۔

ماہ مہر خان کو اس وقت عالم داد بہت مشکوک لگ رہا تھا پلان کو بنائے ہوئے انہیں چار گھنٹے ہوئے تھے اور اب یہ پانچواں گھنٹہ ہونے والا تھا تو پھر عالم داد اسے اتنی جلدی اس سے کیسے پیار کا بخار چڑھا۔۔

"پیار گھنٹے دن مہینے سال نہیں دیکھتی پیاری یہ بس ہو جاتی ہیں کسی بھی لمحے کسی بھی دن یا سال میں جیسے مجھے ان پانچ گھنٹوں کے اتنے مختصر وقت میں تم سے ہوا ہے۔۔"

عالم داد یکدم سے اُسے نیچے کرتا خود وہ اسکے اوپر جھک کر اُسکے چہرے پر آوارہ لٹوں کو پیچھے کرتا گھمبیر آواز میں کہتا اسکے غصے سے کانپتے لبوں پہ جھکنے لگا۔۔۔

"اسٹاپ اٹ زلیل انسان دور رہوں مجھ سے اپنے گندے ہاتھ ہٹاؤ مجھ سے۔۔"

ماہ مہر اپنا چہرہ دوسری طرف کرتی ہوئی شدید غصے سے بولی۔

"جانم ہمارے ہاتھ تو بلکل بھی نہیں چل رہے ہاں البتہ منہ ضرور گستاخی کرنے والا ہے اگر خاموش رہوں گی تو ہم اسے لگام ڈالے گے۔۔"

وہ اُسے ڈرانے کے لئے سچ میں اسکے لبوں کے قریب اپنا چہرہ لے جاتے ہوئے بھاری آواز میں کہنے لگا ماہ جو چہرے ادھر ادھر کر رہی تھی اور چیخ رہی تھی اسکی بات پر خاموش ہو گئی۔

"لڑکی ماننا پڑے گا کہ تُم بہت زیادہ سٹرانگ ہو جو ہمارے جھانسے میں نہیں آئیں ورنہ تمہاری جگہ اگر کوئی کمزور پیار کی بھوکی لڑکی ہوتی ناں تو وہ اس وقت یہاں نہیں ہمارے بیڈ روم

میں ہماری تنگ باہوں کی گرفت میں سمٹ رہی ہوتی ہماری پیار
"کی گرمی میں سلگ رہی ہوتی۔

وہ اُس دور ہونے کے بعد بھی بے باکیت سے باز نہیں آیا
اُسکی تعریف کرتے ہوئے آخر میں معنی خیز اشارہ کرتے ہوئے
اُسے شرم سے سرخ انار ی کر گیا۔۔

کتنے بے شرم ہو تُم لائر کمینے زلیل انسان اگر وہ لڑکی تُمہارے"
نکاح میں نہ ہوتی تب بھی تُم اُسے اپنے بیڈ تک لے جاتے ہاں
؟؟۔۔

وہ سخت نظروں سے اُسے گھورتی ہاتھ اٹھا کر اُسکے چہرے پر تھپڑ مارنے کے لیے آگے بڑھی لیکن اُسکے کمر سے پکڑنے وہ تلملا کر رہ گئی۔۔

"لاحول ولا قوۃ۔۔۔"

اُسکی بات پر عالم داد نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنے کان کو ہاتھ لگایا اور کمر پر گرفت تنگ کرتا اسے جُلسانے لگا اپنی قربت سے اپنی مہک سے نزدیکی سے اور اپنی لمس سے وہ سرخ رنگ آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی اور شرم کے باعث سلگ رہی تھی۔

لڑکی اب ہم اتنے بھی بے غیرت نہیں ہے تُمہیں بھی صرف" اس لیے چھوا ہے کیونکہ تم شرعی حیثیت سے ہماری بیوی ہو چاہیے کاغذی ہی لیکن ہمیں آپکو چھونے کا مکمل حق ہے اگر آپ ہمارے جال میں پھنس جاتی نہ تو ہم یہی پر اپنا قبضہ جما لیتے صبح "تک۔۔

وہ اُسے جلانے کے لیے یہ سب کر رہا تھا اور اسے غصے سے تلملاتے ہوئے دیکھ کر اسے بے حد مزا آرہا تھا ورنہ وہ اپنے دل میں اسکے لیے کوئی احساس محسوس نہیں کر رہا تھا وہ شروع سے ناٹک کر رہا تھا اسے چیک کرنے کے لیے کہ ایک مرد کے قریب آنے پر یہ لڑکی اپنے نفس پر قابو رکھ سکتی ہے یا نہیں۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

اگر ہمیں اِس طرح چوروں کی طرح گھسنا تھا تو تُمہارے پیر" سائیں نے ہمیں نکاح کرنے پر مجبور کیوں کیا تھا ہم بغیر نکاح کے "بھی تو یہاں آ سکتے تھے۔۔

ماہ مہر نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا

عالم داد جو اُس روم سے نکلنے کے بعد خاموش اُسکے آگے چل رہا تھا اُسکی بات پر جھٹکے سے مڑا۔

کیونکہ تُم سے اور تُمہاری دوست سے زیادہ ہم دونوں شاہ حویلی" والوں کو جانتے ہیں اگر ہم بغیر رشتے کے رات کے تین بجے

اُنہیں اُنکی حویلی کے کسی بیڈ روم میں مل گئے ناں تو وہ پہلے ہمارے رشتے کے متعلق پوچھے گے پھر بعد میں یہ پوچھے گے کہ "ہم یہاں کیا کرنے آئے تھے۔۔

وہ دونوں اِس وقت حویلی کے اوپری منزل پر تھے عالم داد نے آگے بڑھ اُسے پیچھے رکھے ایک سنگل صوفے پر گرایا اور خود اُسکے اوپر جھکتے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔۔

"یہ رولز اِس حویلی کے مرد نے بنائے ہو گا ہیں ناں ویلج مین۔۔"

وہ اُسکی اتنی قربت پر شرم سے سرخ ہونے کے بجائے آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑے سنجیدگی سے بولی۔

"ہاں سٹی وویمن یہ رولز شاہ حویلی کے سید عباس شاہ نے بنائے ہیں۔۔۔"

وہ اُسکے چہرے پر رقم ناگواریت دیکھتا سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"میں نے گاؤں پر بنے جو آرٹیکل پڑھے تھے ناں وہ سب سچ ہونگے مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تُم سب گاؤں والے مرد کتنے بڑے ظالم لوگ ہو ہمشیہ عورتوں کو کیوں ڈی گریٹ کرنے کی کوششیں کرتے ہو خود مرد جو چاہیئے عیاشیاں کرتے پھریں جب کوئی گاؤں کی کوئی عورت

اپنے حق کے لیے آواز اٹھاتی ہے تو کیوں اُسکے لیے پنچایت لگاتے ہو تُم ظالم گاؤں کے مرد۔۔۔"

وہ ہمشیہ گاؤں میں عورتوں کے ساتھ ہوئے واقعات پر بنے آرٹیکل پڑھتی تھی آج عالم داد کے منہ سے وہی چیزیں سن کر اُسے ایک دم سے عالم داد کے ساتھ اس گاؤں کے مردوں پر غصہ آنے لگا۔

نہیں لڑکی یہاں صرف عورتوں پر ظلم نہیں کیا جاتا یہاں" مردوں پر بھی بہت ظلم کیا جاتا ہے مثال ہمارے پیر سائیں ہیں۔۔"

عالم داد نے بغور اُسکے غصے سے سُرخ خوبصورت چہرے پر سجا کر اُسے غزلان سائیں کی بابت بتانے لگا۔۔

"اُس پر ظلم کرنے والے بھی تو اس شاہ حویلی کے مرد اور گاؤں کے مرد ہی تو تھے بہت ظالم ہے یہ مرد نا ہی عورت کو چھوڑتے ہیں اور نا ہی مرد کو خود کو زمینی خدا سمجھتے ہیں ہنہہہہ۔۔"

وہ نفرت سے کہتی عالم داد کو سخت حیرت میں مبتلا کر گئی۔
اُسکی آنکھوں میں اتنا نفرت مردوں کے لیے دیکھ پتہ نہیں کیوں عالم داد کو بے چینی سے یہ بات جاننے کا تجسس ہونے لگا آخر مردوں سے اتنی نفرت کی وجہ کیا ہے جو وہ نفرت سے مرد کا نام لے رہی تھی۔۔

مردوں سے اتنی نفرت کرنے کی وجہ آپ بتا سکتی ہیں ہمیں" لڑکی ہمیں شہر کے مردوں کا نہیں پتہ لیکن ہم گاؤں کے مرد بہت ہی نرم دل اور۔۔؟؟

عالم داد صوفے کے ہتھوں پر اپنے دونوں ہاتھ جما کر اُسکے اوپر جھکتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

ماہ مہر صوفے پر بے سکونی سے اِدھر اُدھر کھسکتی ہوئی سخت نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔

عالم داد مزید آگے جھک کر اُسکے ستواں ناک کے قریب اپنے لب لے جانے لگا وہ یہ دیکھتی جھٹکے سے اپنا چہرہ دوسری طرف کر گئی۔۔

اور بڑے رومانٹک مزاج والے بھی کہوں میڈم ہم گاؤں"

والے مرد اپنی بیوی کے ساتھ رومانس بھی بڑی ایمان داری سے کرتے ہیں اِنہیں اپنے پیار سے پیار کرانے پر مجبور بھی جلد کر دیتے ہیں اگر یہ نکاح محبت کی وجہ سے نا کرتے ناں تو ہم اس وقت یہ سب بھول کر دونوں ایک دوسرے کی باہوں کے تنگ حصار میں اس چاہت بھری مدہوش اندھیری رات کے سحر میں کھو کر ہم اس لمحے کو حسین اور ایک یادگار بھری کہانی بنا دیتے "لڑکی۔۔

نجانے کیوں صوفے پر آنکھوں میں مردوں کے لیے نفرت لیے بیٹھی لڑکی کو اِس وقت اپنی مضبوط باہوں میں سمٹ کر بری طرح

لرزتے ہوئے شرم سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بے پناہ شرماتے ہوئے دیکھنے کا خواہش کرنے لگا۔

تُم اتنے بے شرم اپنے سائیں کے سامنے تو بلکل بھی نہیں لگ رہے تھے تو یہاں آتے ہی تُم نے بے شرمی کی زبان بولنا کیوں شروع کر دیا۔۔"

ماہ مہر خان نے اُسے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
جو اُسکے اوپر جھکا شائید کوئی گستاخی کرنے کی خواہش دل میں لیے اُسکے پاس بے حد قریب بڑھ رہا تھا۔

کیونکہ لڑکی صبح سے ہماری زبان میں ایک خراب قسم کی کجھلی" نے حملہ کیا تھا آپ سے بے شرمی کی زبان میں بات چیت کرنے "کے لیے۔۔۔

عالم داد اُسکے غصے سے تھرکتے نازک گلابی لبوں کے کناروں پہ اپنے مونچھوں تلے دبے لب رکھ کر اُسی وقت پیچھے ہٹا کہ کہی وہ لڑکی اُسکے چہرے کو غصے سے بگاڑ ہی نہ دے وہ معنی خیزی سے بوجھل لہجے میں کہتا اُسکی آنکھوں میں جھانک کر اپنی ایک آنکھ شرارت سے دبا گیا۔

ماہ مہر خان اُسکی بے ساختگی اور بے باک نگاہوں سے دیکھنے پر اپنی آنکھیں پھاڑے اُسے گھور رہی تھی۔

منحوس گھٹیا مرد پیچھے رہوں ہم یہاں صرف ایک یو ایس بی"
"کے لیے آئے ہیں تُمہاری ان چونچلو کو پورا کرنے نہیں۔۔۔

وہ آنکھوں میں غصہ لیے ہاتھ اسکے سینے پر رکھتی اُسے پیچھے
دھکیل کر اٹھتی ہوئی سختی سے بولی۔
عالم داد اُسکے دھکا دینے سے ایک انچ بھی نہیں ہلا ہاں وہ نیچے
گرنے کی ایکٹنگ کرتا اپنے کشادہ سینے پر ہاتھ رکھ کر معنی خیز
نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔۔

ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ مل کر ہمارے چونچلو کو پورا"
"کرنے میں ہماری مدد کریں۔
وہ زو معنی لہجے میں کہتا اُسے آگ بگولہ کر گیا۔

پھر کیا کہتی ہیں آپ لڑکی یہ جگہ بھی ایک دم رومانوی اور"
"موضوع ہے ہمارے چونچلے۔۔

وہ بھاری آواز میں کہتا اٹھا اور اُسے شانوں سے پکڑ کر کہنے لگا ماہ مہر خان اُس شخص کی گستاخ باتوں سے اپنے سر پر غصے سے شعلے بھڑکتے ہوئے محسوس کر تیں اُسے بھسم کر دیتی نظروں سے گھورنے لگی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

گلِ رانیہ صبح سے اپنے روم سے میں بند تھی اب رات کے گیارہ بج رہے تھے وہ سخت پریشانی سے اُسکے بیڈ روم کی جانب بڑھا۔۔

گل۔۔؟؟"

وہ روم میں داخل ہوا تو اُسے بیڈ پر بے سود پڑے دیکھ وہ تڑپا پاس ہی عینی لیٹی کھیل رہی تھی اسکی آواز پر زور سے ہاتھ پیر چلانے لگی۔۔

"گلِ میری جان آنکھیں کھولو۔۔۔"

وہ بیڈ پر اسکے قریب آکر اُسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

تبھی اُسکی نظر عینی پر پڑی جو اپنی چھوٹی انگلیاں منہ میں ڈالے زور زور سے انہیں چوس رہی تھی عینی شائید بھوکی تھی یہ دیکھ کر وہ تیزی سے سائیڈ ٹیبل پر رکھے انٹر کام کو اٹھا کر میڈ کو بلا کر واپس گل رانیہ کی جانب متوجہ ہوا جو اسی طرح بے ہوش تھی۔۔۔

"جی سر۔۔"

میڈ جب روم میں داخل ہو کر بولی۔

"جاؤ عینی کو دودھ پلا کر اُسے میرے بیڈ روم میں سلا دو اور آج کی رات تم بھی اسکے ساتھ وہی رہنا۔۔"

وہ میڈ کو حکم دینے کے بعد اسے دیکھنے لگا جو خاموشی سے آگے بڑھی اور عینی کو اٹھا کر وہاں سے لے جانے لگی۔

ان کے وہاں سے جانے کے بعد وہ گل رانیہ کو اٹھا کر واش روم کی جانب بڑھا۔۔

اُسکے جسم کی حرارت کو ٹھنڈے پانی سے کم کرنے کے لیے وہ شاور کے نیچے جا کر کھڑا ہوا اور اتنی سردی میں ٹھنڈ کی پرواہ کیے بغیر وہ اُسکے نازک بخار سے تپتے وجود کو پکڑے بغیر پیشانی پر بل ڈالے کھڑا رہا تھا۔۔

جب اُسکے جسم کا تپش کچھ کم ہوا تو وہ اُسے لیے روم میں داخل ہوا اور بیڈ پر اُسے لٹا کر تیزی سے اپنی بھیگی چکی شرٹ کو اتار کر نیچے

پیچھکنے کے بعد وہ اُسکے جسم پر چپکے کپڑوں کو دیکھنے لگا جو چپک کر اسکے نشیب و فراز کو ظاہر کر رہے تھے وہ اپنی نظریں ہٹا کر تیزی سے الماری کی جانب بڑھا اور اسکے لیے ایک آرام دہ سوٹ نکال کر بیڈ کے سامنے آیا اور اُسے دیکھنے لگا۔۔

اب کیسے میں اُسے کپڑے پہناؤ۔۔؟؟"

وہ اُسکی جانب دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

پھر کچھ سوچ کر وہ اسکے اوپر کمفرٹ اھوڑا کر خود اسکے اوپر جھکا اور ہاتھ کمفرٹ کے اندر لے جا کر وہ اسکی نائٹ سوٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔

"شاہ۔۔"

اُسکے حساب شائید ٹھنڈے پانی کی وجہ سے جھاگ رہے تھے شہریار اسکی شرٹ کے بٹن کھول کر اسکی نائٹ سوٹ کو اتار کر وہ نیچے رکھنے کے لیے جھکا ہی تھا کہ گل رانیہ یکدم سے اٹھی تو کمفرٹ نیچے گر گیا جان کیسے نکلتی ہے اس لمحے کوئی شہریار بخت شاہ سے پوچھتا وہ ساکت ہو کر اپنی آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ گل رانیہ نے بے ہوشی میں واپس نیچے لیٹتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ سے اُسے کالر سے پکڑا تو وہ سیدھا اسکے اوپر جھکا اور آنکھیں پھاڑے اُسکے چہرے کو دیکھنے لگا جو نیم بے ہوشی اور ہوش میں رہ کر اسکا نام لے رہی تھی اور آنکھیں ہلکی وا کیے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"شاہ تُم مجھے اسکی طرح تو نہیں مارو گے ناں تم اسکی طرح ہو س"
"کے لیے اپنی محبت کا نام لے کر مجھے نہیں چھوؤ گے ناں۔۔۔

وہ اُسے کالر سے پکڑے نیم واں آنکھیں اسکے چہرے پر گاڑے ہلکی آواز میں کہہ رہی تھی۔

اسنے بے ساختہ اپنی گردن نہیں میں ہلائی تو وہ لبوں پر ایک مسکراہٹ سجا کر جھٹکے سے اُسے اپنے سینے سے لگا کر اسکی چوڑی پشت پر گرفت سخت کرتی اسے خود سے دور جانے سے روکنے لگی۔

نہیں جاناں میں اُن بے غیرت مردوں کی طرح نہیں ہو جو" صرف عورت کو ہوس کے لیے استعمال کرنا جانتے ہیں میں تو اپنی جان کو صرف اپنی محبت کی وجہ سے حاصل کرنا چاہتا تھا اسکے ساتھ ملنا صرف اسکی راضہ سے چاہتا تھا لیکن جانم آج یہ سب کر کے تم نے مجھے خود اپنے قریب آنے پر مجبور کر دیا ہے۔۔"

وہ پہلے سے ہی اپنا ضبط کنٹرول کر رہا تھا اُسے اس حالت میں دیکھ کر اسکے گلے سے لگانے پر وہ اپنا ضبط کھو کر اُسکی گردن پر اپنے نشان چھوڑنے لگا پھر جب وہ اوپر کی طرف بڑھا اور اسکے گرم دہکتے لبوں پہ اپنے لب اسنے

رکھے تو وہ جو اپنے ہوش میں نہیں تھی اسکی شدت پر سختی سے اسکے سینے پر اپنے نازک ہاتھ رکھ کر اپنے نشان چھوڑتی وہ اسے مزید مدہوش کرنے لگی۔۔۔

اسکی شدتیں بڑھتی جا رہی تھی تیزی سے جس طرح وقت پھسلتا جا رہا تھا اسکی پیار کی سرگوشیاں بھی اسی طرح ارد گرد بکھر کر ماحول کو اور بھی حسین تر بنا رہی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

اُسے کھانا کھلانے کے بعد اُسکے گرد اچھے سے شال اوڑھا کر وہ اُسے اپنی باہوں میں بھرتا سامنے بیڈ کی طرف لے جا کر اُسے

آرام سے بیٹھا کر خود اُسکے پاس بیٹھا اور اُسکے ہاتھ پکڑ کر کچھ دیر اُسے یونہی دیکھنے لگا۔۔

آپ اُسکے پاس کیوں نہیں جا رہے ہیں۔۔؟؟"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی نم آواز میں یہ اُس سے یہ سوال پوچھنے لگی۔

دستگیر شاہ نے دوسرا ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے چہرے پر رکھا۔

"کیونکہ وہ ہماری بیوی نہیں ہے۔۔"

دستگیر شاہ سنجیدگی سے کہتا ہوا اٹھا اور بیڈ پر اُسکے پاس بیٹھ کر اُسکے چہرے اور شولڈر سے اُسکے بالوں کو ہٹا کر اپنے لب اُسکے شولڈر پر رکھتا اُسے سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ نے اُس سے نکاح کیا ہے پھر وہ آپکی بیوی کیسے نہیں۔۔؟؟

وہ تڑپ کر اس سے پوچھنے لگی اور اُسکے دہکتے لبوں کو اپنے شولڈر سے نیچے پھسلتے ہوئے محسوس کرتیں اُس سے دور ہونے لگی۔۔

دستگیر شاہ اُسکے دور ہونے پر ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے بیڈ پر لٹا کر خود اُسکے اوپر جھکا۔۔

"اُستانی جی وہ نکاح جھوٹا تھا۔۔"

اُسکی شال کو اُسکے بھرے وجود سے ہٹا کر اپنا چہرہ نیچے اُسکے پیٹ کے پاس لے جا کر اُسکے پیٹ پر اپنے لب رکھ کر اُسے آرام سے کہنے لگا۔۔

یہ آپکا کیا کہہ رہے ہیں نکاح کیسے جھوٹا ہو سکتا ہے۔۔؟؟"

وہ اُسکی بات پر ساکت رہ گئی۔
دستگیر شاہ چہرہ اوپر کرتا اُسکی ساکت نظروں میں دیکھنے لگا۔۔

یہ سب علی شاہ کو پکڑنے کے لیے ہم نے ایک جال بچھایا تھا اپنی" کزن کے ساتھ مل کر جس کے ساتھ ہم نے آپکو نکاح کا کہا تھا علی

شاہ اُسکے بھائی کا قاتل ہے اور یہ بات ہمیں ہماری ایکسڈنٹ کے وقت جب علی شاہ ہمیں جان سے مارنا چاہتا تھا تب ہمیں اسکی سچائی پتہ چلی تھی۔۔

تو ہم نے ٹھیک ہوتے ہی اسکے کمرے کی تلاشی لی تو ہمیں ایک زہر کی شیشی وہاں سے ملا تھا جو ہم نے اپنے فیملی ڈاکٹر کو دیکھایا تو انکا کہنا تھا کہ یہ زہر سالار شاہ کو بھی دیا گیا تھا۔

یہ بات جان کر ہمیں علی شاہ سے سخت نفرت ہوا تھا اور یہ سچائی ہم نے دادا سائیں سے جب شئیر کیا تو تب فاطمہ شاہ سالار شاہ کی بہن وہاں موجود تھی دادا سائیں کے روم کے باہر وہ کھڑی تھی۔

وہ رات کے وقت دادا سائیں کو ہمشیہ دودھ دینے آتی تھی اس دن بھی وہ دودھ دینے آئی تھیں جب اس نے علی شاہ کی سچائی سنی تو وہ غصے سے اندر داخل ہو کر ہم سے کہنے لگی کہ اسے اپنے

بھائی کی موت کا بدلا علی شاہ سے لینا ہے یہ پلان ہم دونوں نے دادا سائیں کے روم میں بیٹھ کر اُس رات بنائی تھیں مھرو ہمیں "معاف کر دے ہم نے آپ سے اتنا بڑا جھوٹ بولا۔۔

وہ یکدم سے اپنے کان پکڑتے ہوئے کہنے لگا۔

مھروسہ یہ سب سنتی ہوئی شدید غصے سے اسے پیچھے ہٹا کر اٹھی اور تکیہ اٹھا کر اُسے مارنے لگی۔۔۔

"دستگیر شاہ اتنی بڑی بات آپ نے ہم سے چھپائی بہت بُرے ہیں آپ بہت زیادہ۔۔

وہ زور زور سے اُسے تکیہ مارتی ہوئی غصے سے ہانپتی ہوئی بولی تبھی اپنے پیٹ میں شدید درد کی لہر محسوس کرتی تکیہ پیھنک کر کراہ کر اپنا پیٹ پکڑ کر رو اٹھی۔۔

مھر و آر یو آل رائٹ۔۔۔؟؟"

دستگیر شاہ جو ہنستے ہوئے اسکی وار سے سہہ رہا تھا اُسے پیٹ پکڑتے ہوئے دیکھ وہ پریشانی سے اٹھا اور اُسے شانوں سے پکڑ کر بیڈ پر لٹا کر اسکے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بے قراری سے پوچھنے لگا۔۔۔

نہیں ہم ٹھیک نہیں ہے دستگیر شاہ آپ نے تو آج ہمیں مار ہی" ڈالنا تھا اگر آپ اس وقت نہیں آتیں نا تو شائید ہم سچ میں مر "جاتے۔۔

وہ درد شائید اُسکے غصہ کرنے اور زور سے ہلنے کی وجہ سے اُٹھے تھے اب وہ بیڈ پر سیدھی لیٹی ہوئی اپنی آنکھوں میں نمی لیے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

اللہ نہ کرے مھرو کے آپکو کچھ ہو آپ اسطرح کی باتیں کر کے" اس حالت میں ہونے کے باوجود بھی ہمیں مجبور کر رہی ہے کچھ کرنے کو سزا دینے کے لیے آپ کیوں ہمیں مجبور کر رہی ہے۔۔۔؟؟

وہ اُسکی کلائیوں کو اُسکے سر کے اوپر لے جا کر سختی سے بیڈ کراؤن سے لگاتا اُسکے چہرے پر جھکتے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔۔

تو شاہ جی آپکو روکا کس نے ہے ہمیں سزا نہ دینے سے۔۔؟؟"

وہ بھی اپنی آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے اُسے پیار سے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

دستگیر عالم شاہ جو اُسکی آنکھوں کی چمک میں ڈوب گیا تھا اُسکی بات پر شرشاری سے اُسکی ٹھوڈی پر اپنے لب رکھ گیا۔

مھروسہ شاہ آنکھیں کھولے اُسے دیکھ رہی تھی اُسکے لبوں کو اپنے لبوں سے نیچے محسوس کرتی وہ مسکرائی تبھی وہ اُسکے لبوں کے قریب آیا تو وہ اپنے لب اُسکے لبوں سے دور کر گئی۔

دستگیر عالم شاہ جو بے قراری اور مدہوشی سے اُسکی سانسوں کو چھونے کے لیے مچل رہا تھا اُسکی شرارت پر وہ خوبصورتی سے مسکرایا اسکے دوبارہ رخ موڑنے پر وہ مزید آگے بڑھا اور آخر کار وہ اُسکے نازک گلزار لبوں پہ اپنے لب رکھنے میں کامیاب ہو گیا۔۔

"ہمارے بچے نے ہمیں روکا ورنہ ہم آج کی رات کو بھی اُس رات کی طرح ہم شمعیں جلا کر روشن کر دیتے اور آج کی اِس رات کو مثالی بنا دیتے مھرو۔۔۔"

وہ اُسکی لبوں کی جام پینے کے بعد پیچھے ہٹا اور سائیڈ پر لیٹ کر اسکے پہلوں پر رکھا نازک ہاتھ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھتا بھاری آواز میں کہنے لگا۔۔

ویسے مھرود ستگیر کی جان اگر ہم آج کی رات سچ میں فاطمہ شاہ" کے پاس اسکے ساتھ خوشی سے اس قیمتی رات کو سیلبریٹ "کرتے تو آپ کیا محسوس کرتی۔۔

وہ یکدم سے کہنیوں کے بل بیٹھ کر اُسے شریر نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔
جو اُسکی بات پر غصے سے سرخ ہو گئی تھی۔۔

تو ہم جنون میں آکر آپکو اور اُس فاطمہ شاہ کو گلا دبا کر مار ڈالتے"
دستگیر عالم شاہ آپ نے ابھی صرف ہماری نفرت دیکھی ہے ہمارا
"عشق اور جنون نہیں دیکھا ہے۔۔

وہ شدید جنونیت سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔
دستگیر عالم شاہ اُسکی آنکھوں میں جنون اور عشق کے شعلے بھڑکتے
ہوئے دیکھا تو مسکرا اٹھا۔

آپ فاطمہ شاہ کا گلا چھوڑے ابھی ہماری سانسیں بند کر دے"
مھر و جانم قسم سے ہم آہ بھی نہیں کرے گے بلکہ پیار سے آپکا
"ساتھ بڑے ہی احترام سے دے گے۔۔

وہ اُسکی جانب دیکھتے ہوئے اپنی ایک آنکھ کو شرارت سے دبا کر معنی خیزی سے اُسکے غصے سے لرزتے لبوں پہ نظریں فوکس کرتا کہنے لگا۔

مھروسہ شاہ اُسکی بے باک بات کو سمجھ کر شرم سے سرخ ہوتی تیزی سے اپنا چہرہ اُسکی کشادہ سینے میں چھپا گئی جبکہ اسکی تیزی پر دستگیر عالم شاہ ہنس کر اپنے مضبوط ہاتھ اُسکے گرد باندھ کر اپنی آنکھیں سکون سے موند گیا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ہمیں ماں نہیں بننا ہمیں بچہ نہیں چاہیے شاہ سائیں۔۔۔"

وہ ہچکیاں لے لے کر غزلان سائیں کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔

غزلان سائیں ہاسپٹل کے کوریڈور سے اُسے لیے گزر رہا تھا۔۔ ابھی ایک لڑکی کو زور سے اپنا سر پٹک پٹک کر اسٹریچر پر مارتے ہوئے انکے سامنے سے لے جائے گیا تھا جو بُری طرح سے رو رہی تھی اور درد سے بے حال زور زور سے چیخ رہی تھی۔

اس منظر کو دیکھ کر نورِ حرم کی ساری بہادری غائب ہو کر رہ گئی تھیں کیونکہ لڑکی کو لیبر پین کی وجہ سے چیختے ہوئے اور درد میں مبتلا دیکھ وہ سخت ڈر چکی تھی۔۔

اُس لڑکی کی تکلیف دہ چیخوں نے پورے ہاسپٹل کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔نورِ حرم تب سے آنسوؤں بہا کر بس یہی رٹا لگا رہی تھی اُسے ماں نہیں بننا اُسے بچہ نہیں چاہیئے۔۔۔

کیوں نہیں چاہیے میری جان کو بے بی۔۔؟؟"

غزلان سائیں جانتا تھا کہ وہ کیوں ڈر رہی تھی پھر بھی وہ اُس سے پوچھنے لگا۔

نورِ حرم جو اُسی طرف دیکھ رہی تھی جہاں اُس لڑکی کو لے جایا گیا تھا اُسکی بات پر وہ سوں سوں کرتی اُسے اپنی موٹی شہد رنگ آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔

آپ نے دیکھا نہیں شاہ سائیں وہ کک۔۔۔۔کتنے پین میں تھی"
اور کتنی ہیوی بھی ہمیں نہیں بننا آٹے کی بوری ہمیں نہیں چاہیے
"کوئی بے بی۔۔

وہ ناک کو رگڑتی ہوئی رو کر بولی۔
غزلان سائیں اُسکی بات پر اپنی ہنسی بمشکل ضبط کرتا ہاتھ آگے
بڑھا کر اُسکی سرخ چھوٹی ناک کو کھینچتا معنی خیزی سے مسکرا کر
کہنے لگا۔۔

ہمیں تو آپکو آٹے کی بوری بنتے ہوئے دیکھنے کی بے حد خواہش"
"ہو رہی ہیں گستاخ لڑکی۔۔

وہ شریر معنی خیز لہجے میں کہتا نورِ حرم کو سخت ڈرا گیا وہ تڑپ کر اُسکے سینے میں چھپتی ہوئی یہ بھول گئی کہ وہ اس وقت ہاسپٹل کے کوریڈور میں کھڑے تھے۔۔

شاہ سائیں ہمیں نہیں بننا ماں ہمیں شدید ناپسند آئی یہ بات بھلا" کیا بات ہوئی ہم ہی کیوں یہ سب برداشت کرے اگر آپکو بے بی چاہیے آپ کسی اور سے جا کر شادی کر لے
ہم اگر آپکی دوسری شادی سے بچے گے تو یہ قربانی دل کو بڑا کر کے دے بھی گے آپکو کسی سے شئیر کر کے لیکن ہمیں اس لڑکی "کی طرح موٹی بلکل بھی نہیں بننا۔۔

وہ ڈرتی ہوئی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے غزلان سائیں کو دیکھتی دوسری شادی والی بات بڑے ہی مشکل سے اپنے منہ سے نکال گئی تھی۔

غزلان سائیں اُسکی خوف پر صرف مسکرانے لگا۔۔

ہمیں تو صرف ایک گستاخ لڑکی سے بے بی چاہیے جو ہماری چھوٹی سی گستاخ بیوی ہے اور گستاخ لڑکی آپ ہی ہماری پیرنی اور جان بن کر تا قیامت ہمارے ساتھ رہے گی ہمیں دوسری شادی نہیں کرنا سنا آپ نے ہماری گستاخ محترمہ۔۔"

غزلان سائیں نے شریر لہجے میں کہہ کر اُسکے خوفزدہ چہرے کی طرف دیکھا۔

نورِ حرم خوف سے کانپ رہی تھی غزلان سائیں کی بات پر اپنے چہرے پر پسینے کے قطروں کو وہ شدت سے محسوس کر تیں اپنا ہاتھ اوپر کرنے لگی جو کسی سخت وزن کی وجہ سے وہ اٹھا نہیں پائی تو نظریں نیچے کر کے دیکھنے لگی تو اپنے ہاتھ غزلان شاہ کے ہاتھ میں لگے بینڈ یج کے اندر پٹی میں مقید تھے تبھی اُسے غزلان شاہ کی ہتھیلی سے پھوٹتی نمی سے سخت خوفزدہ ہو کر وہ روتی ہوئی اپنی نازک ہاتھ کھینچنے لگی جو اتنا آسان نہیں تھا کیونکہ اُسے نے تو ڈاکٹر کو سختی سے بینڈ یج کو باندھنے کا کہا تھا۔

"شاہ سائیں ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔۔"

وہ روتی ہوئی اُس دوری قائم کرتی ہوئی بولی۔

غزلان سائیں اسکی دوری پر اسکی کمر کے گرد ہاتھ رکھ کر اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگا کر اُسے مزید خوفزدہ کر گیا۔پہلے وہ جتنا اُسکے قریب آنے کے لیے مچلتی تھی اب اتنا ہی اس سے دور ہونے کے لیے مچل رہی تھی۔۔

کیوں آپکو کیا کام ہے ڈاکٹر سے گستاخ لڑکی۔۔۔؟؟"

غزلان سائیں اپنی ہنسی کنٹرول کیے شریر لہجے میں پوچھنے لگا۔

نورِ حرم اپنا اور اُسکا بینڈ یج میں مقید ہاتھ مشکل سے اوپر اٹھا پائی ایک تو مضبوط ہاتھ کا وزن اور دوسرا بینڈ یج کی پٹی کا وزن اُسے پریشان کر رہی تھی اوپر سے غزلان سائیں کی بے باک نگاہوں ہاتھوں کی ہتھیلی کی گرم سے وہ سخت ڈر رہی تھی۔۔

"میرا ہاتھ سائیں۔۔۔"

وہ آنکھوں میں موٹے موٹے موتی سجائے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔

غزلان سائیں آج اُن شہد رنگ آنکھوں میں شرارت اور بے باکی کے بجائے موتیوں کی لڑی جس بات کی وجہ سے دیکھ رہا تھا اُسے سوچ کر وہ دل ہی دل میں ہنسنے لگا۔۔

"آپ بھول گئی کہ یہ ہاتھ اب جب تک ہمارا ہاتھ ٹھیک نہیں ہو گا تب تک آپکا یہ نازک ہاتھ اس بینڈیج سے باہر نہیں نکلے گا۔۔"

وہ اُسے کچھ دیر پہلے کی بات یاد کراتے ہوئے شرارت سے زو معنی لہجے میں کہتا اُسے اور زیادہ رونے پر مجبور کرنے لگا۔

وہ ہچکیاں لیتی ہوئی آنسو بہاتی ہوئی کچھ دیر پہلے ڈاکٹر کے روم کے منظر میں کھو گئی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"ڈاکٹر صاحب ہمیں بھی اس بینڈ یج میں اپنا ہاتھ قید ہوتے ہوئے دیکھنا ہے کیا آپ ہمارا ہاتھ شاہ سائیں کے بینڈ یج لگے ہاتھ میں قید کر سکتے ہیں۔۔۔؟؟

نورِ حرم ڈاکٹر کے ٹیبل پر بیٹھی سامنے ایک چھوٹے سے بیڈ پر بیٹھے پیر غزلان شاہ کے ہاتھ میں بینڈ یج لگاتے ڈاکٹر سے کہنے لگی۔۔

"گستاخ لڑکی۔۔۔"

غزلان سائیں کی تنبیہہ بھری نظروں سے اُسے گھورا۔۔

کیوں آپ ایسا کیوں دیکھنا چاہتی ہے۔۔؟؟"

ڈاکٹر صاحب اپنے کام میں مگن نورِ حرم سے پوچھنے لگا۔
جو بڑے ہی پیار سے غزلان سائیں کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی اور بیڈ پر اسکے ساتھ بیٹھ کر اُسے چھیڑنے کے

لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر شرارت سے اسکے گالوں کو زور سے کھینچنے لگی۔۔

کیونکہ ہمیں اپنے پیر سائیں سے اب ایک منٹ کی دوری بھی" برداشت نہیں ہوتی ہم جب انکے ساتھ ہونگے ناں بینڈ یج کی "وجہ سے تو سکون میں رہے گے۔۔

وہ ایک آنکھ دبا کر ڈاکٹر کے نیچے دیکھنے کا خوب فائدہ اٹھاتی ہوئی تیزی سے تھوڑا سا آگے بڑھی اور غزلان سائیں کے لبوں کو چھو کر دور ہو کر شرارت سے ڈاکٹر سے بولی۔

محبت اپنی جگہ ہے میں مانتا ہوں ایک محبوب بیوی کو اپنے شوہر" کی دوری سخت تکلیف پہنچاتی ہیں لیکن میری مانے آپ یہ سوچ دماغ سے نکال دے ورنہ بعد میں آپ دونوں کو بہت مشکلات کا "سامنا کرنا پڑے گا۔۔

ڈاکٹر صاحب کے اوپر دیکھنے پر وہ تیزی سے پیچھے ہٹے۔
غزلان سائیں کا چہرہ تو سرخ رنگ میں بدلتا جا رہا تھا اس لڑکی کی بے باک حرکت کی وجہ سے وہ نہ موقع دیکھتی ہے نا جگہ۔۔

دیکھو ڈاکٹر کیا کہہ رہا ہے شریر لڑکی ہمیں ہی بعد میں مشکل" "ہو گی آپ رہنے دے اور یہ ہم تو ہر گز نہیں کرے گے۔۔

غزلان سائیں نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہمیں تو کرنا ہے شاہ سائیں آپ مانتے ہیں یا نہیں اگر ہمیں" زبردستی بھی کرنی پڑی نہ تو ہم وہ بھی کر گزرے گے اسی لیے پیار سے کہہ رہی ہو پیارے مان جائے ورنہ ہم جو کرے گے ڈاکٹر صاحب کے سامنے وہ آپ اچھے سے جانتے ہیں۔۔"

وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی ہوئی بظاہر مسکرا کر بولی لیکن غزلان سائیں اسکے لفظوں کے پیچھے چھپی دھمکی کو اچھے سے سمجھ گیا اسکا دل کیا اپنا سر جا کر دیوار پر دے مارے۔

"یہ لڑکی اتنی بے باک کیوں ہے واللہ یہاں پر بھی شروع ہو گئی۔

وہ اپنے دل میں بڑبڑاتے ہوئے خود سے کہنے لگا۔۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب یہ جو کہتی ہے آپ وہی کرے۔۔"

وہ بے بس نظر اُس پر ڈالتے ہوئے ڈاکٹر سے کہنے لگا۔
نورِ حرم اُسکی بات پر خوشی سے اپنا نازک ہاتھ اُسکی مضبوط ہتھیلی کے اوپر رکھتی اُسے دیکھنے لگی جواب سخت نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔"

وہ اُس منظر سے نکل کر ہاسپٹل کے کوریڈور میں پہنچی تو چیخ اٹھی۔

غزلان سائیں اُسکی چیخ پر ہنستے ہوئے اپنا بینڈ یج لگا ہاتھ اوپر اٹھا کر بے باکی سے اپنے لب اپنے ہاتھ کے اوپر رکھ کر اُسے اپنی آنکھوں کی مستیوں سے باور کرانے لگا کہ اب یہ ہاتھ بینڈ یج سے باہر تب تک نہیں نکلے گے جب تک وہ نہیں چاہے گا۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں نگاہیں ڈالے کھڑے تھے آس پاس کو بھول گئے تھے۔

جبکہ سامنے کھڑے شخص کی آنکھیں اُن دونوں کو دیکھ آگ بگولہ ہو گئے تھے تبھی کسی کے کندھا ہلانا پر وہ شخص انہیں نظر انداز کرتا شدید غصے سے آگے بڑھنے لگا۔۔

ہم اب گاڑی کے اندر کیسے بیٹھے گے شاہ سائیں۔۔؟؟"

وہ گاڑی کے سامنے کھڑے تھے تبھی نورِ حرم نے اپنا اور اسکا ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں گستاخ لڑکی یہ سوچنے والی بات ہے ہم اب اندر کیسے بیٹھے "
"گے۔۔

غزلان سائیں کو بھی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس بینڈ تج لگے ہاتھ سے کیسے بیٹھے گے گاڑی کے اندر تبھی نور حرم غصے سے کہنے لگی۔۔

"یہ ساری غلطی ہماری ہے ہم ضد نہ کرتے تو اس وقت یہاں کھڑے یہ نہ سوچ رہے ہوتے کہ گاڑی کے اندر ہمیں کیسے بیٹھنا ہے۔۔"

وہ غصے سے سرخ ہوتی بولی۔

"کوئی بات نہیں لڑکی یہاں آئے۔۔"

وہ اُسے لیے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا اور دروازہ کھول کر پہلے اسے اندر جانے کا اشارہ کرنے لگا تو وہ چپ چاپ جا کر آگے بڑھی اور اسکے کے ہلنے پر غزلان سائیں بھی آگے بڑھا وہ اندر گئی تو وہ بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا۔

"ہماری طرف دیکھے اور ہمارے نزدیک آیئے گستاخ لڑکی۔۔۔"

غزلان سائیں نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"نہیں ہم نہیں دیکھے گے اور نہ ہی آپکے پاس آئے گے۔۔۔"

وہ اُس سے دور ہوتی سرخ چہرے کے ساتھ نظریں مزید نیچے جھکا کر بولی۔۔۔۔

اب وہ غصے سے سرخ ہو رہی تھی یا شرم سے سرخ پڑ رہی تھی یہ غزلان سائیں کو سمجھ میں نہیں آیا۔۔

"ہم سے دور جانے کا آپ سوچیئے گا بھی مت ورنہ ہم اتنے پاس آئے گے کہ آپکی سانسیں ہماری جنونیت سہہ نہیں پائے گی۔"

غزلان سائیں کے زور سے جھٹکا دینے پر وہ اُسکی گود پر جا گری نورِ حرم اُسکی نزدیکی اور اپنی پشت پر اُسکی انگلیوں کو سرکتے ہوئے محسوس کرتیں اور اپنی گردن پر اُسکے دہکتے ہونٹوں کی تپش کو

محسوس کر کے وہ اپنے پورے وجود میں ایک سنسنی خیز لہر کو شدت سے ڈورتے ہوئے محسوس کرنے لگی تھی۔۔

غزلان سائیں کی نظروں کے پیام سے اُسکے چہرے کی رنگت زرد رنگ میں بدلتی جارہی تھی۔

اوراب جواسنے کہااس سے تووہ اور بھی زیادہ سہم کر رہ گئی تھیں۔۔

آپ شاپنگ پر چلے گی ہمارے ساتھ گستاخ پاگل لڑکی۔۔؟؟"

وہ اُس ہاتھ سے جس پر بینڈ یج نہیں لگا تھا اُسے تھوڈی سے پکڑ کر پوچھنے لگا۔

نورِ حرم شاپنگ کا نام سن کر خوشی سے اُسے دیکھنے لگی وہ اتنی خوش پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی جتنی آج اسکے منہ سے پہلی بار شاپنگ پر چلنے کا سن کر ہو رہی تھی۔۔

کیوں نہیں ضرور ہم چلے گے لیکن رات کے اس وقت آپ نے "پلان کیوں بنایا۔۔

وہ خوشی سے چہک کر بولی۔

تو غزلان سائیں اُسے پہلے کی طرح دیکھ مسکرایا۔۔

کیونکہ رات کے گیارہ بجے ہم گاؤں کے لیے تو نہیں نکل سکتے تو" ہم نے سوچا کہ کیوں نہ صبح ہونے تک ہم لوگ شہر کی سیر کر "لیتے ہیں۔۔۔

وہ اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"مطلب فل انجوائے منٹ۔۔۔"

وہ چہکتی ہوئی اسکے گالوں کو شرارت سے کھینچتی ہوئی اپنی ایک آنکھ بے باکی سے دبا کر کہنے لگی۔۔۔

اِسی طرح بے باک نگاہوں والی گستاخ لڑکی ہمیں چاہیے اب"
اگر آپکی نظروں میں ہمیں خوف نظر آیا تو ہم آپکو سزا دے گے
اور ابھی تھوڑی دیر پہلے جو ہمارے ذہن میں چل رہا تھا ہم اسے
" بھی سچ ثابت کر دے گے۔۔

وہ بے باک نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
تو نورِ حرم اپنی ازلی بے باک انداز میں اُسکے چہرے کو پکڑ کر وہ
اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھ کر شریر نظروں سے اسے دیکھنے
لگی۔۔۔

شاہ سائیں کیا چل رہا تھا آپ کے ذہن میں کچھ دیر پہلے جسے"
آپ سچ کرنا چاہتے ہیں۔۔؟؟

وہ اپنا سر اُسکے کشادہ سینے پر رکھتی اُسکے بٹنوں سے کھیلتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔۔

غزلان سائیں نے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا اور اُسے ماسک پہنانے لگا تو وہ حیرت سے اسے یہ کرتے ہوئے دیکھنے لگی۔۔

"ماما بابا کا پلان بنا رہے ہیں تھے ہم ہاسپٹل کے کوریڈور میں آپکو اپنے سینے سے لگاتے وقت اگر آپ خوفزدہ نظر آئی نہ اس بات کی وجہ سے ہم سچ میں اس پلان پر عمل کرے گے۔۔"

وہ اُسکی چھوٹی سی ناک کو ماسک کے اوپر سے دباتے ہوئے شریر لہجے میں کہتا اُسے لرزا کر رکھ گیا۔

وہ خوفزدگی لیے اچانک اسکے سینے سے ہٹی اور اس سے دور ہونے لگی۔۔

آپ یہ ماسک کیوں لگا رہے ہیں۔۔؟؟"

اسکی پلان پر عمل کرنے والی بات کو سن کر وہ اپنے خوفزدہ تاثرات کو درست کرتی ہوئی اسکے چہرے پر لگے ماسک کی جانب اشارہ کرتی پوچھنے لگی۔۔

کیونکہ کوئی ہمیں ہماری گستاخ بیوی کے ساتھ شاپنگ کرتے" "ہوئے ناں ڈسٹرب کرے۔۔

وہ معنی خیزی سے مسکرا کر اسے ہاتھ بڑھا کر اپنے قریب کرتے ہوئے کہنے لگا۔۔

نورِ حرم آج اسکے انداز پر سخت دل میں خوف کی لہر کو ڈورتے ہوئے محسوس کرنے لگی آج سے پہلے وہ اس سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی اس سے دور ہونے کی کوشش کرتی تھی۔

ابھی اسکے دل میں اسکے چھونے کا خوف اور نزدیک آنے کا خوف اچانک یہاں آکر برپا ہو گیا تھا وہ چاہ کر بھی پہلے کی طرح شرارتیں کر کے اسے تنگ کر پا رہی تھی۔۔

"وہ کیوں بھلا ہمیں وہاں مال میں کون ڈسٹرب کرے گا ہم شاپنگ کرنے جا رہے ہیں ڈیٹ پر نہیں جا رہے ہیں۔۔"

وہ اُسکے بینڈیج لگے ہاتھ کی قید میں نازک ہاتھ قید کیے بے بسی سے خود کو چھڑا نہیں پا رہی تھیں اسی لیے دل میں ہزاروں خدشات لیے وہ سخت ہراساں لہجے میں اس سے پوچھنے لگی جو خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔

گستاخ لڑکی یہ ڈیٹ کیا ہے۔۔؟؟"

وہ اتنا معصوم بن کر اس سے پوچھنے لگا حالانکہ وہ سب کچھ جانتا تھا وہ انجان نہیں تھا اس دنیا میں کیا کیا ہو رہا ہے وہ ان سب سے پہلے سے ہی واقف تھا مگر آج اسے خوف زدہ دیکھ وہ شرارت سے مسکین شکل بنا کر اس سے ڈیٹ کے بارے میں پوچھنے لگا۔۔۔

"ڈیٹ۔۔۔"

نورِ حرم کے دل کی دھڑکن کی صدا بلند ہو رہی تھی وہ ڈھرکنوں کی شور سے پریشان ہو رہی تھی اسی لیے اُس پر نظر نہیں رکھے ہوئی تھیں ورنہ اگر اسکی شرارت بھری چمکتی نگاہوں میں دیکھ لیتی تو اسکی شرارت سمجھ جاتی اور اسے وہ سزا دیتی کہ وہ جتنا بے شرم بن رہا تھا اپنا چہرہ سرخ کر لیتا۔۔

"ہاں ڈیٹ یہ کیا ہوتی ہیں کیا کوئی جگہ کا نام ہے اگر جگہ کا نام ہے تو گستاخ پاگل بیوی ہمیں بتایئے ہم آج رات وہی جا کر گزارتے ہیں۔۔"

وہ جگر جگر کرتی نگاہوں سے اسکے سرخ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"شاہ سائیں آپ بھی نہ آگے دیکھیں ورنہ اس دن کی طرح آج آپ ایکسیڈینٹ کرے گے جسے ہم نے کیا تھا۔۔۔"

وہ اسے آگے کی طرف دیکھنے کا کہتی اس سے دور ہوئی۔

"جب ہماری گستاخ بیوی اس وقت اس قدر خوبصورت لگ رہی ہو کہ ہماری نظریں بار بار سڑک سے بھٹک کر اس پر جا ٹھہر رہی

ہو تو کیا خاک ہم اپنی نظروں پر کنٹرول رکھ کر انہیں سامنے سڑک پر جمانے میں کامیاب ہونگے۔۔"

وہ اُسے ایک نظر دیکھنے کے بعد واپس سڑک پر دیکھتے ہوئے بھاری آواز میں بولا۔

نورِ حرم اسکی بات پر شرم سے سر و ناخن تک سرخ ہو کر رہ گئی تھی۔۔

"مال پیچھے۔۔"

وہ نظریں کھڑکی سے باہر کر کے باہر کے مناظر میں خود کو گم کرنے لگی مگر مال کو پیچھے جاتے ہوئے دیکھ وہ تیزی سے بولی۔۔

"لیکن ہم ابھی بھی وہی ہے گستاخ بیگم۔۔"

گاڑی روک کر وہ سنجیدگی سے سیٹ بیلٹ کھولنے کے لیے اسکے اوپر اچانک سے جھکا اور سیٹ بیلٹ کھول کر اسکی کان کی لوں کو چھو کر گھمبیر اشارہ کرتے ہوئے یکدم سے پیچھے ہٹا۔

"چلے آئے چلتے ہیں۔۔۔"

وہ غائب دماغی سے اسکے لفظوں کو سوچ رہی تھی قریب سے اسکی بھاری آواز پر چونکی اور نظریں سامنے دروازے کھولے کھڑے

غزلان سائیں پر مرکوز کر گئی جو اپنا دوسرا ہاتھ آگے بڑھائے کھڑا تھا۔۔

"ہاں چلے۔۔۔"

وہ اپنا نازک ہاتھ اسکی مضبوط ہتھیلی پر رکھ کر نیچے اتری تو وہ دروازہ بند کر کے گاڑی کو لاک لگا کر اسے لیے مال کی جانب بڑھا اس وقت دونوں ماسک سے چہرہ چھپائے ہوئے تھے اور یہ غزلان شاہ نے اسکی سیفٹی کے لیے کیا تھا تاکہ گاؤں کے لوگ اسے اسکے ساتھ دیکھ نہ لے اگر ان میں سے کسی نے اسے ایک لڑکی کے ساتھ دیکھ لیا تو اسکے ساتھ ساتھ نورِ حرم کو بھی وہ لوگ

نقصان پہنچائے گے جو غزلان شاہ کو بلکل بھی منظور نہیں تھا کہ اسکی وجہ سے نور حرم کو کوئی تکلیف ہوں۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"شاہ سائیں یہ شاپ تو۔۔۔"

وہ جب مال کے ایک شاپ کے سامنے آکر رکے تو نورِ حرم کی نظریں اوپر شاپ کے نیم پر پڑی تو وہ شرم سے سرخ ہو کر اُس سے پوچھنے لگی۔

غزلان شاہ بظاہر سنجیدگی چہرے پر سجائے ہوئے تھا لیکن اُسکے اس روپ کو دیکھ کر دل ہی دل میں ہنس رہا تھا وہ جان بوجھ کر اسے یہاں ایک گولڈن نائٹ کے سوٹ والی شاپ پر لایا تھا۔۔

یہ سوٹ والا پلان ہاتھ میں پکڑے موبائل اسکرین پر نظر آتے گولڈن نائٹ سیلبریٹ پلان ویب سے لیا تھا وہ اپنی نظریں موبائل اسکرین سے ہٹا کر اسکے سرخ چہرے پر معنی خیزی سے مرکوز کرتا مسکرانے لگا۔

"ہاں ہمیں پتہ ہے ہم نے یہ شاپ مال کے لوکیشن سے معلوم کیا ہے کیوں آپکو یہاں سے سوٹ نہیں لینا کیا۔"

وہ اتنی معصومیت سے بولا نورِ حرم ہکا بکا رہ گئی اور سوچنے لگی کہ یہ شخص ناٹک کر رہا ہے یا سچ میں اسے پتہ نہیں ہے کہ یہ شاپ کس چیز کی ہے۔۔

جبکہ وہ ہاسپٹل سے نکلتے ہی اسی کے نقش قدم پر چل رہا تھا آج اسی کی طرح شرارت وہ اسی کے انداز میں کر رہا تھا۔۔

"شاہ سائیں یہ شاپ اُن جیسے سوٹ کا نہیں ہے یہ۔۔"

یہ کہتے ہوئے آج پہلی بار اسکی ہتھیلی بھیگ رہی تھی اور چہرہ سرخ اناری ہو رہا تھا جو غزلان سائیں کو مزا دے رہا تھا۔۔

تو پھر یہ کس طرح کے سوٹ کی شاپ ہے ہماری گستاخ"

"بیگم۔۔۔

وہ معصوم نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنی آنکھوں کو مزید پھیلا کر پوچھنے لگا۔۔

"ہم نہیں جانتے شاہ سائیں آپ چلے آگے چلتے ہیں۔۔"

وہ سٹپٹا کے اسکی کلائی سختی سے پکڑتی ہوئی آگے کی جانب بڑھنے لگی لیکن غزلان سائیں کے کھینچنے پر وہ اسکے اوپر آ گری۔۔

"گستاخ لڑکی یہاں سے کچھ لیے بغیر ایسے کیسے ہم یہاں سے چلے جائے چلے یہاں سے جو بھی ملتا ہے وہ لے کر ہم پھر آگے چلتے ہیں آج ہمیں اس شہر میں رات گزارنا ہے تو کیوں نہ اس وقت کا مزا لے لیں یہاں سے ہر چیز خرید کر اپنے ساتھ حویلی لے کر جائے گے۔۔"

وہ اُسے کھینچتا شاپ کے اندر داخل ہوا نور حرم صرف نہیں نہیں کرتی رہ گئی تھی وہ جب اندر داخل ہوئے تو سامنے دو لڑکیوں کو دیکھ کر پہلے تو غزلان سائیں تھوڑا سنجیدہ ہوا پھر نورِ حرم کے سرخ چہرے پر اسکی نظریں پڑی تو وہ مسکرا اٹھا۔۔

"ہیلو سر ہیلو میم۔۔"

دونوں لڑکیوں نے ایک ساتھ کہا۔۔

"یہاں ایسا کیا ملتا ہے جسے پہن کر ہماری بیگم بہت خوبصورت لگے۔۔؟؟

غزلان سائیں نے نظریں نورِ حرم سے ہٹائے بغیر ان لڑکیوں سے کہا جبکہ نورِ حرم پہلے ان تصویروں کو دیکھ کر اتنی شرم سے پانی پانی نہیں ہوئی تھی جو آج اس شاپ میں لگی تصویروں کو دیکھ کر ہو رہی تھی۔۔

"سر یہ بہت زبردست لگے گی آپکی وائف پر۔۔"

ایک سفید بلاؤز والی سارٹ نائٹی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ایک لڑکی نے کہا نورِ حرم کی نظریں جب اس نائٹی پر پڑی وہ اپنی نظریں تیزی سے ہٹا کر باہر کی جانب دیکھنے لگی۔۔

"اس سے بھی اور خوبصورت نہیں ہے جو سوٹ ہماری بیگم کی خوبصورتی سے اور بھی زیادہ خوبصورت لگنے لگے۔"

غزلان سائیں اس نائٹی کو دیکھ کر نورِ حرم کی جانب دیکھتے ہوئے بوجھل لہجے میں کہنے لگا۔۔

پہلے تو وہ شرارت کی وجہ سے بس یہاں آیا تھا لیکن اب نائٹی کو دیکھ کر اسکا دل مچلنے لگا انہیں خریدنے کے لیے وہ اس لڑکی کو ہاتھ

کے اشارہ سے اس نائٹی کو پیک کروانے کا کہتا شرارت سے کہنے لگا۔

"شاہ سائیں ہمیں یہاں سے کچھ نہیں لینا چلیے یہاں سے۔۔"

وہ اسکی باتوں سے سرتاپیر سرخ اناری ہوتی اسے پکڑ کر باہر کی جانب بڑھنے لگی لیکن اس لڑکی کے ایک بیگ دینے پر وہ ٹھہر کر غزلان سائیں کو دیکھنے لگی۔۔

"ہم نے کہا تھا نا ہم اس مال کے سبھی شاپ سے کچھ نہ کچھ لے کر جائے گے تو ہمیں یہ آپکے پسند آیا تو ہم نے لے لیا۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتے ہوئے آنکھوں میں محبت کا پیام لیے کہنے لگا۔

نورِ حرم اور وہ دونوں شاپ سے باہر نکلے نورِ حرم اب اسے اگنور کر رہی تھی نورِ حرم کی ناراضگی کی وجہ سے وہ لوگ مال سے باہر نکلنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"اب تو آپ ہمارا ہاتھ نکال دے اِس بینڈ یج سے شاہ سائیں ہمیں اچھا نہیں لگ رہا ہے اسطرح ہمارا اور آپکا ہاتھ ایک ساتھ جوڑتے ہوئے دیکھ کر۔۔۔"

وہ دونوں ایک ریسٹورنٹ میں اپنی اپنی کرسیاں ساتھ میں جوڑ کر بیٹھے ہوئے تھے اسکا بینڈ یج والا ہاتھ اسنے جان بوجھ کر اپنی گود پر رکھا تھا جبکہ وہ اب بہت زیادہ پچھتا رہی تھی۔

ہاسپٹل میں غزلان سائیں کے ہاتھ میں بینڈ یج لگاتے وقت ڈاکٹر سے اسنے کیوں اتنا ضد کیا اپنا ہاتھ اس بینڈ یج کے اندر ڈالنے کے لیے۔۔

وہ اس منظر سے ڈر چکی تھی اُسکی ساری شرارت کئی غم ہو کر رہ گیا تھا۔

صرف اس لڑکی کی درد سے چیخنے کی وجہ سے اور اسکے صحت مند جسم سے اب وہ غزلان سائیں سے دور ہونے کے لیے پر تول رہی تھیں مگر غزلان سائیں اُسے دور جانے کا کوئی بھی موقع نہیں دے رہا تھا۔۔

گستاخ لڑکی ہمیں تو بہت اچھا لگ رہا ہے بلکہ سکون مل رہا ہے"
آپکی ہتھیلی سے پھوٹتی نمی اپنی ہتھیلی پر گرتے ہوئے محسوس کر
"کے ہمیں اپنے زخم پر ٹھنڈک کا احساس ہو رہا ہے۔۔

وہ اپنے بینڈ تج لگے ہاتھ کے اندر دبے اسکے نازک ہاتھ کو محسوس
کرتے ہوئے معنی خیزی سے مسکرا کر بولا۔۔

آپکو تو اچھا لگ رہا ہے ہماری تو جان نکل رہی ہے یہ سوچ کر کہ "
"ہم اور آپ جب۔۔۔

وہ آگے کا سوچ کر بری طرح سے جھرجھری لینے لگی۔

جب کیا اس سے بھی آگے کچھ بولیں گستاخ لڑکی ہم پیر غزلان" شاہ ہے کوئی نجومی نہیں جو آپکی چھوڑی ہوئی بات کا ہمیں پتہ چلے "گا۔۔

وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ کو اسکے ٹیبل پر رکھے ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگا۔۔

نورِ حرم اسکے لمس سے ڈر گئی اور تیزی سے اپنا نازک ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھ کے نیچے سے کھینچ کر اسے دیکھنے سے گریز کرتی نظریں نیچے جھکا کر فرش کو گھورنے لگی۔۔

"شاہ سائیں آپ کیوں اُس بات کو لے کر ہمیں اتنا تنگ کر رہے ہیں ہم بہت ڈر گئے تھے آپ ہمیں دلاسا دینے کے بجائے ہمیں مزید ڈرانے لگے آپ بہت بُرے ہیں۔۔۔"

وہ جانب دیکھتی منہ پھلا کر بولی۔۔

"ارے ہماری گستاخ بے باک لڑکی اتنی سی بات کو لے کر ڈر گئی ہے ہم تو آپکو بہادر سمجھتے تھے اور آپ اتنی ڈرفوک نکلی چچ چچ چچ۔۔۔"

وہ اُسکے خفا ہونے کی پرواہ کیے بغیر اسکا مزاق اڑا کر اسے چیلنج کرنے لگا اپنی باتوں سے اور وہ بھی غصے میں آ کر اپنا اور اسکا بینڈ تج میں مقید ہاتھ اوپر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

"ہم کسی بات سے نہیں ڈرتے اب ہم آپکو ماں بن کر دیکھائے گے اور بڑی بہادری سے اس سے گزرے گے بھی اس لڑکی کی طرح ڈیلیوری کے ٹائم بلکل بھی نہیں روئے گے اور نہ ہی ہاسپٹل کے لوگوں کو اپنے اوپر مزاق اڑانے دے گے سمجھے آپ "شاہ سائیں۔۔

وہ اسی بے باک لہجے میں کہتی غزلان شاہ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔

سچ میں گستاخ لڑکی آپ آٹے کی بوری بننے کے لیے تیار ہے۔؟"

وہ شریر لہجے میں کہتا اسے شدید غصہ دلا گیا وہ ٹیبل کے نیچے سے اسکے پیروں کے اوپر اپنے پیر اس لے جا کر طنزیہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی جواب چپ ہو کر رہ گیا جبکہ اسکے پیر بہت اوپر تک سفر کر چکے تھے تبھی اچانک سے غزلان سائیں نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکے نازک پیر کو پکڑ کر سہلایا تو وہ سخت سٹپٹا کر رہ گئی۔۔

"واٹ آپلیزینٹ سرپرائز لٹل کیٹ۔۔۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھوئے تھے کہ پیچھے سے ایک مردانہ آواز پر وہ دونوں چونکے جبکہ نورِ حرم اپنے سامنے کھڑے شخص کو غصے سے دیکھنے لگی۔۔۔

"ہیلو مسٹر کک۔۔"

وہ نظریں طنزیہ انداز میں اُس جگہ پر مرکوز کرتی ہوئی بولی جہاں اسنے اسے کِک کیا تھا اور وہ اسکی نظروں سے اپنی شوقی بھول کر ہاتھ رکھ کر اس کک کو یاد کرنے لگا۔

"ہیلو لٹل کیٹ ہمیں بھول کر کسی اور کو اپنا کر تم نے اچھا نہیں کیا۔۔"

وہ شخص غزلان سائیں کو دیکھتے ہوئے چبا چبا کر بولا۔

غزلان سائیں جو کب سے خاموش بیٹھا تھا اس شخص کی بات پر نظریں اوپر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا مگر اس شخص کی نظروں میں اپنی نورِ حرم کے لیے ہوس دیکھ کر وہ غصے سے اٹھا لیکن اسے نورِ حرم کی آواز نے روکا۔۔

"مسٹر کک شائید ہمارا کک بھول گئے ہو آپ جو ہم نے آپکو مارا تھا اور جہاں مارا تھا یہ آج بھی ہمیں اچھے سے یاد ہے۔۔"

وہ طنزیہ انداز میں اس شخص سے کہہ رہی تھی جو اسے خباثت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

لٹل کیٹ اچھے سے یاد ہے اور اسکا بدلا جلد لونگا تم سے اب تو"
ایک سنہرا موقع ہاتھ لگا ہے اسے میں کیسے ہاتھ سے جانے دو پھر
"ملاقات ہو گی ابھی چلتا ہو۔۔

وہ شخص غزلان سائیں کو معنی خیزی سے دیکھتا اسے کہتے ہوئے
وہاں سے نکلا۔

یہ کون تھا گستاخ لڑکی ہمیں کبھی کیوں نہیں بتایا اس بد تہذیب"
"انسان کے بارے میں۔۔

غزلان سائیں اس شخص کے جاتے ہی نور حرم سے غصے سے پوچھنے لگا اب اسکے چہرے اور لہجے میں وہ پہلے والی شرارت نہیں تھی اب صرف غصہ رقم تھا ہر تاثرات میں اور لہجے میں۔۔

"یہ خبیث انسان ڈیڈ کے بزنس پاٹنر ہارون ملک ہے پتہ نہیں ڈیڈ کیسے کیسے لوگوں کو اپنے ساتھ کام کے لیے رکھتے ہیں ہمیں سخت غصہ آتا تھا اسکی نظروں سے اور اسکی موجودگی ہمیں سخت زہر لگتی تھی۔۔"

وہ سخت غصے سے اس شخص کے متعلق بتانے لگی غزلان سائیں تو ڈیڈ کے بزنس پاٹنر پر غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا مطلب یہ

وہی شخص تھا جو ایک بے بس باپ کی بیماری کا فائدہ اٹھا کر اسکی بیٹی کو

اس باپ کو بلیک میل کر کے حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔

اچھا سہی آپ کھانا کھائے پھر ہم آج رات کسی ہوٹل میں اسٹے" کرے گے صبح ہوتے ہی یہاں سے نکل جائے گے آپ نے اگر آج ہمیں ہاسپٹل یہاں شہر میں زبردستی کر کے نہ لایا ہوتا تو "آپ اس جیسے بدتمیز شخص کو پھر سے نہ دیکھتے۔۔

وہ اسے ٹیبل پر رکھے کھانے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہنے لگا تو نور حرم خاموشی سے کھانا کھانے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھانے لگی لیکن رائٹ ہینڈ کی وجہ سے وہ رک گئی۔۔

کیاہوا کیوں رک گئی آپ۔؟؟"

وہ اسے ہاتھ رکے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔

"ہم سے کھانا کھایا نہیں جاسکے گا اور ہمیں لگتا ہے آپ سے بھی
نہیں کھایا جاسکے اس ہاتھ کی وجہ سے اب ہم کیا کریں۔۔۔"

وہ بے چارگی سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"ہم سے کیوں نہیں کھایا جائے گا گستاخ لڑکی۔۔؟؟"

وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے پھر سے شرارت سے پوچھنے لگا۔۔

وہ آپ بھی شائید لیفٹ ہینڈ سے کھاتے ہو۔۔؟؟"

وہ شرمندگی سے نظریں جھکا کر بولی۔
کیونکہ وہ اس ساتھ رہ کر کبھی غور نہیں کیا کہ وہ رائٹ ہینڈ ہے یا لیفٹ ہینڈ ہے غزلان سائیں اسکی شرمندگی سے جھکے سر کو دیکھ دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ تھوڈی سے پکڑ کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا پھر اسکی تھوڈی کو چھوڑ کر نوالہ بنا کر اسے کھلانے لگا۔۔

ہم لیفٹ ہینڈ ہی ہے ہم سے ہر کام لیفٹ ہینڈ سے ہوتا ہے"
پیاری کبھی تو ہمیں بہت افسوس ہوتا ہے جب ہم سیدھے ہاتھ
کے بجائے الٹے ہاتھ سے کھانا کھاتے ہیں لیکن آج خوشی ہو رہی
"ہیں کہ ہم اپنی گستاخ لڑکی کو اسی ہاتھ سے کھلا تو سکے گے۔۔

وہ اُسے نوالے بنا بنا کر کھلانے لگا اور ساتھ میں خود بھی ایک دو
نوالے بنا کر کھانے لگا اسی طرح وہ اس پاس کو بھول کر کھانا
کھانے لگیں جبکہ کونے والی کرسی پر بیٹھا شخص ان دونوں کی
اسطرح کھانا کھاتے ہوئے بہت ساری تصویریں لینے لگا۔۔
جس سے وہ دونوں انجان ایک دوسرے کی آنکھوں میں گم کھانا
کھا رہے تھے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

رات کے نجانے کس پہر گلِ رانیہ کی آنکھیں اپنے اوپر کسی کی سخت گرفت اور سخت دباؤ کو محسوس کر کے جھٹکے سے کھول گئی۔

اس وقت اپنی جورجور میں شدید تکلیف کی لہر کو اٹھتے ہوئے محسوس کر رہی تھیں۔

"آہہہہ۔۔۔"

جب اُسکے حلق سے ایک سسکی نکلی تو وہ اپنا سر پکڑتی وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی مگر بری طرح سے لرز کر وہ واپس لیٹی۔۔

اپنے جسم کے ہر حصے میں تکلیف کے باعث درد کو اٹھتے ہوئے محسوس کر سکتی تھی اور وہ اسی وجہ سے اٹھ بھی نہیں پا رہی تھیں اُسے یکدم سے لگا جیسے کسی نے اُسکے جسم کو جلتے تندور میں جھونک دیا ہوں۔۔

"نہیں۔۔"

جب اُسنے آنکھیں نیچے جھکا کر دیکھا تو خود کو شہریار بخت شاہ کے مضبوط تنگ حصار میں دیکھ کر وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔۔

تبھی وہ یکدم سے اُسکے حصار کو توڑتی تکلیف سے لرزتی ہوئی اپنی ٹانگوں کو بمشکل گھسیٹتی بیڈ سے نیچے اتری اور واشروم کی جانب بڑھنے لگی۔۔

"شہریار بخت شاہ ہنہہہ تُم بھی ایک ہوس پرست مرد نکلے میں تم پر ٹرسٹ کر رہی تھی تُم نے یہ سب کر کے مجھے بتا دیا کہ سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں جسم کے پجاری۔۔۔"

وہ شاور کے نیچے آ کر گرنے کے انداز میں بیٹھی اور اپنے جسم کو غصے سے رگڑتی ہوئی نفرت سے کہنے لگی۔۔

اُسے اس وقت اپنا جسم جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

"کیا ہوا جاناں۔۔"

وہ واشروم سے باہر نکلی تو شہریار بخت شاہ کی بھاری گھمبیر آواز سن کر وہ نفرت سے اسے گھورنے لگی جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اُسے مخمور نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"نفرت۔۔۔"

یہ چار لفظی کہہ کر وہ اُسے دیکھنے لگی۔۔

جو بیڈ سے اتر کر اُسکی جانب قدم بڑھا رہا تھا وہ اسکے قدموں سے بلکل بھی نہیں گھبرائی بلکہ نفرت بھری نظروں سے اسے گھورتی رہی کھڑی اسکے قریب آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔۔

جاناں اب میں نے نفرت کرنے کی وجہ نہیں چھوڑی ہے اب"
صرف پیار کرنے کی وجہ بنایا کروں گا اس نازک سر اپے کے گرد
"اپنا حصار چھوڑ کر۔۔۔

وہ اُسکے بے حد قریب پہنچ کر اُسکی کمر کے گرد اپنے ہاتھ حائل
کرتا اُسے اپنے قریب کرتا اسکے رخساروں کو باری باری چھوم کر
مخمور نظریں اُسکے نفرت سے سرخ ہوتی آنکھوں میں ڈال کر
اسے دیکھنے لگا۔۔

تُمہیں یہ سب کچھ چاہیے نہ تو یہ لو شہریار بخت شاہ یہ لو اور"
پوری کر لو اپنی ہوس کو ابھی بھی جو باقی ہے اسے بھی پوری کر
"لو۔

یکدم سے وہ اُسے خود سے دور کرتیں کھینچ کر اپنی نائٹی کا کوٹ نیچے گرادیا اسنے جو ابھی اسنے شاور لینے کے بعد پہنا تھا وہ ہزیانی انداز میں بولی۔۔

"یہ تُم کیا کر رہی ہو گل۔"

شہریار کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی اُسے اتنے غصے میں دیکھ کر اور اپنے سامنے اسطرح کھڑے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اُسکی نائٹی کا کوٹ نیچے سے اٹھا کر اُسے پہناتے ہوئے کہنے لگا۔۔

وہی جو تُم جیسے مرد چاہتے ہیں ایک عورت کے جسم کو خریدنا"
بہت پسند ہے نا تم جیسے مردوں کو جسم پر پیسے خرچ کرنا کتنے پیسے
خرچ کروں گے اپنی بیوی کے جسم کو دوبارہ حاصل کرنے کے
" لیے میں جسم کو بتاؤ۔۔۔

وہ نفرت سے اُسے سختی سے کالر سے پکڑتی ہوئی چیخ کر بولی۔
جبکہ شہریار بخت شاہ اُسکی بات پر غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے
لگا۔۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ یور ماؤتھ۔۔۔"

وہ حلق کے بل چیخا تو وہ خاموش ہو گئی اور اُسے سرخ آنکھوں سے گھورنے لگی جو اُسے غصے سے گھور رہا تھا۔

تبھی وہ اُسکی گردن کو دبوچ کر دوبارہ غرایا۔۔

"تُم میری رکھیل نہیں ہو میری بیوی ہو۔۔۔"

اسکی غصے سے نیلی آنکھوں میں رگوں کو پھیلتے ہوئے گل رانیہ صاف دیکھ سکتی تھیں مگر پھر بھی وہ بناڈرے ان نیلی آنکھوں میں نفرت انگیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"میری بے ہوشی کا فائدہ اٹھا خوب اٹھایا تم نے بیڈ پر آ کر اور میرے جسم کے ساتھ کھیل کر اب میں تُمہاری رکھیل بن چکی

ہوں شہر یار بخت شاہ تُمھیں جو کرنا ہے تُم کر سکتے ہو میں ہار گئی ہوں اس دنیا میں موجود تمہارے جیسے مرد سے اب تم مجھے "ماروں یا جو مرضی کروں میں کچھ بھی نہیں کہوں گی۔۔

وہ آگے بڑھی اور اُسکے سینے پر لگ کر نفرت سے کہنے لگی۔۔

"میں نے کہا تھا مجھے ہاتھ مت لگانا لیکن آج ہاتھ لگا کر تُم نے ثابت کر دیا کہ تُمہاری محبت بھی جہانگیر زیب کی طرح نکلی ہوس پرست نکلے تُم بھی سب مردوں کی طرح اور میں کیسے بھول گئی تھی تُم سب مرد عورت کے جسم کے پجاری ہوں پھر میں نے کیوں تمہاری باتوں میں آکر تم سے نکاح کر لیا کیوں۔۔۔؟؟

وہ اُسکے سینے سے لگی کہتی ہوئی آخر میں ہزیانی انداز میں کہنے لگی۔

"تُم خاموش کیوں کھڑے ہو شہریار بخت شاہ نوچو نا میرے جسم کو سگریٹ کے داغوں سے میرے جسم میں داغ دار کر لو جیسے اُسنے کیا تھا میرے ساتھ محبت کے نام پر مجھے تکلیف دے کر تُم بھی کروں نہ یہ سب میرے ساتھ۔۔"

وہ غصے سے پاگل ہوتیں اپنی نائٹی دوبارہ نکالنے لگی تو شہریار نے ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے روکا اور اُسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا وہ اُسکی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کو ہونٹوں سے چھونے لگا۔۔۔

اب اسکی باتوں کا مطلب وہ سمجھا کہ کیوں وہ اتنی زیادہ غصہ کر رہی ہے وہ جہانگیر زیب کے دیئے زخموں کو سوچ کر یہ سب کہہ رہی تھی۔۔

مطلب اسکے چھونے سے وہ اندر سے جل رہی تھی نفرت کیوں اسکی آنکھوں میں تھی اسکے لیے یہ وہ جان گیا۔

"تُم میری بیوی ہو خبردار جو آئندہ اپنے منہ سے یہ لفظ اپنے لیے نکالا میں بہت چاہتا ہوں تُمہیں اور اگر تُمہیں چھوا بھی ہے تو ایک شوہر کی نظر سے کسی کسٹمر کی نظر سے نہیں اور میں ناجائز تعلقات سے زیادہ جائز تعلقات پر یقین رکھتا ہوں اور ہمارے

درمیان ایک پاک رشتہ قائم ہیں تو تم اسے غصے میں گالی مت دو جاناں۔۔"

وہ اُسکی تھوڈی کو چھو کر اُسے بیڈ پر لیٹا کر خود اسکے پہلوں میں آ کر لیٹا اور اُسکے غصے کی وجہ سے بری طرح سے کانپتے وجود کو اپنی پناہوں میں لے کر کہنے لگا۔۔

وہ اسی طرح اُسے اپنے سے لپٹائے اپنے اندر سموئے پوری آنکھیں کھولے اسنے یہ رات جاگ کر گزار دیا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

ہمیں اُس سے کچھ پوچھنا ہے دادا سائیں خدا کے لیے ہمیں"

"اجازت دے۔۔

فاطمہ شاہ عباس شاہ سے منت کرتی بولی وہ علی شاہ سے مل کر اس سے بس اتنا پوچھنا چاہتی تھی کہ اسنے کیوں اسکے بھائی کو مارا کیوں اسکے دل میں اتنی نفرت ہے ان سب کے لیے وہ اسکی سچائی جان کر بہت دکھی ہوئی تھی کیونکہ وہ اور دستگیر شاہ کزن کے علاوہ ایک اچھے دوست بھی تھے دستگیر شاہ اور اسے اسکی نفرت کا پتہ چل کر بہت دکھ ہوا تھا۔۔

فاطمہ بچی ہم جانتے ہیں آپ اس سے کیا پوچھنا چاہتی ہے آپکو"

"حق ہے ہم کون ہوتے ہیں اجازت دینے والے۔۔

عباس شاہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"فاطمہ شاہ۔۔"

دوسرے دن وہ عباس شاہ اور دستگیر شاہ کے ساتھ علی شاہ سے ملنے گئی تو اسے کال کوٹھری نما جیل میں دیکھ نفرت سے اسے گھورنے لگی۔۔

"کیوں مجھے دیکھ کر شاک لگا نہ کہ میں اس زہر سے کیسے بچ گئی۔۔"

وہ شدید نفرت سے علی شاہ کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"ہاں مجھے بہت حیرت ہو رہی ہے کہ تم بچ کیسے گئی میں تم سب کو مرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں پورے شاہ حویلی کو برباد ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔"

وہ نفرت انگیز نظروں سے اُن تینوں کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا۔۔

"کیوں تم اتنے نفرت میں اندھے ہو گئے ہو دستگیر شاہ کا ایکسیڈینٹ کیا تم نے ایسا کیوں کیا او کیوں سالار شاہ کو اپنے بھائیوں جیسے کزن کو تم نے مارا کیوں علی شاہ تُمھیں پتہ ہے

تمہاری سچائی سامنے لانے کے لیے تمہیں گرفتار کرنے کے لیے میں نے زندگی میں اتنا بڑا جھوٹ بولا زہر پینے کا ناٹک کیا صرف تمہاری وجہ سے۔۔؟؟

فاطمہ شاہ شدید غصے سے آگے بڑھی اور اسے کالر سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے نفرت سے پوچھنے لگی۔۔

"یہ سب اس دن سے شروع ہوا تھا فاطمہ شاہ جس دن میری میرب کو تم لوگوں نے خودکشی کرنے پر مجبور کیا اپنے بھائی اور پوتے کو بچا کر اسے موت کی سزا کے بجائے وہ سزا دیا جو مجھے تم لوگوں سے نفرت کرنے کا باعث بنا۔۔"

وہ نفرت اور غصے سے چیختے ہوئے کہنے لگا۔۔

علی شاہ وہ لڑکی ایک مکار تھی اور ایک طوائف سے کم نہیں تھی"
یہ بات میں جلد ثابت کر کے رہوں گا اور غازی بھائی کی بے گناہی
"سب کے سامنے لاؤں گا۔۔

دستگیر شاہ نے شدید غصے سے اپنی مٹھیاں کھستے ہوئے کہا اسے
آج بھی یقین تھا کہ اسکا غازی بھائی بے قصور ہے وہ اس لڑکی کی
حرکتوں کو اسی وقت پہنچان چکا تھا جس دن وہ حویلی آئی تھی۔۔

بکواس بند کرو تم اپنی دستگیر شاہ میری میرب پاک تھی وہ تمہارا" غازی بھائی ایک گرا ہوا انسان ہے جس نے میری میرب کی عزت پامال کرنا چاہا تھا تم کیسے اسکی سائیڈ لے سکتے ہو۔۔؟؟

علی شاہ شدید نفرت سے دستگیر شاہ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

ہوں اچھا وہ پاک تھی علی شاہ تو پھر اس دن جو ہم نے اپنی" آنکھوں سے دیکھا تھا وہ پھر کیا تھا تم کیسے اس رات کو پر اموش کر سکتے ہو ہاں علی شاہ۔۔؟؟

دستگیر شاہ نے علی شاہ کو وہ رات یاد دلایا جس رات ان لوگوں نے پہلی بار میرب بیگ کو کسی مرد کے ساتھ حویلی کے اس روم میں

دیکھا تھا جس میں وہ رہ رہی تھی۔۔حویلی کے پچھلے حصے میں دیکھا تھا۔۔۔

دستگیر عالم شاہ کو سخت تاؤ آنے لگا اور اسکی سوچ علی شاہ پر تھی کہ وہ اس رات کو کیسے پر اموش کر سکتا تھا کہی وہ بھی تو اس گھٹیا لڑکی کے جال میں پھنس تو نہیں گیا تھا باقی مردوں کی طرح کیا اسنے بھی اسکے ساتھ وہ گناہ تو نہیں کیا ہو گا جو آج وہ یہ سب کر کے اپنے اس گناہ کو چھپا رہا ہوں۔۔۔

غازی بھائی کو بھی شائید اس دن اُس لڑکی نے باقی مردوں کی طرح سڈیوز کیا ہو اور غازی بھائی نے غصے میں اسے کچھ سنایا ہو

شائید وہ اپنی ریجیکٹ کرنے کی وجہ سے ناگن بن کر اسے ڈس کر اپنا بدلا لے چکی تھی۔۔

دستگیر شاہ اس وقت چھوٹا تھا ورنہ غازی کو الزام لگاتے وقت سب کو اسکی سچائی بتا دیتا لیکن آج وہ خود کو روک نہ سکا اس رات کی بات وہ اب سمجھا تھا کہ وہ لڑکی کیا کر رہی تھی اور کس کریکٹر کی تھی وہ۔۔

دستگیر شاہ نے اگر اس رات اس ڈائن لڑکی کا اصل چہرہ نہ دیکھا ہوتا تو وہ بھی باقیوں کی طرح اس پر اعتماد کر لیتا اور غزلان شاہ کو ہی زانی مرد سمجھ لیتا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"دستگیر عالم شاہ تُم شائید نہیں جانتے کہ میں اُس رات کو ساری رات سوچتا ہوں اور میرا جسم اسی آگ میں جلتا ہے جو اس رات کے دوسرے دن جلنے لگا تھا مجھے درندہ بنانی کی وجہ غزلان شاہ ہے میں اسے نہیں چھوڑوگا برباد کر دوگا۔۔"

رات کے اندھیرے میں اس کال کوٹھری سے علی شاہ کی جنونی آواز سنائی دیا وہ فرش پر بیٹھا اُس گناہ کو سوچ رہا تھا جو اسنے ماضی میں کیا تھا۔۔

"اگر گاؤں والوں کو میری سچائی پتہ چل گئی تو کیا ہوگا کیا وہ بھی غزلان شاہ کی طرح مجھے سزا دے گے یا موت۔۔"

وہ اپنے ہاتھوں کو اپنے ماضی کی باتوں کو سوچ سوچ کر سیاہ ہوتے چہرے پر رکھ کر گہری گہری سانسیں لیتے ہیں کہنے لگا۔۔۔

کیوں کیے میں نے اتنے سارے گناہ کیوں۔۔؟؟"

اچانک وہ پاگلوں کی طرح اپنے بالوں کو کھینچتے ہوئے جنونی انداز میں اپنا سر پیچھے دیوار پر مارتے ہوئے کہنے لگا پھر وہ سر پیچھے دیوار سے لگا کر اپنی آنکھیں بند کر کے اپنی ماضی کی گلیوں میں خود کو گم کرنے لگا جہاں صرف اسکے گناہوں کی یادیں تھی جن کی یادیں اسے ساری رات جاگنے پر مجبور کر دیا کرتی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ماضی"

"ڈارلنگ تُم یہاں کیوں آئے ہو میں نے کہا تھا نا میں لاہور میں آتے ہی تُم سے خود ملنے آؤ گی۔۔"

اکیس سالہ میرب بیگ رات کے پہر اپنے روم میں اپنے ہی عم عمر اور پاٹنرز کی کو دیکھ کر بولی وہ یہاں پہلی بار اپنی خالہ کے اتنے بڑے گھر میں آئی تھی اور جب یہاں کے سخت رولز اسے پتہ چلے تو وہ سخت اکٹھا گئی۔

لڑکیوں کو ہمشیہ ایک چادر میں خود کو کور کرنا اور باہر ضرورت کے تحت نکلنا مردوں سے تو بلکل بھی دور رہنا یہ سب اماں سائیں سالار شاہ کی ماں کی زبانی سن کر وہ اس وقت کو کوسنے لگی جب وہ خوشی خوشی اپنی موم کے ساتھ یہاں آنے کے لیے بے تاب ہوئی تھی اب وہ بہت پچھتا رہی تھی کیونکہ وہ اکیس سالہ حسینہ کلب اور اپنی راتیں رنگین بنانے والے خیالات کی ملکہ تھی۔۔

کیوں سلی گرل میرا یہاں آنا تُمھیں بُرا لگا کیا۔۔۔؟؟"

زکی نے آگے بڑھ کر اُسے بیڈ پر دھکا دیتے ہوئے خود اُسکے اوپر جھکتے ہوئے لبوں پہ خباثت بھری مسکراہٹ سجا کر کہا۔

نہیں ڈارلنگ مجھے تو بہت خوشی ہو رہی ہے تُمہیں یہاں دیکھ کر"
قسم سے اس روکھی پھیکی زندگی میں آکر تُم نے میری یہ زندگی
"حسین بنا دیا۔۔۔

وہ اُسکی تھوڑی کو چھو کر بے باکی سے بولی۔
وہ اس لمحے زکی کو نہیں بلکہ ایک مرد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی کیونکہ وہ پورے ایک ماہ سے ترس رہی تھی ایسی رنگین بھری رات کے لیے۔۔

سلی گرل اب ہم دونوں مل کر اس رات کو بھی رنگین بناتے"
"ہیں بیئر پی کر اور۔۔۔

زکی نے اپنی شرٹ کو کھول کر اسکے اندر سے ایک بیئر کی بوتل نکالتے ہوئے معنی خیزیت سے کہا۔۔

وہ دونوں بھول چکے تھے کہ یہ سب جو وہ کر رہے تھے یہ سب حرام ہے لیکن انکا تو ضمیر مر چکا تھا وہ ان سب کا تمیز کیسے کر سکتے تھے۔۔

"ڈارلنگ یور آر سو ہارڈ اینڈ کول۔۔۔"

وہ خوشی سے جھوم کر زکی کے لبوں کو چھو کر بیئر کو سامنے ٹیبل پر رکھے گلاس میں نکال کر اُسے پکڑا کر خود بوتل کو اپنے نازک لبوں سے لگا گئی۔۔

دوسری طرف بیس سالہ علی شاہ اور اٹھارہ سالہ دستگیر شاہ جو دونوں گہرے دوست تھے وہ علی شاہ کے ضد کرنے پر رات کے اس پہر سب حویلی والوں کے سوتے ہی اپنے روم سے چوری چپکے سے باہر نکلے اور اب وہ دونوں میرب بیگ کے روم کے کھلے دروازے سے جو منظر دیکھ رہے تھے۔۔

یہ منظر بہت ہی گھٹیا تھا جو وہ دونوں زندگی میں پہلی بار دیکھ رہے تھے اٹھارہ سالہ دستگیر شاہ اور اکیس سالہ علی شاہ آنکھیں پھاڑے میرب بیگ کو برہنہ کسی مرد کے ساتھ عیجب سی حرکتیں کرتے ہوئے دیکھ اپنے رونگھٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس کر رہے تھے اور اپنے جسم پر ایک اور تبدیلی بھی وہ دونوں شدت سے محسوس کر رہے تھے علی بخت شاہ تو وہ تبدیلی زیادہ محسوس کر رہا تھا اسکا تو پورا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔

عع۔۔۔علی یہ میرب آپی کیا کر رہی ہے۔۔؟؟"

اِنہیں اسلامی تعلیمات کے لیے اس دنیا سے دور رکھا گیا تھا اس دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے ان سے انہیں بچایا گیا تھا لیکن شائید آج انکی معصومیت اس بے ہودہ لڑکی کی وجہ سے چھین گیا تھا وہ دونوں اندر کمرے میں ہوتی بے ہودگی بے حیائی کو دیکھ رہے تھے اکیس سالہ علی شاہ دلچسپی سے جبکہ اٹھارہ سالہ دستگیر عالم شاہ نا سمجھی سے تبھی اُسنے علی بخت شاہ کی جانب دیکھا جو آنکھوں میں ایک عیجب طرح کا چمک لیے میرب بیگ اور اس انجان مرد کو دیکھ رہا تھا وہ اسے ہلاتے ہوئے اس منظر کے متعلق پوچھنے لگا تو علی شاہ اسکے ہلانے پر چونکا۔۔۔

پتہ نہیں شاہ لیکن جو بھی کر رہی ہے پتہ نہیں کیوں اسے دیکھ کر "
"مجھے اچھا لگ رہا ہے۔۔

علی بخت شاہ آنکھوں میں وہی چمک لیے سامنے کے منظر میں کھوا ہوا تھا۔

وہ اکیس سالہ لڑکا اُسکو پتہ نہیں تھا کہ وہ یہ منظر دیکھ کر کیوں اپنی رگ رگ میں ڈورتے خون کو گرم اور تیزی سے ڈورتے ہوئے کیوں محسوس کر رہا تھا سامنے کی بے حیائی بے ہودگی سے اسکے پورے جسم میں کیوں چونٹیاں رینگ رہی تھیں۔۔

علی شاہ یہ آپ کو اچھا لگ رہا ہے یہ ہمیں تو بہت عیجب لگ رہا"
ہے ہمیں پیر سائیں نے ہمیں جو سبق دیا تھا آج اس میں کیا بتایا گیا
تھا تُم وہ بھول گئے ہو تو میں تمہیں یاد دلاتا ہوں کہ ایک غیر مرد
اور عورت جب تنہائی میں ملے تو بہت بڑا گناہ ہوتا ہے اور آج یہ
دیکھکر ہمیں آہستہ آہستہ پیر سائیں کی پڑھائی گئی آج کی سبق سمجھ
میں آئی ہے کہ کیوں ایک غیر مرد اور عورت کو تنہائی میں ملنے
سے منا کیا گیا ہے اب سمجھ میں آرہا ہے کہ کیوں شاہ حویلی کے
"بچوں کو دنیا سے دور کیا گیا ہے۔۔۔

وہ اٹھارہ سال کا ہو کر بھی اتنی جلدی یہ سب کچھ سمجھ گیا کہ کیوں
اِنہیں اس عمر میں دنیا سے دور کیا جاتا ہے آج اسنے مثال دیکھ لیا

دادا سائیں نے جو کیا تھا اچھا کیا تھا اس لمحے اسے انکی اِس بات پر بہت پیار آنے لگا۔۔

جبکہ علی شاہ ان سب پڑھائی سبق کے الٹا اثر لے رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ میرب بیگ سے کیسے دوستی کرنی ہے وہ کمرے میں دیکھ رہا تھا کہ دستگیر شاہ نے اسے کھینچا اور وہاں سے چلنے کا کہنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

کل سے وہ بے چین ہو رہا تھا اسے چین بلکل بھی نہیں آ رہا تھا اس کا ذہن بار بار میرب بیگ کے کمرے کا منظر کو سوچ سوچ کر اسے پاگل کر رہا تھا۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے کیوں میرا جسم جل رہا ہے کیوں بار بار میں کل" رات کے متعلق سوچ رہا ہوں کیوں میرا دل بھی وہ سب کرنے کو چاہ رہا ہے کیوں۔۔۔؟؟

وہ اتنی ٹھنڈ میں گرمی محسوس کر رہا تھا بے سکون ہو رہا تھا تبھی اسنے اپنی شرٹ اتار کر نیچے پھینکا اور اے سی کے بٹن کو اٹھا کر اسنے کول والے بٹن کو پریس کیا اور ریموٹ بیڈ پر پھینک کر وہ بیڈ پر گرا اور اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آنکھیں اوپر چھت پر گاڑتے ہوئے کہنے لگا۔۔

کل سے میرب آپی کیوں مجھے اتنی خوبصورت لگ رہی" ہے۔۔؟؟

وہ آنکھیں بند کر کے بڑبڑایا تبھی اسکے بند آنکھوں کی پتلیوں میں میرب بیگ کا وہ روپ سامنے آ کھڑا ہوا جو اسنے کل رات پہلی بار دیکھا تھا وہ اپنے ہونٹوں کو بھینچ کر اپنے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔

رات کے تین بجے وہ اس بیڈ روم میں آیا تھا جہاں کل میرب بیگ اور وہ مرد وہ گناہ کر رہے تھے جو آج اسکے دل و دماغ میں چل کر اسے بہکا رہا تھا۔۔۔

میرا دل کسی چیز پر کیوں نہیں لگ رہا ہے کیوں میں اندر سے " جل رہا ہوں کیوں۔

اور صبح پیر سائیں کی باتیں مجھے کیوں سنائی نہیں دے رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے میں اُس وقت بہرا ہو گیا تھا کیوں ایسا ہوا تھا۔۔ میں یہ بات بابا اور دادا سائیں سے شئیر کرنے سے کیوں گھبرا رہا ہوں یہاں تک دستگیر شاہ سے بھی میں اپنی جلن کو چھپانا چاہتا ہوں بس میرب آپی سے ہم یہ سب شئیر کرنے کا کیوں دل چاہ رہا ہے۔۔۔؟؟

وہ شرٹ لیس بیڈ پر لیٹا بیڈ شیٹ کو پکڑ کر بیڈ سے الگ کرتا اپنے اوپر لپیٹ کر وہ اس بیڈ شیٹ میں رچی میرب بیگ کی خوشبو کو پتہ نہیں کیوں بے ارادہ سونگھنے لگا۔۔۔

وہ اس لیے ڈر النگ کیونکہ اب آپ جوان ہو گئے ہیں اور اب "
"آپکو ایک ساتھی کی چاہ ہے جو آپکی راتیں خاص کر دے۔۔۔

تبھی اسکے اوپر سے کسی نے آکر وہ بیڈ شیٹ کھینچ کر نیچے پھینکا تو وہ اپنی آنکھیں پٹ سے کھول کر پھٹی آنکھوں سے سامنے کھڑی ہستی کو دیکھنے لگا۔۔

آپ۔۔۔؟؟؟"

وہ سامنے میرب بیگ کو تنگ کپڑوں میں ملبوس دیکھ کر خوشی سے اٹھتے ہوئے بولا پتہ نہیں وہ اسے اپنے سامنے اس حلیے میں دیکھکر اتنا زیادہ خوش کیوں ہو گیا تھا۔۔۔

"ہاں ڈرالنگ میں تمہاری میرب آپی نہیں بلکہ آج سے تم مجھے اپنی بیوی سمجھ لینا۔۔۔"

وہ اسے بیڈ پر گرا کر اسکے اوپر جھکتی ہوئی بے باکی سے بولی اسنے کل رات کو ان دونوں لڑکوں کو دیکھا تھا جو اب جوانی کی دہلیز پار کر چکے تھے دروازے کے بیچوں بیچ کھڑے وہ اسے زکی کے ساتھ دیکھ کر کافی حیران ہوئے تھے اور انکی پھٹی آنکھوں سے اسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ لوگ اس حویلی کے باہر کی دنیا سے ابھی تک واقف نہیں تھے۔۔

وہ انہیں اس حویلی کی دنیا کو دیکھانے کے لیے کل سے بے تاب ہو رہی تھی اور آج وہ انتظار ختم ہو گیا جب اسنے علی شاہ کو اپنے روم میں جاتے ہوئے دیکھا علی شاہ کو اکیلے دیکھ اسے سخت غصہ تو آیا کیونکہ علی شاہ کی نسبت اسے دستگیر شاہ بہت زیادہ پسند آیا تھا مگر وہ شائید اس بے ہودگی میں انٹرس نہیں تھا بلکل غزلان شاہ کی طرح وہ نہیں نکلا جسے وہ روز سڈیوز کرتی تھی لیکن وہ بندہ شائید پھتر دل تھا جو اسکی اداؤں سے بھی پگھل نہیں سکا تھا۔۔

وہ لڑکی اسکے باپ دادا اور گھر کے لوگوں کے سونے کا فائدہ خوب اٹھا رہی تھی اس اکیس سالہ اس دنیا کی تیزی چالاکیوں سے انجان لڑکے کو اپنی راستے چلانے کا پہلا قدم اٹھا رہی تھی۔۔

علی شاہ اپنے جسم پر اس بے حیا لڑکی کے چھونے سے اب اس آگ سے خود کو آزاد ہوتا ہوا محسوس کر رہا تھا وہ اس اندھیری رات میں اس کمرے میں ایک غیر محرم عورت کے ساتھ اور ایک ایسی لطف میں ملوث ہو کر اپنے آخرت کو سنوارنے کے بجائے بگاڑ رہا تھا

ابھی تو وہ گناہ کے دلدل میں اتنا گر گیا تھا اگر باہر آیا تو وہ سب کے سامنے نظریں ملانے سے بھی وہ ڈرے گا ابھی تو وہ گناہ کے لذت کو مزے سے سہہ رہا تھا بعد میں وہ اپنے باپ دادا سے بھی نظریں ملانے سے گھبرانے والا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ڈرالنگ اب ہم آج رات کو ملے گے ابھی تم یہاں سے چلے جاؤ" ورنہ کسی کو پتہ چل گیا تو وہ ہم دونوں کا قتل کر دے گے تُم نہیں جانتے تمہارے گھر والے کتنے ظالم ہے اور کتنے اولڈ سوچ رکھنے والے لوگ ہیں اگر انہوں نے ہمیں ایک کمرے میں سے نکلتے "ہوئے دیکھ لیا تو شور مچا کر ہمیں زلیل کرے گے۔۔

میرب بیگ صبح کے اجالے کو پھیلتے ہوئے کمرے کی کھلی ہوئی کھڑکیوں سے دیکھتی تیزی سے علی شاہ کو اٹھا کر اُسے کہنے لگی۔۔۔

وہ خود کو یہاں حویلی والوں کے سامنے اتنی معصوم دکھاتی تھی کہ اس کے علاوہ یہاں اس حویلی میں کوئی معصوم نہیں ہے اسی لیے

اب وہ نہیں چاہتی تھی کہ علی شاہ اور اسکے درمیان کل رات جو ہوا تھا اسکا پتہ یہاں کسی کو چلے وہ اسے پوشیدہ رکھنا چاہتی تھی۔۔

"میرب جی مم۔۔۔مجھے پتہ نہیں کیوں یہ سب کر کے اب بہت ڈر لگ رہا ہے اب کیا ہو گا بار بار دماغ میں صرف یہی آ رہا ہے۔۔۔"

علی شاہ کی آنکھیں کھولی تو خود کو اس کمرے میں ایک غیر محرم عورت کے ساتھ دیکھ کر وہ خود سے بھی نظریں ملانے سے گھبرانے لگا۔۔

وہ گناہ کی رات ختم ہوتیں ہی دن کا اجالا پھیلتے ہی اسکے دل میں ایک ڈر بیٹھاتا چلا گیا کہ اب اسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے یہ گناہ کر کے اب اسے سمجھ میں آرہا تھا اور ایک ایک کر کے پیر سائیں کی باتیں اسکے دماغ میں گردش کرنے لگ گئی تھی تو وہ اور بھی زیادہ شرمندہ اور خوفزدہ ہونے لگا۔۔

"ڈارلنگ ڈر کیوں رہے ہوں اب جو کیا ہے تم نے اسے پوشیدہ رکھو گے تو کچھ بھی نہیں ہو گا بس میرے ساتھ کو انجوائے کرو تم یہ سمجھو کہ ہم دونوں غیر نہیں تھے بلکہ ہم اب ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں کل رات مجھے لگا کے میں تم سے بہت محبت کرنے لگی ہو جان۔۔"

وہ بے باکیت سے کہتی اسے دیکھنے لگی جسکا چہرہ ابھی بھی خوف اور شرمندگی سے پیلا تھا تبھی اسے اس شرمندگی سے نکالنے کے لیے وہ اپنی وہی اداؤں اور باتوں سے اسے اپنے جال میں پھنسانے لگی اور وہ اتنی آرام سے پھنس بھی گیا لیکن ابھی بھی پکڑے جانے کا ڈر اسکے دل میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

میرب جی ہمیں اب سمجھ میں آیا ہے کہ سانسیں رک جائے تو" کیا ہوتا ہے اور آپ ہم سے جدا ہوئی تو ہم مر جائے گے ہمیں اب ایسا لگ رہا ہے آپ ہم سے کبھی دور مت جایئے گا ورنہ ہم پاگل ہو جائے گے یا مر جائے گے۔"

وہ پاگل تو جلد ہونے والا تھا لیکن اس لڑکی کی محبت میں نہیں بلکہ جو اس لڑکی نے اسے جس گناہ کی لذت سے آشنا کرایا تھا اس لذت کے نہ ملنے کی وجہ سے اور وہ آگے وہ گناہوں میں اور بھی زیادہ اضافہ کرنے والا ہے اس وقت وہ اس سے انجان اس بے ہودہ لڑکی سے اپنی محبت کا نہیں بلکہ ہوس کا اظہار کر رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"کیا غازی بھائی نے میرب آپی کے ساتھ۔۔۔

وہ کل رات میرب بیگ کے ساتھ گزارے لمحوں کو سوچ رہا تھا تبھی حویلی میں اس بات کا چرچا شروع ہوا تو یکدم سے وہ اپنی جگہ

سے اٹھا اور تیزی سے اس روم کی جانب بڑھا جہاں کل رات میرب بیگ کے ساتھ وہ اپنا چہرہ سیاہ کر چکا تھا۔۔

میرب کیا یہ سچ ہے کیا غزلان شاہ نے تمہارے عزت پر ہاتھ" ڈالنے کی کوشش کی تھی۔۔؟؟

شہریار بخت شاہ اپنے بھائی کے منہ سے ادا کیے گئے لفظوں کو سن کر اسے غزلان غنی شاہ پر سخت غصہ آنے لگا جبکہ وہ اتنا اندھا ہو چکا تھا یا میرب بیگ نے اسے اتنا اندھا کر دیا تھا کہ وہ صحیح اور غلط کی پہنچان سے نابینا ہو چکا تھا۔۔۔

"ہاں شہری بھائی اسنے پہلے مجھے وہاں بلایا پھر میرے ساتھ۔۔"

وہ لڑکی اتنی شاطر تھی کہ اپنی نقلی آنسوؤں سے علی شاہ سمیت سب حویلی والوں کو غزلان غنی شاہ سے سخت نفرت کرنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

"میرب میں نے تمہیں ہمشیہ اپنی بہن سمجھا ہی نہیں مانا بھی ہے میں تمہیں انصاف دلا کر رہوں گا چاہے مجھے اپنے دوست نما دشمن کو جان سے ہی کیوں نا مارنا پڑے میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔۔۔"

وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر اس سے کہنے لگا جبکہ علی شاہ باہر کھڑا نفرت اور غصے کی آگ میں جل رہا تھا اور اس کا دل بار بار غزلان شاہ کی جان لینے کا چاہ رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

اس بات کو ایک ماہ ہو چکا تھا غزلان غنی شاہ کو موت نہیں سزا سنائی گئی تھی اور اس گاؤں سے نکل جانے کے لیے کہا گیا تھا وہ اس گاؤں سے ایک ہفتہ ہو چکا تھا چلا گیا تھا۔۔

تمہاری وجہ سے اسنے خود کشی کی صرف تمہاری وجہ سے غزلان شاہ نہیں چھوڑو گا میں تمہیں برباد کر دو گا۔۔"

جب آج صبح اچانک میرب بیگ کی خودکشی کا سنا اسنے تو وہ شدید نفرت اور غصے سے پاگل ہو کر اس روم کی جانب بڑھا جہاں غزلان شاہ رہتا تھا وہ جب اندر داخل ہوا تو سامنے لگی غزلان شاہ کی خوبصورت تصویر کو دیکھ وہ نفرت سے آگے بڑھا اور اس تصویر کو سامنے رکھے واز کو اٹھا کر اسنے اس پر پھینکتے ہوئے کہا۔۔۔

"کیوں اسکے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تھی تم نے جب اس نے نہیں مانا تو کیوں اسے جانے نہیں دیا تھا تم نے ہاں بتاؤ۔۔۔؟؟

وہ اپنے پیروں کے تلے اسکی تصویر کو مسلتے ہوئے نفرت سے کہنے لگا۔۔

اس وقت اسکے جسم میں وہی آگ جل رہا تھا جو اس رات جل رہا تھا وہ تڑپ رہا تھا کسی ساتھی کے لیے وہ مچل رہا تھا کسی کے ساتھ ویسی ہی رات گزارنے کے لیے جو اسنے پہلی بار اس رات کو گزاری تھی۔۔۔

"میرب جی آپ کیوں چلی گئی اپنے اس دیوانے کو اکیلا چھوڑ کر اب ہماری رات کی ساتھی کون بنے گی کون۔۔؟؟

وہ یکدم سے پاگلوں کی طرح ان شیشوں کے اوپر بیٹھ کر جو غزلان شاہ کی تصویروں کی پیرم سے نکل کر نیچے بکھرے تھے۔۔

زور زور سے روتے ہوئے کہنے لگا اسکا جسم سچ میں تڑپ رہا تھا ایک اور گناہ کرنے کے لیے گناہ کی لذت جب کسی انسان کو لگتی ہے تو چاہ کر بھی وہ اس انسان سے الگ نہیں ہو پاتی ہے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"تُم۔۔"

رات کے دو بج رہے تھے علی شاہ ابھی تک جاگ رہا تھا اور اسکے جاگنے کی وجہ اسکا جلتا جسم تھا جب اسے گرمی محسوس ہوا تو وہ کمرے سے باہر نکلا اور لان میں جا کر اپنے تپتے وجود کو ہوا کے نزر کر کے وہ کرسی پر بیٹھا اور آنکھیں بند کر گیا لیکن تھوڑی دیر بعد اسے کسی کے کودنے کی آواز سنائی دی تو وہ آنکھیں کھول کر اپنے ارد گرد دیکھنے لگا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ ساکت رہ گیا۔۔

ہاں میں زکی ملک تمہاری نقلی بیوی کا نقلی شوہر ہو نو وہ تو مر چکی ہے اب وہ تو ہماری کچھ بھی نہیں لگتی ہے تمہیں بھی اس وقت کیا کسی کی ضرورت ہے لالے۔۔؟؟

زکی ملک کی نظریں اس اکیس سالہ لڑکے پر تھی جو تڑپ رہا تھا کسی ساتھی کے لیے کسی ایسی رات کے لیے جو اسنے میرب بیگ کے ساتھ اس رات کو گذارا تھا زکی ملک پکا کھلاڑی تھا۔۔

اور میرب بیگ نے کراچی سے آتے ہی اس سے مل کر اپنا ایک ایک کارنامہ اسے سنایا تھا اور ان میں سے اسکے دو کارنامے بہت پسند آئے تھے وہ غزلان شاہ سے تو ابھی فائدہ نہیں اٹھائے گا کیونکہ وہ سمجھدار لگا تھا اسے جبکہ علی شاہ اسے جزباتی لگ رہا تھا وہ اسے جال میں پھنسا کر اس سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔۔

"تُمھیں کیسے پتہ چلا کہ ہمیں اس وقت کسی ساتھی کی ضرورت ہے۔۔؟؟

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا تو اسکی بات پر زکی ملک نے زور سے قہقہہ لگایا۔۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔"

زکی ملک زور زور سے ہنسنے لگا۔۔۔

"لالے تو جوان ہے اور ایک جوان مرد کی ضرورت کو سب سے بہتر ایک مرد ہی جانتا ہے کہ اس وقت سامنے والے جوان کو کیا چاہیے۔۔۔"

وہ شطرنج کی پہلی چال چل چکا تھا جس میں علی بخت شاہ پھنس چکا تھااور علی شاہ اس بات سے انجان کے اُسکے ساتھ بعد میں کیا ہونے والا ہے وہ اس دلدل میں پھنس کر ایک شریف انسان سے شیطان بننے کے لیے اس روم کی جانب بڑھنے لگا جہاں آج کی رات وہ ایک ساتھ دو گناہ کرنے والا تھا ایک اس رات اسنے کیا تھا اور دوسرا آج رات وہ ایک معصوم کی زندگی اور عزت کو تباہ کر کے کرنے والا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

اس وقت مجھے یہاں کیوں لائے ہو تم۔۔۔؟؟"

رات کے اندھیرے میں وہ دونوں ایک عالیشان عمارت کے سامنے کھڑے تھے علی شاہ اس عمارت کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا کیونکہ حویلی کے بعد وہ اپنے گاؤں میں اتنی بڑی اور عالیشان عمارت کو دیکھ رہا تھا۔۔

لالے اندر تو چل کیا ادھر ہی کھڑے رہ کر سارے سوال پوچھے " "گا۔۔

زکی ملک نے اُسے پکڑ کر اس عمارت کے اندر قدم رکھتے ہوئے کہا۔۔

"ہمیں جانے دو ہم نے کیا بگاڑا ہے تم لوگوں کا۔۔"

جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو سامنے ایک لڑکی کو پھٹے ہوئے لباس میں دیکھ علی شاہ شاکڈ رہ گیا اسکی شاکڈ رہنے کی وجہ سامنے اس لڑکی کا کومل سراپا تھا آج ایک ماہ بعد وہی منظر دیکھ کر وہ اسی حالت میں چلا گیا جس رات وہ چلا گیا تھا۔۔۔

چپ کمینی پیسے دے کر تمہیں یہاں تک لایا ہوں ہاں مجھے پتہ" ہے تمہارے دماغ میں یہ چل رہا ہو گا کہ تمہارے گھر والے اتنے بھی بے غیرت نہیں ہے جو پیسوں کی خاطر تمہیں رکھیل بنائے گے۔۔

ان بے چاروں کو تو پتہ بھی نہیں ہے کہ انکی بیٹی اس وقت سندھ کے ایک گاؤں میں کسی وڈیرے کے کمرے میں گزارے گی

پیسے میں نے اس گاڑی والے کو دیئے تھے جو ہمیں کراچی سے یہاں سندھ تک لایا تھا تمہیں اغوا کیا تھا میں نے تمہارے گھر والے تو پولیس اسٹیشن کے چکر کاٹ کاٹ کر اب تھک چکے ہونگے اگر انہیں زندہ دیکھنا چاہتی ہے توں تو ہمارا ساتھ دے ورنہ ہم تمہیں یہی رکھ کر روزیوز کرے گے آجا راجہ صبح تک اس چڑیا سے کھیل کر میرے پیسوں کو خوب اس نازک رکھیل سے وصولوں۔۔"

زکی ملک نے آگے بڑھ کر اُسکی لڑکی کے کپڑوں کو مزید پھاڑتے ہوئے خباثت سے کہا وہ اس لڑکی کو کراچی سے اٹھا کر لایا تھا۔۔۔

نہیں یہ میں نہیں کر سکتا یہ گناہ ہے اور یہ اس لڑکی کے ساتھ "
"زیادتی ہو گی۔

علی شاہ کی سماعت میں اچانک سے پیر سائیں کی باتیں گونجنے لگی تو وہ ڈر گیا اور سر نفی میں ہلا کر زکی ملک سے کہنے لگا۔۔

"کیا کیا کہا پھر سے کہنا لالے۔۔۔"

زکی ملک نے ناگواری سے علی شاہ کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔۔

یہ میں نہیں کر سکتا یہ گناہ ہے اور یہ لڑکی کو تم واپس شہر چھوڑ کر آ جاؤ۔۔"

وہ ایکے سنجیدگی سے کہنے لگا۔

زکی ملک سخت نظروں سے اسے گھورنے لگا مطلب اس چوزے کے دماغ میں ابھی بھی گناہ اور ثواب کا جنگ چل رہا تھا۔۔

"لا لے گناہ تو اس رات بھی تم نے بڑے ہی مزے لے لے کر میرب کے ساتھ مل کر کیا تھا کیا وہ گناہ نہیں تھا ہاں یا پھر اس وقت تمہارا ضمیر مر چکا تھا یا اب جاگا ہے۔؟؟

زکی ملک کی بات پر وہ اسے دیکھنے لگا وہ شرمندگی محسوس کرنے لگا اور خوف بھی۔۔

میں شرمندہ ہوں اس رات کے لیے پلیز تم اسے لے کر جاؤ خدا"
"کے لیے۔۔

زکی ملک تو اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھا اور اس لڑکی کو سر کے بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ اوپر اٹھا کر اسکے چہرے پر جھکا اور یہ دیکھ کر علی شاہ کو شیطان نے بہکانا شروع کر دیا زکی ملک یہ کر کے اسے دوسرا گناہ کرنے کے لیے اکسانے لگا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی پینٹ کی زپ بند کرتا اس روم سے باہر نکلا آنکھوں میں ہوس کی چمک لیے وہ زکی ملک کی جانب دیکھنے لگا اب اسکے دل میں کوئی ڈر نہیں تھا اور نا ہی کوئی خوف۔

شاہ حویلی کے لوگوں کی غفلت کی وجہ سے آج ایک معصوم شیطان کا روپ دھار چکا تھا اور بہت سی کلیوں کا دشمن بن گیا تھا۔

روز اس گاؤں سے ایک غریب گھر کی معصوم لڑکی غائب ہونے لگی تھیں اور شیطان کی قید میں جا کر اپنی عزت گنوا کر دوسرے دن گاؤں کے اُس کنویں سے مردہ حالت میں ملتی تھیں جوان حادثوں کے بعد اب سنسان ہو کر رہ گیا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"دادا سائیں آخر یہ کون کر سکتا ہے وہ تو نہیں ہو سکتا وہ آجکل اچھے کام کرنے میں لگا ہوا ہے یہ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے ہمیں جلد اسکا پتہ نکالنا ہو گا ورنہ کل کو یہ حویلی تک بھی پہنچ سکتا ہے۔۔"

سید عالم شاہ نے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کل ہی گاؤں کی دو لڑکیاں مدرسے سے اپنی گھر جا رہی تھی راستے میں انہیں کسی نے اٹھا لیا اور آج صبح ہی ان دونوں لڑکیوں کی لاشیں اس کنویں کے اندر سے برآمد ہوئیں تھی۔۔

سب گاؤں والے پریشان ہو گئے تھے اور یہ انکی بیٹیوں کے ساتھ ہو رہا تھا جنہوں نے غزلان غنی شاہ کو زانی کہا تھا اور اسے گالیاں

دی تھیں اس پر پھتر برسایا تھا یہ سب ان لوگوں کے ساتھ ہو رہا تھا۔۔

اور وہ اپنی قسمت پر رو رہے تھے جبکہ یہ مقافاتِ عمل ہے اس سے وہ سب لوگ انجان تھے۔۔۔

چاچا سائیں یہ جو بھی ہے ہم اسے زندہ نہیں چھوڑے گے ہم اپنے سگے خون کو بخش نہیں سکتے تو پھر وہ کون ہوتا ہے معاف کرنے والا اسکی حالت تو ہم کتوں سے بھی بدتر کرے گے۔۔۔"

شہریار بخت شاہ بھی وہی تھا وہ بھی سخت غصے میں تھا معصوم بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والے کے اوپر علی شاہ اور دستگیر شاہ جب اندر داخل ہوئے تو وہ لوگ خاموش ہو گئے۔۔۔

شہری پتہ کرو جلد از جلد وہ گناہ گار ہماری گرفت میں ہونا"
چاہیے عالم شاہ سہی کہہ رہا ہے ورنہ وہ کل کو یہاں حویلی تک بھی
پہنچ سکتا ہے اور شہریار تم نے امجد کو رقم دے دیا یا نہیں کل اسکے
بیٹے کی بارات روانہ ہو گی دوسرے گاؤں کے لیے آج ہی اسے
"رقم دو ہماری طرف سے اسکے لیے تحفہ ہے۔

وہ سنجیدگی سے شہریار سے کہہ رہے تھے لیکن علی شاہ کے دماغ
میں وہ ایک نیا شیطانی پلان ڈال کر اس حویلی کے ایک ملازم کی
زندگی برباد کرنے والے تھے یہ اگر انہیں خبر ہوتی تو وہ علی شاہ
کے سامنے بات ہی نہ کرتے بلکہ انہیں اگر علی شاہ کی سچائی کا پتہ
ہوتا تو وہ اسی وقت اسے جان سے مار دیتے۔۔

"دادا سائیں کیوں نہ ہم وہ رقم دینے امجد بابا کے گھر جائیں۔۔۔؟؟

علی شاہ نے فرمابرداری سے کہا۔۔

"ہاں علی بچے تم جاؤ بلکہ اب تو تم دوسرے گاؤں جاؤ شادی میں شرکت کرنے کے لیے ویسے بھی شہری یہاں کے حالات دیکھے گا.."

عباس شاہ نے وہ کام ایک شیطان کے حوالے کر دیا جبکہ وہ شیطان چہرے پر فرمابرداری سجائے دل ہی دل میں ان سب کی

بے وقوفی پر ہنس رہا تھا خاص کر اپنے بھائی پر جو بے گناہ کو گناہ گار اور گناہ گار کو معصوم سمجھ رہا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"زکی ملک آج کی رات تیرے لیے میں خود شکار کرنے جا رہا ہو"

"وہ بھی اپنی حویلی کے ملازم کے بیٹے کی نئی نویلی دلہن کا۔۔

علی شاہ گناہ کر کر کے اب سنگدل بن چکا تھا اسکے سینے میں وہ سب احساس مر چکے تھے جو پہلے ہوا کرتے تھے وہ شرمندگی خوف بھی اب مر چکا تھا اسکے دل میں صرف معصوم کلیاں ہی گھومتی تھیں۔۔۔

"علی شاہ تُم میرے لیے شکار کروں گے۔۔۔"

زکی ملک آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگا جس نے شروع دن میں سختی سے سامنے آنے سے منا کیا تھا اسکے لیے ان چھوئی پیور لڑکیاں زکی ملک ہی اٹھا کر لاتا وہ تو صرف ان لڑکیوں کے پاس اپنا چہرہ چھپا کر انہیں برباد کرنے کے بعد ان کا گلا گھونٹ کر زکی ملک کو انہیں تھکانے لگانے کا کہتا تھا۔۔۔

"ہاں میں علی شاہ اور تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو آج میرا دل چاہ رہا ہے اپنے بھائی جیسے یار کے لیے ایک خوبصورت پری لا کر

اسکی خدمت میں پیش کر دو جیسے میرا بھائی میرے لیے کرتا ہے.."

وہ خباثت سے ایک آنکھ دبا کر کہنے لگا۔۔۔

"کمینے تو اپنے بھائی کیلئے یہ کر رہا ہے یا اپنے لیے یہ مجھے اچھے سے پتہ ہے چل جا شاباش جس کے لیے بھی کر رہا ہے توں جا جا کر اٹھا کر لا ہماری نئی نویلی رکھیل کو۔۔۔"

زکی ملک نے خباثت بھرے لہجے میں کہہ کر اسے شاباشی دیتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں لیکن میں الگ انداز میں کروگا اس رکھیل کو اغوا تاکہ کسی کو" مجھ پر شک نہ ہو جگرا گر سبکو پتہ چل گیا ہمارے بارے میں تو ہم "کو یہ سب قتل کردے گے۔۔۔

وہ آنکھ کمینگی سے دبا کر کہتا آخر میں اسے گلے لگا کر وہاں سے باہر نکلا اب اسکے قدم امجد بابا کے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے جیسے جیسے اسکے قدم بڑھ رہے تھے ویسے ویسے اس چھوٹے سے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے انکی زندگی سے خوشیوں کے دن کم ہوتے جارہے تھے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

دلہن کو ہمارے حوالے کر دو اور چپ چاپ یہاں سے چلے "
"جاؤ۔۔

رات کے ایک بج رہے تھے امجد بابا کے بیٹے اور دلہن کو وہ اپنی کار میں لیے گاؤں کی جانب بڑھ رہا تھا تبھی سامنے سے ایک گاڑی نے آ کر ان کا راستہ روکا اور بھاگتے ہوئے اسکی گاڑی کو اپنے گھیرے میں کر کے کھڑے ہو گئے تو علی شاہ نے کھڑکی کھول کر جب ان سے پوچھا کہ وہ کون ہے تو ان میں سے ایک نے غصے سے کہا۔۔

ہوں اسکا مطلب تم لوگوں وہی لٹیرے ہو جو رات کی تارخی"
میں نکلتے ہو معصوم بچیوں کی عزت تار تار کرنے کے لیے آج تم
"ایک شاہ کے ہاتھ لگے ہو اپنی خیر مناؤ۔۔۔

وہ یہ سب صرف امجد بابا کے بیٹے اور بہو کو دکھانے کے لیے کہہ رہا تھا جبکہ ان سبکو اسنے ہی ہائیر کیا تھا۔

پہلے اپنی تو خیر منا کیسے بچے گا تو یہ سوچ اور اگر تو زندہ رہنا چاہتا"
"ہے تو اس لڑکی کو ہمارے حوالے کر کے یہاں سے چلے جاؤ۔۔

اسی بندے نے آگے بڑھ کر اسکی کنپٹی پر زور سے پستول مارتے ہوئے کہا۔

نہیں میرے ہوتے ہوئے تم لوگ اسے ہاتھ نہیں لگا"
"سکتے۔۔۔

وہ خوبصورتی سے ڈراما کر رہا تھا اور اسکے ڈرامے پر وہ بندے اسے دل ہی دل میں داد دے رہے تھے۔۔
تبھی اسکے اشارہ کرنے پر ایک بندے نے آکر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا جو اسنے پہلے سے لاکڈ کھولا تھا جو آسانی سے اس شخص سے کھل گیا تھا۔۔۔

"باہر نکل سندری۔۔۔"

دلہن بنی اس حسین لڑکی کو اس بندے نے کھینچ کر باہر نکالتے ہوئے کہا۔۔

"اور تو یہ لے بہت زبان چلا رہا تھا ناں۔۔۔"

اس آدمی نے علی شاہ کے سر پر مارا جو اس سے بات کر رہا تھا علی شاہ کو اسنے صرف دکھاوے کے لیے زور سے ہٹ کیا تھا ورنہ اسے اتنا نہیں لگا تھا وہ تب تک بے ہوش ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگا جب تک اس آدمی نے دلہے کو بے ہوش نہ کر دیا دلہے کے بے ہوش ہوتے ہی علی شاہ اچانک سے اٹھا اور خباثت بھری نظروں سے دلہن بنی لڑکی کو دیکھنے لگا جسے اس آدمی نے بے ہوش کر دیا تھا وہ اپنے چہرے پر ماسک لگا کر گاڑی سے باہر نکلا اور

ان سب لوگوں کو وہاں سے جانے کا حکم دیتا خود اس نازک وجود کو اٹھا کر گاڑی کی جانب بڑھا۔۔

"چھوڑ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔"

جب گاڑی کے اندر اسے لا کر اسنے اس کے اوپر پانی پھینکا تو وہ ہوش میں آ گئی اور اپنے اوپر ایک نقاب پوش کو جھکے دیکھ وہ چیختی ہوئی کہنے لگی۔۔

"نہیں ڈارلنگ اب ہم اس وقت چھوڑے گے جب تمہاری ٹانگوں جواب دے گی۔۔۔"

وہ اسکی گردن پر جھکا اور اپنی درندگی کے نشان بے دردی سے چھوڑنے لگا وہ لڑکی آنسوؤں بہاتی اپنے دلہے کو آوازیں دینے لگی اور پھر اسے اور علی شاہ کو ڈھونڈنے لگی جو وہاں نہیں تھے وہاں صرف وہ دونوں تھے۔۔

وہ درندہ معصوم کلی کو اپنی مٹھیوں میں قید کر کے مسل رہا تھا اور وہ زور زور سے چیخ کر اپنی بربادی کی ماتم منا رہی تھی اس درندے کے بعد پتہ نہیں کتنے لوگوں نے اسکی عزت تار تار کیا اس اندھیرے کی وجہ سے اسے پتہ نہیں چلا ہاں اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ لوگ چھ کے قریب تو تھے وہ روتی ہوئی چیخ چیخ کر ان ظالم کے ظلمت کا شکار ہوتی رہی تھی۔۔

یہ پکڑو اور صبح ہوتے ہی اپنے شوہر کے سامنے تم خود کو مارو گی"
اگر تم نے ایسا نہیں کیا میری رکھیل تو تمہارے ساتھ ساتھ ہم
"لوگ تمہارے شوہر کو بھی اوپر پہنچا دے گے۔۔

جب زکی ملک اور اسکے پانچ خاص بندوں نے اپنی ہوس کو پورا کیا
تو وہ درندہ انسان واپس اسکے پاس آکر ایک پستول اس کے ہاتھ
میں تھما کر سرد لہجے میں اس معصوم کے کان کی لوں کو بے دردی
سے کاٹنے کے بعد سرد لہجے میں اسے دھمکی دینے لگا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

صبح جب اُسکی آنکھیں کھلی تو گاڑی میں اپنے برہنہ جسم کو اپنی چنری تلے دیکھتی اور اپنے ہاتھ میں اس پستول کو محسوس کرتیں وہ معصوم لڑکی بری طرح سے سسک سسک کر رونے لگی۔۔

"ماروی۔۔۔"

جب شرجیل کی آنکھیں کھولی تو خود کو سڑک پر دیکھ وہ اٹھا اور اپنی دلہن کی زوردار رونے کی آواز پر وہ تیزی سے گاڑی کی جانب بڑھا لیکن اپنی دلہن کو بے لباس دیکھ وہ کچھ دیر اسی طرح ساکت کھڑا اسے دیکھنے لگا پھر اسکی ماتم کرتی آواز پر وہ چونکا۔۔۔

"میں برباد ہو گئی برباد ہو گئی۔۔"

وہ زور زور سے چیختی ہوئی کہہ رہی تھی شر جیل روتے ہوئے آگے بڑھا اور اسے اپنی چادر سے کور کرتا اسے اپنے ساتھ لگا کر خود بھی زور زور سے رونے لگا۔

یکدم سے وہ اُسے دور کرتی اس بڑے سے چنری کو اپنے گرد لپیٹ کر گاڑی سے باہر نکلی اور وہ پستول جو اس ظالم انسان نے کل رات اسکے ہتھیلی پر رکھا تھا وہ اپنی کنپٹی پر رکھ کر شر جیل کو دیکھنے لگی جو پھٹی آنکھوں سے گاڑی سے نکل کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔

میری بربادی کے زمہ دار اِس گاؤں کے بڑے اور بااثر"
وڈیرے ہیں شرجیل مجھے پتہ ہے کہ مجھے کبھی انصاف نہیں ملے
گی۔۔۔۔

مریم اور مسکان کی طرح میں مجھے بھی یہ لوگ نظرانداز کر دے
گے اور اس درندے کو نہیں ڈھونڈے گے جو چھپ کر یہ سب
کر رہا ہے معصوم لڑکیوں کی عزت کے ساتھ رات کی تاریخی میں
کھیل رہا ہے میں اب جینا نہیں چاہتی ہوں میں ہار گئی ہو سب کچھ
"ہار گئی اپنی عزت بھی اب مجھے مرنے دو مرنے دو مجھے۔۔۔

چھوٹے سے گھر کے سامنے دلہن بنی وہ شہزادیوں کی طرح
خوبصورت لڑکی روتی ہوئی اپنی کنپٹی پر پستول رکھ کر بولی۔۔

آج ہی تو وہ رخصت ہو کر دوسرے گاؤں سے یہاں اس گاؤں میں آئی تھیں اور آج ہی کے دن اُسکی عزت کو تار تار کر دیا گیا تھا۔

اگر اپنے شوہر کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تو یہ لے پکڑ اور جا" اپنے سسرال والوں کے سامنے خود کشی کر ورنہ تیرے ساتھ "ساتھ ہم تیرے شوہر کو بھی اوپر پہنچا دے گے۔۔۔

اُس ظالم انسان کی سرد آواز ابھی تک اُسکی سماعت میں گونج رہی تھیں وہ بے بسی سے سرخ نظروں سے سامنے کھڑے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔

"ماروی خدا کے لیے پستول نیچے کروں۔۔۔"

اُسکا شوہر روتے ہوئے اُس سے کہہ رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اسکی بیوی پر اس وقت کیا بیت رہی ہے عزت تو وہ گنوا چکی ہے لیکن اب وہ اسے خود کشی جیسی غلطی کرنے ہر گز نہیں دے سکتا تھا وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا اسکی حالت پر وہ بہت تڑپ رہا تھا۔۔

".. نہیں شرجیل"

وہ نفی میں سر ہلاتی پستول پر گرفت سخت کر گئی۔۔۔

اُس انسان کی دھمکی کی وجہ سے اب وہ یہ کرنے پر مجبور ہو گئی تھی اب وہ رک نہیں سکتی تھی وہ کیسے اُسکو مرتے ہوئے دیکھ سکتی تھیں جسے آج صبح ہی تو وہ اپنا نام تک اُسے سونپ چکی تھی۔۔

"نہیں ماروی میری جان تم یہ گناہ نہیں کر سکتی ہو ہم بڑے شاہ سے بات کرے گے وہ انہیں ڈھونڈ نکال کر سب کے سامنے لائے گے دیکھنا تم تمہیں اور مریم مسکان کو جلد انصاف ملے گا۔۔۔"

وہ اب تک سر نفی میں ہلا رہی تھی تبھی پیچھے سے علی شاہ کی آواز سنائی دیا۔۔۔

"بہن یہ گناہ مت کرنا خدارا۔۔۔"

علی شاہ سامنے سڑک پر گرا صرف بے ہوشی کی ناٹک کر رہا تھا وہ یکدم سے اٹھ کر ایسے کرنے لگا جسے اسے ابھی ہوش آیا تھا وہ اٹھا اور اب پھر سے اپنا ڈراما شروع کرنے لگا بہت دور جھاڑیوں کے پیچھے چھپا زکی ملک اس ڈرامے باز کو دیکھ اسے ایک موٹی گالی دیتے ہوئے ہنسنے لگا۔۔۔

"نہیں مجھے پتہ ہے مجھے کبھی انصاف نہیں ملے گا شرجیل تمہیں مجھ سے بھی بہتر اور پاک لڑکی ملے گی۔۔

وہ آنسو سے لبریز آنکھوں سے شرجیل کو دیکھتی ٹریگر دبانے لگی تبھی ماحول میں فائر کی آواز گونجی اور ایک نسوانی چیخ بھی شرجیل جو اسے روکنے کے لیے آگے بڑھا تھا وہ فائر کی آواز پر ساکت نظروں سے سامنے گرتی اپنی بیوی کو دیکھنے لگا۔۔

جسنے اپنی کنپٹی پر گولی چلا کر وہ گنا کر لیا جس سے وہ اسے روکنا چاہتا تھا اسکی بند پلکوں کو دیکھ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اسکے نازک وجود کو پکڑ کر دیوانوں کی طرح رونے لگا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"حال"

زکی ملک تُم کہاں ہو میں تمہاری وجہ سے یہاں بند ہو جلدی"
"آکر مجھے باہر نکالو ورنہ میں مر جاؤ گا۔۔۔

وہ اس جیل میں بیٹھا اب پاگل ہو چکا تھا کیونکہ دو دن سے اسکی ضرورت پوری نہیں ہو رہی تھی وہ اپنے دل کو اور پورے جسم سے آگ کے شعلے بھڑکتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔

فاطمہ شاہ یہاں سے نکلتے ہی تم ان لڑکیوں کی جگہ لو گی جو میری زندگی میں ایک رات کے لیے آنے والی تھی لیکن اب تم مجھے
"ایک رات کے بجائے ساری راتیں دو گی اپنا۔۔

وہ نفرت سے فاطمہ شاہ کو اپنے جلتے دل میں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"دستگیر عالم شاہ تمہاری بیوی کو تو میں تم سے جدا کر کے تمہیں سزا دونگا اور غزلان شاہ تم سے تو زکی ملک بدلا لے گا اور خوب لے گا مجھے لگتا ہے وہ وقت آگیا ہے کیونکہ زکی ملک غائب ہے تو اسکا مطلب ہے وہ تمہارے ساتھ کچھ بڑا کرنے والا ہے۔۔"

وہ زور زور سے پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے کہنے لگا کیونکہ وہ زکی ملک کو اب اچھے سے پہنچان چکا تھا اور وہ اب تک اسے یہاں سے نکالنے کے لیے کیوں نہیں آیا تھا وہ جانتا تھا کہ زکی ملک کچھ کرنے والا ہے کچھ بڑا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ہوں شٹ آج بھی ہمارے ہاتھ کچھ نہیں لگا۔۔"

عالم داد اور وہ آج کی رات پھر حویلی میں اس یو ایس بی کو ڈھونڈنے آئے تھے جب انہیں کچھ نہیں ملا تو غصے سے ماہ مہر نے سالار شاہ کے روم کے دروازے کو لات مارا۔۔

کون ہے کون ہے اندر۔۔؟؟"

تبھی باہر سے ایک ملازم کی آواز سنائی دیا تو عالم داد نے تیزی سے اسکی نازک کلائی پکڑی اور دروازے کے پیچھے جا کر چھپا جب دروازہ کھول وہ ملازم روم کے اندر داخل ہوا تو عالم داد تیزی سے اسے پکڑ کر روم سے باہر نکلا اور انکے دونوں کے بھاگتے قدموں کی آواز سن کر وہ ملازم زور زور سے چلانے لگا۔۔

"چور چور۔۔۔"

اس ملازم کی چیخ پر حویلی کے سبھی لوگ اٹھ گئے ماہ مہر جو اسکے ساتھ بھاگ رہی تھی گردن پیچھے موڑ کر دیکھنے لگی تو اس ملازم کو اپنے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھ وہ شدید غصے سے رو کی اور اس ملازم

کے قریب آتے ہی اسنے زور سے اسکی گردن پر اس مخصوص رگ پر وار کیا تو وہ بے ہوش ہو کر نیچے گرا۔۔

"بھاگو میڈم ایک ملازم نہیں ہے پیچھے دیکھوں ملازموں کی فوج ہماری طرف آرہی ہیں۔۔"

عالم داد نے غصے سے کانپتی ماہ مہر کو پکڑا اور تیزی سے حویلی سے باہر نکلا اور حویلی سے دور وہ دونوں ایک جنگل میں داخل ہوئے انکے پیچھے ابھی تک وہ ملازموں کی فوج ڈور رہا تھا۔۔۔

"یہ لوگ تو زومبیز سے بھی بدتر ہے جو ہمارا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہے ہیں۔۔"

ماہ مہر بھاگتی ہوئی چیخ چیخ کر کہنے لگی۔۔۔

"بھاگو جتنا بھاگ سکتی ہو ورنہ یہ عقل کے اندھے جاہل لوگ ہمارا کچومر بنادے گے۔۔۔"

عالم داد نے ہانپتے ہوئے ماہ مہر کی طرف دیکھتے ہوئے زور زور سے کہا وہ دونوں اپنی جان بچا کر ان سے بہت دور نکل گئے تھے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

عالم داد اور ماہ گاؤں والوں سے بچ کر جب اس جنگل میں داخل ہوئے تو سردی سے بچنے کے لیے وہ دونوں سامنے ایک ٹوٹے پھوٹے گھر کی طرف بھاگے۔۔۔

اس گھر میں بہت گھاس پھوس اور لکڑیاں پڑی ہوئی تھی عالم داد نے گھاس سے اپنے اور اسکے سونے کے لیے جگہ بنائی پھر ساتھ ہی لکڑیوں کی مدد سے وہ آگ جلانے لگا۔۔

"بہت ظالم ہے تمہارے سائیں کے گھر والے۔۔۔"

ماہ مہر نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

عالم داد جو سردی کم کرنے کے لیے آگ جلا رہا تھا اسکی بات پر اُسے دیکھنے لگا۔۔

ظالم تو تُم بھی ہو لڑکی کپڑے گندے اور گیلے ہو چکے ہیں" تمہارے اگر خشک نہیں کیے تو چلو تم بیمار ہو جاؤ گی یہاں آؤ آگ "کے سامنے بیٹھ جاؤ جلدی خشک ہو جائے گے۔۔

اُسکی نظریں ماہ مہر کے سفید پراک پر پڑی جو مٹی سے گندے اور تیز بھاگنے کی وجہ سے پسینے سے شرابور ہو کر اب گیلے ہو گئے تھے۔۔۔

"تمہارے بھی کپڑے گندے ہو چکے ہیں۔۔"

وہ اُسکے پاس آکر بیٹھی تو اسکی سیاہ قمیض پر جگہ جگہ سفید مٹی لگے دیکھ وہ ہاتھ آگے بڑھا کر ان مٹی کو صاف کرتی ہوئی کہنے لگی۔۔

عالم داد نازک ہاتھوں کو اپنے سینے پر سرکتے ہوئے دیکھ بے ساختہ اُسکی دونوں کلائیوں کو پکڑ کر اٹھا اور اُسے بھی بازوؤں میں بھر کر اٹھا کر وہ پیچھے رکھے ڈبوں کی جانب بڑھا اور جھکٹے سے اُسے ڈبوں سے لگاتا وہ اسکے دونوں پیروں کو اپنی کمر پر رکھ کر کچھ لمحے یوں ہی کھڑا اسے دیکھنے لگا جو اسکی کمر پر پیروں کو سمٹے پیچھے ڈبوں سے پشت لگائے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

کیا ارداہ ہے تُمہارا چالاک لومڑ۔۔۔۔؟؟؟"

ماہ مہر نے سنجیدگی سے اُسکی مدہوش آنکھوں میں اپنی بوجھل آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

اُسکی ڈھرکنیں اٹھل پتھل ہو رہی تھی اپنی ٹانگوں پر اُسکی مضبوط ہاتھوں کے لمس پر جو سختی سے اسکی ٹانگوں کو پکڑ کر انہیں اپنی کمر پر باندھے ہوئے تھا۔۔۔

"بہت کچھ۔۔"

وہ گھمبیر آواز میں کہتے اُسکے گلابی ہونٹوں کو فوکس کیے وہ زوردار جھٹکے سے اُسے ڈبوں سے دوبارہ لگاتا اسکے نشیلے ہونٹوں پہ جھکا اور

شدت سے اُسکے لبوں کے کناروں پر اپنے لب رکھتا اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں سے چھونے لگے۔۔۔

"آہ۔۔۔"

وہ اُسکی شدتوں پر زور سے سسکی جبکہ عالم داد اب اُسے لیے اُن گھاس کی جانب بڑھا جو اسنے کچھ دیر پہلے سہی کیے تھے تاکہ وہ دونوں ان پر آرام سے سو سکے اُسے وہاں لا کر جھٹکے سے وہاں گرا کر اپنی قمیض کے بٹن کھولنے لگا۔۔

چالاک لومڑ میں نے کہا تھا نا مجھ سے امید مت لگانا پھر یہ سب " کیا ہے۔۔؟؟؟

وہ جب اُسکے اوپر جھکا تو وہ شدید غصے سے اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔۔۔

"پیار۔۔"

وہ اُسکے اوپر جھکتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہنے لگا تو وہ اسکی جانب سخت نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

اگر تم نے میرا ناخن بھی ٹچ کیا نہ تو جان سے جاؤ گے تم چالاک"

"لومڑ۔۔

اُسکے کشادہ برہنہ سینے پر اپنے نازک ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرتی ہوئی غصے سے بولی۔۔

"ہمیں چیلنج پسند ہے آپ ہمیں روک سکتی ہے تو روک کر دیکھائے ہم ناخن کیا سب کچھ ٹچ کرے گے۔۔۔"

وہ اسکی گردن پر نشان چھوڑتا استہزایہ ہنس کر اسے کہنے لگا ماہ مہر سخت غصے سے اسے گھورتی زور سے اسکے پیٹ پر اپنا ٹانگ مار کر اسے دور کر گئی۔۔

"چپ چاپ اپنا منہ دوسری طرف کر کے سو جاؤ ورنہ میں جنگلی بلی بن کر تم پر حملہ کر دو گی۔۔"

وہ اس سے دور ہو کر شدید غصے سے اسے اپنے تیز نوکیلے ناخن دکھا کر ڈرانے لگی جبکہ وہ ڈرنے کے بجائے بے باکی سے لیٹا اسے گھور رہا تھا۔۔

تو بن جائے نا جنگلی بلی لڑکی ہم بھی آپکے لیے ایک خونخوار جنگلی "بلیک کیٹ بن جائے گے۔۔"

وہ دوبارہ اسکے اوپر جھکا اور اسکی گردن کو چھوتے ہوئے شریر لہجے میں کہتا اسے غصہ دلا گیا وہ شدید غصے میں آکر اسے کک مار کر خود سے دور کرتی اٹھی اور باہر کی طرف بڑھنے لگی لیکن عالم داد نے اٹھ کر اسے پیچھے سے پکڑا اب اسکی پشت اسکے کشادہ سینے پر تھیں

اسکے برہنہ سینے سے پھوٹتا پیسنہ وہ اپنی پشت پر شدت سے محسوس کرتی بری طرح سے کانپ کر رہ گئی۔۔

"چھو۔۔۔ چھوڑو مجھے زلیل انسان۔۔"

وہ اُسکی انگلیوں کو اپنے شانوں پہ سرکتے ہوئے محسوس کرتیں شدید غصے سے چیخ کر بولی۔۔۔

اگر نہیں چھوڑا لڑکی تو۔۔۔؟؟؟"

وہ شرارت کر رہا تھا اس سے اور تھوڑی دیر بعد اسے پتہ چلے گا کہ یہ شرارت اسے مہنگی پڑنے والی ہے تو وہ یہ شرارت اسکے ساتھ کبھی نہیں کرتا بلکہ سوچتا بھی نہیں۔۔۔

"تو میں تمہارے ہاتھ پیر باندھ کر تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر چلی جاؤ گی پھر یہاں اکیلے بیٹھ کر کسی جنگلی بلیک فی میل کیٹ کے ساتھ رومینس کرتے رہنا اور اس لیڈی کیٹ کے لیے آسانی ہو گی جب وہ تمہارے ہاتھ پیر بندھے ہوئے دیکھے گی۔۔"

وہ سر جھکا کر اُسکے ہاتھ کو پکڑ کر آگے پھینک کر اسکے اوپر بیٹھی اور اپنے گلے سے اسکارف کھینچ کر اسکے ہاتھوں کو سختی سے باندھنے لگی پھر اٹھی اور ارد گرد اسکے پیروں کو باندھنے کے لیے کچھ

ڈھونڈنے لگی تو سامنے ایک رسی کو دیکھ وہ آگے بڑھی اور وہ رسی اٹھا کر استہزاء مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اسکے پیروں کو سختی سے اس رسی سے باندھتے ہوئے کہنے لگی۔۔

"کھولو ہمیں لڑکی ورنہ ہم نے کھولا تو بہت برا کروں گا تمہارے ساتھ۔۔"

وہ سامنے بیٹھ کر اپنے بیگ سے جو وہ ایسی میشن میں ہمشیہ اپنے پیٹ پر باندھتی تھیں سیب نکال کر دانتوں سے کترنے لگی عالم داد جو خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا جب تھک گیا تو شدید غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

تُمہیں بھوک لگی ہے بلیک کیٹ۔۔۔؟؟"

وہ اٹھی اور اُسکے قریب آکر بیٹھتی ہوئی پہلے تو نرمی سے اسکے گھنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی پھر مٹھیوں میں جکڑ کر اسنے اسکا چہرہ اوپر کیا اور سیب اسکے منہ کی طرف کرتی ہوئی کہنے لگی۔۔

لیکن میں تُمہیں یہ نہیں دوگی تُم تو ٹشو کھانے کے لائق ہو اس" "وقت چالاک لومڑ۔۔۔

وہ بیگ سے چھوٹا سا ٹشو باکس نکال کر ایک ایک کر کے بہت سارے ٹشو کھینچ کر نکالتے ہوئے اسکے منہ میں ٹھونستے ہوئے وہ سنجیدگی سے کہنے لگی۔

عالم داد ٹشو پیپر کی وجہ سے اب صرف ہوں ہاں کر رہا تھا ماہ مہر اسے چھوڑ کر اسی جگہ جا کر لیٹی جو کچھ دیر پہلے عالم داد نے بنایا تھا وہ گھاس پر لیٹی اور اسے دیکھنے لگی جو منہ میں ٹشو کی وجہ سے آواز نہیں نکال پا رہا تھا اوپر سے وہ انہیں پھونک مار کر بھی اڑا نہیں سکتا تھا کیونکہ اس چالاک لڑکی نے ٹشو ٹیپ کی مدد سے اسکے منہ پر لگائے تھے وہ شدید غصے سے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

دستگیر شاہ آج اُسے چیک اپ کرانے شہر ایک بہت بڑے گائنا کالوجسٹ کے پاس لے کر آیا تھا مھروسہ شاہ دو سال بعد شہر آئی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہیں۔۔؟؟"

مہروسہ شاہ شہر کو بدلنے پر اور بھاگتی دوڑتی زندگی کو دیکھ منہ کھولے کھڑی تھی پیچھے سے دستگیر شاہ نے آکر اُسے تھاما۔۔۔

"یہ شہر کتنا بدل گیا ہے ہم وہی دیکھ رہے تھے شاہ۔۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔۔۔

ہاں مھرو یہ شہر اتنا بڑا ہے اگر ہم اس بھیڑ میں گم ہو گئے ناں تو"
آپ ہمیں ڈھونڈنے میں سارا دن لگا دے گی تب بھی ہم آپ کو
"نہیں ملے گے۔۔

وہ سڑک کے دوسری جانب بہت بڑے مال کی طرف اشارہ کرتا
جہاں لوگوں کی بہت زیادہ بھیڑ تھی کہنے لگا۔۔

اللہ نہ کرے آپ گم ہو جائے شاہ اگر ہم یہاں کسی بھیڑ میں"
پھنسے گے ناں تو آپ ہمارا ہاتھ بلکل بھی چھوڑیئے گا مت ورنہ ہم
"گم جائے گے تو آپ کیا کرے گے۔۔

مھروسہ شاہ اسکے کشادہ سینے پر سر رکھتے ہوئے ہاتھ اسکی پشت پر لے جا کر سختی سے باندھتے ہوئے وہ کہنے لگی۔۔۔

"تو پھر ہم ہماری مھرو کو اسکی خوشبو سے ڈھونڈ لے گے۔۔"

وہ شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"شاہ آپ بھی نہ بہت بد تمیز ہو گئے ہیں۔۔"

مھروسہ نے سخت تیوریاں چڑھا کر اسکے مضبوط کندھوں پر ہلکا سا مارتے ہوئے کہا۔۔

"رومانٹک بھی مھروہم رومانٹک بھی ہے۔۔۔"

وہ اُسے لیے ہاسپٹل کی جانب بڑھتے ہوئے معنی خیزی سے بولا۔۔

"ہاں نظر آرہا ہے کہ آپ ایک رومانٹک گوریلا ہے۔۔"

مھروسہ شاہ نے آج پہلی بار شرارت سے کہا۔۔

کیا ہم آپکو گوریلا لگتے ہیں۔۔؟؟"

دستگیر شاہ ہاسپٹل میں داخل ہو کر چیختے ہوئے بولا

تو مھروسہ نے گھبرا کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"شاہ آہستہ ہم ہاسپٹل میں ہے۔۔"

وہ ارد گرد لوگوں کو اپنی جانب متوجہ ہوتے دیکھ اس سے کہنے لگی۔۔

"مھرو ہمیں پتہ ہے لیکن ہم بھی تو اپنی وائف کے ساتھ ہے اور جہاں وائف ہو وہاں شور خود بخود مچ جاتا ہے کیوں سہی کہا نہ ہم نے۔۔؟؟

وہ اُسے دیکھتے ہوئے آخر میں شرارت سے اپنی آنکھ دبا کر کہنے لگا

مھروسہ شاہ اسکی بے باک نگاہوں اور باتوں سے سرخ ہوتی اسکی کندھے پر ڈپ کرتی آگے بڑھنے لگی تو دستگیر عالم شاہ آگے بڑھا اور اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا آگے بڑھنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

دور آسمان میں چمکتا چاند ہوٹل کے روم کی کھڑکی سے صاف نظر آرہا تھا پردہ برابر ہونے کی وجہ سے تیز ٹھنڈی ہوائیں روم میں داخل ہو کر روم بے حد ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

شاہ سائیں یہ آپ بینڈ تج کیوں اتار رہے ہیں۔۔؟؟"

تبھی غزلان سائیں نے اپنا بینڈ یج کینچی کی مدد سے کاٹا اور اُسکے نازک ہاتھ کو آزاد کرتا اُسے دیکھنے لگا جو منہ کھولے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

ہم نے آپکو آج صبح سے بے حد تنگ کیا تھا اب ہم سے آپکا اترا" "ہوا چہرہ نہیں دیکھا جا رہا تھا اسی لیے اتار رہے ہیں۔۔

وہ بینڈ یج ہٹا کر اُسکے ہاتھ پکڑ کر اُسکی ہتھیلی سے پھوٹتی نمی کو صاف کرنے لگا۔۔۔

لیکن ہم تو بلکل بھی پریشان نہیں ہو رہے تھے بلکہ بہت اچھا"
"لگ رہا تھا ہمیں اس طرح آپکے ہاتھ سے ہاتھ جوڑ کر۔

وہ اُسے دیکھتی ہوئی اُسکے سینے سے لگی۔

"کیا سچ میں آپ کو اچھا لگ رہا تھا۔۔"

وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے اسکی ہتھیلی پر اپنی انگلی
پھیرنے لگا۔۔

"ہاں سچ میں۔۔"

وہ اُسے گھور کر دیکھتی ہوئی بولی۔

"تو پھر چلے پھر سے بینڈ تج باندھتے ہیں۔۔"

وہ مخمور نظریں اُسکے نازک سراپے پر مرکوز کرتا اسکی نازک ہاتھ پر گرفت سخت کرتا ہوا کہنے لگا۔۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔"

وہ ہڑبڑا کر تیزی سے بولی۔۔

"کیوں نہیں گستاخ لڑکی کیا آپکو اچھا نہیں لگے گا ایک بار پھر سے ہمارے ہاتھ بینڈ تج میں ایک ساتھ مل جائے کیا آپ تھک گئی ہے ہمارے ہاتھوں کے ایک ساتھ جوڑنے کی وجہ سے جو آپ انکار کر رہی ہے۔۔۔؟؟

وہ مصنوعی سختی لہجے میں لا کر اس سے پوچھنے لگا۔۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے ہم اس لیے منا کر رہے ہیں کہ اگر ہمارے جوڑے گے تو ہم ضروری کام کیسے کریں گے۔۔"

وہ اپنی بات اسے بمشکل سمجھاتی ہوئی بولی۔۔

اسکے ضروری کام کا مطلب واشروم جانا اور نائٹ سوٹ پہننا شاور لینا۔۔

غزلان سائیں اتنی آسانی سے اسکی پریشانی سمجھ گیا لیکن شرارت سے وہ پھر بھی باز نہیں آیا۔۔

گستاخ لڑکی کیسے ضروری کام۔۔؟؟"

وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتا بے باکی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"آپ نہیں سمجھے گے شاہ سائیں جانے دے۔۔"

وہ اُسکے سوال پر شرم سے سرخ پڑتی غصے سے بولی۔۔

"اچھا جانے دیتے ہیں آپکی بات کو چلے آپ ہمارے پلان کے بارے میں ہمیں بتائیں کہ آپ نے کیا سوچا گستاخ لڑکی۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے اسے اپنے نزدیک کرتا دوسرے ہاتھ کی پشت سے اسکے چہرے کو چھو کر گھمبیر آواز میں پوچھنے لگا۔
نورِ حرم اسکی لمس پر اُسے مسکرا کر دیکھنے لگی۔۔۔

"شاہ سائیں آپکا پلان۔۔۔؟؟"

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتی پوچھنے لگی۔۔۔

وہی ماما بابا والی آپ نے کیا سوچا اس بارے میں۔۔؟؟"

وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے پیام دیتی جگر جگر کرتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔۔

ہائے اللہ شاہ سائیں آپ اتنے بے شرم کیسے بن گئے وہ بھی آج" "ہی کے دن۔۔۔

وہ اُسکی بات پر شرم سے اپنے چہرے کو منہ میں ڈھانپ کر شرمیلی سی آواز میں کہنے لگی۔۔۔

گستاخ لڑکی ہم نے کہا تھا ناں اگر آپ نے اپنی بے شرمی" چھوڑی تو ہم بے شرم بن جائے گے اگر اسی طرح سرخ رہی نا تو ہم آپکی اجازت بھی نہیں لے گے اور اپنے پلان پر عمل کر لے "گے۔۔

اُسے ٹھوڈی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے بوجھل لہجے میں کہتا نورِ حرم کو پلکیں اور اٹھانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

پیر سائیں ہمیں آپ سے بلکل بھی ڈر نہیں لگ رہا آپ اس بے" شرم اور گستاخ لڑکی کو شرم سے سرخ کبھی نہیں کر سکتے ہیں "آپ رک کیوں گئے اپنے پلان پر عمل کرے ناں۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے باکی سے مسکراتی ہوئی بولی غزلان سائیں اپنی نور حرم کو پہلے کی طرح بے باک دیکھ کر خوشی سے آگے بڑھا اور اُسے اپنے باہوں میں بھر کر بیڈ کی جانب بڑھا۔۔

آج ہم دیکھ کر رہے گے یہ گستاخ بے شرم لڑکی ہماری" گستاخیوں کی وجہ شرم وحیاء سے سرخ اناری ہو کر کیسی لگتی ہے "کیا بہت زیادہ حسین یا کم حسین لگتی ہے۔۔

اُسے بیڈ پر لیٹا کر خود اُسکے اوپر جھکا بوجھل گھمبیر آواز میں کہتا اپنی مخمور نظروں سے اُسکی بے باک نگاہوں میں دیکھتا کہتے ہوئے اُسکے مچلتے ڈھرکنوں کو اور بھی زیادہ اتھل پتھل کرتا وہ اپنے دہکتے

لبوں کو اسکے لب پہ رکھ کے اسکی تپش زدہ سانسوں کی گرمی کو چھونے لگا۔۔۔

ساری رات انکی شدتوں اور حسین باتوں سے کٹنے لگا وہ دونوں آنے والے وقت سے بے فکر ایک دوسرے میں گم اپنی زندگی کی اس حسین رات کے سحر میں خود کو ڈوبو رہے تھے۔
آگے چل کر انہیں اپنا ایک قیمتی لمحہ کھونا تھا یہ شائید انکے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ آگے انکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ایک ماہ بعد۔۔"

یہ زانی وعدے سے مکر گیا اسے اب قتل کر دینا چاہیے اگر پنچایت نے اس بار سہی فیصلہ نہیں کیا تو ہم سب مل کر کرے گے اسکا "فیصلہ۔۔

گاؤں کے ہر گھر کے سامنے غزلان سائیں اور نورِ حرم کی وہ ریسٹورنٹ والی تصویر لگی تھیں گاؤں کے سبھی مرد کھڑے غصے نفرت سے غزلان سائیں کے متعلق بات کر رہے تھے۔۔

"ہاں تم سہی کہتے ہو مجھے تو لگتا ہے ایک سال پہلے اسی زانی نے چپ کر گاؤں میں گھس کر ان بچیوں کے ساتھ زیادتی کی ہو گی پھر اپنی اصلیت سامنے نہ آئیں اسی ڈر سے اس نے انہیں مار دیا

ہو گا اور وہ بچیاں ان کے گھر کی تھیں جنکے باپ بھائیوں نے اس پر پتھر برسائے تھے امجد بابا نے تو اسے رنگے ہاتھوں پکڑا تھا اسنے ہی شرجیل کی نئی نویلی کے ساتھ زیادتی کر کے اسے خودکشی "کرنے مجبور کر دیا ہو گا مجھے پکا یقین ہے۔۔

ایک آدمی نے کہا تو سب ہاں میں سر ہلانے لگے۔۔

وہ ایک بار پھر سے ایک بے قصور پر الزام لگاتے ہوئے بلکل بھی نہیں گھبرائے اور یہ نہیں سوچ رہے کہ ہو سکتا ہے وہ سب اسکی بے دل کی آہوں کی وجہ سے ان سب پر ہوا تھا۔۔۔

ہمیں کل ہی اس زانی کے گھر چھپا لگانا چاہیے ہو سکتا ہے وہ لڑکی ہمیں وہی ملے ہم ان دونوں کو ایسی سزا دے گے جو سب کے لیے ایک سبق بن جائے گا۔۔۔"

سب پلان کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کی جانب بڑھنے لگے ایک درخت کے پیچھے چھپا زکی ملک شاظر مسکراہٹ چہرے پر سجاتا باہر نکلا یہ سب ایک ٹریپ تھا جو زکی ملک یہ تصویر لگا کر گاؤں والوں کے دماغ کے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

زکی ملک میرے بھائی تم اب آئے ہو مجھے بہت افسوس ہو رہا"
ہے میرا بھائی اپنے لالے سے ملنا اتنا
"لیٹ آیا ہے۔۔۔

ایک ماہ بعد علی شاہ زکی ملک کو اپنے سامنے دیکھ غصے سے کہنے لگا
۔۔

لالے تمہیں یہاں سے نکالنے کے لیے میں باہر پاپڑ بیل رہا تھا"
اور کل تم یہاں سے نکل جاؤ گے فکر مت کرو میں نے ایسا گیم کھیلا
"ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔۔

زکی ملک نے مسکراتے ہوئے کہا

آنکھوں میں نور حرم کی تصویر تھی۔۔

کیا کوئی بڑا پلان ہے۔۔۔؟؟"

علی شاہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

لالے پلان کو چھوڑ یہ دیکھ تیرے لیے ایک نئ اور پٹاخہ قسم کی"
" تتلی ڈھونڈا ہے تیرے لالے نے۔۔۔

زکی ملک نے اپنا موبائل اسکے آگے کیا جس میں نور حرم کی اکیلے میں کھینچی گئ تصویر تھی علی شاہ اس تصویر کو دیکھ رال ٹپکانے لگا۔۔۔

لالے یہ کون ہے۔۔۔؟؟؟"

وہ آنکھوں میں ہوس لیے نور حرم کی تصویر کو دیکھتے ہوئے زکی ملک سے پوچھنے لگا وہ اتنی زیادہ خوبصورتی دیکھ کر ابھی سے دیوانہ ہونے لگا۔۔

"یہ اس غزلان شاہ کی بیوی ہے اسی شخص کی جس نے تمہیں اتنا بڑا گناہ گار بنایا ہے لالے اس سے بدلا لینا کا یہ اچھا موقع ہے۔۔۔"

وہ نفرت سے غزلان شاہ کا نام لیتے ہوئے علی شاہ سے کہنے لگا وہ یہی باتیں کر کے ہی تو علی شاہ کو بدذن کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا علی شاہ تو اس نام پر نفرت سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔۔۔

وہ شادی کر کے بیٹھا ہے لالے کیا وہ خوش ہے اس لڑکی کے " ساتھ محبت تو کرتا ہو گا وہ اس سے یا نہیں کرتا سب کچھ مجھے ایک "ایک کر کے بتاؤ۔

علی شاہ بے تابی سے اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

توزکی ملک اس دن اسنے ہاسپٹل کا نظارہ الف سے ی تک سب بتانا شروع کر دیا اس دن وہ اپنے ہی طرح کے گھٹیا دوست کو دیکھنے ہاسپٹل گیا تھا تبھی کوریڈور میں اسنے غزلان شاہ کو کسی

لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا پھر اسنے اپنے طریقے سے معلومات نکالی تب اسے پتہ چلا نور حرم اسکی بیوی ہے وہ انکا ریسٹورنٹ تک پیچھا کرتا رہا اور اسی نے وہ تصویر کھینچے تھے پھر اسے جب علی شاہ کی گرفتاری کا پتہ چلا تو اسنے یہ پلان بنا دیا گاؤں میں وہ تصویریں پھیلا کر غزلان شاہ کو پھر سے شاہ حویلی کے کال کوٹھری میں قید ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

یہ وہی لڑکی ہے ناماجد جو اس زانی کے ساتھ تصویر میں" تھی۔۔۔؟؟

شاپنگ مال کے سامنے کھڑے شخص نے سامنے کھڑی نور حرم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھ کھڑے شخص سے پوچھا۔۔۔

"ہاں اسلم یہ وہی ہے۔۔۔"

دوسرے والے شخص نے بھی نور حرم کی جانب دیکھا تو وہی تصویر میں نظر آتی لڑکی کو اپنے سامنے دیکھ وہ نفرت و غصے سے اپنی مٹھیاں کھستے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"ماجد یہ موقع اچھا ہے وہ زانی یہاں نہیں ہے اسے گاؤں لے جائے گے تو وہ خود اس کے پیچھے دوڑا چلا آئے گا۔۔"

اسلم نامی شخص نے کہتے ساتھ اپنے قدم نور حرم کی جانب بڑھائے تو امجد نامی شخص بھی اسکے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔۔۔

"سس۔۔۔ سلمان وہ لوگ ہماری طرف بڑھ رہے ہیں ناں۔"

وہ سلمان کے ساتھ غزلان سائیں کو بتائے بغیر شاپنگ کرنے مال میں آئی تھی تبھی اپنی جانب دو مردوں کو بڑھتے ہوئے دیکھ وہ پہلی بار ڈر کر رہ گئی تھی۔۔۔

"ہاں نور۔۔۔"

سلمان نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

"سلمان بھاگو۔۔۔"

وہ سلمان کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے بھاگنے لگی۔۔

"نہیں چھو۔۔۔ چھوڑو ہمیں۔۔۔

وہ دونوں اسکے پیچھے بھاگ رہے تھے جب وہ لوگ پارکنگ لاٹ میں پہنچے تو ان دونوں نے نور حرم کو سختی سے پکڑا اور سامنے کھڑی اپنی گاڑی کی جانب لے جانے لگے۔۔

"اے چھوڑو نور کو چھوڑ دو۔۔"

سلمان نے جب انہیں نور حرم کو گھسیٹ کر وہاں سے لے جاتے ہوئے دیکھا تو وہ انکے پیچھے بڑھا اور ان دونوں کو مارتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"اے لڑکے جا اس کے عاشق کو بھول اگر یہ لڑکی پیاری ہے تو شاہ حویلی میں پہنچوں۔۔۔"

اسلم نے غصے سے سلمان کو دور پیھنکتے ہوئے کہا اور نور حرم کو گاڑی میں دھکیلنے کے بعد وہ دونوں آگے بیٹھے اور گاڑی وہاں سے بھاگا لے گئے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

نورِ حرم کو گاؤں کے بیچوں بیچ لگے ایک درخت سے باندھا گیا تھا وہ اتنے ظلم کی وجہ سے بے ہوش تھی اُسے آج صبح ہی تو یہاں لایا گیا تھا۔۔

"مارو اِس لڑکی کو یہ بھی اُس زانی کے ساتھ ناجائز تعلقات بنا کر اُسکے ساتھ اُسکے گھر میں رہ رہی تھی۔

زندہ مت چھوڑو اس کو یہ بھی ایک زانی ہے اسی کی طرح شائید اُسکی رکھیل بھی اسے زندہ جلا دو یا پھر پتھر سے مار مار کر اُسے جان سے مار دو آج یہ بچنی نہیں چاہیے۔"

سبھی گاؤں والے نورِ حرم کے نازک وجود پر پتھر برسا برسا کر نفرت سے چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے۔۔

"ٹھاہ ٹھاہ۔۔۔"

وہ لوگ نازک جان پر اتنا ظلم کر رہے تھے جو جو اُسے پتھر مار رہا تھا اور جنکے ہاتھوں میں سخت پتھر تھے کہ اچانک فائر ہوا اور گولیاں اُن سب لوگوں کے پیروں کو چھو کر گزرنے لگیں وہ سب کراہ کر نیچے گرتے چلے گئے تھے۔۔۔

گناہ نہ ہم نے کل کیا تھا اور نہ ہی آج کیا ہے۔"

یہ لڑکی ہمارے نکاح میں ہے ہمارا جائز تعلق ہے اس سے اور نہ ہی اس معصوم نے کسی زانی سے نکاح کیا ہے ہم کل بھی بے قصور تھے اور آج بھی ہے اگر کسی کو ہماری بات منانا ہے تو مانے نہیں "ماننا چاہتے ہیں تو وہ انکے آنکھوں اور کانوں کا قصور ہے۔۔

ہاتھ میں ریوالور پکڑے وہ غصے سے اُس پنچایت پر آکر نفرت سے ایک ایک کو دیکھنے لگا جو اُس وقت بھی یہاں موجود تھے جس وقت اُسے زانی کہا گیا تھا اس پر پھتر برسا کر اسے وہ سزا دی گئی تھی جو وہ خاموشی سے بے گناہ ہو کر بھی اسنے مانے تھے صرف ان سب کی بد گمانی اور اعتماد نہ کرنے کی وجہ سے وہ اتنا بڑا فیصلہ اُس پنچایت میں کھڑے ہو کر اسنے کیا تھا۔

لیکن آج بھرے مجمعے میں اُسکی بیوی کو لا کر ان لوگوں نے اُسے انسان سے حیوان بنانے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگایا تھا۔

آج وہ قلم کی جگہ بندوق صرف اُن لوگوں کی بے اعتباری کی وجہ سے تھام چکا تھا اس وقت غصہ اپنے وجود میں پھیلاتا ہوا شدت سے محسوس کر سکتا تھا۔

آج وہ، وہ نرم دل اور دھیمے مزاج والا پیر غزلان شاہ بلکل بھی نہیں لگ رہا تھا بلکہ ایک غصے سے پاگل ہوتا عاشق لگ رہا تھا۔

خود تو وہ اِس گاؤں کے لوگوں اور اس حویلی کے لوگوں کے ہاتھوں پھتر کھا سکتا تھا لیکن نورِ حرم کو وہ ان لوگوں کے ہاتھوں تکلیف پہنچانے نہیں دے سکتا تھا۔۔

"ہماری نورِے جہاں ہم نہیں چھوڑے گے یہاں کسی کو بھی
جس نے آپکو مارا ہے آج وہ اپنا انجام دیکھیں گے آج وہ ایک پاگل
عاشق کی جنونیت دیکھے گے اُنہوں نے آپ کے اوپر پتھر مار کر
"اچھا نہیں کیا ہے بلکل بھی اچھا نہیں کیا ہے۔۔۔

بے ساختہ اُسکی سیاہ آنکھیں سامنے سفید لباس میں ملبوس اُس
نازک گڑیا پر پڑی جسکا چہرہ ہاتھ پیر بلکہ پورا جسم ان ظالم لوگوں
نے لہولہان کر دیا تھا سفید لباس خون سے بھرا ہوا تھا وہ یہ سب
دیکھ تڑپ اٹھا اور تیزی سے آگے بڑھا اور اس درخت کے پاس
پہنچ کر اسے رسیوں سے آزاد کرتے ہوئے اسکا نام پکارنے لگا۔۔

آنک۔۔۔۔۔۔۔۔۔آنکھیں کھولیے نورِے جہاں میری جان
"اللہ کے لیے اپنی آنکھیں کھولیے۔۔

گاؤں والے سامنے بیٹھے اُس حسن کے بادشاہ کو ایک عورت کے لیے روتے ہوئے منہ کھولے اور آنکھیں پھاڑے کھڑے دیکھ رہے تھے۔
جس نے اُن سبکے سامنے کسی عورت سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھائی تھیں آج وہی رو رو کر ایک عورت کو جگانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

نورے جہاں ن۔ نہیں آپ ہمارے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں"
"آنکھیں کھولے۔۔

وہ اُسے زور سے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

نورِ حرم کا نازک وجود اُسکی مضبوط گرفت میں تھا اور سر اسکی گود میں تھا اسکی آنکھیں بند تھیں۔۔

"اگر ہماری نورِے کو کچھ ہوا ہم اس گاؤں کو آگ لگا دیں گے سبکو جان سے مار دے گے اگر میری نورِے کو کچھ ہوا نا تو اس گاؤں کا کوئی بھی انسان زندہ نہیں بچے گا ہم قبرستان بنا دے گیں اس گاؤں کو اور اُس شاہ حویلی کو کوئی بھی ہمارے قہر سے نہیں بچے گا۔۔۔"

وہ جو سیاہ آنکھوں میں ہمشیہ نرم تاثرات قائم رہتا تھا آج اپنی محبت کو تکلیف میں دیکھ سرخ انگارہ بنی ہوئی تھی۔

"چپ زانی تو اور یہ تیری رکھیل اسی لائق ہے سب مارو انکو"

"کھڑے کیوں ہو آج یہ نہیں بچنے چاہیے

سب کے بیچ میں زکی ملک کھڑا یہ سب منظر دیکھ رہا تھا اسنے یہ کہہ کر ایک پتھر اٹھایا اور ان پر مارا تو پھر سب گاؤں والے آگ بگولہ ہو کر اُن پر پتھر برسانے لگے تو وہ اپنا مضبوط وجود اچانک نورِ حرم کے اوپر جھکا کر اُن سخت پتھروں کا سامنا کرنے لگا۔۔

"آہ۔۔۔"

نورِ حرم اپنی گردن پر تکلیف محسوس کرتیں کراہ اٹھی اور اسکی تکلیف دہ آواز پر غزلان شاہ تڑپ اٹھا اور غصے میں آکر اپنے ہاتھ میں تھمی ریوالور کو اٹھا کر فائر کرنے لگا۔

خبردار اگر کسی نے ہمیں زانی کہا اور ہماری بیوی کو ان لفظوں" سے مخاطب کیا جان لے لونگا سبکو نہیں چھوڑونگا سب نے ہماری معصومیت دیکھی ہے ہمارا جنون نہیں اگر ہمارے اندر کے "سوئے جانور کو جگایا تو بہت بُرا ہوگا۔۔۔

وہ شدید نفرت سے چہرہ موڑ کر اُن سبکو دیکھتے ہوئے کہنے لگا جبکہ اُسکے فائر کرنے پر سب ڈر گئے تھے اور ایک ایک کر کے پیچھے

ہٹنے لگے تھے زکی ملک جو بڑے ہی نڈر انداز میں کھڑا تھا اسکے فائر کرنے پر ڈر کر پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔

"میری نورے جہاں ہم آپکو کچھ بھی نہیں ہونے دے گے کچھ بھی نہیں ہونے دے گے آپ جلد ٹھیک ہو جائے گی۔۔"

وہ اُسے اپنی باہوں میں بھر کر اُسے اٹھاتے ہوئے اپنی زخمی ہونے کی پرواہ کیے بغیر وہ اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔۔

"کیوں اتنی جاہلیت دکھا رہے ہیں آپ سب ہاں ایک معصوم لڑکی پر ظلم کر کے کیوں خود کے لیے آپ سب عذاب خرید رہے ہیں کیوں۔۔۔؟؟

دستگیر شاہ جب شاہ حویلی والے کے ساتھ وہاں آیا تو اتنا ظلم ہوتے ہوئے دیکھ وہ خاموش نہیں رہ سکا وہ شدید غصے سے ان سب لوگوں کے آگے آ کھڑا ہوا جو غزلان سائیں اور نور حرم پر پتھر برسا رہے تھے۔۔

عباس شاہ اپنے نواسے کو اتنے زخمی حالت میں دیکھتے ہوئے اپنے دل میں ایک سخت قسم کے درد کو اٹھتا ہوا شدت سے محسوس کرنے لگے۔۔۔

"شاہ۔۔۔"

وہ تڑپ کر آگے بڑھے لیکن اُس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا تو وہ بے بسی سے وہی کھڑے اسے وہاں سے لنگڑاتے ہوئے جاتے ہوئے دیکھنے لگے۔۔۔

"کیوں شاہ کیوں تُم اپنی سچائی سبکو نہیں بتاتے کیوں چھپا رہے ہو ان سب سے بول دو کیوں ہمیں چپ رہنے کا کہا تھا آپ نے کیوں ہمیں اتنا مجبور کر دیا ہے چپ چاپ یہ ظلم دیکھنے کے لیے کیوں۔۔"

آج وہ آخر کار پھٹ پڑے وہ کیسے اسے اتنے تکلیف میں دیکھ سکتے تھے اسنے اسے اگر سچائی کو دفن کرنے کے لیے انہیں مجبور نہ کیا ہوتا انہیں دھمکی نہ دی ہوتی تو وہ یہ سب ہونے نہ دیتے۔۔

وہ اُنکی باتوں سے بھی نہیں روکا اور اپنی نورے کو اپنی باہوں میں اٹھائے اسی طرح آگے بڑھ رہا تھا اور اسے خاموشی سے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھ وہ ان سبکو یاد کر کے گرے اور بری طرح سے رونے لگے۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

" ماضی "

شاہ میرے بچے کیوں خود پر اتنا ظلم کر رہے ہو آپ نہیں بتاؤ" گے تو ہم سب کو یہ دکھا کر آپکو انصاف دلائے گے ہم سے اور برداشت نہیں ہوتا آپکو اس قید میں دیکھ کر ہم سب گاؤں والوں "کو یہ دیکھانے جا رہے ہیں۔۔

عباس شاہ کو جب سے اسکی سچائی معلوم ہوئی تھیں تو روز رات کے اندھیرے میں اپنے نواسے سے ملنے آتے تھے آج ان سے لوگوں کی باتیں برداشت نہیں ہوئی تو وہ یہ یو ایس بی لے کر اس کے پاس پہنچے۔۔۔

یہ آپکے پاس کیسے آیا۔۔؟؟"

وہ اُس یو ایس بی کو عباس شاہ کے ہاتھ میں دیکھ اٹھا۔

"ہمیں یہ سالار بچے کی مٹھیوں میں ملے تھا جب وہ آخری سانسیں لے رہا تھا شاہ میرے بچے جب ہم نے یہ وڈیو کھول کر دیکھا تو ہمیں خود سے نفرت محسوس ہونے لگا کہ ہم نے جس نواسے کو اپنے ان ہاتھوں سے پرورش کر کے بڑا کیا ہم نے اسی نواسے پر شک کیا اس پر یقین نہیں کیا شاہ بچے ہمیں معاف کر دے۔۔"

وہ اچانک روتے ہوئے اسکے ہاتھوں کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھے لیکن وہ تیزی سے پیچھے ہٹا۔۔

احترام اپنی جگہ لیکن جو انہوں نے کیا تھا وہ انہیں اب معافی کسی صورت نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

" کیسے معاف کر سکتا ہوں آپکو نانا سائیں بتائیں کیسے آپ سب نے ایک غیر لڑکی کو ہم پر ترجیح دیا ہم پر نہیں اس پر یقین کیا۔۔"

وہ ضبط سے سرخ ہوتیں اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا۔

اب وہ ٹوٹ چکا تھا انکے انسو بھی اسے موم نہیں کر رہے تھے تبھی اچانک سے اُسنے ایک فیصلہ کیا اور آگے بڑھ کر انکے ہاتھوں سے وہ یو ایس بی لیا اور اپنے منہ میں دبا کر اس یو ایس بی کو دو ٹکروں میں تقسیم کر کے اسنے نیچے پھینک دیا۔۔۔

"یہ کک۔۔۔کیا کر دیا شاہ بچے اب ہم آپکی بے گناہی کیسے ثابت کرے گے۔۔؟؟

عباس شاہ نیچے دو ٹکروں میں تقسیم یوایس بی کو دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔۔

"نانا سائیں ہم نے سوچ لیا ہے کہ ہم گناہ گار بن کر آپ سب کو سزا دے گے۔۔"

وہ سرخ آنکھوں سے انہیں اپنا فیصلہ سنانے لگا۔

تو وہ اسکی بات سن کر تڑپ اٹھے۔۔۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اب ہم شہری بچے کو کیسے یقین دلائے گے وہ تو آپکے دشمن بن بیٹھا ہے آپ سے بے وجہ نفرت کرنے لگا ہے اپکو مارنا چاہتا ہے۔۔

وہ یو ایس بی کو اٹھا کر روتے ہوئے کہنے لگے۔۔

"شہری کی نفرت اُسکی سزا بنے گی۔۔۔"

سپاٹ لہجے میں اب کوئی بھی نرمی نہیں تھی۔۔

"ہماری بے گناہی کی سچائی سے ہمشیہ لا پتہ ہونا اسکی بے اعتباری کی سزا ہو گی۔۔۔"

لہجے میں اب کوئی درد نہیں تھا۔۔

"ہمیں اب جو سزا پنچایت دے گا نہ وہ ہم اسکی ہم پر یقین نہ کرنے کی سزا اسکو اپنی بے قصور رہنے کے باوجود بھی اسکی نظروں میں ایک قصوروار بن کر ہمشیہ اسے انجان رکھ کر دے گے نا ناسائیں۔۔"

وہ اپنی سرخ نم آنکھیں اوپر اٹھا کر انہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"کیوں کر رہے ہیں آپ اپنے اوپر اتنا بڑا ظلم ہم یہ یو ایس بی ٹھیک کروانے کے لیے شہر بھیج دیں گے ہم آپکو ایک زانی کے نام سے پہنچاننے ہر گز نہیں ہونے دے گے۔؟؟

وہ تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہنے لگے۔۔

تو اس نے انکو جھٹکے سے خود سے دور کیا اور ان سے دور ہو کر انہیں کہنے لگا۔۔

"وعدہ کرے آپ یہ یو ایس بی اور ہماری سچائی کو ہمشیہ ہمشیہ کے لیے اپنے سینے پر دفن کر کے خاموش رہ گے اور خاموشی سے ہم پر ظلم ہوتا ہوا دیکھے گے وعدہ کرے۔۔۔"

وہ ان سے وعدہ لینے لگا۔

"نہیں ہم یہ وعدہ کبھی نہیں لے گے۔۔"

وہ اسے سخت غصے سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔۔

تو وہ اچانک سے اپنے ہاتھوں میں بندھی زنجیر سے اپنے گردن کو لپیٹنے لگا۔۔

"اگر آپ نے وعدہ نہیں کیا ہم سے تو ناناسائیں ہم اپنی جان لے لیں گے۔۔۔"

وہ جنونی انداز میں اس زنجیر کو اپنی گردن میں زور سے دبانے لگا تو وہ تڑپ کر آگے بڑھے اور اسکی گردن پر سختی سے لپٹیں زنجیر کو ہٹانے لگے۔۔۔

"شاہ میرے بچے ہٹائے اسے ہمیں کیوں مارنے پر تلے ہیں آپ ہٹائے اسے۔۔"

وہ بے بسی سے زنجیر کو ہٹا رہے تھے لیکن اسکی سخت گرفت سے وہ ہٹا نہیں سکے تو روتے ہوئے کہنے لگے۔۔

"ہم اس وقت ہٹائے گے جب آپ ہمیں زبان دے گے اقرار کرے گے کہ آپ ہمیں انصاف دلوانے کی کوشش نہیں کرے

گے اور خاموشی سے سب کچھ دیکھے گے جیسے پہلے آپ بد گمان ہو کر دیکھ رہے تھے ہم آپ سبکو کبھی معاف نہیں کر سکتے ہم آپ سب کو بھی وہی درد دینا چاہتے ہیں جو ہم ان دو ہفتوں سے محسوس کر رہے ہیں۔"

وہ انہیں وہی درد دینا چاہتا تھا جو اسنے ان دو ہفتوں میں کاٹا تھا وہی آنسو ہمشیہ کے لیے انہیں دینا چاہتا تھا جو وہ اپنے دوست اور باپ کو کھونے کے بعد روز بہاتا تھا وہ سبکو انجان رکھ کر اور عباس شاہ کو اسکی سچائی معلوم ہونے کے باوجود بھی انجان رہنے کا کہہ کر خاموش رہ کر اسکے اوپر ظلم ہوتے ہوئے خاموشی سے دیکھنے کا سزا ہمشیہ دینا چاہتا تھا۔۔۔

اور جیسے وہ تڑپ رہا تھا وہ شہر یار بخت شاہ کو وہ ہمشیہ انجان رکھ کر اپنی نفرت میں تڑپانا چاہتا تھا

وہ خود کو سزا دے کر ان سبکو سزا دے رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"حال"

"شاہ سائیں۔۔۔"

وہ نم آنکھوں سے سامنے دیکھتے ہوئے پتہ نہیں کیسے اس مشکل گھڑی میں گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا تبھی اسے نورِ حرم کی ہلکی اور

لڑکھڑاتی آواز سنائی دی تو وہ گاڑی روک کر اسکی جانب دیکھنے لگا جو سر سیٹ کی پشت سے لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔

"جی سائیں کی جان۔۔۔"

وہ اپنا لرزتا ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے زخمی رخسار کو چھوتے ہوئے نم آواز سے بولا۔۔۔

"سائیں ہمارے قریب آ۔آئے۔۔۔"

وہ ہکلاتی ہوئی بولی تو وہ تیزی سے اسکے قریب ہوا اور اپنی پیشانی اسکی زخمی پیشانی سے ٹچ کرتا اپنی آنکھیں موند گیا۔۔۔

"ہاں نورِے جہاں میری جان بولیے کیا کہنا چاہتی ہے ہم سن رہے ہیں۔۔۔"

وہ اسی طرح آنکھیں موندے اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

"سائیں ہمیں کس کرے۔۔"

بند آنکھوں سے اپنی پیشانی کی جانب اپنا لرزتا ہاتھ مشکل سے لے جا کر وہ اس حالت میں بھی شرارت کرنے سے باز نہیں آئی اور ہلکی نکاہت زدہ آواز میں بولی۔

غزلان سائیں اس لمحے بھی اسے شرارت کے موڈ میں دیکھ نم آنکھوں سے مسکرایا۔۔

سائیں کی جان آپ ٹھیک ہو جائے ہم آپ جو کہے گی ہم وہی" "کرے گے۔۔

وہ نم آنکھیں کھول کر اسے پیار سے دیکھتے ہوئے اسکی پیشانی پر جھکا تو وہ طمانیت سے مسکرا دی۔

"سائیں۔۔۔"

آنکھیں موندے وہ اسکا نام دوبارہ پکار اٹھی۔۔

"ہمممم۔۔۔"

غزلان سائیں اپنی آنکھیں موندے اسکی پیشانی سے پیشانی ٹچ کیے بولا۔۔۔

"اگر ہمیں کچھ ہوا تو آپ ہماری ایک تصویر کھینچے گے اور نیوز پیپرز پر یہ خبر شائع کروائیں گے کہ ایک کیوٹ سی لڑکی جاہل لوگوں کی ظلم کا شکار ہو کر مر گئیں ہیں اور۔۔۔"

وہ نکاہت زدہ آواز میں بولی۔

غزلان سائیں اسکی بات پر تڑپ اٹھا اور اسے سختی سے رخسار سے پکڑ کر وہ اسے نم آنکھوں سے دیکھنے لگا جو بہت بری حالت میں تھی۔۔۔

"نہیں میری جان تُمہیں کچھ نہیں ہو گا ہم کچھ نہیں ہونے دے گے"۔۔

پیشانی کو دوبارہ اسکی پیشانی سے جوڑ کر وہ روتے ہوئے کہنے لگا نور حرم نے مسکرا کر اپنی آنکھیں کھولی تو اسے روتے ہوئے دیکھ وہ تڑپی اور اپنے لرزتے ہاتھ اسکے چہرے پر رکھ کر اپنے اسی ازلی شریر لہجے میں اس سے کہنے لگی۔۔۔

ہوں میرے م۔۔۔۔۔ معصوم۔۔۔۔ ش۔۔۔۔۔۔ شاہ"

رو۔۔۔۔۔۔۔ رہ۔۔۔ ہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ال۔۔۔ لے

ال۔۔۔۔۔ لے میرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بے۔۔۔۔ بی روؤتت۔۔۔ تو

نہیں ہ۔۔ ہم۔۔۔۔۔۔۔۔ ت۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔۔۔ اپنے۔۔۔۔۔

معصوم۔۔۔۔ شائے۔۔۔ بے۔۔۔۔۔۔۔ بی سے اپنی آخری

"خواہش شئیر کر رہے تھے۔۔۔

وہ تکلیف کی وجہ سے اور اتنی دیر تک اپنی آنکھیں کھول نہیں پا رہی تھی اسی لیے وہ اپنی آنکھوں کو بند کرتی اٹک اٹک کر اسے کہتی اپنے طہ اسے مسکرانے لگی لیکن وہ مسکرانے کے بجائے رو کر اسے سختی سے اپنے سینے سے لگا گیا اور چیخ چیخ کر رونے لگا۔۔۔

نورے جہاں میری جان آپ ہمت سے کام لے گی اس وقت "
آپ اپنی صحت کے لیے اپنی زندگی کے لیے اور ہمارے لیے
"لڑے گی۔۔

وہ اُسے سینے سے لگا کر رونے کی وجہ سے بھاری ہوتیں آواز سے
اسے کہنے لگا پھر اسکا سر واپس آرام سے سیٹ کی پشت سے لگا کر
وہ اپنی آنکھوں کو صاف کرتا تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

شہریار بخت شاہ آج دوسرے شہر اپنی میٹنگ کے لیے گیا تھا گل
رانیہ اور عینی اس بڑے سے محل نما گھر میں اس وقت اکیلے تھے

رات کے بارہ بجے اچانک سے سبھی گھر کی لائٹس بند ہو گئی تو وہ ڈر گئی۔۔

"میڈم میں دیکھتی ہو۔"

میڈ جو وہی تھی اسنے کہا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔"

وہ عینی کو اپنے سینے سے لگا کر بولی تو وہ میڈ اسکی بات سن کر وہاں سے چلی گئی ابھی ایک منٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ باہر سے اس میڈ

کی چیخ سنائی دی تو وہ ڈر کر عینی کو اٹھا کر اندازے سے باہر نکلنے لگی۔۔

"...نجمہ"

وہ میڈ کو آوازیں دیتی روم سے باہر نکلی تو اسے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ ڈر کر پیچھے ہٹنے لگی۔۔

کک۔۔۔کون ہے۔۔۔؟؟"

وہ ہکلاتی ہوئی بولی۔۔

"تمہارا سابقہ شوہر جان من۔۔۔"

اپنے بے حد قریب جہانگیر زیب کی آواز پر وہ لرز اٹھی اور عینی کو مضبوطی سے پکڑ کر تیزی سے روم میں داخل ہوئی اور دروازہ بند کرنے لگی کہ اسنے آگے آکر دروازہ پکڑا۔۔۔

نہ نہ جان من یہ غلطی مت کرنا ورنہ جانتی ہو میں کیا کر سکتا" ہوں کیونکہ رات بھی وہی ہے اور تم بھی جان من وہی ہو جسکے نازک سے وجود پر میرے پینٹ کی بیلٹ پڑا کرتا تھا اور افففف وہ درد بھری سسکیاں آج بھی میری کانوں میں گونج کر رقص کرتی "ہیں اس وقت تم جتنا چیخوں گی مجھے اتنا مزا آئے گا۔۔

جہانگیر زیب نے آگے بڑھ کر عینی کو اسکے ہاتھوں سے لیا اور پیار کرنے لگا تبھی اچانک لائٹس آگئی تو وہ سامنے اپنی بیٹی کو اسکی گود میں دیکھ وہ خوفزدہ ہو گئی۔۔۔کچھ دیر بعد عینی اپنے باپ کی گرفت میں سو چکی تھی۔۔

"جان من اسے پیار سے جا کر لٹا کر آؤ۔۔"

وہ عینی کے سر پر پیار کرنے کے بعد اسے گل رانیہ کے آگے کرتے ہوئے کہنے لگا جو ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اسے کھڑے دیکھ وہ غصے سے ہلکی آواز میں غرایا۔

"کچھ کہہ رہا ہوں میں جان من تم سے کیا اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ رہ کر اب تم بہری ہو گئی ہو۔۔۔؟؟

وہ اُسکی جانب دیکھ رہی تھی اسکی غراہٹ پر ڈری اور آگے بڑھ کر عینی کو اس سے لے کر خاموشی سے اسکے کاٹ پر لٹا کر مڑی۔۔۔

کیوں آئے ہو تم یہاں اس وقت۔۔؟؟"

اب کے وہ سخت نظروں سے اُسے دیکھتی غصے سے پوچھنے لگی۔۔۔

"کیا میں نہیں آسکتا اپنی سابقہ بیوی سے ملنے جان من۔۔"

وہ معنی خیزی سے اُسکے بدلے بدلے نازک سراپے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"نہیں۔۔"

وہ یہ چار لفظی کہہ کر اسے شدید غصہ دلا گئی وہ سخت غصے سے آگے بڑھا اور اُسے گردن سے پکڑ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"کیوں نہیں آسکتا ہاں میں اپنی سابقہ بیوی سے ملنے بتا مجھے ہاں اب سمجھا اب وہ تیرا شوہر تجھے مزے کراتا ہے اسی لیے اب تو مجھے یہاں دیکھ کر نخرے کر رہی ہے۔۔"

جب وہ اسکے نکاح میں تھی تب وہ رات کو اس سے یہی بولی بولتا تھا۔۔

وہ اُسکی گرفت میں تڑپتی ہوئی خود کو چھڑا رہی تھی تبھی اسنے پیچھے بیڈ پر اسے زور سے دکھا دیا۔۔

یہ تُم کیا کر رہے ہو۔۔؟؟

اسے اپنی بلیٹ نکالتے ہوئے دیکھتی وہ سخت ڈر کر بیڈ پر پیچھے کی طرف کھسکتی ہوئی بولی۔۔۔

تجھے وہ راتیں یاد دلا رہا ہوں جو تو کمینی عورت کسی دوسرے مرد" کے ساتھ رہ کر تو اپنے اس سابقہ شوہر کو بھول رہی ہے اسی شوہر "کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔۔

وہ بلیٹ نکال کر اوپر اٹھا کر پہلا وار اسنے اسکی کمر پر کیا تو وہ چیخ اٹھی تبھی وہ آگے بڑھا اور سختی سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسکی چیخوں کا گلا گھونٹنے لگا۔۔۔

"شششششش جان من ہماری بیٹی جاگ جائے گی۔۔۔"

وہ ظالم شخص اسکی سماعت میں اپنی دہشت کر دیتی آواز چھوڑ کر اپنا دوسرا ہاتھ نیچے لے جا کر دوسرا وار اسکی ٹانگوں پر کر گیا تو اسکی

سخت ہتھیلی کے نیچے دبے نازک لب درد کی شدت سے پھڑ پھڑا اٹھے آواز اسکی مضبوط ہتھیلی کے نیچے دب کر رہ گیا۔۔۔

آج پہلی بار اسے شہریار بخت شاہ کا خیال آیا وہ اسے اپنے دل میں پکارنے لگی لیکن شائید اب بہت دور ہو چکی تھی اب وقت اور شائید اسکی سانسیں اسکے اوپر جھکے شخص کے ہاتھوں میں تھی۔۔

جان من تم نے مجھ پر کسی دوسرے مرد کو برتری دے کر اچھا نہیں کیا تو میری نہیں تو اس دوسرے مرد کا بھی میں تجھے ہونے نہیں دوگا۔"

اسے مار مار کر نڈھال کرنے کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور اسکے اوپر پٹرول چھڑک کر اپنی جیب سے ایک لائٹر نکال کر وہ لبوں میں سگریٹ دبا کر اسے آگ کا شعلہ دکھا کر وہ بیڈ سے بہت دور جا کھڑا ہوا اور کاٹ کی جانب بڑھ کر اپنی بیٹی کو کاٹ سے اٹھا کر وہ جلتا لائٹر بیڈ کی جانب اچھال کر اس روم سے باہر نکلا

اسکے باہر نکلتے ہی تھوڑی دیر بعد اندر سے گل رانیہ کی چیخیں سنائی دینے لگی۔۔

اور جب وہ اپنی چھ ماہ کی بیٹی کو لے کر اس محل نما خوبصورت گھر سے باہر نکلا تو آگ اس خوبصورت گھر کو جلانے لگا وہ وہی کھڑا نفرت سے اس گھر کو جلتے ہوئے دیکھنا لگا جس میں ایک معصوم جل کر شائید اپنی زندگی کی آخری سانسیں گھن رہی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

خوبصورت صبح کا آغاز ہو گیا تھا۔

کسی کیلئے یہ صبح خوبصورت تھیں تو کسی کے لیے درد سے کم نہیں ہونے والی تھیں وہ اسے سرپرائز دینے کے لیے اسے بنا بتائے اپنا میٹنگ ختم کرتے ہی یہاں آیا تھا لیکن اپنے گھر کو جلتے ہوئے دیکھ وہ تیزی دیوانہ وار اپنے گھر کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

"آپ اندر نہیں جا سکتے۔۔۔"

ایک پولیس اہلکار نے اُسے نہ پہنچانتے ہوئے کہا۔

"ڈیم اٹ اندر میری بیوی اور بیٹی ہے۔۔۔"

وہ اُس اہلکار کی جانب دیکھتے ہوئے شدت سے غرایا۔۔۔

لیکن سر ہم پر بھی آپکو اندر جانے نہیں دے سکتے ابھی آگ بجھا نہیں ہے اندر جانا خطرے سے خالی نہیں ہے سارا گھر آگ کی لپیٹ میں ہے۔۔۔"

ایک آفیسر آگے بڑھا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر کہنے لگا۔۔۔

تمہارا کیا مطلب ہے یہ کہ اندر جانا خطرے سے خالی نہیں ہے"
وہاں میری بیوی ہے اور بیٹی بھی میں کیسے یہاں ہاتھ پر ہاتھ
دھرے کھڑا رہوں۔۔؟؟

وہ انہیں ہٹانے کی کوشش کرتا غصے سے چیخا۔۔۔

"سر آپ سمجھ نہیں رہے ہیں گھر پورا جل چکا ہے اور۔۔"

وہ آفیسر اسے سمجھا سمجھا کر اب تھک چکا تھا۔۔

اور کیا ہاں اگر میری بیوی اور بیٹی میڈ کو کچھ ہوا تو بتاؤ ہاں اس"
کے زمہ دار کون ہونگے۔۔۔؟؟

وہ سخت غصے سے خود کو چھڑا کر بولا۔۔

تبھی اسٹریچر پر ایک باڈی کو باہر لاتے ہوئے دیکھ وہ ساکت رہ گیا اور وہ۔ تیزی سے آگے بڑھا

"نن۔۔۔ نہیں۔۔"

اس باڈی کے جھلسے ہوئے ہاتھ پر وہ بریسلٹ دیکھ وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

وہ بریسلٹ ہمشیہ گل رانیہ کے ہاتھوں میں ہوتا تھا یہ دیکھ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اسکے اوپر سے چادر ہٹا کر اسنے تیزی سے اپنی آنکھیں بند کیں کیونکہ اسکا چہرہ پورا جل چکا تھا۔۔

"نن۔۔۔نہیں گل رانیہ یہ میری گل نہیں ہو سکتی۔۔۔"

وہ نیچے گرتے ہوئے اس اسٹرپچر کو خود سے دور ہوتے ہوئے دیکھ کر زور زور سے چیختے ہوئے کہنے لگا۔۔

موت نے اُنکی کہانی شروع ہونے سے ہی پہلے ختم کر دی یہ کیسے ہو سکتا تھا وہ تو ابھی ملے تھے اتنی جلدی وہ ایک دوسرے سے بچھڑے گے یہ گمان میں بھی نہیں تھا یہ اُسکے لیے بہت دردناک تھا وہ نیچے زمین پر گرا زور زور سے روتے ہوئے اپنا سر نیچے زمین پر مارنے لگا۔۔۔

"سر حوصلے سے کام لے اور یہ آگ۔۔۔"

آفیسر نے آگے بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہہ کر ٹھہرا۔۔

"یہ آگ کسی نے جان بوجھ کر لگائیں ہے۔۔۔"

یہ بات سن کر شہریار بخت شاہ کی آنکھیں سرخ انگارہ میں بدلنے لگی وہ یکدم سے سر اوپر اٹھا کر اس آفیسر کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

"گھر میں صرف دو لاشیں ملی ہیں کسی بچی کی۔۔۔"

وہ آفیسر اس سے پہلے کے آگے کچھ کہتا اسنے ہاتھ اٹھا کر ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں کو اس آفیسر پر جما کر اُسے آگے کچھ کہنے سے روکا۔۔۔

"یہ جس بزدل کا کام ہے وہ اب اپنی زندگی کی آخری سانسیں گھن رہا ہے کیونکہ میں بہت جلد اسکی سانسیں چھین لوگا۔۔۔"

لہجے میں وحشت ٹپک رہا تھا اور آنکھوں میں اس انسان کے لیے بے پناہ نفرت جس نے اسکی زندگی اور اُسکے گھر کو خاک میں ملا دیا تھا۔۔

اب وہ اُس انسان کو بلکل بھی نہیں چھوڑنے اسے تباہ کرنے کا عہد کرتا اٹھا جس نے اسے تباہ کر دیا تھا اور اس جانب بڑھنے لگا جہاں اُسکی زندگی اسکی محرم زندگی ہار کر ایک اسٹریچر پر پڑی تھیں۔۔۔

کتنے لوگ تھے وہ۔۔۔؟؟"

اس وقت وہ ہاسپٹل میں اپنے اس سیکورٹی گارڈ کے پاس تھا جسے اس انسان نے چاقو سے وار کر کے بری طرح سے زخمی کر دیا تھا۔۔

ایک گارڈ تو موقع پر ہی ہلاک ہو گیا تھا اور اِس گارڈ کی قسمت اچھی تھی اور اس قاتل کی بُری جو وہ آج زندہ تھا۔

"سر وہ ایک ہی تھا۔۔۔"

وہ گارڈ نکاہت سے بولا۔۔۔

کیا عینی میری بیٹی کو اسے لے جاتے ہوئے تم نے دیکھا" تھا۔۔۔؟؟

وہ سنجیدگی سے اُس سے پوچھ رہا تھا جو روکے بغیر اسے اسکے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔۔

"مم۔۔۔میں نے نہیں دیکھا اس نے مجھے اور سلیم کو چاقو سے مارا تھا وہ تت۔۔۔تو موقع پر چل بسا لیکن میں بے ہوش ہو گیا تھا اسی لیے بعد میں جو ہوا مجھے پتہ نہیں ہے سر مجھے معاف کر دے میں نے اپنی ڈیوٹی سہی سے انجام نہیں دیا۔۔۔"

وہ سب وہ باتیں یاد کرتے ہوئے کہنے لگا جو اس حادثے سے پہلے پیش آیا تھا آخر میں وہ روتے ہوئے اپنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"شکیل اس میں تمہاری غلطی نہیں ہے غلطی میری ہے میں نے اپنی بیوی اور بچی کو اکیلا کیوں چھوڑا شائید مجھے اسکی سزا ملی ہیں وہ کون تھا کیا تُم نے اسکا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔"

وہ اسکے جوڑے ہاتھوں کو کھولتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"جی سر میں نے دیکھا تھا۔۔"

اُسے اچھے سے اّسکا چہرہ یاد تھا کیونکہ وہ شخص اتنی دلیری سے وہاں بنا چہرہ چھپائے آیا تھا شائید یہ پلان اسنے سوچ سمجھ کر کیا تھا۔۔

کیا وہ یہ تھا۔۔؟؟"

شہریار بخت شاہ نے اپنا موبائل کی اسکرین اسکے سامنے کر کے پوچھا تو وہ زور زور سے سر ہلانے لگا۔۔۔

"جی جی سر یہ وہی ہے۔۔"

وہ گارڈ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تیزی سے باہر نکلا تو اسکے پیچھے آفیسر بھی نکلنے لگے۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

غزلان سائیں بھی اسی ہاسپٹل میں اپنی نورِ حرم کو لایا تھا جہاں شہریار بخت شاہ اپنی گل رانیہ کے قاتل کے بارے میں جاننے

کے لیے اپنے گارڈ سے ملنے آیا تھا لیکن سامنے غزلان شاہ کی چیخ پر وہ رکا اور اس طرف دیکھنے لگا جہاں وہ ڈاکٹر سے تڑپ کر اپنی بیوی کی خیریت دریافت کر رہا تھا۔۔۔

وہ یہ منظر دیکھ سختی سے اپنی آنکھوں کو میچ کر کچھ دیر پہلے اپنے اوپر گزری سانحے کو سوچنے لگا تو اسکے سر میں ایک شدید درد اٹھنے لگا تو وہ سر پکڑ کر لڑکھڑایا پیچھے سے آتے آفیسر نے اسے دیکھ کر پکڑا اور سامنے رکھے کرسی پر اسے بیٹھایا۔۔

سر آر یو فائن۔۔۔؟؟"

آفیسر اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

"یا آئی ایم فائن۔۔"

دل میں جان سے پیاری بیوی اور بیٹی کا غم لیے وہ پھر بھی آفیسر سے خود کے ٹھیک ہونے کا کہنے لگا جبکہ اسکی نظریں ابھی تلک غزلان شاہ پر تھی جو اب چہرے پر سکون لیے کھڑا تھا اچانک وہیں سجدے پر گرا اور رو رو کر ہاسپٹل کی چھت کی طرف دیکھ کر پتہ نہیں کیا کہنے لگا۔۔

"سر ہم نے آپکی فیملی کو انفارم کر دیا ہے وہ بس آتیں ہو گی۔۔"

آفیسر کی بات پر وہ تیزی سے اٹھا اور ہاسپٹل سے باہر کی جانب بڑھنے لگا غزلان سائیں نے ابھی تک اسے نہیں دیکھا تھا اگر دیکھ لیتا تو وہ اسکی تکلیف سے سرخ ہوتی آنکھوں سے شائید پگھل جاتا کیونکہ اس وقت وہ بھی اسی تکلیف سے گزر رہا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ڈاکٹر صاحب اب وہ کیسی ہے۔۔؟؟"

وہ بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا کہ امر جنسی وارڈ کا دروازہ کھولا اور ڈاکٹر کی ٹیم باہر نکلا تو وہ تیزی سے آگے بڑھ کر بے قراری سے ان سے پوچھنے لگا۔۔

ڈاکٹر الیاس جو نیجو تعاجب سے اسے دیکھنے لگا کیونکہ وہ اسکا ایک مرید تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ پیر کی تخت پر کیوں بیٹھا تھا۔۔

پیر سائیں وہ بہتر ہے لیکن ہم بے بی کو نہیں بچا سکے آئی ایم" "سوری۔۔

ڈاکٹر کی بات پر وہ جو خوش ہو رہا تھا اگلی بات پر اسکی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ڈاکٹر صاحب۔۔؟؟"

وہ ڈاکٹر کی ٹیم کو دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

دیکھے ان پر پتھر برسائے گئے تھے یہ پولیس کیس ہونے کے "
باوجود بھی ہم نے آپکی وجہ سے یہ ہینڈل کیا ورنہ ہم اس طرح
کے کیس انو سٹیگیشن سے پہلے بلکل بھی ہینڈل نہیں کرتے ہم
آپکے مرید ہیں ویسے یہ لڑکی آپکی کون لگتی ہیں ہمیں اچھے سے
پتہ ہے آپ نے وعدہ کیا تھا آپ شادی نہیں کرے گے پھر یہ
کون ہے۔۔۔؟؟

وہ ڈاکٹر انکے گاؤں کے پاس کے گاؤں کے سرپنچ کا بھائی تھا اسی
لیے اسے سب کچھ پتہ تھا۔۔۔

آپ کیسے ڈاکٹر ہے اپنے پیشنٹ کا ٹریٹمنٹ کے بجائے یہاں" کرے اسکا بائیو ڈیٹا معلوم کر رہے ہیں افسوس ہو رہا ہے ہمیں "آپ کو ڈاکٹر کے کوٹ میں دیکھ کر الیاس جونیجو۔۔

وہ افسوس بھری نظروں سے اس ڈاکٹر کو دیکھنے لگا تو وہ سخت شرمندہ ہو گیا۔۔

جبکہ وہ وہاں کھڑا یہ سوچنے لگا غصے سے اسکی مٹھیاں کھسنے لگی کہ ان شاہ حویلی اور گاؤں والوں کی وجہ سے اسے ہمشیہ درد ملتا تھا۔۔

اُس نیک شریف خوبصورت نوجوان کے اپنوں نے اُسکے سگے خون کے رشتوں نے اُسے دکھ بے اعتباری نفرت دے کے

اسے آج ایک درندہ بنادیا تھا آج ان لوگوں کی وجہ سے وہ ایک بہت بڑی خوشی سے محروم ہوا تھا وہ اُن مردوں کو برباد کرنا چاہتا تھا جسنے اُسے برباد کیا تھا وہ کسی کو بھی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اُسنے شرافت کا دامن چھوڑ کر ظلم کو اپنالیا تھا۔۔

حویلی کے باہر ہمشیہ سکیورٹی کے لیے حویلی کے وہ مرد ملازمین ہوتے تھے جنہیں ٹرین کیا گیا تھا آج بھی معمول کی طرح دس ملازمین حویلی کے ہر حصے میں گھوم رہے تھے۔۔

وہ حویلی کے باہر کھڑا اونچے دیواروں کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اندر کیسے جانا چاہیے تبھی پیچھے سے آکر کسی نے اسکے کندھے پر

ہاتھ رکھا تو وہ چونکا اور اپنے ساتھ کھڑے زکی ملک کو دیکھنے لگا جو خباثت بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے پتہ کیا ہے اپنے خاص بندے سے جو اس حویلی میں کام کرتا ہے اسنے کہا تھا کہ سب حویلی کے مرد شہر گئے ہیں اس وقت صرف تین عورتیں ہیں اندر تم لالے کس کی زندگی تباہ کرنے آئے ہو یہاں۔۔؟؟

زکی ملک نے رذالت پن سے کہہ کے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا تو وہ درندہ صفت شیطان جو اپنی آنکھوں میں بدلے کی آگ لیے کھڑا تھا اسے دیکھنے لگا۔۔

جس نے مجھے تباہ کیا تھا نہ اُسکی زندگی تباہ کرنے میں یہاں آیا"
ہوں اُسے زندگی سے نفرت کرنے پر مجبور کرنے آیا ہوں میں
اُسکی سانسوں کو تنگ ضرور کروں گا لیکن اُسے مرنے نہیں دوں
گا اُسے ایک ایسا درد دوگا وہ ساری زندگی خود سے بھی ڈرے
"گی۔۔۔۔۔۔

وہ سخت ہولناک لہجے میں کہتا اپنی وحشت کر دیتی سرد آنکھوں
سے حویلی کے دیواروں کی اونچائی کو دیکھ کر اندر جانے کے لیے پر
تولنے لگا اس کا دل اس کے پاس جانے کے لیے اتنا مچل رہا تھا کہ
اسکے دماغ میں اس وقت کوئی بھی پلان نہیں آرہا تھا۔۔

لالے کیا اس بار مجھے بھی موقع ملے گا۔۔۔؟؟"

زکی ملک نے خباثت سے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا تو وہ شدید غصے سے اُسے پیچھے دیوار سے لگا کر اسکی گردن کے گرد اپنے مضبوط کندھے کو رکھ کر زور سے دبا کر اسے دیکھنے لگا جسکی آنکھیں باہر ابلنے کے لیے بلکل تیار تھے اور وہ تڑپ کر اپنے ہاتھ سے اسکے کندھے کو ہٹا رہا تھا۔

"وہ صرف میری شکار ہے اُسے فقط میں شکار کروں گا اس بار مجھے کسی کی مداخلت زہر لگے گی اور پتہ ہے نا تم جانتے تو ہوں نا کہ اگر کوئی میرے آگے آ کھڑا ہوتا ہے تو میں اسکے ساتھ کیا کرتا ہوں۔۔۔؟؟

وہ اُسکی گردن پر دباؤ بڑھاتا ہوا کسی سائیکو انسان کی طرح کہنے لگا۔

وہ سچ میں سائیکو کیس بن چکا تھا اور اسے سائیکو بنانے والی تو چلی گئی لیکن اپنا نشان اس پر چھوڑ گئیں وہ اپنی ہوس پوری نا ہونے کے وجہ سے اس وقت پاگل ہو چکا تھا اور سہی غلط کو تو وہ پہلے ہی بھول چکا تھا تو وہ اب جو کرنے جا رہا تھا نا اسکے دل میں ڈر تھا نا اپنے گھر کی عزت پامال کرنے کا اسے کوئی فکر تھی بس اسکے دماغ میں یہ چل رہا تھا کہ اسے برباد کرنا ہے۔۔۔

ٹٹ۔۔۔۔ ٹھیک ہے لالے کی جان تُوں جو چاہتا ہے میں وہی "کروں گا بس تُوں مجھے چھ۔۔ چھوڑ۔۔۔

زکی ملک اسکی گرفت میں پھڑ پھڑا رہا تھا آخر اسے کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو وہ روتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

ایک شرط پر میں تمہیں چھوڑ رہا ہو تم میرے پیچھے نہیں آؤں گے ابھی صرف گردن میں اپنے ہاتھوں کا نشان چھوڑا ہے بعد میں "پوری گردن میں تُمہارے مردہ ہاتھوں میں تھما دو گا۔۔۔

اُسے دھمکی دیتے ہوئے وہ سنجیدگی سے حویلی کی طرف مڑا اور تیزی سے آگے بڑھا دیوار پھلانگ کر اندر کی جانب کودا۔۔۔ یہ جانے بغیر کہ آج اسکی زندگی اسکی درندگی کا یہ آخری دن ہے۔۔

زکی ملک اسکے نظروں سے غائب ہوتے ہی شدید نفرت سے اس دیوار کی طرف دیکھنے لگا جہاں سے ابھی وہ غائب ہوا تھا۔۔

"لالے کی جان یہ تیری عیاشی کا آج آخری دن ہے جا جا کر جتنا کرنا ہے توں نے آج کی رات مزا کل دن کا اجالا ہوتے ہی تیری عیاشی کا راز اس حویلی والوں پر اور اس پورے گاؤں والوں پر اور ساتھ تیری اس کتیاں کی بھی جس نے اس بے قصور کو برباد کیا تھا آج تم دونوں کا سچ کھل جائے گا اور یہ میں صرف اپنے لیے کر رہا ہو مجھے پتہ ہے توں بھی اپنی اُس مردار خور رکھیل کی طرح مجھے کسی دن ضرور ڈسنے گا اور اسکا انجام تو اسے مل گیا لیکن تیر کو کچھ کرنے سے پہلے ہی میں تیر کو تیرا انجام دے گا۔۔۔"

وہ سگریٹ نکال کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے غصے سے خود سے کہتا وہاں سے جانے لگا اپنا اگلا قدم بھی تو اسے اٹھانا تھا لیکن وہ یہ سب صرف اپنے لیے کر رہا تھا اسکے دل میں کسی کے لیے رحم نہیں تھا حتکہ اندر اُس درندگی کا شکار ہونے والی معصوم کے لیے بھی اسکے دل میں رحم نہیں آیا تھا جو کچھ دیر بعد اندر اس درندے کی درندگی کا شکار بننے والی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف فاطمہ شاہ اماں سائیں کو دیکھنے اُنکے کمرے میں انہیں دیکھنے کے بعد باہر نکلی اور سیدھی اپنے روم کی جانب بڑھی یہ بغیر کہ وہاں اسکی بربادی بے صبری سے اسکا انتظار کر رہا ہے۔۔۔

اِس وقت حویلی میں اماں سائیں فاطمہ شاہ اور زینب شاہ کے علاوہ وہ دس ملازمین تھے باقی سب مرد شہریار بخت شاہ کے پاس گئے تھے اسے یہاں لانے کے لیے۔۔

تُم یہاں تُم تو جیل میں بند تھے پھر یہاں کیسے آئے۔۔۔؟؟"

فاطمہ شاہ جب اپنے روم میں داخل ہوئی تو سامنے بیڈ پر بیٹھے شخص کو دیکھ وہ ساکت رہ گئی پھر غصے سے آگ بگولہ ہو کر اس سے پوچھنے لگی۔۔

وہاں اندر رہ کر میرا اندر اندر تک جل رہا تھا سوچا یہاں کر اس" "جھلن کو کچھ کم کر لوں۔۔

وہ ہوس بھری نظروں سے اُسکے بڑی سی چادر میں چھپے نازک سراپے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

فاطمہ شاہ اُسکی نظروں میں ہوس دیکھتی ساکت رہ گئی۔

ع۔۔۔۔ علی کیا تُم وو۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہی نقاب پوش درندے" ہو جو ایک سال سے معصوم لڑکیوں کی عزت رات کے اندھیرے میں اجاڑ رہا ہے۔۔۔؟؟

وہ اُسکی آنکھوں میں ہوس دیکھتی ٹوٹے پھوٹے الفاظ اپنے منہ سے نکال کر قدم پیچھے لے جانے لگی۔

"ہاں میں وہیں درندہ صفت شیطان ہو جس نے ایک سال پہلے اِس گاؤں کی دو لڑکیوں کو اجاڑا تھا اور ایک پاس کے گاؤں کی تُمہیں یاد ہے ناں ماروی شرجیل موسی بابا کی بہو وہ شرجیل سومرو جو اپنی پیاری سی بیوی کی موت کو سہہ نہیں سکا میں نے اسکی خوبصورت بیوی اسکی عزت میں نے اسکی بارات اسکے گاؤں سے یہاں ہمارے گاؤں میں لوٹتے وقت لوٹا تھا اور مجھے شرجیل پر صرف اس پر افسوس ہوتا ہے وہ بے چارہ اپنی بیوی کے غم میں آجکل پاگلوں کی طرح گاؤں کے ہر گلے میں اسے آوازیں دیتے ہوئے دن رات پھرتا ہے مگر میں بھی کیا کروں اگر میں اپنی ضرورت پوری نہ کرو تو مر جاؤ گا آج اس درندے کا شکار پتہ ہے کون ہے۔۔؟؟

وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھا اور اُسکے سامنے کھڑے ہو کر اُسے بغور دیکھتے ہوئے اپنی اصلیت ایک ایک کر کے اُسکے سامنے کھولنے لگا جسے سن کر فاطمہ شاہ کی سیاہ غزالی آنکھوں میں اسکے لیے نفرت کا جذبہ پیدا ہونے لگا وہ شدید نفرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔

"تُم ہو میری جان آج تُم میرے اندر جلتے اس بدلے کی آگ کو اپنی اس جوانی سے بجھاؤ گی۔۔"

چادر کے گرد چھپے اُسکے نازک سراپے کو خباثت سے دیکھتے وہ مزید آگے بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

فاطمہ شاہ اُسے اپنے قریب دیکھ خوفزدہ ہوتیں پیچھے ہٹنے لگی لیکن اُس درندے نے اسکی کوشش کو سراہتے ہوئے آگے بڑھ کر

اُسنے جھٹکے سے اسکی چادر کو اسکی نازک سراپے کے اوپر سے کھینچ کر دور اچھالا۔۔

"تُمہارے ساتھ یہ سب کر کے مجھے بے حد مزا آنے والا ہے"

کیونکہ وہ مزا ان سب میں نہیں تھا جو تم میں ہے کیونکہ یہاں حویلی میں میں نے کیا وہ تمہارے مرے بھائی نے بھی شائید آج تک تمہارے بال نہیں دیکھے ہوگے کہ کس رنگ کے ہیں اور لمبے ہیں یا چھوٹے ہیں لیکن افسوس فاطمہ یہ سب چیزیں تمہارے شوہر سے پہلے یہ درندہ دیکھ رہا ہے۔۔۔"

اُسکی نظروں سے خوفزدہ ہوتیں فاطمہ شاہ اپنے دونوں نازک گورے گورے ہاتھوں کو بُری طرح سے اپنے ڈھرکتے دل پر رکھے کھڑی وہ بری طرح سے لرز رہی تھیں۔

تبھی وہ ان ہوس زدہ نظروں کو برداشت نہ کر سکی اور روتی ہوئی اپنی آنکھیں سختی سے میچ کر سسکنے لگی۔۔

تُمہاری اس خوبصورت تراشے ہوئے لبوں سے جتنے بھی" سسکیاں نکلے گی ناں مجھ میں انٹرس بڑھتا جائے گا میں اتنا تم پر بوجھ بنتا جاؤں گا تم برداشت کرنے کے قابل بھی نہیں رہوں گی جانِ من چپ چاپ خاموشی سے کھڑی ہو کر خود کو مجھ سے بچاؤ ورنہ۔"

وہ اپنے جیب سے چاقو نکال کر خباثت سے کہتا اسکی فراک کو آستین کے اوپر والے حصے کو ایک ہی جھٹکے میں پھاڑا تو اتنی ظلمت پر وہ نازک وجود لرزی وہ اتنی بہادر نہیں تھی کہ اس درندے کو روکتی وہ بس کھڑی سسکیاں بھرتی اپنا نازک ہاتھ استین کے اس جگہ پر لے جانے لگیں جہاں سے اس درندے نے چاقو سے پھاڑا تھا۔۔

"علی تم یہ سب مت کرو خدا کے لیے اپنے نام کو سوچو اپنی ذات کو سوچو کیا یہ جو تم کر رہے ہو کیا یہ تم ٹھیک کر رہے ہو۔۔؟؟

یکدم سے وہ آنکھیں کھولتی لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگی تو اسکی بات پر وہ زور سے ہنسنے لگا۔

پہلی بات میرا نام علی نہیں اور نہ ہی میرے نام کے آگے شاہ" لگنے والا تھا پتہ ہے میرے نام کے آگے کیا لگنے والا تھا۔۔؟

یہ سن کر فاطمہ شاہ کو شبہ ہوا جیسے وہ پاگل ہے لیکن اسکی آنکھوں میں غصہ نفرت دیکھ وہ تیزی سے اپنی آنکھیں ہٹا گئی۔۔

کیا۔۔۔؟؟"

یہ تین لفظی کہہ کر وہ اسکے سوال کا جواب پوچھنے لگی۔۔

"آتش بیگ نام رکھا تھا میری اصل ماں نے پتہ ہے میری اصل ماں کون ہے۔۔۔؟؟

وہ پاگلوں کی طرح اس سے کہنے لگا۔۔

کون۔۔؟؟

فاطمہ شاہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"میری نقلی ماں کی بہن اور شہریار بخت شاہ کی اصلی بہن میرب شاہ کی ماں۔۔"

وہ اس سچائی کو پورے ایک سال سے اپنے سینے میں دفن کیے پھر رہا تھا آج اپنی سبھی سچائیاں نجانے کیوں اُس لڑکی سے کہہ رہا تھا جسے برباد کرنے کے لیے اس وقت وہ اس کے روم میں کھڑا تھا۔۔۔

"تمہاری چاچی کی لالچی فطرت کی وجہ سے آج میرے نام کے آگے تم لوگوں کی طرح شاہ لگتا ہے یہ بات بھی میرے لیے ایک راز کی طرح ہوتا لیکن میرب بیگ ہوں سوری میرب شاہ کی موت کے دن کھلا جب میں نے دیکھا میری خالہ سے زیادہ میری ماں کیوں اتنا رو رہی ہے اپنی بہن کی بیٹی کے مرنے پر تبھی اصل وجہ مجھے رات کو پتہ چلا۔۔"

وہ اس رات کو سوچنے لگا جس رات اسے اپنی اصل شناخت کے بارے میں معلوم ہوا تھا جب اسنے اپنی نقلی ماں یعنی خالہ جسے وہ اپنی اصل ماں سمجھتا آرہا تھا اصل میں وہ اسکی ماں نہیں خالہ تھیں۔۔۔

"ایک سال پہلے"

"نگار مجھے پتہ ہوتا کہ میری بیٹی مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی مجھے اپنے لالچ کی اتنی بڑی سزا ملے گی تو میں بیٹے کی ماں بن کر شاہ حویلی میں راج کرنے کے لالچ میں آکر اسے خود سے کبھی جدا نہ کرتی اور نہ ہی میرب کے دو سال بعد پیدا ہوئے تمہارے بیٹے

آتش بیگ کو تم سے جدا کرتی مجھے معاف کر دو یہ میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔

وہ میرب بیگ کے روم سے نکل کر لان میں آیا تھا لیکن وہاں سے چھت پر جانے والی سیڑھیوں کی طرف اسے اپنی ماں کی روتی ہوئی آواز سنائی دیا تو وہ آگے بڑھا اور جو اسنے سنا وہ شاکڈ رہ گیا آج ہی کے دن اسے دو بڑے جھٹکے ملے گے اسے پتہ نہیں تھا ایک میرب بیگ کی موت اور دوسرا اپنی شناخت کی سچائی وہ وہی کھڑا ان دونوں عورتوں کی باتیں سن لگا جو کہہ رہی تھیں۔۔

اگر میں اسے پیدا ہوتے اس لالچ سے تمہیں نہ دیتی کہ "
تمہارے یہاں جب بیٹا پیدا ہو گا تب تمہارے یہاں جب بیٹا ہو گا
"تو تم اسے مجھے دو گی۔۔

وہ رو رہی تھیں اور انکے رونے سے بھی اسے یہ سب سن کر انکے لیے دکھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا اب انکے لیے دل میں کچھ بھی احساس باقی نہیں رہا تھا۔۔

نگار ہم اس وقت اتنا ناٹک نہ کرتے مجھے افسوس ہوتا ہے یہ "
سوچتی ہوں کہ کیسے میں نے دو بار بخت سے جھوٹ بولا ایک بار
اس وقت جب ہماری بیٹی میرب پیدا ہوئی تھی تو میں نے اسے
مردہ قرار دے کر اسے دھوکے میں رکھا پھر جب تم پریگننٹ

ہوئی تو میں نے اس سے یہ جھوٹ بول کر یقین دلایا کہ میں "دوبارہ ماں بننے والی ہو۔

اتنا بڑا دھوکا اسنے اسے بھی دیا تھا اس شخص کو بھی جو انکا محرم تھا اور انکو بھی جہاں وہ اتنے سال رہ رہا تھا وہ شاہ نہیں تھا بیگ تھا یہ سوچ اسکے لیے اذیت کا باعث بن رہا تھا اسنے یہاں کے ماحول کو دیکھا تھا یہاں بے حیائی عام تھی اب اسے اپنی نفس پر قابو نہ ہونے کی وجہ اسے سمجھ میں آنے لگا کیونکہ وہ اس بے حیائی سے نکل کر ایک پاکیزہ جگہ پر پرورش پانے کے باوجود بھی بچپن سے وہ اپنے اصل میں ہی جی رہا تھا۔۔۔

"نگار ایک بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی میں نے خود کو سالار شاہ کی ماں سے سب کی نظروں میں خود کو اوپر کرنے کے لیے دو بیٹوں کی ماں بننے کا پلان کیا اور میرا پلان اس وقت پورا ہوا جب تمہارے یہاں میرب کے بعد دو سال بعد آتش بیگ پیدا ہوا تو وعدے کے مطابق تم نے اپنا بیٹا مجھے دیا اور اس دن جو ناٹک میں نے کیا ہاسپٹل میں ایڈمٹ کر کے ان سب کا سوچتی ہوں تو نگار مجھے خود سے سخت نفرت ہونے لگتی ہیں پتہ نہیں کیوں میں نے وہ سب کیا۔۔"

نفرت تو اس وقت اسے ان پر بھی آ رہا تھا دل چاہ رہا تھا اس لالچی عورت کو ابھی زمین میں زندہ گاڑ دے وہ غصے سے صرف اپنی مٹھیاں کھسنے لگا

وہ بہت جلد بدلا ان سے کچھ الگ طرح سے لینے والا تھا یہ اسکے کیا کسی کے بھی وہم و گمان میں تھا۔

اب پتہ چلا نہ کہ میں کیوں درندہ بنا کس کی وجہ سے پتہ ہے مجھے " افسوس نہیں ہوتا یہ سب کرتے ہوئے کیونکہ جب میں ظالم بنتا ہوں تو میں آتش بیگ بن جاتا ہوں مجھے یاد نہیں رہتا کہ میں علی ہو کتنے پیارے نام کا مالک لیکن اس وقت میرے دماغ میں ان دو عورتوں کی باتیں گونجتی ہے تو مجھے اپنی سچائی پتہ چل جاتی ہیں اور میں نفرت کی آگ میں جلنے لگتا ہوں پھر بعد میں کیا ہوتا ہے یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے تم سمجھدار ہو اگر تم سمجھدار نہیں ہو تو میرے یہاں سے جانے کے بعد تم سمجھدار ہو جاؤ گی۔۔۔"

وہ اسکے ساکت نازک وجود کو دکھا دیں کر نیچے فرش پر گرا کر پیچھے پلٹا اور دروازہ بند کر کے اسکی جانب پلٹ کر اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا جبکہ وہ اسکی سچائی اسکی اصل شناخت کو جاننے کے بعد ساکت ہو گئی تھیں کہ اسکے زور سے دکھا دینے پر نیچے فرش پر گری لیکن تھوڑی دیر بعد کمرے میں اسکی ہولناک چیخے سنائی دینے لگی اسکی تڑپ اور سسکیوں کی آوازیں روم کی در و دیوار کو ہلانے لگی اسکا روم اس جگہ پر تھا جہاں اسکی چیخیں کسی کو سنائی نہیں دے سکتیں تھی جب اس معصوم کی چیخیں دم توڑنے لگی تو وہ درندہ اٹھا اور جس طرح خاموشی سے آیا تھا اسی طرح خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔۔

فاطمہ شاہ کی آنکھیں ابھی کچھ دیر پہلے اپنے اوپر ہوئے ظلم پر نمکین پانیوں سے لبریز ہونے لگی وہ خاموشی سے روتی ہوئی مشکل سے اٹھی اور اپنے پھٹے ہوئے لباس کو اپنی بڑی سی چادر میں چھپا کر وہ لنگڑاتے ہوئے روم سے باہر نکلی اور دھندلی نظروں سے حویلی کے بڑے سے ہال سے نکل کر حویلی سے باہر نکلی اور پچھلے حصے کی جانب بڑھنے لگی۔۔

سبھی ملازمین کو کانوں کان خبر نہ ہو سکا کہ وہاں ایک نازک جان اپنے برباد وجود کو گھسیٹتے کر بدنامی کے ڈر سے لوگوں کی اٹھتی

ہوئی انگلیوں کے ڈر سے یہاں سے نکل کر غلط قدم اٹھانے جا رہی ہیں۔

وہ مسلسل بہتے خون کے آنسوؤں کو بہاتی اس جانب بڑھنے لگی جہاں سے شہر جانے کے لیے ایک سڑک بنایا گیا تھا وہ لنگڑاتے ہوئے چل رہی تھی تبھی ایک تیز رفتار گاڑی نے اسے ہٹ کیا تو وہ بہت دور جا کر گری۔۔

دوسری طرف گاڑی آگے جا کر رکی اور پھر تیزی سے اس گاڑی سے کوئی نکل کر اسکی طرف بڑھا۔۔

"ہوں نو۔۔"

ایک نسوانی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تو وہ خون سے بھیگی پلکوں کو اٹھا کر اس انسان کو دیکھنے لگی جو اب اسے مشکل سے گھسیٹ رہی تھیں۔۔

وہ لڑکی اسے اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا کر وہ خود تیزی سے آگے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھی اور شہر جانے والی سڑک پر گاڑی کو فاسٹ ڈورانے لگی۔۔۔

وہ کون تھی اس سے انجان اب فاطمہ شاہ مکمل ہوش و حواس کھو کر پیچھے کی سیٹ پر بے ہوش پڑی تھی۔۔

"سجل آریو میڈ۔۔"

وہ لڑکی فاطمہ شاہ کو جب اپنے لالا کے شاندار سے ہاسپٹل میں لے کر آئیں تو اُسکی کزن عروہ خان نے شدید غصے سے کہا۔۔

"عروہ آئی ایم ناٹ میڈ یہ لڑکی میری کار سے ہٹ ہوئی تھی تو ظاہر سی بات ہے میں اسے وہاں چھوڑ کر بھاگ تو نہیں سکتی تھی اگر لالہ کو پتہ چل جاتا تو وہ تو۔۔"

وہ اپنے جلاد بھائی کا سوچ کر جھرجھری لینے لگی۔۔

دعا کروں پتہ نہ چلے ورنہ وہ جلاد تمہارا بھائی تمہارے ساتھ"
ساتھ مجھے بھی سولی پر لٹکا دے گا اور تمہیں کیا ضرورت تھیں
رات کے اندھیرے میں سندھ کے علاقے تھر میں گورنمنٹ کی
طرف سے لگائے گئے کیمپ سے واپس لوٹنے کی ہاں اگر
تمہارے ساتھ کچھ ہو جاتا تو خان داجی کو کیا جواب دیتا۔۔؟؟

عروہ کی بات پر وہ اپنے سر پر ایک جھپٹ مار کر چیخی۔۔

"مورہ کارہ لا°ہ۔۔"

ہوئی ماں گئے کام سے۔

وہ تیزی سے کوٹ پہن کر اسے بائے بائے کرتی تیزی سے روم سے باہر نکلی لیکن وہ دروازے پر ساکت ہو کر کھڑی کی کھڑی رہ گئی کیونکہ سامنے سے آتے اپنے بھائی سے بھی بڑے جلاد دوسرے نمبر کے بھائی کو دیکھ وہ تیزی سے قدم پیچھے لے جانے لگی۔۔

جبکہ اسے ہمشیہ کی طرح اپنا یہ جلاد فوجی بھائی وردی میں شاندار لگ رہا تھا مگر پیشانی پر لاتعداد شکن سجائے وہ اُسے ہمشیہ ڈراؤنا لگتا تھا جبکہ وہ وہیں بڑھ رہا تھا شائید اسے پتہ چل گیا کہ وہ کیا کارنامہ کر کے آئی ہے۔۔

"سجلي اوس ہہ کارہ تلہ° دہ۔۔"

اُسکے سیاہ قیمتی جوتے کو دیکھتی ہوئی بڑبڑائی۔۔۔

حیدر لالہ آپ یہاں۔۔۔؟؟"

وہ اپنی موٹی سبز آنکھوں کو اسکے غصے سے سرخ و سفید وجیہہ چہرے پر گاڑ کر بولی۔۔

یس آئی ایم کیوں اتنا کیوں ڈر رہی ہوں۔۔؟؟"

وہ تیکھی نظروں سے اپنی چھوٹی شرارتی بہن کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا اس وقت اسکی پیشانی سے بہتے پسینے کی وجہ سے وہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

نن۔۔۔ نہیں تو میں تو نہیں ڈر رہی بس سردار لالہ آج میری" ہاؤس جاب کا پہلا دن ہے نا تو تھوڑی سی نروس ہو رہی ہو اسی لیے آپکو لگا کہ میں ڈر رہی ہوں آپ بتائیں کیسے آنا ہوا یہاں کیا آپ حاتم لالہ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔۔؟؟

وہ اپنی پیشانی سے پسینے کی بوندوں کو صاف کرتی ہنس کر کہنے لگی لیکن نظریں جب سامنے جلاد کی اپنی ہی طرح کے سبز رنگ کے

کانچوں پر پڑی تو وہ ڈر گئی کیونکہ وہاں اس وقت سبز کی جگہ سرخ بھی رنگ مل ہوا تھا۔۔۔

جاؤ اپنا کام کروں اور ہاں اس کو مت بتانا کہ میں یہاں آیا ہوں" "ورنہ زبان کاٹ کر ہاتھ میں رکھ دو گا۔۔

وہ شدید غصے سے اسے وہاں سے بھگا کر خود اپنے قدم آگے بڑھانے لگا کہ تبھی اسے سامنے کے روم سے کسی کی دردناک سسکیاں سنائی دی تو وہ وہی ٹھہرا پھر جھٹکے سے اپنی سرخ سبز آنکھوں سے اس روم کی جانب دیکھنے لگا جہاں سے ابھی سجل خان نکلی تھی۔۔

سنجیدگی سے اس روم کی جانب بڑھا اور زور سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا لیکن سامنے بیڈ پر ایک نازک وجود کو تڑپتے ہوئے دیکھ وہ ساکت رہ گیا۔۔۔

"ن۔۔۔۔ نہیں نہیں مجھے ہاتھ مت لگاؤ مجھ۔۔۔۔"

وہ معصوم چہرہ ڈر کے مارے پیلا پڑ رہا تھا اور نیلی ہونٹ اسکے ساتھ ہوئیں زیادتی کی داستان چیخ چیخ کر سامنے کھڑے سردار حیدر خان کو سنا رہے تھے۔۔۔

اُس معصوم نازک گڑیا کی تڑپ پر وہ اس ملک کا مضبوط سپاہی جو لڑکیوں سے سخت نفرت کرنے والا سردار اسکی سبز آنکھوں سے

ایک قطرہ نکلااور غصے کی زیادتی سے مضبوط ہاتھوں کی نیلے نسے کھینچنے لگی۔۔

وہ سامنے تھی اور میں سوچتا رہا

جو ذہن میں سوال تھے، کہاں گئے۔؟

مجھے تو خیر عشق کھا گیا مگر

جو تیرے سرخ گال تھے، کہاں گئے۔

وہ اب نہیں آئے گی شہری بچے ضد چھوڑ دو اور واپس چلو"

"حویلی۔۔۔

عباس شاہ نے اپنے پوتے کو دیکھا جو کب سے اپنے روم میں بیٹھا گل رانیہ کی تصویر دیکھ رہا تھا۔۔

نہیں میں وہاں نہیں جاؤ گا یہاں میری گل کی خوشبو چاروں" طرف میں موجود ہے اور شائید وہ بھی یہی کئی ہو گی میں بھلا اپنی "گل کو چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں۔۔

وہ پاگلوں کی طرح کہتا انہیں دیکھنے لگا۔۔

"شہری بچے خود کو سنبھالا لو۔۔۔"

عباس شاہ نے بے بسی سے اپنے جوان پوتے کو دیکھا جس کی نیلی آنکھوں میں اس وقت ایک روگ آباد تھا اور لبوں پہ فقط ایک نام۔۔

شہری بھائی چلے ناں یہاں کچھ بھی نہیں ہے وہاں اماں سائیں" اور فاطمہ زینب انتظار کر رہی ہو گی وہ وہاں تنہا ہے ابھی تک اس "لوٹیرے کا پتہ نہیں چلا ہے۔۔۔

دستگیر عالم شاہ سے جب رہا نہیں گیا تو وہ حویلی کی عورتوں کی فکر میں کہنے لگا۔۔

"کیا مطلب وہ وہاں تنہا ہے تم کیوں آئے ہو یہاں ہاں۔"

اب کے شہریار بخت شاہ کو اپنی حویلی میں موجود عورتوں کا سن کر سخت غصے میں آکر کھڑا ہو گیا اور دستگیر شاہ سے سخت لہجے میں کہنے لگا۔۔

شہری بچے کیا آپ چل رہے ہیں۔۔؟؟"

عباس شاہ اسکے اٹھنے پر اس سے پوچھنے لگے۔۔۔

دادا سائیں آپ لوگ چلے جائے اس وقت آپ سب کا وہاں رہنا" بے حد ضروری ہے اب میں وہاں کبھی نہیں آؤ گا میں نے کہا تھا

نہ کہ وہاں اس شخص کی یادیں ہے میں وہاں کبھی نہیں آؤ گا تو پھر وہ بات جاننے کے باوجود بھی آپ کیوں ضد کر رہے ہیں۔۔؟

وہ انہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو عباس شاہ نے بے بس نظر اس پر ڈالا۔۔

شہری بچے وہاں جا کر ہمارا خیال صرف آپ پر آیا کرے گا آپ" بھی چلے ناں ہمارے ساتھ دیکھے ہمیں پتہ ہے اب وہاں آپکا کوئی نہیں بچا باپ اور ماں تو پہلے تمہیں چھوڑ کر چلے گئے لیکن اب بھائی نے وہ سب کر کے تمہارے ساتھ ہمیں بھی توڑ دیا ہے۔

ٹھیک ہے دادا سائیں ہم آج آپکے ساتھ حویلی چلے گے پھر" واپس یہاں لوٹ آئے گا ہمیں وہاں نہیں رہنا ہماری گل کی یادیں "یہاں اس گھر میں موجود ہے جو میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔۔

وہ آخر کار ہار مان گیا اور انہیں کہتے ہوئے اس گھر کو دیکھنے لگا جہاں جہانگیر زیب کے طلاق دینے کے بعد وہ یہاں عینی کے ساتھ رہی تھی۔۔

اسکا گھر تو جل چکا تھا اور وہ جہانگیر زیب عینی کو لے کر پتہ نہیں کس کونے میں جا چھپا تھا کہ پولیس کو اب تک اسکا پتہ نہیں چل رہا تھا وہ روز پولیس اسٹیشن جا کر پوچھتا تھا لیکن یہاں کی پولیس

نے کبھی وقت پر کام کیا تھا جواب کرتا وہ سخت غصے سے اور نفرت سے پاگل ہو کر اب اسے خود اپنے ذریعے سے ڈھونڈ رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

یہ کون ہے عروہ خان۔۔۔؟؟"

سردار حیدر خان روم کے اندر داخل ہو کر سیدھا بیڈ پر آنکھیں موندے پڑی معصوم لڑکی کے پاس پہنچ کر سامنے بیٹھی ڈاکٹر عروہ سے پوچھنے لگا۔۔۔

خ۔۔۔خان آپ۔۔۔؟؟"

عروہ اتنے دنوں بعد اس دشمن جاں کو اپنے سامنے دیکھ پلکیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جسکی سبز نگاہیں اس پر نہیں بلکہ سامنے آنکھیں موندے پڑی لڑکی پر تھی۔۔۔

ہواز شی ڈاکٹر عروہ۔۔۔؟؟؟"

وہ سپاٹ لہجے میں پوچھنے لگا تو عروہ سٹپٹا کر رہ گیا اسکی اسی لہجے پر تو وہ ڈرا کرتی تھی ابھی بھی وہ سخت ڈر گئی تھی۔۔۔

یہ لڑکی سجل کوسس۔۔سندھ کے ایک گاؤں سے بے ہوش ملی"
" تھی۔۔۔

وہ مشکل سے یہ سب بول پائی ورنہ اسکی غصیلی آواز اسے کبھی بولنے ہی نہیں دیتی تھیں۔۔

سبز آنکھیں ارد گرد بھلائے خوبصورت خدوخال کو حفظ کرنے میں مشغول تھیں سامنے لیٹی گڑیا کی مانند وہ لڑکی نجانے کیوں اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔۔۔

سجل وہاں کیا کرنے گئی تھی۔۔۔؟؟"

نظریں ہنوز اس معصوم کے خوبصورت لیکن پیلے چہرے پر
مرکوز تھی جبکہ سماعت سامنے بیٹھی
عروہ پر تھی۔۔۔

وہ وہاں گورنمنٹ نے کیپ لگایا تھا تو وہ وہی تھی لیکن"
"رر۔۔رات کو داجی کے بلانے پر وہ نکلی تھی۔۔

وہ ڈرتی ہوئی اپنی دراز پلکوں کو اوپر اٹھا کر اس دشمن جاں کو دیکھنے لگی جو اپنی بہن کے رات کو نکلنے والی بات پر غصے سے اپنی مٹھیاں کھس رہا تھا۔۔

مجھے اس لڑکی کے بارے میں اور بھی جاننا ہے کیا اسکے ساتھ

"وو۔۔وہ سب تو نہیں ہوا۔۔۔

یہ بات جو پہلے اپنے ایسے کیس کو ہینڈل کرتے وقت اتنی آسانی سے پوچھتا تھا آج ایک مضبوط سولجر ہو کر بھی وہ اپنے لبوں سے یہ بات ادا نہیں کر پا رہا تھا۔

خان ہم کسی بھی مریض کی انفارمیشن انون پرسن کو نہیں دیتے"

سوری ہمیں ڈاکٹر حاتم خان نے سختی سے منا کیا انفارمیشن دینے

"سے آئی ہوپ آپ سمجھے گے۔۔۔

ڈاکٹر عروہ خان کے کہنے پر وہ شدید غصے میں آ گیا۔۔

ڈیم اٹ یہ حاتم خان کے رولز ربش اینڈ فک قسم کے "

"ہیں۔۔۔

وہ شدید غصے سے سامنے دیوار پر مکا مار کر کہتے تیزی سے باہر نکلا جبکہ اسے کسی لڑکی کے لیے پوزیسو اور اتنا غصہ کرتے ہوئے دیکھ اسکی پلکیں نم ہونے لگی۔۔۔

وہ اس روم سے نکلا تو اسکا ہاتھ بے ارادہ اپنے پیٹ کی جانب بڑھا جہاں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا لیکن سیاہ شرٹ کی وجہ سے کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا ایک تو وہ بہت کیئر لیس تھا اپنا خیال رکھنا تو

وہ جیسے بھول چکا تھا اس جاب کے بعد سے ابھی بھی اسکا رخ ہمشیہ کی طرح امر جنسی وارڈ کی جانب تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

وجیہہ چہرے پر پھتریلے تاثرات سجائے وہ امر جنسی وارڈ میں داخل ہوا سامنے اتنے سارے مریضوں کو دیکھ کے بھی وہ اپنے تاثرات نہیں بدلا آگے بڑھ کر ایک ٹیبل کے پاس آرکا۔

وہ اپنی سیاہ شرٹ ٹیبل پر رکھے میڈیکل کٹ کے اندر سے چھوٹی سی کینچی نکال کر کاٹنے لگا فی میل ڈاکٹر جو وہاں مریضوں کو دیکھ رہی تھیں انکا سارا توجہ مریضوں سے ہٹ کر اس پر ہو گیا وہ

آنکھیں پھاڑے اس انسان کو دیکھنے لگیں جو ہمشیہ خاموشی سے آکر اپنے چوٹ پر مرحم پٹی لگا کر جاتا تھا لیکن اپنا سحر ان پر چھوڑ جاتا تھا ابھی بھی وہ اس کے مضبوط سکس پیک والی باڈی کو دیکھ رہیں تھیں۔۔

سردار حیدر کتنی بار سمجھانا پڑے گا کہ امر جنسی وارڈ میں" مریضوں کے علاج کے وقت اندر مت آیا کروں تم کب اپنی "ہٹ دھرمی کو ختم کروں گے۔۔۔

ڈاکٹر حاتم خان امر جنسی میں داخل ہوا تو سامنے اپنے بھائی کو دیکھ وہ ہمشیہ کی طرح آگ بگولہ ہو کر اسکی جانب بڑھا جو معمول کی طرح خاموشی و سنجیدگی سے اپنا کام سرانجام دے رہا تھا اپنے

پیٹ سے ہوش میں رہ کر وہ گولی نکالنے لگا جو ابھی اسے اپنے مشن مکمل کرتے وقت لگا تھا۔۔

"جب تُم مجھے روکنا بند کروں گے تب سردار حاتم خان۔۔

اسکی سخت اور سنجیدہ آواز امر جنسی وارڈ میں گونجی۔۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا یہ میرا ہاسپٹل ہے تو یہاں رولز بھی میرے" چلے گے تم ہوتے کون ہو یہاں اسطرح مریضوں اور ڈاکٹرز کو ڈسٹرب کرنے والے۔۔؟؟

ڈاکٹر حاتم خان نے شدید غصے سے کہا۔۔

"کیپٹن سردار حیدر خان۔۔"

وہ آرام سے کہہ کر اپنا جیکٹ پہننے لگا۔۔۔

"تمہیں مرحم پٹی کرنے کے لیے صرف میرا ہاسپٹل کیوں نظر آتا ہے۔۔۔؟؟

ڈاکٹر حاتم خان نے مٹھیوں کو کھستے ہوئے کہا۔۔۔

وہ جب سے فوج میں گیا تھا تب سے روز کبھی کندھوں پر تو کبھی پیٹ پر تو کبھی پیروں پر گولی کھا کر یہاں خود اپنا ٹریٹمنٹ کر کے

چلا جاتا تھا اور ڈاکٹر حاتم خان کو اسکی صرف یہ بات سخت ناپسند تھی کہ وہ اکیلے میں نہیں بلکہ سیدھا امر جنسی وارڈ میں آکر اپنا ٹریٹمنٹ سب مریضوں کے سامنے کرتا تھا اور ایسے کرتا تھا کہ جو مریض ہوش میں ہوتے تھے اسے دیکھ کر ڈر کے مارے بے ہوش ہو جاتے تھے اب بھی یہی ہوا تھا ایک لڑکی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکو بے دردی سے ٹانکے لگاتے ہوئے دیکھ ڈر کے مارے بے ہوش ہو گئی تھی۔۔

ڈاکٹر میری فکر کرنا چھوڑ دو جاؤ اپنی مریضہ کو دیکھو کہیں مر ورتو" نہیں گئی اگر مر گئی تو تمہیں نقصان اٹھانا پڑے گا یہ لڑکی منسٹر کی "سگی ہے۔۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں کہتا اُسے اس لڑکی کے بارے میں بتانے لگا جو منسٹر کی رکھیل تھی اور اسے ڈراتے ہوئے اسے بہت مزا آیا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ہیڈ کوارٹر میں انفارمیشن دینے کے بعد وہ سیدھا اپنے سئنیر کے پاس انکے آفس کی جانب بڑھا کیونکہ اسکا پورا ٹیم اس وقت وہی پر تھا آج انکا ایک اہم میٹنگ تھا۔۔

ہیلو ایوری بڈی آئی ایم لیٹ بٹ آئی ول ناٹ اپلوجائز اٹ آل" "بیکاز آئی واز بزی آئی وہیلے آگو۔۔

وہ اپنے ازلی مغرورانہ انداز میں کہتا اپنی ٹیم کو دیکھنے کے بعد غصے سے آگ بگولہ ہوتے اپنے سینئر کو دیکھنے لگا۔۔

"کیپٹن ڈس از ناٹ فیئر تم کب ٹائم پر آیا کروں گے۔۔"

سینئر کی غصے کی پرواہ کیے وہ آگے بڑھا اور انکے برابر جا کر بیٹھ۔۔

"..جب آپ کم ڈانٹا کرے گے تب"

وہی ازلی سنجیدہ لہجہ جبکہ ٹیبل کے پیچھے بیٹھا اُسکا سینئر صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا ورنہ انکا دل تو چاہ رہا تھا سامنے ٹیبل پر رکھا

کپ اسکے پیشانی پر لاتعداد بلوں پر مار کر انہیں درست کر دے جو ہمشیہ اسکی پیشانی پر فخر سے سر بلند کیے انکا مزاق اڑاتے ہوئے نظر آتے تھے۔

اوکے آئی ول ٹرائی میں جلد آکر اپنا یہ حسین مکرا آپکو دیکھایا" "کروں سو لیس اسٹارڈس میٹنگ۔۔۔

وہ انکی غصیلی نظروں میں آرام سے دیکھتا کہنے لگا۔۔
جبکہ اسکے سبھی جونئیر اسکی بات پر سر جھکا کر اپنی ہنسی کو کنڑول کرنے لگے انکا یہ سنکی سولجر سر کبھی کبھی ہی تو ایسی مزاحیہ باتیں کرتا تھا کہ سامنے والا

جتنا بھی غصے میں کیوں نہ ہوا سکی باتوں پر ہنسنے پر مجبور ہو جاتا تھا اب بھی یہی ہوا تھا سامنے ٹیبل کے پیچھا بیٹھا ان سب کا سنئیر ضرورسے قہقہہ لگا اٹھا اور اسکے ساتھ ہی کیپٹن سردار حیدر خان کے جونئیر بھی قہقہہ لگانے لگے لیکن وہ اسی طرح بیٹھا بیزاری سے کبھی چھت تو کبھی ان لوگوں کو دیکھنے لگا۔۔

"کیپٹن یہ مشن بہت الگ ہے اس بار تم لوگوں کو ملک سے باہر نہیں ملک کے اندر رہ کر یہ مشن کمپلیٹ کرنا ہے کیونکہ ملک میں زیادتی اغوا کیسز بڑھ رہے ہیں۔۔۔"

سب ٹیبل کے پیچھے بیٹھے اپنے سنیر کی جانب متوجہ ہو گئے بس وہ پیپر ویٹ کے ساتھ کھیل رہا تھا اور یہ بات سامنے بیٹھے سنیر کو سخت ناگوار گزری۔۔۔

"باس شہر میں ہو رہیں لڑکیوں کے ساتھ زیادتی کے پیچھے اُس منسٹر کے بیٹے کا ہاتھ ہے بیکاز ہی از انڈر گراؤنڈ اسے غائب کرنے والا اسکا وہ کمینا باپ ہے بزدل کہے کا کیونکہ الیکشن نزدیک ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اسکا بیٹا کچھ اونچ نیچ کر دیں اسی ڈر سے اس لوٹیرے نے اپنے بیٹے کو ایک ایسی جگہ بھیجا ہے جہاں ایک لال بیگ بھی نہیں جا سکتا ہے بٹ وہ بے وقوف یہ نہیں جانتا جہاں لال بیگ نہیں جاتے وہاں ایک چیونٹی تو جا سکتی ہے ناں۔۔"

اُنکی بات ختم ہوتے ہی وہ سنجیدگی سے چہرہ اوپر اٹھا کر ان سے کہنے لگا۔۔

اور رہی اغواوالی بات وہ بھی جلد پتہ چل جائے گا کہ انکے پیچھے "کس چوہے کا ہاتھ ہے۔۔۔"

وہ سب پر مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا اور اسکے ایسے دیکھنے پر وہاں موجود سبھی ڈرنے لگے کیونکہ وہ اپنی نظروں اور باتوں سے سامنے والے کو جلد نروس کرنے میں ماہر تھا۔۔

ویسے بھی وہ ہر کسی کو مشکوک نظروں سے دیکھتا تھا یہاں تک اپنی فیملی کو بھی اسکا ایک ہی ماننا تھا اپنے دشمنوں کے حوالے سے کہ دشمن چاہے اندر کا ہو یا باہر کا اسکے لیے برابر ہے۔۔

کیپٹن کیا تم نے مجھے حیرتوں کے جھٹکے دے دے کر مارنا"
ہے۔۔؟؟

اتنا سارا انفارمیشن وہ بھی ایک ہی دن میں کر کیسے لیتا تھا یہ شخص
یہ سب وہ صرف سوچ کر رہ گئے لیکن وہ کیسے اس مشن کے
بارے میں پہلے سے جانتا تھا یہی چیز اب انہیں کھٹک رہی
تھیں۔۔

سردار حیدر خان سے جب کیوں بلاوجہ پنگا لیتا ہے ناں تو اُسکی"
انفارمیشن ایک منٹ کے اندر اندر وہ کتوں کی طرح ہر جگہ سونگھ
"کر نکالتا ہے۔۔۔

وہ غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا اور اس دن کو سوچنے لگا جب پہلی بار اسکی ملاقات اس منسٹر کے خبیث بیٹے سے ہوئی تھیں اور بہت ہی ایکشن ملاقات تھی انکی جو اسکے لیے یادگار اور اس خبیث ڈرفوک کے لیے دردناک۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ماضی" ایک سال پہلے۔۔

"ون گلاس ڈرنک۔۔۔"

وہ اس وقت اس کلب میں بیٹھا اپنے شکار کا ویٹ کر رہا تھا تبھی کسی نے بار ٹینڈر سے آکر کہا وہ عقابی نگاہیں چاروں اطراف میں ڈروہا رہا تھا۔

تبھی اس شخص نے گلاس میں موجود ڈرنک اسکے اوپر انڈیل دیا۔۔۔

"وہاٹ ڈافک۔۔۔"

وہ شدید غصے سے اٹھا اور سامنے کھڑے نشے میں دھت انسان کو گھورنے لگا جو دو لڑکیوں کو اپنی باہوں میں لیے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"ابے او یہ انگریزی کا رعب ہم پر مت جما چل یہاں آ تیر
کو بتاتا ہو کہ تو کیا بھلا ہے۔۔۔"

وہ شخص خباثت سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے سر تا پیر دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو اسکی نظروں سے وہ سمجھ گیا کہ وہ کس قسم کا مرد ہے۔

"تم اپنی ان لڑکیوں کے ساتھ جاؤ میں آ گیا نہ تو تم لیٹنے کے قابل
بھی نہیں رہوں گے۔۔"

وہ ان دونوں لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتا واپس اپنے عقابی نگاہیں چاروں اطراف ڈورہانے لگا تبھی سامنے کھڑا شخص اسکی بات پر

آگ بگولہ ہو کر آگے بڑھا اور پہلی غلطی اسکا گردن پکڑ لیا پھر کیا تھا۔۔

پورے کلب میں اس انسان کی چیخے اور کیپٹن صاحب کا غصہ جو وہاں کے سبھی چیزوں پر اترنے لگا حتکہ کے وہاں موجود انسانوں پر بھی مارنے کے بعد وہ اسی جگہ پر جا کر بیٹھا تبھی وہ پھر سے اٹھا۔۔

تو نے میرے ساتھ یہ کر کے اچھا نہیں کیا تو نہیں جانتا کہ " "میں کون ہوں میرا باپ کون ہے۔۔

وہ شخص شدید غصے سے اسکے سر پر کھڑا چیخ رہا تھا۔۔

یس آئی ڈونٹ نو ہو آر یو۔۔؟؟"

وہ اپنے لبوں پر سگریٹ رکھ کر سلگاتے ہوئے اسے دیکھے بغیر سپاٹ لہجے سے پوچھنے لگا۔

میرا نام زکی ملک ہے میں ہونے والے منسٹر ضمیر ملک کا بیٹا" "ہوں۔۔۔

وہ فخر سے سینا چھوڑا کرتے ہوئے کہنے لگا لیکن اسکے ایک وار نے اسے پیچھے کی طرف دھکیل دیا وہ فرش پر گرا اب غصے کی جگہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جو کرسی بلکل اسکے سامنے رکھ کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھا تھا۔۔

اچھاہوا جو تم نے خود اپنا پتہ دے دیا ورنہ مجھے در در کی ٹھوکریں کھانی پر جاتی تمہیں ڈھونڈتے ہوئے اب سے تمہاری اور تمہارے باپ کے ضمیر کو جگانے میں روز تمہارے گھر آیا کروں گا لیزی بوائے تیار رہنا تم نے ایک ایسے اینمی کو للکارا ہے جو صرف سر کاٹ کر ہی دم لیتا ہے۔۔۔"

زکی ملک سامنے بیٹھے شخص کو ابکے خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا جو سیاہ کپڑوں میں ملبوس اپنے مضبوط کسرتی جسم کی وجہ سے وہاں سب سے الگ لگ رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس لمحے زکی ملک کو وہ ایک ڈیول لگ رہا تھا۔۔

ویسے لیزی بوائے کیا تم ایک نامرد ہو۔۔۔؟؟"

تھوڑی دیر پہلے کی زکی ملک کے بات کو یاد کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

یہ تت۔۔ تُم کیا بکواس کر رہے ہو میں نامرد نہیں ہوا گر تمہیں" شک ہو رہا ہے تو کہوں میں تمہیں ابھی ٹریلر کر کے دیکھاتا ہوں۔"

اسکی بات پر زکی ملک سخت غصے سے بولا پھر آخر میں خباثت بھری مسکراہٹ سجا کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا اور اسکی نظروں سے وہ معنی خیزی سے مسکرایا۔۔

"بکواس میں نہیں لیزی بوائے یہ تمہاری نظریں کر رہی ہے جو
"لڑکیوں کو کم اور ایک بھرپور جوان مرد کو تاڑ زیادہ رہے ہیں۔۔

وہ اُسے غصہ دلا کر اٹھا کیونکہ سامنے اسے اپنا شکار آتا ہوا نظر آیا تھا لیکن زکی ملک کی بدقسمتی تھی یا اسکے شکار کی خوش قسمتی جو اسکے سامنے زکی ملک نے آکر اسکے چہرے پر مکا جڑ دیا۔۔

"وہاٹ آ فک۔۔۔"

وہ حلق کے بل چلایا توزکی ملک کے ساتھ وہاں موجود سبھی لوگ ڈر گئے جبکہ وہ غصے سے بری طرح سے لرز رہا تھا سبز آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہے تھے۔۔۔

تبھی اسکی غصیلی اور سخت نظریں زکی ملک کے اوپر گاڑ دیے اور قدم آگے بڑھا کر شدت سے اسے گردن سے دبوچ کر اسنے اسے اوپر اٹھایا۔۔۔

"حال۔۔"

یہ سب یاد کرتا وہ مسکرانے لگا ایک پر سرار مسکراہٹ چہرے پر سجا کر وہ اٹھا ایک سال ہو گیا تھا اس سے ملے ہوئے اسے ڈوز بھی

تو اسنے نہیں دیا تھا اس ملاقات کے بعد اسے اٹھتے ہوئے دیکھ اسکا پورا ٹیم اٹھا اور سامنے بیٹھے سئنیر نے تعاجب سے اسے دیکھا۔۔۔

باس جلد سارے جرم کے گیڈر قبر میں سوئے ہوئے آپکو ملے" گے آئی سیور وہ سب اب تک مجھ سے نہیں ملے ہیں اب مل کر بہت پچھتانے والے ہیں خاص کر وہ زکی ملک ضمیر ملک کا بیٹا۔۔۔"

سیلوٹ کرنے کے بعد وہ سپاٹ لہجے میں کہتا یکدم سے پیچھے مڑا اور سرخ چہرے کے ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا اب وہ ان سب گناہ گاروں کو بلکل بھی بخشنے نہیں والا تھا اور اسکی ٹیم کو تو ابھی سے

ان سب پر رحم آنے لگا کہ ان سبکا حال بہت برا ہونے والا ہے کیونکہ انکے آگے چلتا شخص ایک چلتا پھرتا آئٹم دھماکہ تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

زکی ملک نفرت میں جلا اس علی عرف آتش بیگ کی اصلیت اور کل رات کے اسکے کالے کارنامے کے بارے میں گاؤں میں جتنے بھی درخت تھے انکے اوپر یہ پوسٹرز لگا کر سامنے لانے کے لیے لگا رہا تھا۔۔۔

یہ جانے بغیر کے اب سے کچھ دیر بعد اسکا آخری دن شروع ہونے والا تھا۔

۔

ان پوسٹرز میں علی عرف آتش بیگ نے جو کل رات کی تارخی کا فایدہ اٹھا کر اپنے ہی حویلی کی عزت پر ہاتھ ڈالا اور فرار ہو گیا تھا اسکے بارے میں لکھا ہوا تھا۔۔۔

ہائے لیزی بوائے ایک سال سے تمہیں ڈوز نہیں دے سکا اسکے " لیے طے دل سے معزرت بٹ اب آگیا ہوں نہ ساری کثر پوری کر کے جاؤ گا ویسے یہ کیا ہیں مجھے دیکھاؤ میں دیکھوں تو آجکل مائے بوائے کر کیا رہا ہے۔۔۔؟؟

زکی ملک سارے پوسٹرز لگانے کے بعد گاؤں سے نکل کر اس چھوٹے سے دابے نما ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا کہ تبھی ایک مضبوط شکنجے نے اسکی حلق میں نوالہ اٹکا دیا۔۔۔

ہوں آجکل تو تم بہت خوبصورت کام کر رہے ہو ویسے تمہارا"
پاٹنر کون ہے کیا یہ گیڈر ہے اور اسنے کس کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیا
"ہے۔۔۔

پوسٹر پر لگی آتش بیگ کی تصویر کو شدید نفرت سے گھورتا وہ اپنی
پکڑا اسکی گردن پر مضبوط کر گیا زکی ملک تو حلق میں نوالہ پھنسنے کی
وجہ سے خود کو مرتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔۔۔

اپنی چچا کی بیٹی کے ساتھ اسنے زیادتی کیا ہے اور تمہیں میرا پتہ"
"کیسے چلا۔۔۔

اسکے چھوڑنے پر وہ کھانستے ہوئے کہنے لگا تو اسکی بات پر وہ تھوڑا سا آگے کو جھکا اور ناک اسکے گردن کے پاس لا کر سونگھنے لگا اور اسے کسی کتے کی طرح سونگھتے ہوئے دیکھ وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگا۔۔۔

"تم جیسے گیڈروں کو سونگھنا بھی آج کل مہنگا پڑتا ہے کیونکہ آجکل گیڈر نہاتے زرا کم ہے۔۔"

زکی ملک کے سوال کے بجائے وہ عیجب جواب دیتا اس چارپائی سے اٹھا جس پر زکی ملک بیٹھا تھا۔۔۔

تم کہاں جارہے ہو بتاؤ تمہیں میرا پتہ کیسے چلا کمینے زلیل انسان'

"۔۔

زکی ملک نے شدید غصے سے اسے موٹی موٹی گالیاں دیتے ہوئے کہااور یہی لمحہ شائید زکی ملک کا آخری تھاوہ مڑااور سرد نگاہ سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

میں مجرموں کو سونگھ کر انکا پتہ نکالتا ہوں وہ کیا ہے ناں کہ مجھے"
"کمپوٹر سے زیادہ اپنے اس مغرور ناک پر یقین ہے۔۔۔

وہ اپنی مغروریت سے اٹھی ناک پر ریوالور رکھ کر سنجیدگی سے کہنے لگا پھر ریوالور اسکی جانب کرتے ہوئے وہ کچھ دور ٹھہرا لیکن

اس پر اسنے گولی نہیں چلائی بلکہ زکی ملک کے پیچھے کھڑی اپنی ٹیم کو اسنے اشارہ کیا۔۔۔

وہ اس جیسے کریمنل کو اپنی گولی سے نہیں بلکہ دہشت سے ختم کرنا چاہتا تھا وہ اس جیسے گیڈروں کو تو اتنی آسان موت نہیں دیتا تھا انہیں تڑپا تڑپا کر مارتا تھا روز مارتا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

کھولو مجھے یہ کیا حرکت ہے زلیل انسان۔۔؟؟"

ماہ مہر کی جب آنکھیں کھلی تو خود کو اسی رسیوں سے جکڑے ہوئے دیکھ جس سے اسنے کل اسے باندھا تھا وہ شدت سے چیختی ہوئی خود کو چھڑانے لگی۔۔۔

"نہیں کھولو گا لڑکی اسی لائق ہو تم اگر کل تم مجھے نہ باندھتی تو پیر سائیں اتنی مشکل میں نہیں ہوتے اور نہ ہی تمہاری دوست ہاسپٹل میں تم ایک سیلفیش لڑکی ہو صرف خود کے بارے میں سوچتی ہوں دوسرا مر رہا ہے یا جی رہا ہے اس سے تمہیں کوئی غرض نہیں ہے تمہیں صرف اپنی میں پیاری ہے مضبوط ہونے کا یہ مطلب نہیں تم ہر کسی کو خطرے میں ڈالوں۔۔"

عالم داد کو جب غزلان سائیں اور نور حرم کا پتہ چلا تو وہ شدید غصے میں آ کر ماہ مہر کو اسی رسیوں سے جکڑ کر کر اُسے یہ احساس دلانا چاہتا تھا کہ کبھی کبھی انسان کی ایک غلطی نقصان کا باعث بھی بن سکتا ہے اگر اسنے اسے باندھا نہ ہوتا تو آج غزلان سائیں اتنے درد میں نہ ہوتا اور نہ ہی نور حرم ہاسپٹل میں اسے رہ رہ کر ماہ مہر پر غصہ آ رہا تھا۔۔

کک۔۔۔ کیا ہوا نوری کو وہ ہاسپٹل میں کیوں ہے۔۔۔؟؟"

وہ نور حرم کا ہاسپٹل میں سن کر تڑپ اٹھی اور آنکھوں میں فکر لیے اس سے پوچھنے لگی۔۔

تُمہاری غلطی کی وجہ سے لڑکی تمہاری دوست ہاسپٹل میں "
"ہے۔۔

عالم داد نے سخت تاؤ میں آکر کہا۔۔

کک۔۔۔کیا مطلب..؟؟"

وہ اسکی جانب دیکھتی ہوئی بولی تو عالم داد شدید غصے میں آکر اسکے اوپر جھکا اور کہنے لگا۔۔

لڑکی اگر تم نے مجھے رات کو باندھا نہ ہوتا تو شائید آج صبح یہ گاؤں والے تمہاری دوست کو نہ اٹھا کر لے جاتے اب تم یہی انہیں

رسیوں کی قید میں رہوں گی تاکہ تمہیں بھی پتہ چلے کہ غلطی کا "انجام کیا ہوتا ہے۔۔

اسکی تھوڑی کو اپنی گرفت میں لے کر وہ کہنے کے بعد جھٹکے سے اسے چھوڑتا پیچھے ہوا اور پھر اسکی نظروں سے دور ہو کر وہاں سے نکلنے لگا جبکہ وہ پیچھے غصے سے چیختی رہ گئی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

علی عرف آتش بیگ اس جنگل میں بھاگ رہا تھا اس وقت فجر کا وقت ہو رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد بس اجالا ہونے والا تھا اب وہ

شہر تو نہیں جا سکتا کیونکہ اب تک حویلی والوں کو پتہ چل گیا ہو گا کہ ان پر ایک بار پھر سے ایک قیامت آ کر گزر گیا ہے۔۔۔

وہ حویلی سے سیدھا یہاں آیا تھا چھپنے کے لیے اب وہ سامنے بنے ایک چھوٹے سے گھر کی طرف بڑھنے لگا اور جب وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ایک خوبصورت لڑکی کو رسیوں میں جکڑے دیکھ وہی رکا لیکن پھر چہرے پر کمینگی بھری مسکراہٹ سجا کر وہ اس جانب بڑھا جہاں وہ لڑکی کرسی سے بندھی خود کو رسیوں سے آزاد کر رہی تھی۔۔۔

"میں کچھ مدد کروں۔۔۔"

دوسری طرف ماہ مہر جو غصے سے اس شخص کو گالیاں دے رہی تھی اور ساتھ ہی خود کو چھڑا بھی رہی تھی اپنے قریب ایک مردانہ آواز سن کر وہ چونکی۔۔

ہو آر یو۔۔۔؟؟؟"

وہ ایک مرد کو وہاں دیکھ سخت نظروں سے اُسے گھورتی ہوئی بولی اسکی نظروں میں ہوس وہ اچھے سے پڑھ سکتی تھی۔۔۔

"آئی ایم آون ڈیول مین۔۔۔"

وہ اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خباثت سے کہنے لگا جبکہ سامنے بیٹھی لڑکی کو کمزور سمجھ کر وہ بہت بڑی غلطی کر رہا تھا۔۔۔

"اینڈ آئی ایم آڈیول گرل یو باسٹرڈ۔۔۔"

رسیوں سے آزاد کراتی وہ غصے سے اپنی ٹانگیں اٹھا کر اس بیغرت انسان کے چہرے پر مار کر پیچھے ہٹی علی عرف آتش بیگ اسکے کک مارنے پر جا کر پیچھے گرا اور صدمے سے اس لڑکی کو دیکھنے لگا جو شدید غصے سے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔۔۔

یہاں سے چلتے بنو ورنہ وہ حال کروں گی میں تمہارا کے تم اپنی" نسل آگے بڑھانے کے قابل بھی نہیں رہوں گے زلیل انسان.."

اسے کالر سے پکڑتی وہ غصے سے چیختی ہوئی بولی جبکہ وہ جو عورتوں کو کمزور سمجھ کر انکے ساتھ زیادتی کرنے والا درندہ آج شاکڈ تھا ایک عورت کے ہاتھوں مار کھا کر ماہ مہر اسے اسی طرح نیچے گرے دیکھ خود ہی وہاں سے نکلی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ایک سیاہ نقاب پوش ڈاکٹر حاتم خان کے آفس کی طرف بڑھ رہا تھا اس وقت پورا ہاسپٹل سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا رات کے تین بج رہے تھے۔۔

ڈاکٹر سردار حاتم خان فک یور رولز فک یور ہاسپٹل اینڈ فک یور سلیف۔۔۔"

وہ اپنے چہرے سے نقاب ہٹا کر ڈاکٹر حاتم خان کے روم میں داخل ہوا اور سامنے لگے کیمرے کے اوپر اپنے منہ سے ببل گم نکال کر لگاتے ہوئے پر سرار مسکراہٹ چہرے پر سجا کر سامنے ٹیبل کی جانب بڑھا اور ٹارچ کھول کر وہاں موجود سبھی مریضوں کے فائل میں سے اسکا فائل ڈھونڈنے لگا۔۔۔

میں نے سہی پہنچانا ڈول تمہارے ساتھ بہت بڑا ٹریجڈی ہوا" ہے اور مجھے پتہ ہے اس میں کون ملوث ہیں بٹ ڈونٹ وری اس کمینے کی گردن بہت جلد میری مٹھی میں ہو گی۔۔"

وہ نفرت سے کہتا اس فائل کو واپس اسی جگہ پر رکھ کر تیزی سے باہر نکلا اب اسکے قدم اس روم کی جانب تھے جہاں وہ غزالی سیاہ آنکھوں والی موم کی گڑیا ایڈمنٹ تھی۔۔

"اے اے سلی گرل آر یو میڈ۔۔۔"

جب وہ اس روم میں پہنچا تو سامنے کے منظر پر وہ آگ بگولہ ہو کر تیزی سے آگے بڑھا جبکہ فاطمہ شاہ جو اپنی زندگی سے بیزار ہو کر سامنے رکھے میڈیکل کٹ سے چاقو ہاتھوں میں پکڑ کر اپنی نس کاٹ رہی تھی اس سخت گیر لہجے پر وہ ڈر گئی۔۔۔

"یہ کیا کر رہی تھی سلی گرل تم اگر تُمہیں کچھ ہو جاتا تو بتاؤ میر آئی مین میرے بھائی کا کیا ہوتا اسکا تو پورا امیج خراب ہو جاتا ساتھ ہی یہ ہاسپٹل سے بھی اسے ہاتھ دھونا پڑتا۔"

وہ اُسے شانوں سے پکڑ کر پیچھے دیوار پر غصے سے پش کرتا سرد لہجے میں کہنے لگا اسے ابھی تھوڑی دیر پہلے لگا کہ اگر وہ لڑکی کچھ غلط کر

لیتی تو اسکا کیا ہوتا یہ سوچ اب بار بار اسکے دماغ میں آکر اسے جنونی بنا رہی تھی۔۔۔

"چھ۔۔ چھو۔ چھوڑے۔۔"

وہ رات کے اس وقت ایک مرد کی انگلیوں کے لمس کو اپنے شانوں پر محسوس کرتیں بری طرح سے کانپ کر اٹکتی ہوئی کہنے لگی۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔"

اسکے ڈرنے پر نجانے کیوں اسے اچھا نہیں لگا تو وہ غصے سے چیخا تو وہ ڈر کے مارے زور سے چیخی۔۔۔

"آج میں نے بچایا ہے کل کون تمہیں بچائے گا ہاں یہ سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹ رہا ہے مجھے پتہ ہے تمہارے ساتھ بہت بڑا حادثہ ہوا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تم خودکشی جیسا گناہ کرو وہ سب کچھ تم نے نہیں کیا تم گناہ گار نہیں ہو جس نے تمہارے ساتھ کیا تھا وہ گناہ گار ہے لیکن ابھی جو تم کرنے والی تھی اگر میں نہ آتا اور تم اپنے کام میں کامیاب ہوتی تو تم گناہ گار بن جاتی سمجھی۔۔۔"

وہ اُسے زور زور سے جھنجھوڑ کر سرد لہجے میں کہنے لگا جبکہ وہ اسکی سرد آواز اور لمس پر بری طرح سے لرز کر ڈر کے مارے رو رہی تھی۔۔۔

"اگر تمہیں مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو یہ لو اور ساری گولیاں اپنی کنپٹی میں اتار دو اگر ہمت ہے تم میں تو یہ لو پکڑو۔۔"

اپنا ریوالور اسکے آگے کرتا وہ شدید غصے سے بولا۔۔۔

"ڈیم اٹ کیچ اٹ۔۔۔"

اسے اسی طرح روتے ہوئے دیکھ اسنے غصے میں آکر زبردستی اپنا ریوالور اسکے نازک ہاتھوں پر رکھا۔۔۔

ہنہہہ ہمت نہیں ہے محترمہ کے اندر اور چلی خودکشی"
"کرنے۔۔

جب اسے ریوالور اسے طرح پکڑے کھڑے دیکھا اسنے تو طنزیہ انداز میں کہتا آگے بڑھا اور اسکے ہاتھوں سے ریوالور لے کر اسے دیکھنے لگا جو اسی طرح لرز لرز کر سسکیاں لے کر رو رہی تھی۔۔۔

شاباش جاؤ لیٹ جاؤ میں چلتا ہے لیکن یاد رکھنا میری نظریں تم" پر ہے اگر تم نے پھر سے ایسا ویسا کچھ کیا تو میں تمہیں اٹھا کر لے "جاؤ گا۔۔۔

وہ اسے لیٹنے کا حکم دیتا آخر میں اسے سخت دھمکی دیتا تیزی سے روم سے باہر نکلا فاطمہ شاہ اسکے باہر نکلتے ہی تیزی سے بیڈ پر جا کر لیٹی اور سر تا پیر کمبل اوڑھ گئی جبکہ حیدر خان باہر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکی حرکت پر مسکرا اٹھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

" ایک ہفتے بعد "

"شوٹ می آئی سیڈ شوٹ می۔۔۔۔"

سامنے کھڑے اپنے جونئیر کو اپنا ریوالور تھما کر دور جا کر کھڑا ہوا اور سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔

جبکہ اُسکا جونئیر پھٹی آنکھوں سے اپنے سر کو دیکھ رہا تھا سائیکو تو وہ پہلے سے تھا لیکن آج تو وہ حد ہی کر رہا تھا بھلا ایک لڑکی سے ملنے کی خاطر کون خود کو گولی مار سکتا تھا ہاں ایک سائیکو بد دماغ انسان خود کو مار سکتا تھا۔۔

"آئی سیڈ شوٹ می ڈیم اٹ۔۔"

وہ اُسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں غرایا۔۔۔

سر ازاٹ نکسسری۔۔۔؟؟"

(سر کیا یہ ضروری ہے۔؟)

..جونیئر سنجیدگی سے اس سے پوچھنے لگا

"یا ٹھیس ازامپورٹنٹ۔۔۔"

وہ سگریٹ سلگا کر اپنے ہونٹوں سے لگاتے سپاٹ لہجے میں کہتا اپنے ہاتھوں سے اپنے کندھے کی جانب فائر کرنے کے لیے اشارہ کرتا وہ اپنے جونئیر کو ڈرا گیا۔۔

بٹ وائے سر ایک لڑکی کے لیے آپ یہ کیوں کر رہے ہیں"
"لڑکی بھی وہ جس کے ساتھ۔۔۔

جونئیر سخت تپتے ہوئے کہہ کر اُسے دیکھنے تو اُسکی سبز آنکھوں میں سرخ ڈورے دیکھ اُسے خود کی غلطی کا اُسے شدت سے احساس ہو گیا۔۔

"..اسٹاپ یور بلشٹ"

(بکواس بند کرواپنی۔۔)

سبز آنکھوں میں غصہ پتہ نہیں کیوں اتنا آگیا تھااور رگیں اُسکی کیوں یکدم سے تننے لگی اسکی سمجھ سے باہر تھا

یہ سب کچھ۔۔۔

کیوں وہ روز اُس لڑکی کو دیکھنے کے بہانے اُس ہاسپٹل پر کیوں جاتا تھا جہاں وہ صرف اپنے بڑے بھائی کو تنگ کرنے مہینے میں ایک بار جاتا تھااب کیوں اُسکا وہ پھتر دل جو کبھی کسی کے لیے رحم دل نہیں ہوا تھاوہ ضدی دل روز کیوں اُن سیاہ خوفزدہ آنکھوں کی نمی پونچھنے کا کرتا تھاوہ پہلے سے سائیکو کے نام سے ہر جگہ

مشہور تھا اب اسکا دل کیوں چاہتا تھا کہ وہ ایک سڑک چھاپ عاشقوں والی حرکتیں کرتا پھرے۔۔

"ٹھاہ۔۔۔"

جونئیر نے گولی اسکی گھوری سے ڈر کر چلا دیا جب گولی نے اسکے مضبوط کندھے کو چھوا وہ درد سے اپنی آنکھیں سختی سے میچ گیا پھر تھوڑی دیر بعد اُسکے مونچھوں تلے سختی سے دبے ہونٹ مسکرا اٹھے۔۔۔

"مائے گڈ بوائے۔۔"

وہ آنکھیں کھول کر اپنا کندھا پکڑ کر آگے بڑھا اور دوسرے ہاتھ سے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنی سبز آنکھوں میں چمک لیے وہ شوٹنگ ہاؤس سے باہر نکلا اب اس کا رخ ہاسپٹل کی جانب تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"شششششش۔"

وہ بُری طرح سے سسک سسک کر رو رہی تھی کیونکہ سامنے کھڑے اُس سائیکو انسان کے مضبوط کندھے سے لبالب خون بہہ رہا تھا۔۔۔

"آئی سیڈ اسٹاپ ڈس۔۔۔"

جب وہ خاموش نہیں ہوئی تو مقابل سخت غصے سے اپنی ریوالور دوسرے ہاتھ سے نکال کر اسکی کنپٹی پر رکھ کر غرایا۔

اوکے میں کچھ نہیں کہوں گا تُم یہ بند کرو مجھے روتی دھوتی لڑکیاں سخت زہر لگتی ہیں۔۔"

وہ ریوالور ہٹا کر ایکے نرمی سے کہنے لگا جبکہ وہ خاموش ہونے کے بجائے اور بھی زیادہ تیزی سے رونے لگیں تو اُسکی سیاہ آنکھوں سے نکلتے موتیوں کو دیکھ اُسکی سبز آنکھیں سخت بے چین ہو گئی اور اسکے آنسوؤں جیسے میگنیٹ کی طرح اُسے اپنی طرف کھینچنے لگی

اور وہ ساکت و جامد کھڑا تھا یکدم سے اپنے قدم اُسکی طرف بڑھانے لگا۔۔

وہ نازک وجود بُری طرح سے لرز لرز کر سسکیاں لے رہی تھی اُسے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ ڈر کے مارے اس ہاسپٹل کے چھوٹے سے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی مگر بے سود اسکی ٹانگوں میں اتنی طاقت اب نہیں بچی تھی کہ وہ اب خود کو سامنے کھڑے مرد سے بچا سکے۔۔۔

"نن... نہیں مم۔۔۔میرے پاس مت آنا۔۔۔ نہیں۔۔۔"

وہ آنسوؤں کے گولے کو اپنی حلق میں شدت سے محسوس کرتی روتی ہوئی بولی جبکہ مقابل اسکی بات سنے بغیر آگے بڑھ رہا تھا۔۔

"ششششش سویٹ گرل کول ڈاؤن آئی ایم ناٹ ڈیول آئی ایم یور پروٹیکٹر۔۔۔"

وہ آگے بڑھا اور بے ساختہ اپنی مضبوط انگلیوں کی پوروں سے اُسکے دراز پلکوں سے پھسلتے نمکین پانیوں کو چھو کر گہرے لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"مجھے ہاتھ مت لگائیں مجھے گھن آتیں ہے ایسے مرد کے چھونے سے ہٹے میں مر جاؤ گی۔۔"

وہ تیزی سے پیچھے ہٹتی نفرت سے بولی۔۔

اُسکی آنکھوں میں نفرت دیکھ وہ غصے سے مٹھیاں کھس کر رہ گیا کیونکہ یہ پہلی لڑکی تھی جو اس سے اس طرح سے پیش آرہی تھی ورنہ جو لڑکی اس سے ملتی تھی تو نظریں جھکانا اس کے لیے مشکل ہوتا تھا لیکن فاطمہ ان لڑکیوں کی طرح اس حادثے سے پہلے بھی نہیں تھی کہ مردوں کے ساتھ فری ہو جانا انہیں خود کو چھونے دینا ان لڑکیوں کا کام تھا لیکن نہ وہ پہلے ایسی تھی اور نہ اب، اب تو وہ مردوں سے نفرت کرنے لگی تھی جب بھی سامنے مرد دیکھتی تو ڈر جاتی تھی۔۔

اسٹاپ اٹ میں تمہیں ہاتھ نہیں لگا رہا یہ دیکھو دور ہٹ رہا"

"ہوں۔۔۔

اسے روتے ہوئے دیکھ وہ کہتے ساتھ پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔

"پی۔۔۔یہاں سے چلے جائے پلیز۔۔"

اس لڑکی کی لرزتی آواز پر وہ بے قرار نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

اوکے میں چلا جاؤ گا پلیز تُم کل رات والی غلطی دوبارہ مت کرنا"
ورنہ اس بار میں تمہیں بلکل بھی نہیں بچاؤ گا بلکہ خود اپنے ریوالور
"کی گولی تم پر خرچ کر دوگا۔۔۔

اسے کل رات کی غلطی کا احساس کراتے ہوئے وہ کرخت لہجے
میں کہتا آخر میں دھمکی دینے لگا تو فاطمہ شاہ اسکی بات پر سہمی اور
اسے دیکھنے لگی جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا پھر اسکی سیاہ آنکھوں میں
خوف دیکھ وہ تیزی سے باہر نکلا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"شاہ سائیں۔۔۔"

نورِ حرم کی آنکھیں کھلی تو ہاسپٹل کے بیڈ پر خود کو دیکھ وہ بے چینی سے اپنے غزلان سائیں کو ڈھونڈنے لگی جو وہیں اسے پاس اس بیڈ پر لیٹا ہوا تھا وہ ہاتھ آگے بڑھا کر اسکی بند موڑی ہوئی لمبی پلکوں پر رکھ کر اسے پکار اٹھی۔۔

"ہمممم شاہ کی جان۔۔"

وہ شائید تھکن کی وجہ سے نیند میں تھا جو اسکی آواز پر یہ کہہ کر اسے اپنے باہوں میں بھر کر اپنے قریب کر گیا نورِ حرم اسکے سختی سے پکڑنے پر وہ شدید تکلیف کے باوجود بھی خاموشی سے اسکے سینے سے لگی چہرہ اٹھا کر نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"شاہ سائیں ہمیں تکلیف ہو رہیں ہے۔۔

وہ ایکے روتی ہوئی اپنے لبوں کو اسکے لب پر رکھ گئی تو اسکی لمس پر وہ یکدم سے جاگ اٹھا اور نظریں نیچے کیے اسے دیکھنے لگا جو نم آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی اور اسکی نم پلکوں کو دیکھ وہ ڈر گیا کہ کہے اسے انکے بے بی کی سچائی کا پتہ تو نہیں چل گیا کیونکہ وہ یہ بات اس سے چھپانا چاہتا تھا وہ اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنا چاہتا تھا نا کہ آنکھوں میں نمی۔۔

"شاہ سائیں کی جان کک۔۔۔ کہاں درد ہو رہا کیا یہاں۔۔۔"

وہ تڑپ کر اٹھا اور اسکی گردن پر لگی پٹی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھنے لگا تو وہ نم آنکھوں سے اُسے دیکھتی سر نفی میں ہلانے لگی۔۔۔

کیا یہاں۔۔؟؟"

اب وہ اسکے رخساروں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھنے لگا تو وہ اس بار بھی اپنا سر نفی میں ہلا گئی پھر خود ہی آگے بڑھی اور اسکے کشادہ سینے پر لگی پٹی پر اپنے نازک لب رکھ کر روتی ہوئی بولی۔۔

"شاہ سائیں آپ کو بہت تکلیف ہو رہا ہے ناں۔۔"

وہ دیوانہ وار کبھی اسکے کشادہ سینے پر اپنے لب رکھتی تو کبھی اسکی پیشانی پر تو کبھی اسکے زخمی ہوئے ٹھوڑی پر جہاں جہاں اسے پتھر لگا تھا وہ وہی وہی اپنے نازک لب رکھ کر رہی تھی۔۔

"گستاخ لڑکی یہ ہاسپٹل ہے ہمیں مجبور نہ کرے گستاخی کرنے پر ورنہ ہم یہی آپکو بتانے لگ جائے گے کہ ہمیں کہاں کہاں تکلیف ہو رہیں ہے۔۔۔"

وہ اُسکی پیشانی پر اپنے لب رکھ کر معنی خیزی سے کہنے لگا تو نور حرم اپنے ازلی بے باک نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگی۔۔

"تو ہم نے آپکو کب روکا ہے ہمارے گستاخ سائیں۔۔"

وہ بے باکی سے بولتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی ورنہ وہ تو اسے تکلیف میں دیکھ کر مسکرانا بھول ہی گیا تھا۔۔

"گستاخ لڑکی سوچ لو یہ ہماری گستاخی آپکو کئی مہنگا نہ پڑ جائیں۔۔؟؟

پہلی بار وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتا بے باک لہجے میں بولا جسے سن کر وہ لڑکی شرمانے کے بجائے معنی خیزی سے مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"ہمیں ہر مہنگی چیز پسند ہے شاہ سائیں۔۔۔"

وہ اپنا پٹی لگا ہاتھ اٹھا کر اسکی کھڑی ناک کو چھو کر شریر لہجے میں چہکتی ہوئی بولی۔۔۔

اپنی گستاخ لڑکی کو پہلے کی طرح گستاخی کرتے ہوئے دیکھ کر "
"اب تو ہمارا یہ دل گستاخیاں کرنے کا چاہ رہا ہے۔۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں جھانک کر نیچے جھک کر اپنے لب اُسکے لبوں پر رکھ کر اپنی منمانیوں اور گستاخیوں میں مشغول ہو گیا۔۔۔

شاہ سائیں آپکو پتہ ہے اِسطرح لیٹ کر اب ہماری یہ بیوٹی فل" اور نازک کمر تنگ آکر ہمیں بری طرح سے اب ڈانٹ رہی ہیں۔۔۔"

اسکے دور ہٹتے ہی وہ منہ بسور کر اسکی قمیض کے بٹنو کے ساتھ کھیلتی ہوئی بولی تو اسکی بات پر غزلان سائیں نے ایک قہقہہ لگایا ۔۔

ہماری گستاخ لڑکی کی بیوٹی فل نازک کمر اب اسے ڈانٹنا بند کر دو" ورنہ ہم آپکو مار دے گے۔۔"

شریر نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے ہاتھ اسکی نازک کمر کی جانب بڑھا کر اسنے ہلکا سا چھپٹ رسید کرتے ہوئے کہا تو وہ اسکی حرکت پر اسے گھورتی ہوئی اسکے کشادہ سینے پر اپنے نازک ہاتھ رکھتی پھر یکدم سے اپنی آنکھوں میں چمک لے کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"شاہ سائیں یہ آج آپ رومینس سیلفی کیسے بن گئے زرا قریب آکر ہمیں یہ راز تو بتائیں کہ یہ حادثہ کب اور کیسے پیش آیا اور ہمیں کیسے خبر نہیں ہوئی اس بات کی کہ آپ بے شرم بن کر اور بھی زیادہ ہاٹ لگنے لگے ہیں ایک منٹ ایک منٹ کئی آپکے سر پر پھتر لگ کر آپکی یاداشت تو نہیں چلی گئی ہے یا پھر آپ ایک جن ہے جو وہاں اس درخت پر بیٹھے ہوئے ہونگے جہاں ان بد تمیز لوگوں نے ہمیں باندھا تھا پکا آپ وہی جن سائیں ہونگے جو اتنی

کیوٹ اور بیوٹی فل لڑکی کو دیکھ کر اسکے اوپر عاشق ہو گئے ہونگے اور پھر پیر سائیں کے اوپر آکر ہمارے قریب ہونے کی کوشش کر رہے ہیں ہم سے فلرٹ کر رہے ہیں ہیں نہ ایسا ہی ہے نہ آپ ہمارے شاہ سائیں نہیں وہی ہمارے عاشق جن ہے ناں۔۔؟؟

وہ شرارت سے آنکھ دبا کر بولی۔۔

گستاخ لڑکی خبر دار ہمارے علاوہ کسی غیر مرد کا نام آپکے لبوں سے نکلا تو ورنہ ہم آپکو کڑی سزا دے گے وہ بھی یہی اسی وقت۔۔۔"

اسکے منہ سے یہ سب سن کر وہ سخت آگ بگولہ ہو گیا اور اسے اپنے سینے سے لگا کر سختی سے بھینچ کر کہنے لگا تو اسکی سختی پر وہ درد سے کراہ اٹھی۔۔۔

"آہ۔۔۔۔"

اسکی حلق سے سسکی نکلی تو وہ سخت تڑپ کر اسے الگ کرتا ہوا دیکھنے لگا جس کے منہ سے خون نکل رہا تھا شائید یہ اسکے سخت پکڑ کی وجہ سے ہوا تھا وہ سخت ڈر گیا تھا اسکے منہ سے نکلتے خون کو دیکھ کر پھر تیزی سے بیڈ سے نیچے اتر کر وہ آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ نور حرم نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے روکا تو وہ رک کر مڑتے

ہوئے اسے دیکھنے لگا جو لبوں سے خون صاف کرتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"شاہ سائیں ہم پر صرف ایک جن عاشق ہے اور وہ آپ ہیں اور کوئی آپکی جگہ نہیں لے سکتا نہ آج نہ کل نہ ہی کبھی آپکی جگہ یہاں ہیں ہمارے دل میں۔۔۔"

اپنے سینے پر دل کے مقام پر انگلی رکھتی ہوئی بولی تو غزلان سائیں نے آگے بڑھ کر اُسے اپنے سینے سے لگایا لیکن اس بار اسکی پکڑ سخت نہیں تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"دادا سائیں حویلی سے اماں سائیں کا فون آیا تھا وہ کچھ گھبرائیں ہوئے لگیں مجھے پتہ نہیں بات کیا ہے وہ کچھ بھی نہیں کہہ رہی تھیں میں نے مھرو کو انکے پاس بھیجا تھا اسنے ابھی تک کال نہیں کیا پتہ نہیں کیا بات ہو گی جو وہ اتنا گھبرا گئی تھیں۔۔۔"

گاڑی گاؤں کے قریب پہنچا تو دستگیر شاہ نے عباس شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا مھروسہ کے بارے میں اس نے سب کو کہا تھا ملانے وہ لے کر جانے والا تھا لیکن یہ حادثہ ہو گیا تو وہ اسے فارم ہاؤس میں چھوڑ کر دادا سائیں کے ساتھ شہر چلا گیا شہریار شاہ کو لینے۔۔۔

"دستگیر شاہ گاڑی روکو۔۔۔"

شہریار جو سنجیدگی سے باہر دیکھ رہا تھا سامنے ایک درخت پر لگے پوسٹر پر علی کی تصویر دیکھ کر وہ دستگیر شاہ سے کہنے لگا۔۔۔

شہری بھائی کیا ہوا آپ نے مجھے گاڑی روکنے کا کیوں" کہا۔۔۔؟؟

دستگیر شاہ نے اسے دیکھا جو دروازہ کھول کر باہر نکل رہا تھا اسے باہر نکلتے ہوئے دیکھ عباس شاہ اور وہ بھی باہر نکلے۔۔۔

صبح کے چھ بج رہے تھے وہ لوگ گاؤں میں اس وقت پہنچے تھے ابھی گاؤں والوں نے شائید یہ تصویریں نہیں دیکھی ہونگی اگر دیکھی ہوتی تو وہ سب اس وقت اپنے گھروں سے باہر ہوتے۔۔۔

یہ سب کیا ہیں۔۔۔؟؟؟"

شہریار بخت شاہ نے غصے سے پوسٹر کو پھاڑتے ہوئے کہا پوسٹر میں علی عرف آتش بیگ نے جو فاطمہ کے ساتھ کیا تھا اسکے ساتھ میرب کی سچائی بھی شامل تھیں کہ کیسے اسنے غزلان شاہ کو پھنسایا تھا وہ ان دونوں باتوں پر سخت مشتعل ہو گیا تھا۔۔۔

دستگیر شاہ پتہ کروں یہ کس کا کام ہے اور علی وہ اسٹیشن پر ہے کہ " نہیں تم لوگوں نے کہا تھا وہ جیل میں سزا کاٹ رہا ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ کیسے باہر آ کر اتنا بڑا گناہ کر سکتا ہے۔۔۔؟؟

اسکی بات پر دستگیر شاہ سائیڈ پر ہوا اور پولیس اسٹیشن میں کال ملانے لگا جو دوسری طرف کسی اہلکار نے اٹینڈ کیا۔۔۔

اچھا ہوا سر آپ نے خود کال کیا ورنہ ہم کل سے آپکو کال ملا ملا کر تھک گئے کیونکہ آپکا نمبر بند آ رہا تھا شائید آپ نے موبائل سوئچ آف کیا تھا اسی لیے ہماری کال آپ تک نہیں پہنچا دراصل بات یہ ہے کہ علی وہ بھاگ گیا ہے اسے کسی بڑی حیثیت کے شخص

نے جیل سے بھگانے میں اسکی مدد کیا ہے ہم اسے کل سے
"ڈھونڈے میں لگے ہیں اگر وہ ملا تو ہم آپکو بتادے گے۔۔۔

اہلکار کی بات پر دستگیر شاہ شہریار بخت شاہ اور عباس شاہ کو دیکھنے لگا جو بے چینی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہے تھے۔۔۔

اسے کیسے بھی کر کے ڈھونڈوں اور اس بار اسکا فیصلہ ہم کریں گے کوئی سرکاری قانون نہیں وہ ہمارا گناہ گار ہے سب سے بڑھ
"کر سالار شاہ کی بہن کا۔۔۔

وہ سخت لہجے میں کہنے لگا پھر فون کاٹ کر وہ انکی طرف بڑھا جو اسے اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ خود بھی آگے بڑھے تھے۔۔۔

"شہری بھائی اس پوسٹر پر جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے یہاں تک غازی بھائی کے بارے میں بھی جو لکھا ہے وہ بھی آپکی وہ خالہ کی بیٹی وہ ایک بد کردار عورت تھی اسی کی وجہ سے آج ہمیں یہ دن دیکھنے کو پڑ رہا ہے۔۔۔"

دستگیر شاہ کی بات پر شہریار بخت شاہ سچ میں ٹوٹ کر رہ گیا اور یکدم سے اسے لگا وہ ایک ساتھ دو بڑے دکھ کے بار کو سنبھال نہیں سکے گا وہ جھکے کندھوں کے ساتھ خاموشی سے آگے بڑھا اور عباس شاہ کے سینے سے لگ کر بری طرح سے رونے لگا۔۔

"یہ میں نے کیا کر دیا داداسائیں میں نے اس وقت اپنے بچپن کے دوست اپنے بھائی پر یقین نہیں کیا جس وقت اسے میری زیادہ ضرورت تھی اور میں نے اسکا ساتھ دینے کے بجائے میں اسے شک کی نگاہ سے دیکھا وہ میرے دکھ درد کے وقت مجھے سنبھالتا تھا اور میں نے اسکے ساتھ کیا کیا میں نے اسے درد دیا اور اس پر یقین نہ کیا اور اس پر کیا جسے میں اپنی بہن سمجھتا تھا اسنے مجھے جھوٹ بول کر دھوکا دیا اس بھائی کے خلاف مجھے کھڑا کیا جو مجھے دل سے چاہتا تھا کیوں کیوں یقین نہیں کیا میں نے غازی پر کیوں۔۔۔"

وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا جبکہ عباس شاہ آنکھوں میں آنسوؤں لیے خاموش کھڑے تھے۔۔۔

"دادا سائیں اب میں کس منہ سے اُس سے جا کر معافی مانگنے کس منہ سے۔۔۔"

اب وہ بہت شرمندگی محسوس کر رہا تھا اور یہ سوچ سوچ کر اسے خود پر غصہ بھی آ رہا تھا کہ کیوں وہ اس وقت اتنا گرا تھا۔۔۔۔

"یہ شائید میری نفرت کی سزا ہے۔۔
میں نے اپنے بھائی کو دکھ دیا اور بدلے میں مجھے اپنے عشق سے ہمشیہ ہمشیہ کے لیے اللہ نے جدا کر دیا یہ تکلیف جو میرے دل میں ہے یہ میرے وہ الفاظ ہے جو میرے منہ سے اس وقت نکلے تھے جب میں نے ایک بے قصور پر الزام لگایا تھا اُسے بھرے

مجمعے میں زانی کہا تھا۔۔عباس شاہ کے سینے سے لگے وہ نم آواز میں کہہ رہا تھا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

میری بچی پتہ نہیں کہاہو گی آخر اسنے اتنا بڑا قدم کیوں اٹھایا ہو گا"
"اور سخت نگرانی کے باوجود بھی وہ یہاں سے نکلی کیسے۔

اماں سائیں مھروسہ کو دیکھتی ہوئیں بولیں۔۔۔

اماں سائیں آپ فکر مت کریں وہ جلدی ڈھونڈ لے گے اسے "
ہو سکتا ہے وہ دور نہیں گئی ہوں یہی آس پاس ہی نکلی ہو شہر تو وہ

نہیں گئی ہو گی ہمیں پتہ ہے کیونکہ رات کو شہر جانے والی گاڑیاں نہیں ملتی ہے۔۔"

مھروسہ نے کہا۔۔۔

"....اماں سائیں"

تبھی شہریار بخت شاہ اندر داخل ہوا اور انکے سینے سے لگ کر بچوں کی طرح رونے لگا پیچھے دستگیر شاہ اور عباس شاہ بھی روم میں داخل ہوئے۔۔۔

"اماں سائیں مجھے معاف کر دے میری وجہ سے ہم نے سالار کو اور غازی کو کھو دیا ہے اور اب فاطمہ بہن کو بھی۔۔۔"

وہ روتے ہوئے ان سے کہنے لگا جو پہلے سے ہی روئے جا رہی تھیں۔۔

"آپ لوگ فکر مت کریں ہم جلد فاطمہ کو ڈھونڈ کر حویلی میں واپس لائے گے شہری بھائی میں غازی بھائی کو بھی یہاں بلانے کے لیے مناتا ہوں انکی بے گناہی ہمیں سب گاؤں والوں کو انہی کے سامنے بتانا ہو گا ورنہ یہ انکے لیے سب سے بڑی ناانصافی ہو گی۔۔۔"

دستگیر شاہ نے اماں سائیں کو فاطمہ کے اوپر ہوئے ظلم کا نہیں بتایا ورنہ وہ یہ بات برداشت نہ کرتیں اور صدمے میں چلی جاتی وہ آگے بڑھ کر ان سے کہنے لگا۔۔

دستگیر بچے فاطمہ بچی نے آخر کو کیوں اتنا بڑا قدم اٹھایا ہو گا وہ تو" سمجھدار بچی تھیں۔۔۔؟؟

اماں سائیں کی بات پر وہ ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں کو انکے اوپر سے تیزی سے ہٹا کر دوسری جانب دیکھنے لگا مھروسہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اسے اسطرح کرتے ہوئے دیکھ وہ سمجھ گئی کہ بات سنگین ہے۔۔۔

اماں سائیں آپ فکر مت کریں جب ہم اسے واپس لائے گے تو"
آپ خود ہی اس سے پوچھ لینا یہ بات کہ اس نے یہ بے وقوفی
"کیوں کی ہو گی۔۔

وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے بھاری آواز میں کہنے
لگا۔۔۔
بھلا وہ ان سے یہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ بے وقوفی کی وجہ سے نہیں
بلکہ اپنے اوپر اٹھنے والی انگلیوں تمسخر اڑاتی نظروں سے بچنے کیلئے
وہ ڈر کے مارے یہاں سے بھاگی ہیں۔۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

ہاسپٹل میں اُسکا آج تیسرا دن تھا غزلان سائیں اُسے صرف ڈاکٹر کی ہدایت کی گئی دوائیاں اور کھانا کھانے کو وہی کھانا دیتا تھا جو اسکی صحت کے لیے ڈاکٹر نے لکھ کر دیا تھا جسکی وجہ سے نور حرم بہت اکھٹا چکی تھی۔۔

ابھی بھی وہ سامنے بیٹھے اپنے شاہ سائیں کو منہ بسور کر دیکھ رہی تھی جو اُسکے لیے پھل کاٹ رہا تھا اور اُسکی نظریں وہ اچھے سے محسوس کر سکتا تھا۔۔

شاہ سائیں پلیز ایک بار ہمیں برگر پیزا کھانے دو نہ پلیز ایک بار" اسکے بعد ہم آپ سے کچھ بھی نہیں مانگیں گے اور ساتھ میں چاکلیٹ بھی۔۔۔۔"

وہ اُسکی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔

نہیں ہر گز نہیں آپکو صرف دلیہ اور سوپ ملے گا اور کچھ بھی"
"نہیں۔۔۔

وہ سختی سے اسے منا کرتا پھل پلیٹ میں سجا کر اسکے آگے رکھ چکا تھا۔۔

یہ کیا بات ہوئی کیا ہم آپکی گستاخ لڑکی نہیں ہے ہاں جو آپ
"ہمارے ساتھ اس طرح دشمنوں کی طرح پیش آرہے ہیں۔۔۔

وہ آگے کو کھسک کر اُسکے مضبوط کندھوں کو پکڑ کر شدید غصے میں آکر بولی۔۔

"نہیں گستاخ لڑکی ابھی یہ چیزیں آپکی صحت کیلئے ٹھیک نہیں ہے آپ صرف سوپ اور پھل وغیرہ کھائے گی سمجھی آپ۔؟؟

وہ سیب اُسکے منہ میں ڈالتا سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔نور حرم اسکی بات پر اسکے چہرے کو تھام کر اسے بے باک نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

وہ اس طرح اس لیے کر رہی تھیں تاکہ وہ شرما جائے لیکن وہ بھول چکی تھیں کہ اب وہ معصوم نہیں رہا ہے اسنے اسے خود مکمل بگاڑ دیا ہے۔۔۔

نہیں ہمیں برگر پیزا کھانا ہے شاہ سائیں اگر آپ نے اوڈر نہیں" کیا نہ تو ہم آپکو ساری رات سونے نہیں دے گے پھر ہم سے نا کہے گا کہ ہماری گستاخ لڑکی نے یہ ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا ہے"۔۔

شرارت سے ایک آنکھ دبا کر وہ بولی۔

غزلان سائیں اُسکی بے باکیت عروج پر دیکھ معنی خیزی سے مسکرایا وہ جانتا تھا کہ وہ کیوں ایسا کر رہی ہے۔۔

گستاخ لڑکی یہ طریقہ اب ہم پر نہیں کام کرے گا اب ہم آپکی" باتوں میں پھنسنے والے نہیں ہیں ہم وہ غزلان شاہ نہیں رہے ہیں

جسے آپ اپنی شرارتوں سے سرخ کیا کرتیں تھے بلکہ اب ہم ایسے غزلان شاہ بن چکے ہیں جو آپکو سرخ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔۔"

وہ اُسے اپنے اوپر گرا کر اسکی تھوڑی کو سختی سے پکڑ کر اسے دیکھتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہنے لگا۔

نورِ حرم جو اُسکے ساتھ فلرٹ کر رہی تھی اسے پٹڑی سے اترتے ہوئے دیکھ اسکے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اسنے اسے شدت سے پیچھے دھکا دیا اور خود اسکے اوپر جھکی۔۔

اسکی نزدیکی اور خوشبو اس وقت اسکا دل مچلنے پر مجبور ہو گیا اسکی آغوش میں کھونے کے لیے مگر جب اسکی نظر سامنے اُسکی قمیض کے جیب سے جھانکتے موبائل پر پڑی تو وہ پر سرار مسکراہٹ

ہونٹوں پہ سجا کر اسکے لب کے اوپر اپنے لب رکھ کر ہاتھ اسکی جیب کی جانب بڑھانے لگی۔۔۔

"واہ شاہ سائیں آپ نے موبائل لیا ہے اور ہمیں بتایا تک نہیں کمال ہے آپ، آپ نے مجھے تو بھنک تک نہیں پڑنے دیا بہت بڑے چھپے رستم نکلے ویسے اس میں آپکی مریدنیوں کا نمبر ومبر تو نہیں ہے ناں۔۔؟؟

اُسے جھٹکے سے دور کرتیں وہ موبائل اسکی آنکھوں کے آگے لہراتی ہوئی شرارت سے چہکتی ہوئی بولی۔۔

غزلان سائیں اسکے ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھ ہکا بکا رہ گیا۔۔

نورِ حرم تو جلدی جلدی فوڈ فانڈہ سے پیزا اور برگر آنلائن آرڈر کرنے کے لیے پلے اسٹور سے ایپ ڈاؤن لوڈ کرنے لگی اور ڈاؤن لوڈ ہوتے ہی اسنے سبھی کاروائی مکمل کرتے ہی آرڈر کیا غزلان سائیں اسے موبائل میں لگے ہوئے دیکھ آگے بڑھا اور نور حرم اسے آگے بڑھتے ہوئے دیکھ تیزی سے فوڈ فانڈہ ایپ بند کرتی تیزی سے گلیری کھول بیٹھی جبکہ غزلان سائیں غصے سے اُسکے ہاتھ سے موبائل چھین کر اسکو سختی سے گھورنے لگا۔۔۔

یہ کیا کر رہی تھیں آپ گستاخ لڑکی۔۔؟؟"

گلیری اوپن دیکھ وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا کیونکہ گلیری میں کچھ بھی نہیں تھا وہ یہ موبائل صرف عالم داد سے رابطہ کرنے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔۔۔

شاہ سائیں آپ ایسے کیوں گھبرا رہے ہیں کہی آپ ہم سے " چھپ کر کسی اور سے فلرٹ تو نہیں کر رہے تھے اگر ایسا ہے تو ہم اس چڑیل کو اور آپکو جان سے مار دے گے۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی اب شدید غصے سے بولی۔

غزلان سائیں اسکی جلن پر مسکرا کر اسے شریر نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

ہاں نا ہم اس وقت بھی اسی سے باتیں کر رہے تھے گستاخِ جان"
"یہ دیکھے۔۔۔

شریر نظروں سے اسکے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھ موبائل کیمرہ آن کرتے ہوئے اسکرین کو اسکے آگے کرتا وہ معنی خیزی سے کہنے لگا۔
تو نورِ حرم اسکرین پر اپنی وڈیو بنتے ہوئے دیکھ نظریں اس پر ٹکا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

یہ ہے ہماری گستاخ بیوی جس سے ہم فری ہو رہے تھے کب"
سے اور فلرٹ بھی کر رہے تھے پہلے بھی ہمیں کسی نے اپنی خوبصورتی سے متاثر نہیں کیا تھا اور اب بھی کوئی نہیں کر سکتا ہے

کیونکہ ہماری گستاخ بیگم کی خوبصورتی نے ہمیں دیوانہ بنادیا ہے تو "ہمیں اب کوئی بھی خوبصورتی اپنی طرف نہیں کھینچ سکتی ہے۔۔

وہ اسکرین پر نظر ڈالیں نور حرم کے رخسار کو چھو کر معنی خیزی سے کہنے لگا تو نور حرم اسکی شرارت پر شدید غصے میں آکر اسکے مضبوط کندھوں پر مکا مار کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

شاہ سائیں آپ نہ بہت بڑے بدتمیز گستاخ بنتے جارہے ہیں آپکو" "ڈھیل دینا پڑے گا ورنہ آپ ہاتھ سے نکل جائے گے۔۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتی غصے سے بولی تبھی وہاں ایک ڈیلیوری بوائے نے آکر دروازہ نوک کیا تو وہ دونوں اسی طرف ایک ساتھ دیکھنے لگے۔۔۔

کیا گستاخ پیر صاحب آپ ہیں۔۔۔؟؟؟"

ڈیلیوری بوائے نے غزلان سائیں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تو غزلان سائیں اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگا پھر بے ساختہ نظریں چہرہ جھکا کر اپنی ہنسی روکتی اس طوفان کی جانب اسنے کیا جو ضبط سے قہقہہ روکنے کی کوشش میں مشغول تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔

غزلان سائیں نور حرم کو سخت نظروں سے دیکھتے سخت گیر لہجے میں اس ڈیلیوری بوائے سے بولا۔۔۔

کیا مطلب ہے آپکا سر ہمیں آرڈر تو یہی سے کسی نے کیا تھا """ایڈریس ہمیں یہی کا دیا گیا تھا آپ کیسے مکر سکتے ہیں سر۔۔۔

وہ ڈیلیوری بوائے نے سخت تیوریاں چڑھا کر غزلان سائیں کو گھورتے ہوئے کہا تو نور حرم اُس ڈیلیوری بوائے کے غصے سے کہنے پر وہ اس بوائے کو گھورنے لگی بھلا وہ کیسے برداشت کر سکتی تھیں کہ کوئی اسکے پیر سائیں کو اس طرح گھورے۔۔

"آپ اپنے کسٹمرز سے اس طرح بد تمیزی سے پیش آتے ہیں میں کمپلین کروں گی آپکے خلاف آپ کا تو میں ریویو غلط دو گی۔۔"

نور حرم نے غصے سے کہا تو وہ ڈیلیوری بوائے ڈرنے لگا اور پیزا برگر کے باکس آگے بڑھا کر نور حرم سے کہنے لگا۔

"پلیز میم آپ میری شکایت مت کریئے گا ورنہ میری جاب چلی جائے گی میرے چھوٹے بچے ہیں ہمارا گزر بسر اسی سے ہوتا ہے میں معزرت کرتا ہوں آپ سے سر آئی ایم سوری پلیز میم کو سمجھائے وہ میرے خلاف غلط ریویو نہ دے پلیز۔۔۔"

اچانک سے وہ غزلان سائیں کے پیر پکڑ کر روتے ہوئے کہنے لگا تو نور حرم کو اس پر ترس آیا۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے ہم نہیں کرتے شکایت یہ لو پیمنٹ۔۔"

وہ اسے کہتی آگے بڑھی اور غزلان سائیں کی جیب سے دو ہزار کا نوٹ نکال کر اسے دیتی ہوئی بولی۔

تو وہ ڈیلیوری بوائے پیمنٹ لے کر وہاں سے چلتا بنا۔۔

"شاہ سائیں شرافت سے ہمیں ہمارے برگر اور پیزا واپس کر دے ورنہ ہم آپکو چھوڑے گے نہیں۔"

نور حرم پیزا اور برگر کے باکس لیے خوشی سے انہیں کھولنے لگی لیکن غزلان سائیں نے آگے بڑھ کر سنجیدگی سے اس سے وہ باکس لیے اور خاموشی سے روم سے باہر نکلنے کے لیے آگے بڑھے لیکن نور حرم آگے بڑھی اور اسے کندھوں سے پکڑ کر روک گئی۔۔۔

"نہیں آپ خاموشی سے فورٹ کھائے یہ چیزیں جب تک آپ مکمل طرح سے ٹھیک نہیں ہو جاتی میں نہیں لینے دوگا آپکو گستاخ لڑکی۔۔"

غزلان سائیں نے سنجیدگی سے کہہ کر قدم کمرے سے باہر نکالے جبکہ وہ وہی کھڑی اسے جاتا ہوا شدید غصے سے دیکھنے لگی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

آج دوسرا دن ہے ہماری بچی کا ابھی تک پتہ نہیں چل رہا پتہ"
نہیں ہماری بچی کے ساتھ ایسا کیا ہوا تھا جو اسنے ایسا بڑا قدم اٹھایا
جس میں سوائے بدنامی کے کچھ بھی نہیں ہے اگر یہ خبر باہر چلی
"گئی کہ شاہ حویلی کی بیٹی حویلی سے بھاگ گئی ہے تو کیا ہو گا۔۔۔

دستگیر شاہ کب سے اماں سائیں کو دلاسا دے رہے تھے آج فاطمہ
کے ساتھ ہوئے حادثے کا دوسرا دن تھا اور ان سب نے مل کر
سندھ کے ساتھ ساتھ پورا پاکستان کو ایک کر دیا تھا اسے

ڈھونڈتے ہوئے لیکن وہ پتہ نہیں کس کونے میں جا چھپی ہے کہ انہیں مل ہی نہیں رہیں ہے۔۔۔

اماں سائیں حوصلے سے کام لے کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا ہم" ہے ناں.."

وہ انہیں کندھوں سے پکڑ کر بولا۔۔۔

بیٹا کیسے حوصلہ کرے جب بچے روٹھ جاتے ہیں ناتب والدین" کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور جب بچے کھو جاتے ہیں تو والدین کے لیے زندگی جیسے ختم ہونے لگتا ہیں اس وقت بھی ہمارا یہی حال ہے اگر ہمیں ہماری بچی نہیں ملی تو ہم مر جائے گے۔۔۔"

وہ روتی ہوئی بولیں۔۔

اماں سائیں فاطمہ جلد ہمارے پاس ہو گی یہ وعدہ ہے ہمارا آپ" سے بس آپ ہمت سے کام لے اگر آپ ٹوٹ جائیں گی تو فاطمہ کو سہارا کون دے گا اسکی درد کو کون سنے گا۔۔۔؟؟

وہ اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے ان سے کہنے لگا مھروسہ جو اندر داخل ہو رہی تھی اسکی آواز بھاری محسوس کر کے وہ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو ضبط سے اپنے آنسوؤں کو پھسلنے سے روک رہا تھا لیکن آنسو تھے کہ ضدی بچے کی طرح بہہ رہے تھے

وہ سوچنے لگی ہو نا ہو بات بہت بڑی ہے جو وہ اس سے چھپا رہا ہے بلکہ اماں سائیں سے بھی۔۔

شاہ ضرور کچھ ہے جو آپ ہم سے چھپا رہے ہیں۔۔؟؟"

تھوڑی دیر بعد وہ اماں سائیں کو دوائی دینے کے بعد انکے روم سے باہر نکلے تو مھروسہ نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نہیں مھر وایسی کوئی بات نہیں ہے بس ہم فاطمہ کی وجہ سے" پریشان ہے وہ پتہ نہیں کہاں گئی ہو گی اور اسکے ساتھ کچھ غلط نہ ہوا ہوں یہی سوچ کر بہت ٹینشن ہوتی ہیں۔۔۔"

وہ اس سے فاطمہ کے ساتھ اس رات ہوئے ظلم کی بابت نہیں بتانا چاہتا تھا بلکہ حویلی کی عورتوں سے وہ سب مرد یہ بات چھپا رہے تھے۔۔۔

نہیں ہمیں لگ رہا ہے بات بہت بڑی ہے جو آپ ہمیں بتانا" "نہیں چاہتے ہیں۔۔۔

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

مھر و سچ میں بات بہت بڑی ہے جو ہم آپ سب سے چھپانا" چاہتے ہیں خدا کے لیے ہمیں مجبور نہ کرے ہم آپ کو نہیں بتا "سکتے۔۔

وہ اُسے کندھوں سے تھام کر نم آواز میں کہنے لگا تو اسکی بات پر مھروسہ شاہ نے اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ڈرؤمت تُمہیں درد بلکل بھی نہیں ہو گا۔۔۔"

وارڈ بوائے کی انگلیاں اُسکی نازک گوری کلائیوں سے ہو کر اوپر کی جانب تیزی سے بڑھ رہے تھے وہ معصوم اُسکے چھونے پر خوف سے لرز رہی تھیں۔۔۔

پتہ ہے جب میں تُم جیسی لڑکیوں کو مجبور دیکھتا ہوں ناں تو بڑا" خوش ہو جاتا ہو یہ جاب بھی میں تُم جیسی زیادتی کا شکار ہونے والی لڑکیوں کی وجہ سے جوائن کیا ہے قسم سے تُم جیسی زیادتی کیس "والی لڑکیوں کو چھونا بھی بڑا مزے دار ہوتا ہے۔۔

ایک ہاتھ اسکے کندھوں پر اور دوسرا اسکی گردن سے نیچے سفر کر رہا تھا فاطمہ کی آنکھیں اتنی زیادتی پر بھر آئیں۔۔۔

ویسے تُمہارے ساتھ کس نے کیا ہے کیا تمہارے عاشق نے یا" "پھر کسی راہ چلتے نے۔۔۔

اسکی انگلیوں کو وہ اپنے جسم میں حرکت کرتے ہوئے محسوس کرتیں وہ بے بس نظروں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی اس میں ہمت نہیں تھیں اسے روکنے کی بلکہ اسکی ہمت اس انسان نے چھین لی تھیں جس پر شاہ حویلی والوں کو مان تھا۔۔

اُسکے حلق سے ایک سسکاری نکلی تو اسکی سسکاری سن کر مقابل خبیث انسان کمینگی سے مسکرایا تبھی پیچھے سے کسی نے اسکی گردن کو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑا تو وہ درد کی شدت سے چیخ اٹھا۔۔

"ہاؤ ڈیئر یو تُمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے چھونے کی ہاں۔۔۔"

فاطمہ اس شور پر اپنی سیاہ رونے کی وجہ سے سرخ ہوتیں آنکھیں کھول کر سامنے کے منظر کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگی۔۔۔

سردار حیدر خان تو پاگل ہو گیا تھا اس وارڈ بوائے کی نازیبا حرکتوں کی وجہ سے وہ غصے سے اس وارڈ بوائے کو اپنی ٹھوکروں پر رکھے بری طرح سے مار رہا تھا۔۔۔

"تو تم یہ جاب اس لیے کر رہے ہو تاکہ تم اپنی ہوس کو مجبور اور بے بس لڑکیوں کو ہاتھ لگا کر پورا کر سکو ہاں۔۔۔"

وہ اسکی باتیں سن چکا تھا جبکہ فاطمہ ڈر کے مارے ہل بھی نہیں پا رہی تھیں وہ سہم کر اسی طرح لیٹی ہوئی تھیں تبھی وہاں ڈاکٹر

حاتم خان اور ڈاکٹر عروہ خان بھاگتے ہوئے آئے ڈاکٹر عروہ خان نے آکر ڈری سہمی فاطمہ سنبھالا جبکہ ڈاکٹر حاتم خان نے اپنے غصے سے پاگل ہوتے بھائی کو جو اس وارڈ بوائے کو مار رہا تھا۔۔۔

"ریلیکس۔۔۔"

وہ ڈر کے مارے بری طرح سے سسکیاں لے رہی تھی اور لرز رہی تھی ڈاکٹر عروہ نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا جبکہ حیدر خان کو اسکے لیے کسی کو مارتے ہوئے دیکھ اس لمحے اسنے اپنے دل میں اس لڑکی کے لیے نفرت محسوس کیا۔۔۔

بظاہر وہ اسے نرمی سے دیکھ رہی تھیں لیکن دل اسے سختی کرنے پر شدت سے اکسا رہا تھا کیونکہ اس کی وجہ سے اسکا ہونے والا شوہر اس سے دور ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

سردار حیدر خان کنٹرول یور سلیف یہ تم کیا کر رہے ہو۔۔؟؟"

ڈاکٹر حاتم خان نے شدید غصے سے اسے دور کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اپنے اس ورکر سے پوچھو کے اس نے کیا کیا ہے۔؟؟"

وہ شدید غصے سے وارڈ بوائے کی جانب دیکھتے ہوئے چیخا جو زخموں سے چور نیچے گرا تڑپ رہا تھا۔۔۔

کیا کیا ہے اس نے جو تم اتنے ہائپر ہو گئے تھے ہاں۔۔؟؟"

ڈاکٹر حاتم خان کی بات پر وہ سخت نظروں سے نیچے گرے وارڈ بوائے کو گھورنے لگا۔۔۔

یہ یہاں پہلے سے ہی درندگی کا نشانہ بنے معصوم لڑکی کا فائدہ اٹھا" رہا تھا یہ اس لڑکی کے ساتھ وہیں سب کرنے والے تھا جسکا شکار "وہ پہلے ہوئی تھیں۔۔

وہ شدید نفرت سے کہتا ایک زوردار ٹھوکر نیچے گرے وارڈ بوائے کو مارتا ایکے شدید غصے سے فاطمہ کو گھورنے لگا۔۔۔

اور تُم کب تک ڈر کر ان جیسے بے غیرتوں سے دبتی رہوں گی" ہاں کیا تب ان سے مقابلہ کروں گی جب یہ تمہاری جان لے گے تب بولو۔۔؟؟

وہ بیڈ کے پاس پہنچ کر اسے اٹھا کر بری طرح سے جھنجھوڑ کر سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

اسٹاپ اٹ وہ پہلے سے سہمی ہوئی ہے تم اسے اور ڈرا رہے ہے" "ہو۔۔

ڈاکٹر حاتم خان نے شدید غصے سے کہا تو وہ اسے چھوڑتا غصے سے تنفن کرتا باہر نکلا جبکہ ڈاکٹر عروہ خان اب آنکھوں میں سرخی لیے فاطمہ کو گھور رہی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ ایک بیگ کندھوں سے لٹکائے ہاسپٹل میں داخل ہوا اور سیدھا اسکے روم میں داخل ہوا تو اسے بیڈ پر سہم کر اور سمٹ کر سوتے ہوئے دیکھ وہ آگے بڑھا۔۔

تُم صرف کیپٹن سردار حیدر خان کی ہو اور تمہاری حفاظت کرنا"
اب سے میری زمہ داری ہے ڈول اب کوئی بھی تمہیں ہاتھ
"لگانے کی کوشش کرے گا تو میں اسے زندہ جلادو گا۔۔۔

اسکے اوپر اچھے سے کمبل اوڑھ کر وہ اُسے کچھ دیر اسی طرح دیکھتا
رہا پھر سبز آنکھوں کو پورے روم میں ڈورہانے لگا۔۔

یہ جگہ ٹھیک ہے تم جتنے دن یہاں رہوں گی ڈول میری نظروں"
میں رہوں گی اگر پھر سے کسی نے تم پر گندی نظریں ڈالیں تو
"اسے موت بھی بھیانک دو گا۔۔

سامنے دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے کہتا آگے بڑھا اور کندھے سے بیگ اتار کر نیچے رکھتا وہ اسکے اندر سے ایک کیمرہ نکال کر اس دیوار پر لگانے لگا۔۔

"اس انسان کو بھی میں جلد ڈھونڈوں گا جس کی وجہ سے تم یہاں پر ہو ڈول۔۔"

کیمرہ لگانے کے بعد وہ بیڈ کے پاس گیا اور اسکے اوپر جھکا اور اپنے لب اسکی نم پیشانی پر رکھ کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہنے لگا۔۔

یہاں سے اسکا جانے کو دل تو نہیں کر رہا تھا لیکن اس وارڈ بوائے کا خیال آتے ہی وہ غصے سے اپنی مٹھیاں کھستے ہوئے تیزی سے

بیگ اٹھا کر باہر نکلا اور اب اسکا رخ اس روم کی جانب تھا جہاں وہ وارڈ بوائے ایڈمنٹ تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

فجر کے وقت ہاسپٹل میں اچانک سے شور اٹھا ایک نرس جو اس وارڈ بوائے کے روم میں اسے دیکھنے کے لیے گئی تھی تو اسکے گلے سے بری طرح سے خون نکلتے ہوئے دیکھ وہ ڈر کے مارے چیخی تھی جسکی چیخ سن کر سارا عملہ وہاں دور رہا تھا۔۔

تھوڑی دیر بعد یہ بات پورے ہاسپٹل میں پھیل گیا تو ڈاکٹر حاتم خان نے ایک میٹنگ ارجنٹ رکھا اور اس وقت سبھی عملہ اس

وقت میٹنگ روم میں ڈاکٹر حاتم خان کی جانب متوجہ تھے جو سامنے کھڑا تھا

"یہاں کل رات کو اس روم میں کون آیا تھا ڈاکٹر عمار جلدی سے پتہ کروں مجھے وہ قاتل چاہیئے۔۔"

ڈاکٹر حاتم خان نے ڈاکٹر عمار کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"اوکے سر میں سی سی ٹی وی فوٹیج سے پتہ کرتا ہوں۔۔"

"آخر کون ہو سکتا ہے وہ قاتل جس نے اتنی بے رحمی سے ساجد کا قتل کیا ہے۔۔؟؟

ڈاکٹر حاتم خان سوچنے لگے تبھی انکے دماغ میں سردار حیدر خان کا نام آیا تو وہ غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔۔

دوسری طرف ڈاکٹر عروہ خان کو بھی ایسا ہی لگ رہا تھا کیونکہ وہ جنونی انسان یہ کر سکتا تھا اور کس کی وجہ سے وہ یہ بھی جانتی تھیں تبھی وہ یکدم سے شدید غصے سے اپنی جگہ سے اٹھی اور خاموشی سے وہاں سے نکلی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ایسا کیا ہے تُم میں جو مجھ میں نہیں ہے جو اسے تم میں دیکھائی دیا"
ہے مجھ میں نہیں وہ تُمہارے عشق میں اتنا آگے نکل چکا ہے اتنا
پاگل ہو چکا ہے وہ کہ تمہاری وجہ سے آج وہ ایک فوجی سے ایک
خونی بن گیا ہے۔۔؟؟

عروہ خان شدید نفرت کی آگ میں جلتی فاطمہ کے پاس پہنچی اور
اُسے شانوں سے پکڑ کر بیڈ سے نیچے اتار کر غصے سے غراتی ہوئی
بولی۔۔۔

آاپ کس کی بات کر رہی ہیں۔۔؟؟"

فاطمہ اسکے کھینچنے پر لڑکھڑاتی ہوئی اسے پھٹی آنکھوں سے دیکھتی بولی جو نفرت کی چنگاریاں آنکھوں میں لیے اسے گھور رہی تھی۔۔۔

"اُسکی جس سے جلد میری شادی ہونے والی ہیں جسکا نام میں اپنے نام کے ساتھ سنتی بڑی ہوئی ہو لیکن آج ایک لڑکی نے آکر اسے مجھ سے جدا کر دیا ہے مجھ سے اسے چھین لیا ہے مجھے تو لگتا ہے تم نے یہ سب پہلے سے ہی پلان کیا ہے یہ سب ڈراما ہے جو تم کر رہی ہو بتاؤ تم کب سے حیدر خان کے پیچھے لگی ہو۔۔۔؟؟؟

وہ نفرت سے اسے کہتی آخر میں رونے لگی۔۔

نہیں میں نے جھوٹ نہیں بولا نہ ہی کوئی پلان بنایا ہے اور میں" حیدر خان کو نہیں جانتی میں نے تو اسے ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں ہے اور میں ڈراما نہیں کر رہی ہو میرے ساتھ سچ میں ظلم ہوا تھا اس رات ورنہ میں حویلی سے باہر کیوں نکلتی اس رات زندگی میں پہلی بار میں نے اپنے گھر سے قدم باہر نکالے تھے میں کبھی بھی اکیلے حویلی سے باہر کبھی نہیں نکلی تھی بلکہ ہم نے پڑھائی بھی حویلی کے اندر مکمل کیا تھا اس رات بدنامی کے ڈر سے میں باہر نکلی تھی۔۔۔"

وہ روتی ہوئی یہ سب کہہ رہی تھیں جبکہ سامنے کھڑی نازک لڑکی اسے نفرت سے گھور رہی تھی اسکا پورا جسم جل رہا تھا اپنے رقیب کی وجہ سے۔۔

"تم اس رات مر کیوں نہیں گئی تھی ہاں تم مر جاتی تو میرا خان تم جیسی ناپاک لڑکی سے بچ جاتا اسے تم جیسی لڑکی سے عشق نہ ہوتا۔۔۔"

وہ غصے سے آگے بڑھ کر اسے جھنجھوڑ کر نفرت سے بولی۔۔

"چلی جاؤ میرے خان سے دور اسکی زندگی سے بہت دور چلی جاؤ اسکا پیچھا چھوڑ دو بلکہ میری بد دعا ہے تم جلد مر جاؤ تاکہ ہماری جان چھوٹ جائے تم جیسی ناپاک لڑکی سے۔"

وہ غصے سے کہتی اسے گھور کر تیزی سے وہاں سے نکلی جبکہ وہ اپنے لیے ناپاک لفظ سن کر بیڈ پر گری اور بری طرح سے رونے لگی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

رات کے گیارہ بج رہے تھے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر اُن سبھی لڑکیوں کی ڈیڈ باڈی کی تصویریں تھیں جنہیں زیادتی کے بعد بے رحمی سے قتل کر دیا گیا تھا۔۔۔

کیپٹن بلیک کپ کو اپنے لبوں سے لگائے اپنی دونوں ٹانگیں ٹیبل کے اوپر رکھے غور سے اُن تصویروں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

تبھی وہ ٹھہرا اور جھٹکے سے اپنی دونوں ٹانگیں نیچے کرتا وہ لیپ ٹاپ کے کی پیڈ کو چھو کر ایک تصویر کو زوم کرنے کے بعد بغور اُن نشانوں کو دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد اُسنے اپنے سئنیر کو کال ملایا جو انہوں نے اٹینڈ کر لیا وہ اُن نشانوں کو بغور دیکھ رہا تھا جو سبھی لڑکیوں کے باڈی پر تھے۔۔

سر ان سب کا گناہ گار ایک ہی ہے میں تصویریں آپکو بھیج رہا" ہوں آپ دیکھے انکی گردن پر نشان اور چہرے پر جو ایک جیسے ہی ہے"۔۔

وہ سنجیدگی سے ان سے آرام سے کہنے لگا دوسری طرف موجود اسکا سنئیر اسے شاباشی دینے لگا۔۔۔

"ویل ڈن کیپٹن مجھے تم سے یہی امید تھی کہ تم کچھ ضرور ڈھونڈ کر نکالوں گے۔۔۔"

سینیر کی بات پر وہ کچھ بھی نہیں بولا۔۔۔

"ہمممم سر کیا یہ سب لڑکیاں ایک ہی علاقے کی ہے یا الگ الگ جگہ سے تعلق رکھتی ہیں۔۔۔؟؟

وہ سبھی لڑکیوں کے چہروں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

"کچھ شہر کی کچھ دیہی علاقوں کی ہیں۔۔۔

سینیر کی بات پر وہ مٹھیاں کھسنے لگا۔۔۔

"مطلب سر قاتل ایک نفس کا مارا انسان ہے اور یہ زکی ملک کا کام نہیں ہے کیونکہ میں نے اس دن دیکھا تھا کہ وہ کس قسم کا مرد ہے بلکہ وہ مرد کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے۔۔۔"

وہ جان چکا تھا کہ زکی ملک ایک نامرد ہے لیکن اپنی ہوس کو پورا کرنے کے لیے وہ اپنی نامردہونے کا بھی خیال نہیں کرتا اور معصوم بچیوں کو اغوا کر کے وہ اپنی نفس کو پورا کرتا تھا۔۔۔

"کیپٹن مجھے تُم پر حیرت ہو رہیں ہے پہلے کیسے باڈر پر جانے کے لیے مچل رہے تھے اور اب دیکھوں کیسے اس کیس پر تُم کام کر رہے ہوں ایسا لگتا ہے جیسے تمہارا کوئی خاص لڑکی بھی اس شکاری کا شکار ہوا تھا اور تم اس قاتل کو ڈھونڈ کر موت بھی نہیں دو گے بلکہ اسے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتے ہو ایسا ہی ہے ناں۔۔؟؟

سینئر کی بات پر وہ نفرت سے اُس قاتل کے بارے میں سوچنے لگا۔۔۔

سر آپ نے سہی کہا میں اسے موت نہیں صرف درد دینا چاہتا" ہوں اسے زندگی سے تنگ کرنے کے باوجود بھی اسے زندہ رکھ "کر تڑپانا چاہتا ہوں۔۔۔

وہ غصے سے سرخ ہوتا ان سے کہنے لگا اس لمحے اسکے سینے پر ایک ایسا آگ جل رہا تھا اگر وہ قاتل سامنے ہوتا تو ضرور وہ جل کر راکھ ہو جاتا۔۔۔

مجھے اچھے سے پتہ تھا میرے ضدی گھمنڈی سائیکو بھتیجے کو بھی" عشق نے اپنی مضبوط ڈوروں سے سختی سے باندھا ہے کون ہے وہ

خوش نصیب لڑکی جسکی وجہ سے میرا بد دماغ سریل بھتیجا پاگل ہو گیا ہے۔۔؟؟

اچانک سے دوسری طرف موجود اسکے سینئر نے ہنستے ہوئے پوچھا تو وہ غصے سے فون کو گھورنے لگا۔۔۔

سر کام کے وقت نو رشتے داری آپکو یاد ہے ناں میرے فوج" میں آتے ہی آپ نے مجھے یہی کہا تھا اب آپ ہی یہ بھول رہے ہیں ٹھیس ناٹ فیئر۔۔۔"

وہ نرمی سے بولا۔۔۔

اوکے اوکے کیپٹن صاحب گھر آکر یہ گھریلو باتیں تم سے پوچھو گا بس تم اپنی چاچی کو ہماری من پسند کھانوں کا کہہ دینا ورنہ پھر سے وہی آلو ٹنڈے کھانے پڑے گے جو گھر میں جا کر ملا کرتے تھے "پہلے۔۔

انکی بات پر اسکے گالوں پر ایک ڈمپل نمودار ہوا جسے لڑکیاں کلر اسمائل کہتی تھی جبکہ اسکے جونیئر سائیکو کا دشمنوں کی حسیناؤں کو جال میں پھنسانے کا ہتھیار کہتے تھے۔۔۔

اُنکے کال کاٹنے کے بعد وہ کرسی سے پشت لگا کر آنکھیں موند گیا تو اسکے سامنے فاطمہ کا معصوم چہرہ آگیا تو جھٹکے سے اسنے اپنی آنکھوں کو کھولا اور پھر تیزی سے اپنا لیپ ٹاپ پر اسکے کمرے پر

لگائے کیمرے کے مناظر کو دیکھنے کے لیے اسنے وڈیو دیکھا تو سامنے عروہ خان کو فاطمہ کو بری طرح سے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر غصے سے کچھ کہنے کے بعد وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ فاطمہ اب بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی اسے روتے ہوئے دیکھ وہ غصے کی ایک لہر کو اپنے تن بدن میں پھیلتا ہوا شدت سے محسوس کرنے لگا۔۔۔

"...ڈیم اٹ"

شدید غصے سے اسنے کپ دور اچھالا فاطمہ اب بیڈ پر گر کر بری طرح سے رونے لگی اس وقت وہاں اسے چپ کروانے کے لیے کوئی بھی موجود نہیں تھا یہاں تک کہ وہ بھی نہیں اسے روتے ہوئے دیکھ وہ خود کو بے بس محسوس کرنے لگا وہ اس وقت اگر

سندھ میں نہ ہوتا تو ضرور وہاں اسکے پاس ہوتا اچانک سے اسے عروہ خان کے اوپر نفرت اور غصہ ایک ساتھ آنے لگا۔۔

ڈاکٹر عروہ خان اس معصوم لڑکی کے ایک ایک آنسو کا بدلا تم" سے لوں گا ویٹ اینڈ واچ۔۔"

سنجیدگی سے اسنے وڈیو کوریوائنڈ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ہاسپٹل کا سارا عملہ اُسے اب ہاسپٹل میں روز روز آتے ہوئے دیکھ حیران نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ اب اسکے آنے کی وجہ بھی جان چکے تھے کہ وہ کیوں اور کس کے لیے یہاں آتا ہے۔

وہ سیدھا ڈاکٹر عروہ خان کی روم کی جانب بڑھا اور اندر داخل ہو گیا تو سبھی کندھے اچکا کر اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔۔۔

خان آپ۔۔۔؟؟"

عروہ خان اُسے آج بھی یہاں دیکھ سخت حیرت زدہ رہ گئی اور پھر اسکی آنکھوں میں کل منظر آیا تو وہ اداس ہو گئی مگر وہ سنجیدگی سے اسکے ٹیبل کے آگے رکھے ایک کرسی پر بیٹھا۔۔۔

کیسی ہے وہ۔۔۔؟؟"

اسکے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ اسکے متعلق پوچھنے لگا جسکی وجہ سے وہ کل رات سے بے چین ہو رہا تھا جبکہ عروہ خان اسکے منہ سے اپنے علاوہ کسی اور لڑکی کا سن کر اپنے آنسوؤں بہنے سے روکنے لگی۔۔۔

"ٹٹ۔۔۔ٹھیک خان وہ بلکل ٹھیک ہے۔۔"

وہ اپنی سنہری آنکھوں کے گوشے صاف کرتی اٹک کر بولی۔۔

"جھوٹ مت بولو وہ ابھی ٹھیک نہیں ہے۔۔"

وہ سخت غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارتا ہوا غرایا عروہ خان اسے اتنے زیادہ غصے میں دیکھ سہم کر رہ گئی۔۔

"خان میں سچ کہہ رہی ہو وہ بلکل ٹھیک ہے۔۔"

ڈاکٹر عروہ خان اسکی آنکھوں میں بے شمار غصہ دیکھ روتی ہوئی بولی تو وہ اٹھا اور اُسکے قریب آ کھڑا ہوا اور تھوڑا جھک کر اسے دیکھنے لگا۔۔

یہ سب تُم اس لیے کہہ رہی ہو تا کہ وہ لڑکی مجھ سے دور چلی" جائے ہیں ناں مس عروہ خان۔۔؟؟

وہ سپاٹ لہجے میں کہتا اُسے لرزا گیا۔۔

"نن۔۔۔ نہیں خان ایسی بات نن۔۔۔ نہیں ہے۔۔"

چاہتی تو وہ یہی تھی کہ وہ لڑکی جلد اس ہاسپٹل سے اور اسکے خان کی زندگی سے بہت دور چلی جائے مگر خان کو وہ بھول گئی تھی کہ وہ اڑتی چڑیا کے پر بھی گننے میں ماہر ہے تو اسکا پلان وہ کیسے نہیں سمجھتا۔۔

تو پھر کیسی بات ہے مس عروہ خان۔۔؟؟"

وہ رات کو ہی دیکھ چکا تھا سی سی ٹی وی فوٹیج میں کے وہ کیسے فاطمہ کے ساتھ پیش آرہی تھی اسکے چہرے سے صاف نظر آرہا تھا وہ اُس سے سخت نفرت کرنے لگی تھی اور سردار حیدر خان اس نفرت کو بھی اچھے سے جانتا تھا کہ وہ کیوں ایک معصوم لڑکی سے اتنی نفرت کرنے پر مجبور ہوئی تھی۔۔۔

نہیں خان مم۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے یقین کرے مجھ "

"پر۔۔۔

وہ روتی ہوئی بولی۔۔

اگر تُم نے ایسا نہیں کیا تھا تو پھر یہ کیا ہیں مس عروہ"
خان۔۔۔؟؟

شدید غصے سے اُسنے اپنا موبائل آگے کیا جس میں وہ وڈیو چل رہی تھی جو اسنے سی سی ٹی وی فوٹیج سے نکلا تھا عروہ خان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی کیونکہ اس وڈیو میں وہ اس لڑکی کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر غصے سے کچھ کہہ رہی تھی اور یہ کل رات کا منظر تھا جو سامنے کھڑے ستم گر کے فون میں قید تھا۔۔

"یہ۔۔۔"

وہ ڈرتی ہوئی اُسے دیکھنے لگی جو سخت غصے و نفرت بھری نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ وڈیو مجھے کہاں سے ملی تم یہی پوچھنا چاہتی ہو ناں تو سنو لڑکی یہ " وڈیو میں نے سی سی ٹی وی فوٹیج سے نکالا ہے جو میں نے دو دن پہلے فاطمہ کے روم میں لگایا تھا تاکہ میں اسے کام کرتے وقت بھی دیکھ سکوں کیونکہ اس وقت مجھے وقت نہیں مل رہا تھا یہاں آنے کے لیے میں نے یہ کیمرہ اسی لیے لگایا لیکن مجھے اتنے راز ملے گے مجھے پتہ نہیں تھا اب میں تم لوگوں کی سچائی جان چکا ہوں اسی لیے اب وہ یہاں ایک منٹ بھی نہیں رہے گی میں اسے ابھی اور اسی وقت اٹھا کر لے جا رہا ہوں میرے نکلنے کے بعد اگر تم نے

جا کر ڈاکٹر حاتم خان سے یہ شئیر کیا تو میں تمہارا گردن مروڑ کر رکھ دوگا سمجھی۔۔۔"

وہ شدید نفرت سے اُسے گھورتا ہوا جس طرح آیا تھا اسی طرح چلا گیا اسنے کیمرا والی بات بڑے ہی آرام سے جھوٹ بولا اسنے اسے یہ نہیں بتایا کہ وہ کیمرہ اسنے اس لیے لگایا تھا کیونکہ اسنے اس وارڈر بوائے کو فاطمہ کے ساتھ نازیبا حرکات کرتے ہوئے پکڑا تھا۔۔

اور اسی نے اسکو جان سے مارا تھا وہ اس لڑکی سے اتنا عشق کرنے لگا تھا کہ اب وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اسکی لڑکی کو کوئی لڑکی بھی چھوئے وہ تو ایک مرد تھا بھلا وہ کیسے اسے جانے دیتا جبکہ عروہ خان اسکی باتوں کی وجہ سے جنونیت سے اپنے بالوں کو

نوچنے لگی اور پھر سرخ آنکھوں سے دروازے کو دیکھنے لگی جہاں سے ابھی وہ نکلا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"سُنو سُنو ڈاکٹرز اور مریضوں ہمارا شوہر بڑا ظالم انسان ہے ہمارا ساتھ دیں اور ہمیں انصاف دلانے میں ہماری مدد کریں ورنہ وہ بھوکا کر کے ہمیں مار دے گا۔"

اپنی بڑی بڑی شہد رنگ آنکھوں میں نقلی آنسوؤں جو اسنے ایک نرس کو پیسے دے کر محنت سے گلیسرین جو فلموں اور ڈراموں میں نقلی آنسوؤں لانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا منگوا کر اپنی

آنکھوں میں ڈال کر نکالے تھے وہ نقلی آنسو بہاتی ہوئیں آواز میں بھاری پن لا کر سبکو جما کرتی ہوئی بولی۔۔۔

بیٹا کیا یہ آپکی حالت بھی اسی مردود نے بگاڑا ہے۔۔؟؟"

ایک بوڑھی عورت نے آگے بڑھ کر اسکے زخمی چہرے کو پکڑتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں نہیں آنٹی وہ ظالم ناں ہمیں مارتا بھی بڑے پیار سے"

"ہے۔۔

اچانک وہ شرمانے کی ایکٹنگ کرتیں ہوئے بولی۔۔

مارتا تو ہے نہ وہ خبیث آپکو ہمیں بتائیں وہ اس وقت کہاں ہے میں" جا کر اسکی اچھے سے سبق لیتی ہو بھلا کوئی اتنی پیاری سی بچی کیوں کیسے مار سکتا ہے۔۔؟؟

وہ آنٹی تو بہت جزباتی لگ رہی تھیں شدید غصے میں آکر بولیں۔۔۔

آنٹی انہیں سبق مت سیکھائے بلکہ آپ ہمیں انصاف دلوانے" کے لیے کچھ الگ کریں کچھ ایسا دے تاکہ وہ آئندہ ہمارے ساتھ ایسا نہ کریں بلکہ ہم پر اتنا بڑا ظلم کرنے کا وہ کبھی سوچے بھی "نہ۔۔

وہ آنکھوں میں معصومیت لیے ان سے بولی۔۔

ایسا کیا دے ہم بچی آپکو کے وہ شرمندہ ہو جائے۔۔۔؟؟"

اس آنٹی کی بات پر سب ایک زبان ہو کر اس سے پوچھنے لگے تو وہ آنکھوں سے وہ نقلی آنسو پونچھ کر ان سبکو دیکھنے لگی۔۔

"آنٹی آپ یہ سب ہمیں یہ سب کھانے پینے کی چیزیں تحفے میں دے تاکہ ہم انہیں انکے سامنے بیٹھ کر مزے سے کھا کر انہیں اچھے سے سبق سیکھائے۔۔"

وہ ایک لمبی چوڑی لسٹ انہیں تھما کر نم آواز میں بولی تو سبھی نے وہ لسٹ دیکھا جو کہ چپس اور جوس آئسکریم چاکلیٹ برگر پیزا کا تھا جو اسنے بنایا تھا۔۔۔

"شکل سے معصوم لگتے ہو اور حرکتوں سے ظالم کوئی اتنی پیاری سی لڑکی کو اتنا مارتا ہے ہاں بدتمیز۔۔"

پھر تھوڑی دیر بعد سب اُسکے روم میں ایک ایک کر کے آکر اسے بہت ساری چیزیں دینے لگے اور جب غزلان سائیں روم میں داخل ہوا تو اسی وقت وہ جزباتی آنٹی بھی وہاں آئی اور غزلان سائیں کو غصے سے دیکھتی ہوئی کہنے لگیں۔۔

"اماں یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ہم اور ظالم یہ آپ سے کس نے کہا۔۔؟؟

غزلان سائیں اُس بوڑھی عورت کو حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا جو نور حرم کو ایک چاکلیٹ کا بڑا ڈبہ ڈے کر غصے سے اسے گھورنے لگیں۔۔۔

"اور کس نے اس بچی نے کہا ہم سب سے اس بچی کو اتنے دنوں سے بھوکا رکھا اس پر ظلم کیا اور اب مکر رہے ہو تم وہ تو بھلا ہو اس لڑکی کا جس نے اپنے اوپر ہوتے ظلم پر آواز اٹھایا ورنہ تم نے تو اس بے چاری کو مار ہی ڈالنا تھا بھوکا رکھ کر۔۔"

نور حرم اسکی کلاس لگتے ہوئے دیکھ دل ہی دل میں ہنس رہی تھی جبکہ غزلان سائیں غصہ کرنے کے بجائے مسکرانے لگا اتنے دنوں بعد اسے اسکی شرارت دیکھنے کو ملی وہ بھلا غصہ کیوں کرتا اسے تو اپنی گستاخ لڑکی اسی طرح اچھی لگتی تھی شرارتیں کرتے ہوئے اسے تنگ کرتے ہوئے۔۔۔

اماں کم یہ محترمہ بھی نہیں ہے ہمیں تنگ کرنے کا تو یہ کبھی بھی" موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی ہے ابھی بھی یہ شرارت کر رہی ہیں اور ہمیں تنگ بھی آپ سب اسکی باتوں میں آکر اسکا بلکل " بھی یقین نہ کریں یہ ایسی ہی ہے اور ہمیں بہت عزیز بھی۔

وہ آنٹی سے ہنستے ہوئے اسکے پرانے کارناموں کے بارے میں بتانے لگا تو نور حرم ابکے چھپنے کے لیے جگہ ڈھونڈنے لگی مگر وہ آنٹی سب کچھ سننے کے بعد غصہ کرنے کے بجائے ہنسنے لگیں۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

غزلان سائیں نورِ حرم کے ہاسپٹل سے ڈسچارج ہونے کے بعد اسے حویلی چھوڑ کر عالم داد کے ساتھ شاہ حویلی کے نکل گیا تھا آج اسے اتنے سالوں بعد بلایا گیا تھا وہ صرف اس لیے جا رہا تھا کیونکہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔

وہ اب اسکے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں اب نفرت کے علاوہ کیا باقی ہے جو وہ اسے دینا چاہتے ہیں جب اسکی گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوا تو وہ ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں کو پونچھ کر گاڑی کے روکتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔

باہر اُسکا سبھی بے صبری سے انتظار کر رہے تھے جن میں شہریار بخت شاہ بھی جو جو شرم سے اپنی آنکھیں نیچے جھکائے کھڑا تھا۔۔

"جو بات ہے ہمیں یہی کہیے ہمیں۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے عباس شاہ سے مخاطب ہوا جو اسکی سنجیدگی کو نظر انداز کرتے آگے بڑھے اور اسے سینے سے لگا کر رونے لگے اس وقت انہیں وہی انکا سہارا لگا تھا۔۔

"غازی میرے بھائی مجھے معاف کر دو۔۔۔"

شہریار بخت شاہ نے اچانک اسکے آگے آکر اپنے ہاتھ جوڑتے ہوئے رو کر کہا تو اسکے جوڑے ہاتھوں کو دیکھ وہ طنزیہ ہنسا۔۔

"شہری جو ہمارے ساتھ ایک سال پہلے ہوا تھا اب معاف کرنے سے کیا وہ سب کم ہو گا۔۔۔؟؟

وہ سرخ آنکھوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"مجھے پتہ ہے تمہارے لیے آسان نہیں ہے میرے بھائی لیکن جو درد میرے سینے میں ہے اسے تم سے معافی مانگ کر شائید میں کچھ ہلکا کر سکوں۔۔۔"

وہ آگے بڑھا اور اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"ہم یہاں یہ سب سننے کے لیے نہیں آئے جس کے لیے نانا سائیں آپ نے ہمیں یہاں بلایا ہے وہیں بات کریں ہم سن رہے ہیں۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں کہتا عباس شاہ کی جانب دیکھنے لگا۔۔

"غازی ہماری فاطمہ بچی کے ساتھ زیادتی کیا ہے اس نے اوع وہ اس رات پتہ نہیں کہاں چلی گئی تھی کہ اب تک ہمیں اسکا پتہ نہیں چل رہا۔۔"

انکی بات پر وہ سکتے میں چلا گیا۔۔۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں نانا سائیں کک۔۔ کس نے ہماری بہن کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیا ہے نام بتائیں اسکا ہم اسکی جان لے لیں گے زندہ نہیں چھوڑے گے اس درندے کو۔۔"

وہ شدید نفرت سے اس شخص کے بارے میں پوچھنے لگا جس نے اسکی بہن سالار شاہ کی بہن کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیا تھا اسکا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہ شخص اسکے سامنے آئے اور وہ اسکی جان لے لیں۔

عباس شاہ اسے غصے میں دیکھ اپنا کمزور لرزتا ہاتھ اسکے مضبوط کندھوں پر رکھ کر وہ سب باتیں اسے کہنے لگے جو اسکے یہاں سے جانے کے بعد پیش آئے تھے وہ سب واقعات سے اسے آگاہ کرنے لگے جسے سن کر وہ شدید غصے سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا یہ سب سن کر اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ اگر کچھ دیر اور وہاں رکتا تو شائید مر جاتا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

غزلان سائیں چہرے پر غصہ سجائے جب بیڈ روم کے اندر داخل ہوا تو نظریں سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی اپنی گستاخِ جانم پر پڑی تو خود بخود لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجی اور آنکھوں میں ایک خوبصورت چمک۔۔

مگر یہ چمک اور لبوں پہ مسکراہٹ صرف کچھ لمحے کے لیے تھا کیونکہ سامنے کھڑی اپنی محترمہ کے ہاتھ میں سگریٹ کی ڈبیہ جو پنک رنگ کا تھا دیکھ وہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

گستاخ لڑکی یہ آپکے ہاتھوں میں سگریٹ کا ڈبہ کیا کر رہا" ہے۔۔۔؟؟

آگے چل کر وہ اُسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا سرد لہجے میں پوچھنے لگا وہ سگریٹ پینے والے مردوں سے نفرت کرتا تھا اور وہ تو پھر اسکی بیوی تھی تو کیسے یہ برداشت کرتا

"شاہ سائیں ظاہر سی بات ہے ہم نے سگریٹ پینے کے لئے ہی تو پکڑا ہے آپ بھی ٹرائی کریں قسم سے بڑا مزا آئے گا جب دو دیوانے مل کر کش لگائے گے اور ہر طرف دھواں ہی دھواں "افففف کیا سماہو گا اور کیا فسانہ۔۔۔

نورِ حرم جو اُس پنک رنگ کے ڈبے کو کھول رہی تھیں اپنے سائیں کی بات پر اُسے یکدم سے ایک شرارت سوجھی اور ڈبہ

کھول کر اپنی دو انگلی اس ڈبے کے اندر ڈال گئی اور یہ دیکھ غزلان سائیں سخت نظروں سے اُسے گھورتا ہاتھ سے اس ڈبے کو کھینچ کر دور اچھال کر اسے دیکھنے لگا جو بے باکیت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"گستاخ لڑکی لگتا ہے اب ہمیں آپکو اچھے سے لگام ڈالنا پڑے گا۔۔"

غزلان سائیں نے سنجیدگی سے کہہ کر اپنا دوسرا ہاتھ اسکی گردن کی جانب بڑھا کر اُسکے شے رگ کو چھوا نورِ حرم اس حرکت پر آنکھوں میں نشہ لیے اور خوبصورت لبوں پہ ایک بے باک مسکراہٹ سجائے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تو شاہ سائیں ڈالے نہ لگام آپکی ہی ہو اور آپکے علاوہ کسی میں "
ہمت نہیں ہے نورِ حرم کو لگام ڈالنے کی اسکے لیے جگر چاہیے جو
"صرف آپکے پاس ہے اور وہ آجکل یہاں قید ہیں۔۔

وہ بے باکی سے کہتی اپنی نازک انگلی سے اسکے سینے پر لکیر کھینچتی
ہوئی بولی۔۔
غزلان سائیں اسکی بے باکیت پر اسے گھورنے لگا۔۔۔

گستاخ لڑکی آپ اتنی بے شرم اور بگڑی ہوئی کیوں ہیں۔۔؟؟"

وہ اسکی کمر پر گرفت سخت کرتا سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

نورِ حرم اپنی نازک کمر پر اسکا تنگ گرفت محسوس کرتیں مسکرائی پھر اپنے دونوں نازک ہاتھ سے اسکے گالوں کو پیار سے کھینچنے لگی۔۔۔

"کیونکہ ہمارے شاہ سائیں معصوم اور شریف ہیں اسی لیے تو ہم بے شرم اور بگڑی ہوئی ہے اور یہ بات ہمیں ابھی آپکی تنگ باہوں میں دبے ہونے کی وجہ سے پتہ چلا ہے کہ کیوں ہم بے شرم اور بگڑی ہوئی بچی پیدائشی ہے۔۔۔"

وہ اُسکی دونوں آنکھوں کو باری باری اپنے گلزار لبوں سے چھو کے شریر لہجے میں کہنے لگی غزلان سائیں جو اسے سخت نگاہوں سے گھور رہا تھا اسکی بات پر ایک تعاجب سے اسے دیکھنے لگا۔۔

وہ کیوں گستاخ لڑکی۔۔۔؟؟"

اُسے ڈریسنگ ٹیبل سے لگا کر اپنے دونوں ہاتھ دائیں اور بائیں جانب رکھ کر وہ مکمل اسکے اوپر جھکتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"شاہ سائیں وہ اس لیے کیونکہ آپ ایک پیدائشی شریف اور معصوم بچے بن کر اس دنیا میں آئے تھے تو ہو سکتا ہے اللہ نے ہماری جیسی نڈر اور بے باک بگڑی اور کیوٹ سی بیوٹی فل نوٹنکی اور چھوٹی سی قد والی پیاری سی لڑکی کو آپکے لیے بھیجا ہو ہمیں لگتا

ہے ہم آپکی وجہ سے اس دنیا کے لوگوں کو تنگ کرنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔۔"

وہ شریر لہجے میں کہتی انگلی اسکے کشادہ سینے پر رکھ کر اُسے پیچھے دھکیلتی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھنے لگی اور جب وہ دونوں بیڈ کے قریب پہنچے تو نورِ حرم آنکھوں میں بے باکی کی چمک لیے اسے ایک ہی جھٹکے سے پیچھے بیڈ پر گرا کر خود تیزی سے اس جانب بڑھی جہاں پر کچھ دیر پہلے غزلان سائیں نے وہ سگریٹ کی ڈبی پھینکی تھیں۔۔

"گستاخ لڑکی لگتا ہے آج آپ ہمیں گستاخی کرانے پر مجبور کرنے کے موڈ میں ہے۔"

غزلان سائیں اُسے واپس وہ سگریٹ کی ڈبیہ پکڑے دیکھ سخت گیر لہجے میں کہنے لگا جبکہ وہ اُس ڈبے سے سگریٹ نکال چکی تھی۔۔

"جی شاہ سائیں مگر پہلے ہم تیاری تو کر لیں۔"

وہ یہ کہتی آنکھ دبا کر اس سگریٹ کو گول گول گھمانے لگی تو اسے یہ کرتے ہوئے دیکھ غزلان سائیں ہکا بکا رہ گیا اور دوسرا شاک تو اسے تب لگا جب وہ سگریٹ کے بجائے ایک لپ اسٹک نکلا جو اب نورِ حرم آنکھیں اس پر مرکوز کیے اس طرح لگا رہی تھی جیسے اسے اکسا رہی ہوں۔۔

♥♥♥♥♥

"دادا سائیں ہمیں فاطمہ شاہ کا پتہ چل چکا ہے ابھی ہمیں کسی نے کال کر کے ہمیں کراچی کے ایک پرائیویٹ ہاسپٹل میں بلایا ہے وہ اس ہاسپٹل میں اتنے دنوں سے ایڈمٹ تھی اسکی حالت بہت زیادہ خراب تھی اس رات جس رات وہ انکی ایک جونیئر ڈاکٹر کے گاڑی کے آگے آ کر بے ہوش ہوئی تھی اور وہ اسے یہی فرسٹ ایڈ دے کر جلدی اپنی گاڑی میں ڈال کر اسے اپنے ہاسپٹل لے کر گئی تھی۔اب وہ ٹھیک ہے بس اسکی زہنی حالت ابھی ٹھیک نہیں ہے اب جب ہم وہاں جائے گے تب ہی اسکی حالت کا ہمیں پتہ

چلے گا ہم ابھی اور اسی وقت مھرو کے ساتھ اسے لینے جا رہے
"ہیں۔۔۔

دستگیر شاہ کے کہنے پر شہریار بخت شاہ چونکا۔۔

"نہیں دستگیر تم نہیں جاؤ گے اس حالت میں تمہاری بیوی کے
"لیے اتنا سفر کرنا ٹھیک نہیں ہے میں جاتا ہوں۔۔

شہریار بخت شاہ کی بات پر عباس شاہ پر اپنا سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

"دستگیر بچے شہری بیٹا ٹھیک کہہ رہا ہے مھروسہ بچی کی حالت لمبا
"سفر کرنے کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔

عباس شاہ کے کہنے پر دستگیر شاہ شہریار بخت شاہ کو دیکھنے لگا جو گل رانیہ کے جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر رہ گیا اور اب تو غزلان شاہ کے معاف نہ کرنے کی وجہ سے وہ اپنے سینے پر درد محسوس کرتا تھا شائید یہ اتنے زیادہ غم ملنے کی وجہ سے ہو رہا تھا وہ سخت ٹوٹ کر رہ گیا تھا۔۔۔

"شہری بھائی آپکی تو طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کیسے ڈرائیو کرے گے ایک کام کرتے ہیں ہم دونوں ساتھ چلتے ہیں۔۔۔"

وہ اُسکی نیلی آنکھوں میں دیکھ کر بولا جہاں اب صرف درد کا راج تھا۔۔۔

نہیں تمہیں اپنی بیوی کو اس حالت میں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے"
کل بھی تم مجھے لینے شہر آئے تھے آج اسے اکیلا مت چھوڑو میں
"ڈرائیور کے ساتھ جاتا ہو۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے گویا ہوا تو وہ سر ہلا کر باہر ڈرائیور کو
سمجھانے گیا تو عباس شاہ نے شہریار بخت شاہ کی جانب دیکھا جو
سنجیدگی سے کھڑا انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔

شہری میرے خیال سے ہمیں غازی کو بھی آپ کے ساتھ بھیجنا"
چاہیے آپکی کنڈیشن ابھی صحیح نہیں ہے اتنا سفر آپکے لیے بھی
"ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

عباس شاہ سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔۔

"دادا سائیں آپ فکر مت کریں میں خود اکیلے جا کر فاطمہ کو لے کر آؤ گا غازی تو شائید اب میرا چہرہ بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا تو میرے ساتھ کیسے آنے پر وہ راضی ہو گا وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔۔"

وہ نم آنکھوں کو اوپر اٹھا کر انہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگا اچانک سے اسکے سینے پر ایک زوردار درد اٹھتا چلا گیا لیکن وہ خود کو سنبھال کر انکی بات سنے بغیر تیزی سے باہر نکلا جبکہ عباس شاہ نے بے بسی سے اپنے بے بس اور تنہا پوتے کی جانب دیکھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"اٹھو اور چلو میرے ساتھ اب میں ایک منٹ بھی تُمہیں یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا کل میں نے اچھے سے دیکھ لیا ہے تُمہارے ساتھ یہاں کے گھٹیا بازاری لوگوں کا سلوک کیسا ہوتا ہے یہ بات تو میں نے کل برداشت کر لیا تھا لیکن آج بلکل بھی نہیں کر سکتا اب بہت ہو گیا چلو اٹھو سنائی نہیں دیا تمہیں میں کیا بکواس کر رہا ہوں اٹھو اچھا تو تم چاہتی ہو یہ کام بھی میں خود کروں ٹھیک ہے تم یہی چاہتی ہو تو نو پرابلم میں یہ کرنے سے بلکل بھی نہیں ہچکچاؤ گا۔۔۔"

سردار حیدر خان غصے سے فاطمہ شاہ کے روم میں داخل ہوا اور آگے بڑھ کر اسے دیکھتے ہوئے اٹھنے کا کہنے لگا لیکن جب وہ نہیں اٹھی تو وہ آگے بڑھا اور سختی سے اُسے کلائی سے پکڑ تا بیڈ سے نیچے اتار کر اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھا کر اُسے کھینچتے ہوئے لے کر جانے لگا۔۔۔

یہ آپ کک۔۔۔۔کیا کر رہے ہیں چھ۔۔۔چھوڑے "
"مجھے۔۔۔

فاطمہ اُسکے کھینچنے پر سخت تڑپ کر رہ گئیں اور بُری طرح سے کانپ کر روتی ہوئیں اپنی کلائی اُسکی مضبوط گرفت سے چھڑانے لگی۔۔۔

"تُمہیں یہاں سے لے کر جا رہا ہوں اب چھوڑنے کی بات مت کرنا ورنہ سب کے سامنے تُمہیں اپنی باہوں میں اٹھا کر لے جاؤ گا اگر تُم یہی چاہتی ہو تو شور کرو گی اور اگر نہیں تو خاموشی سے میرے ساتھ چلو گی۔۔۔"

وہ ٹھہر کر اُسے وارننگ دیتا ہوا نظریں اُسکے خوفزدہ چہرے پر گاڑ گیا جو رو رہی تھی اور اب تو اسکی وارننگ پر تو اور بھی زیادہ رونے لگی۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں میں کک۔۔۔ کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔ چھ۔۔۔ چھوڑے۔۔۔"

وہ سسکیاں بھرتی ہوئی اپنی نازک کلائی موڑ کر اپنی سیاہ سرخ آنکھوں سے اُسے دیکھنے لگی جو اُسکی بات پر سخت نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا تبھی اچانک وہ نیچے جھکا اور اُسے اپنی باہوں میں اٹھا کر سنجیدگی سے ہاسپٹل کے کوریڈور سے گذرنے لگا جبکہ فاطمہ اپنے آس پاس کھڑے لوگوں کی نظروں کو اپنے اوپر محسوس کرتیں ذلت کے احساس سے زور زور سے رونے لگی۔۔۔

ششششش خاموش اگر اب تُمہاری سسکیوں کی آواز میرے" کانوں تک پہنچی تو میں اس بار تمہارے ساتھ وہ کروں گا جسکا کسی عاشق نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا میں وہ چیز سب

کے سامنے کھڑے ہو کر کروں گا جسکی وجہ سے تُم خوفزدہ ہو جاؤ گی جو میں بلکل بھی نہیں چاہتا کہ تم میری وجہ سے خوفزدہ ہو جاؤ اور مجھ سے نفرت کرنے لگ جاؤ۔۔"

وہ اُسے اپنے باہوں کی قید میں اپنی سیاہ آنکھوں میں نمی لیے اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ بُری طرح سے سسکیاں لے رہی تھی۔۔۔

آآپ ایسا کیوں کر رہے ہیں چھ۔۔ چھوڑ کیوں نہیں دیتے آپ" میرا پیچھا آپ بب۔۔۔ بہت غلط کر رہے ہیں آپکی منگیتر آپ سے کتنا پیار کرتی ہے پھر آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔۔۔؟؟

بہت زیادہ رونے کی وجہ سے اب اسکی آواز بھاری ہو گئی تھی اور آنکھیں سوجھ کے لال ہو گئے تھے وہ روتی ہوئی اُسے بولی۔۔۔

"وہ کرتی ہے پیار مجھ سے مگر میں نہیں یہ اسکی غلطی ہے میں نے پہلے ہی اُسے بہت روکا تھا لیکن وہ نہیں مانی اب اس میں میری غلطی نہیں ہے اور وہ سمجھتی ہے تم میری زندگی سے چلی جاؤ گی تو میں اسکی طرف ہاتھ بڑھاؤ گا اس سے میں محبت کرنے لگوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بلکل بھی نہیں یہ اب نہیں ہو سکتا یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اب تُم میری زندگی میں آئی ہو اب تو اور بھی یہ ناممکن ہے کہ میں کسی اور لڑکی کو چاہوں تُم صرف تُم میری عاشقی ہو اور کوئی بھی تمہاری جگہ اب نہیں لے سکتا۔۔۔"

وہ اپنا گرفت تنگ کرتا جنونیت سے بولا۔۔

فاطمہ شاہ اسکی بات پر اس پورے ہاسپٹل کی بلڈنگ کو اپنے اوپر گرتے ہوئے محسوس کرنے لگی وہ شخص اتنا پاگل ہو گیا کہ اب اسے روکنا بہت مشکل بن چکا ہے۔۔۔

"سردار حیدر خان۔۔۔"

وہ آگے بڑھ رہا تھا پیچھے سے ڈاکٹر حاتم خان کی آواز پر وہ رکا اور پھر پلٹ کر اُسے دیکھنے لگا جو سخت غصے میں لگ رہا تھا اسکی نظریں ڈاکٹر حاتم خان سے ہٹ کر اسکے برابر میں کھڑی ڈاکٹر عروہ خان پر پڑی جو تمسخرانہ نظروں سے فاطمہ کو گھور رہی تھی اسکی

نظروں کو دیکھ سردار حیدر خان کا دل چاہا اس لڑکی کا گلا گھونٹ دے۔۔

"یس بگ برو۔۔۔"

وہ اُسے طرح فاطمہ کو اپنی مضبوط باہوں میں اٹھائے ہی مڑا تھا فاطمہ شرم سے اپنی لمبی گھنی نم پلکوں کو جُھکا گئی جبکہ عروہ خان کے تن بدن میں اسکی باہوں میں اپنی جگہ کسی اور کو دیکھ آگ لگ گئی وہ نفرت سے فاطمہ کو گھورنے لگی۔۔

کہاں لے جا رہے ہو تم میری مریضہ کو۔۔۔؟؟"

ڈاکٹر حاتم خان اسکی باہوں میں اس لڑکی کو شرمندہ دیکھ سخت آگ بگولہ ہو کر اُس سے پوچھنے لگا۔۔

آپ کی مریضہ واہ نائس جوک بروجب اس کے ساتھ اُس" خبیث نے نازیبا حرکت کیا تھا تب آپ کہاں تھے ہاں تب آپکو کیوں اپنی مریضہ کا خیال نہیں آیا جواب دے۔۔؟؟

وہ سخت گیر لہجے میں کہتا اُسے دیکھنے لگا جواب نظریں ان دونوں پر ٹکائے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔

"اس وقت ہم سے غلطی ہوئی ہم نے اپنے ہاسپٹل میں ایک ایسے انسان کو رکھا معزرت خواہ ہوں مس فاطمہ شاہ لیکن اب ہم خاص خیال رکھیں گے انکا تم انہیں نیچے اتاروں۔۔۔"

دونوں سے مخاطب ہو کر ڈاکٹر حاتم خان نے کہا۔۔

"نیو راب فاطمہ میرے ساتھ میرے اپارٹمنٹ میں رہے گی اور تم اگر وہاں آئی تو جان لے لونگا سمجھی اور بگ برو داجی کو بتا دینا میں جلد انکی چھوٹی بہو کو لے کر آؤ گا ان سے ملانے۔۔"

وہ فاطمہ شاہ کو اپنی باہوں سے اتارنے کے بجائے اپنی گرفت مضبوط کرتا ڈاکٹر حاتم خان کے ساتھ غصے سے ڈاکٹر عروہ خان کو دھمکی دیتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"بکواس بند کرو تُم اپنی سردار حیدر خان آج اسکی فیملی اسے لینے آ رہی ہیں تم ہوتے کون ہو انکی مرضی کے بغیر زبردستی فاطمہ سے نکاح کرنے والے ہاں۔۔؟؟

ڈاکٹر حاتم خان نے سخت تیوریاں چڑھا کر غراتے ہوئے کہا۔

"فاطمہ شاہ کا ہونے والا سرتاج۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا ڈاکٹر حاتم خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگا۔۔۔

"اسٹاپ اٹ آئی سی اسٹاپ اٹ سردار تُم بھول کیوں رہے ہو کہ میں تمہاری منگ اور بہت جلد تمہاری بیوی بننے والی ہو ہماری بہت جلد شادی ہونے والی ہے پھر تم ایک ایسی ناپاک لڑکی سے کیسے شادی کر سکتے ہو۔۔؟؟

عروہ خان نے اپنی نفرت میں وہ لفظ کہہ دیا جسے سن کر حیدر خان غصے و نفرت کی آگ میں جلتا فاطمہ کو آرام سے نیچے اتار کر آگے بڑھا اور سختی سے عروہ خان کو اسکی گردن سے دبوچ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

خبردار عروہ خان اگر تم نے میری فاطمہ کو اگر دوبارہ یہ ناپاک لفظ کہا تو میں تمہارا یہ ناپاک وجود کو تیزاب سے جلا کر غلیظ بنا دونگا سمجھی ڈیم اٹ۔۔۔"

اسکی گردن پر دباؤ بڑھاتا وہ جنونی انداز میں بولا جبکہ عروہ خان تنگ گرفت کی وجہ سے آنکھیں باہر نکالے خود کو چھڑا رہی تھی ڈاکٹر حاتم خان اسے تکلیف میں دیکھ تڑپا اور تیزی سے آگے بڑھا اور اسکی گرفت سے اسے چھڑانے لگا۔۔

"سردار فاطمہ وو۔۔۔وہ کہاں گئی۔۔۔"

جب اسکی گرفت سے وہ عروہ خان کو چھڑانے میں ناکام ہوا تو تیزی سے یہ کہنے لگا جبکہ فاطمہ وہی کھڑی خوف سے لرزتی اسکا یہ روپ دیکھ رہی تھی اور اسکے لیے اسکے دل میں اور زیادہ خوف بیٹھنے لگا تھا اسکو اسطرح دیکھ کر اسے لگا وہ عروہ خان کو مارنے کے بعد اسے بھی مارے گا۔

حیدر خان ڈاکٹر حاتم خان کی بات پر عروہ خان کو چھوڑ کر تیزی سے مڑا تو سامنے فاطمہ کو دیکھ تیزی سے آگے بڑھا اور اسے اپنے سینے سے لگا کر اپنے اندر شدت سے بھینچنے لگا۔۔

"تُم کسی کے ساتھ نہیں جائے گی صرف میرے علاوہ اگر یہ گئی تو میں تمہیں چھوڑو گا نہیں جان سے مار ڈالوں گا تمہیں بھی اور خود کو بھی۔۔۔"

وہ اسکے رخساروں کو سختی سے پکڑتا ہوا جنونی انداز میں کہتا فاطمہ کو دہشت زدہ کر گیا جبکہ پیچھے کھڑے ہاسپٹل عملہ کے ساتھ وہ ان دونوں کو بھی حیرت زدہ کر گیا وہ اتنا آگے نکل گیا کہ اپنے عشق میں اس معصوم کی جدائی سے بہتر وہ اسے اور خود کو مارنے کا سوچ بیٹھا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

وہ اس شاندار ہاسپٹل میں داخل ہوا تو سامنے سے گزرتی ایک نرس کو روک کر ڈاکٹر حاتم خان کے بارے میں پوچھنے لگا تو اسنے سامنے کے ایک روم کا دیکھایا تو وہ تیزی سے اسی طرف بڑھنے لگا

مگر تیزی سے آتی لڑکی سے وہ بری طرح سے ٹکرایااور نیچے گراتو وہ بھی اسکے اوپر آ گری۔۔۔

ڈیم اٹ اندھی ہو کیا دیکھ کر نہیں چل سکتی۔۔۔؟؟

وہ سخت نظروں سے اپنے اوپر گری خوبصورت لڑکی کو دیکھنے لگا جو سفید کوٹ پہنے گلے میں اسٹالر ڈالے اپنی گہری نگاہوں سے اسے دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ماڑا تم بھی تو اتنا وبال جان بن کر ہماری جان نہ لیتے تو ہم یوں آم" "کی طرح پھسل کر تمہاری جھولی میں نہ گرتے۔۔۔

وہ خالص پھٹانو کی طرح کہتی شرارت سے اپنی ایک آنکھ دبا کر بولی شہریار بخت شاہ زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کو اتنا بے شرم دیکھ سخت چڑ کر رہ گیا۔۔

"بے شرم بد تمیز لڑکی تمہاری یہ ساری حسرتیں اس وقت دم توڑنے لگیں گی جب تم اس ہاسپٹل کے کسی بیڈ پر لیٹ کر مجھے بد دعائیں دیتی پھروں گی۔۔۔"

وہ اُسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہتا اُسے پیچھے دھکیل کر خود سے دور کرتا تیزی سے اٹھا۔۔۔

"ہمیں منظور ہے آپکے ہاتھ سے موت بھی۔۔"

وہ آنکھوں میں شریر مسکراہٹ لیے ایسے بولی جیسے وہ اجنبی نہیں آسکا محبوب ہو۔۔۔

"شٹ اپ۔۔"

وہ اُسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"but We have fallen in love with you."

وہ سحر انگیز لہجے میں بولی تو وہ غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔۔۔

"ہاہاہاہا آئی ایم کڈنگ۔۔۔"

اچانک سے وہ اُسے غصے میں دیکھتی زور زور سے ہنسنے لگی۔۔۔

"میں مزاق کر رہی تھی بھلا میں ایسے ایکدم سے کسی راہ چلتے سے کیسے عشق کر سکتی ہو وہ بھی ایک منٹ میں افففففف ہاہاہاہاہاہا۔"

وہ لڑکی عشق پر ہنس رہی تھی یا شائید اپنے آنے والے وقت پر جبکہ اسے ہنستے ہوئے وہ سخت نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔

ہمارے درمیان مزاق کا تو رشتہ نہیں ہے لڑکی ہم ایک اجنبی" ہے اور کیا تم ہر اجنبی کو یوں ہی گرا کر اپنے جال میں پھنسا کر بعد میں یہ سب کہہ کر ہنس کر کہتی ہو کہ میں تو مزاق کر رہی تھی اچھے سے سمجھتا ہو میں تم جیسے لڑکیوں کو۔؟؟

وہ زہر خند لہجے میں کہتا اسے سخت غصہ دلا گیا۔۔۔

اے یو مائنڈ یور لینگویج زبان سنبھال کے بات کروں مجھ سے" تم ہوتے کون ہوں مجھے جج کرنے والے کہ میں کیسی لڑکی ہو اور "کیسی نہیں۔۔۔

وہ انگلی اٹھا کر سرخ آنکھوں سے اُسے دیکھتی غصے سے بولی۔۔

مجھے بھی شوق نہیں ہے اپنا زبان تم جیسی کے لیے خراب"
کرنے کا اور دعا کروں ہماری ملاقات پھر کبھی نہ ہو ورنہ دوبارہ
"اگر تم مجھے ملی تو اسی وقت گولی مار دوگا۔۔۔

وہ غصے سے کہتا تیزی سے اس جانب بڑھا جس طرف وہ پہلے جا رہا
تھا جبکہ سجل خان غصے سے اسے خود سے دور ہوتے سرخ
آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

چھوڑ۔۔۔ چھوڑے مجھے ممم۔۔۔میں آپکے ساتھ نہیں جاؤ گی"
خدا کے لیے مجھے اسطرح مت چھوئے مجھے تکلیف ہو رہی ہیں
کب سے آپکی انگلیاں مجھے جھلسا رہی ہیں میں جل رہی ہو مر رہی
""""ہو آپکے چھونے سے پلیز پیچھے ہٹ جائے۔۔

وہ اُسکی انگلیوں کے لمس سے کب سے اپنے کندھوں کو جھلستے
ہوئے محسوس کر رہی تھیں جب اسکے تکلیف برداشت سے باہر
ہوا تو وہ تڑپ کر بولی۔۔۔

"میرا لمس اُس کمینے کی طرح نہیں ہے تُو پھر تم کیوں جل رہی ہو
تُمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہیں ہاں میں احترام سے عزت سے

تمہیں چھوڑ رہا ہوں میرے دماغ میں ہوس نہیں پیار کا جزبہ ہے وہ تُمہیں کیوں نظر نہیں آرہا ہاں کیوں۔۔۔؟؟؟

وہ اُسکی کلائیوں کو سختی سے اپنی مضبوط گرفت میں جکڑ کر غصے سے سرخ آنکھیں اسکی سیاہ بھیگی ہوئی پلکوں پہ گاڑ کر جنونی انداز میں بولا۔۔

پلیز مجھے چھوڑ دے آپ یہ گگ۔۔۔گناہ کر رہے ہیں ہم ایک " دوسرے کے لیے نامحرم ہے اور اگر ایک نامحرم مرد اپنے دل میں پیار کا جزبہ لے کر کسی نامحرم عورت کو چھوئے نہ تو اسے ثواب نہیں گناہ کہتے ہیں آپ سمجھ کیوں نہیں رہے ہیں اتنی سی بات کو ہاں۔۔۔؟؟

وہ روتی ہوئی اپنی نظریں اُس کی سبز آنکھوں میں گاڑتی ہوئی بولی۔۔

"عشق میں گناہ ثواب کا نہیں سوچا جاتا صرف اپنے عاشق اور معشوق کو چاہا جاتا ہے بے پناہ بے حساب کسی بھی عرض سے پاک چاہا جاتا ہے۔۔"

وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے جنونی انداز میں بری طرح سے جھنجھوڑ کر سرد لہجے میں کہتا جھٹکے سے اسے واپس اپنے سینے سے لگا کر اُسکی خوشبو کو اپنے اندر سمونے لگا۔۔۔

"غلط آپ غلط کہہ رہے اور کر رہے ہیں عشق صرف محرم سے اچھی لگتی ہے اور چھونا بھی یہ جو آپ کہہ رہے ہیں اور کر رہے ہیں اسے صرف گناہ کہا جاتا ہے"

وہ اُسے دور کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو کر بھاری آواز میں بولی جبکہ وہ اسکے گرد حصار کو اتنا تنگ کر چکا تھا کہ اسکے حصار کو اب ایک تندومند مرد بھی توڑ نہیں سکتا تھا۔۔۔

"اے یو بلڈی باسٹرڈ چھوڑو میری بہن کو۔۔۔"

شہریار بخت شاہ جب ڈاکٹر حاتم خان کے روم میں داخل ہوا تو اسے وہاں نا پا کر باہر نکلا اور پورے ہاسپٹل میں چکر لگا کر جب وہ اس جگہ پر آیا تو سامنے کے منظر نے اسے سخت غصہ دلایا۔۔۔

"آ گئے سالے صاحب کب سے میں تمہارا ہی راہ تک رہا تھا۔۔"

وہ اس آواز پر فاطمہ کو الگ کرتا اپنے پیچھے کھڑا کر کے سامنے غصے سے سرخ ہوتے شخص کو مسکراتے ہوئے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"بکواس بند کرو اور فاطمہ تم وہاں کیوں کھڑی ہو یہاں آؤ۔۔۔"

شہریار بخت شاہ کی آواز پر وہ تیزی سے آگے بڑھی لیکن اسکی نازک گوری کلائی اُس سائیکو کے مضبوط ہاتھ میں دب کر رہ گئیں۔۔۔

تم نے مجھے چھوڑا تو میں تمہارے گھر ضرور آؤں گا اور تم جانتی " ہو کس لیے آؤ گا میں تو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا مائن انوسنٹ "ڈول۔۔۔

وہ گہرے لہجے میں کہتا اسے تھر تھر کانپنے پر مجبور کر گیا تو وہ اپنی بے بس سیاہ آنکھوں سے سامنے کھڑے شہریار بخت شاہ کو دیکھنے لگی جو غصے سے اس انسان کو گھور رہا تھا۔۔۔

اس کی باتوں سے ڈرؤمت فاطمہ کتے صرف بھونکتے ہیں کرتے"
"کچھ نہیں ہے یہ بھی انہیں کتوں میں شمار ہوتا ہے۔۔

وہ سخت نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے فاطمہ کو حوصلہ دینے لگا
آگے بڑھنے کے لیے لیکن وہ بے چاری کیسے آگے بڑھتی اسے تو
اس جنونی انسان کی گرفت سے نکلنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔۔

صحیح کہا سالے صاحب کتے صرف بھونکتے ہیں کرتے کچھ نہیں"
ہے تم لوگوں کی غیر زمہ داری کی وجہ سے ایک معصوم لڑکی آج
اس حال میں ہے اپنے لیے لڑ بھی نہیں سکتی ہیں کس کی وجہ سے
صرف اسکے گھر کے مردوں کی غیر موجودگی کی وجہ سے اگر تم

لوگ شیر کی طرح اسکی حفاظت کرتے ڈیم اٹ تو آج اسکے ساتھ "اتنا بڑا ظلم نہ ہوتا۔۔۔

وہ سخت گیر لہجے میں کہتا فاطمہ شاہ کو کلائی سے جھکتا دے کر اپنے ساتھ لگاتا کچھ دیر اسی طرح خاموشی سے کھڑا رہا پھر اسے غصے سے خود سے دور کرتا وہ اسکے کان کے قریب جھکا۔۔۔

"ظالم جانم عاشقی تُم نے اچھا نہیں کیا اپنے ڈرفوک خاندان کو چن کر بہت جِلد آکر تُمھیں انکی نظروں کے سامنے سے اٹھا کر لے جاؤگا اور تُمھیں ایسی سزا دوگا جس سے تمہاری یہ نازک جان کانپ کر رہ جائے گی."

وہ اسکی سماعتوں میں دہشت ناک لہجہ ڈال کر پیچھے ہٹا اور کچھ دیر اسی طرح اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتا رہا پھر سبز آنکھوں کی نمی کو صاف کرتا تیزی سے پیچھے مڑا اور لمبے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

رات کے دو بج رہے تھے پورا جہاں اس وقت سویا ہوا تھا اور اسکی سبز آنکھوں میں تو فاطمہ کے دور جاتے ہی رتجگوں نے جگہ بنالیا تھا۔۔

اس لمحے وہ جتنی شدت سے اسے یاد آرہی تھیں اتنی شدت سے سامنے لٹکے پنچنگ بیگ پر اُسکے مکے برس رہے تھے۔۔۔۔

پیشانی کی رگیں تن کر اسکے جنون اور غصے کو ظاہر کر رہے تھے جبکہ لب آپس میں بھینچے وہ خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیوں ڈول کیوں مجھے چھوڑ کر تُم نے اُنکو چنا جو تمہاری حفاظت نہیں کر سکے کیوں تُم نے اپنے بربادی کے زمہ داروں کا ہاتھ اتنی آسانی سے تھاما ہاں کیوں۔۔۔"۔۔

اچانک وہ غصے و جنون کی کیفیت میں جلتا سامنے کے گلاس وال پر شدت سے اسنے مکا مارا تو وہ گلاس وال ٹوٹ کر کرچیوں میں بدلا اور اسکے ہاتھ سے دیکھتے ہی دیکھتے خون بہنا شروع ہو گیا۔۔

شیر یہ کیا کر رہے ہو تم خود کو کیوں نقصان پہنچا رہے ہوں کیا"
ہوا ہے ہاں ٹیل می کیا تمہارے ساتھ کچھ ہوا ہے تم اس طرح
صرف اس وقت کرتے ہو جب تم یا تو اپنے شکار کو کھو دیتے ہو یا
شدید غصے میں ہوتے ہو۔؟؟

وہاں آتیں اُسکے سینئر نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے پریشانی
سے اسکے ہاتھوں سے نکلتے خون کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"چاچو۔۔۔"

انکی آواز پر وہ انکی طرف بڑھا اور انکے سینے سے لگ کر روتے ہوئے کہنے لگا وہ صرف انکے ساتھ اس طرح بچوں کی طرح ضد کرتا تھا یا ہنس کر باتیں کرتا تھا کیونکہ خان ولا میں وہ کسی سے اتنا نزدیک نہیں تھا جتنا وہ انکے نزدیک تھا۔۔۔

کیا ہوا ہے میرے شیر کو بتاؤ مجھے۔۔؟؟"

وہ اسکی چوڑی پشت کو سہلاتے ہوئے پوچھنے لگے۔۔۔

"چاچو وو۔۔۔وہ چلی گئی چلی گئی مجھے چھوڑ کر۔۔۔"

وہ ان سے الگ ہو کر اپنی سبز آنکھوں میں نمی لیے بولا۔

کون چلی گئی شیر تم کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔؟؟"

انہوں نے نا سمجھی سے اپنے سخت مگر نرم دل بھتیجے کو دیکھا جو آج انہیں ٹوٹا ہوا لگا۔۔

چاچو وہ جس کی سیاہ آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ یہ دل شدت" سے جلا تھا پہلی بار اُسے خوفزدہ دیکھ یہ دل لرزا تھا وہ جس سے عشق کا مطلب اس پتھر دل فوجی کو سمجھ میں آیا تھا وہ جو اس دل کا جنون بنا تھا وہ آج مجھے تنہا چھوڑ کر انکے پاس چلی گئی جنکی غیر زمہ داری کی وجہ سے وہ برباد ہوئی تھی وہ لڑکی سردار کو چھوڑ گئی چلی گئی اپنی دنیا میں مجھے پاگل کرنے کے بعد۔۔۔"

وہ جنونیت سے اپنے سینے کو مارتے ہوئے کہنے لگا وہ لڑکی اسکی جنون بن گئی تھیں سوچ تو اسنے لیا تھا کہ وہ اُسے چھوڑے گا تو وہ بلکل بھی نہیں اسے اپنی زندگی میں واپس ضرور لائے گا بس آج جو چوٹ اسے لگی تھی وہ اس سے ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

"تم ایک شیر ہو اور شیر اس طرح روتے نہیں ہے بلکہ لڑتے ہیں اپنی آخری سانس تک اور مجھے امید ہے تم جلد میری بہو کو لاؤ گے اگر یہ تم نے نہیں کیا تو میں تمہیں چھوڑو گا نہیں۔۔"

انہوں نے آگے بڑھ کر اسکی پیٹھ کو تھپکی دیتے ہوئے کہا تو وہ سبز آنکھوں سے نمی کو صاف کرتا سنجیدگی سے انہیں دیکھتے ہوئے سر ہلانے لگا۔۔۔

"چاچو میں آپکی بہو ضرور واپس لے کر آؤں گا یہ وعدہ ہے میرا آپ سے اور اپنے دل سے۔۔
وہ صرف میری ہے سردار نے کبھی اپنی چیزیں شئیر نہیں کی ہے تو میں اسے کیسے کسی اور کو دو نگا وہ میری زندگی ہے اسے کیسے میں شئیر کرنے دو گا۔۔"

وہ پختہ لہجے میں کہتا انہیں مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

تو کب لا رہے ہو ہماری بہو کو خان ولا میں جلدی لے کر آؤ مجھے "
حالات کچھ سازگار نہیں لگ رہے ہیں خان ولا کے آج کل سننے
میں آرہا ہے وہاں تمہاری شادیوں کی تیاریاں زور و شور سے کی جا
"رہی ہیں۔۔

وہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگے وہ جانتے تھے
کہ وہ پہلے سے ہی انکے دوسرے نمبر بھائی کی بیٹی سے شادی نہیں
کرنا چاہتا تھا اور اب تو انہیں اسکی حالت دیکھ کر ڈر لگنے لگا تھا کہ
کچھ غلط نہ ہو جائے۔۔۔

نہیں چاچو میں اپنی بیوی کو خان ولا نہیں لے کر جاؤ گا مجھے سخت "
نفرت ہے اس شخص سے اسکی اولاد سے اور اسکے اس گھر سے
جس نے میرا اکلوتا سگا رشتہ مجھ سے چھینا تھا۔۔
میں اس گھر کے صرف دو فرد کو چاہتا ہوا اور وہ آپ اور دا جی ہے
جن سے میں محبت کرتا ہوں کیونکہ آپ دونوں نے انہیں
سپورٹ کیا تھا باقی تو انکے خلاف ہو گئے تھے کیا محبت کرنا گناہ ہے
انہوں نے کیا تو انکے لیے کیوں گناہ بنا دیا ان لوگوں نے کیوں
انہیں اتنی بڑی سزا دی ان سب نے مل کر اور میں اس شخص کی
بیٹی سے کیسے شادی کر سکتا ہوں جس نے میرے سگے باپ کو مجھے
"سے چھینا تھا۔۔۔

وہ خان ولا کے لوگوں اور عروہ خان کو سوچتے ہوئے سخت نفرت سے کہنے لگا۔۔

ان سے اتنا نفرت کیوں کرتے ہو بیٹا وہ سگے ہیں تمہارے کوئی" "غیر تو نہیں ہے۔۔

انہوں نے بے بسی سے اسے دیکھا جو سخت نفرت میں آج بھی جل رہا تھا اور اسی نفرت کی وجہ سے آج وہ اپنوں سے ان خود غرض خونی رشتوں سے دور تھا۔

"ہنہہہہ سگے۔۔۔"

وہ طنزیہ ہنسا۔۔

"سگا رشتہ صرف میرا تین لوگوں سے ہے ایک داجی سے اور دوسرا اپنے سگے باپ سے اور تیسرا آپ سے چاچو وہ لوگ صرف میری خوشیوں کے دشمن ہے نا انہوں نے گیارہ سالہ سردار حیدر خان کو خوش رہنے دیا اور نہ چوبیس سال کے سردار حیدر خان کو وہ خوش ہونے دے رہے ہیں کیوں وہ بار بار میری خوشیوں کے دشمن بن جاتے ہیں چاچو کیوں۔۔؟؟

وہ نفرت سے کہتا نم آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگا جو خود بھی آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہے تھے انہیں اس وقت شدت سے اپنا یار اپنا جڑواں بھائی شدت سے یاد آیا

سردار حیدر خان کو دیکھ کر انہیں ہمشیہ سردار لالہ کی یاد شدت سے آتی تھی کیونکہ وہ بلکل اپنے باپ کی کاربن کاپی تھا۔۔۔

وہی آنکھیں وہی ناک وہی ہونٹ اسنے انہیں سے چرائے تھے وہ آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"یاہو ہم لاسٹ راؤنڈ میں پہنچ گئے۔۔۔

نورِ حرم ایل سی ڈی کے آگے بیٹھی گیم کھیل رہی تھی جب وہ لاسٹ راؤنڈ پر پہنچی تو زور سے چیخی پاس ہی بیٹھا غزلان شاہ جو اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

آئی لو یو شاہ سائیں آپ نے میرے کہنے پر یہ ایل سی ڈی لگایا" ہمیں گیم کھیلنا اور مووی دیکھنا بے حد پسند ہے شکر ہے آپ نے ہمارے کہنے پر فوراً عمل کر کیا اور اگر آپ نے انکار کر دیا ہوتا نہ تو "ہم خود جا کر لے آتے۔۔۔

وہ خوشی سے چہکتی ہوئی اُسکے پاس آ کر اُسکے گالوں کو چھو کر بولی۔۔

گستاخ لڑکی آرام سے ورنہ ہمارے کان پھٹ جائے گے اور ہم" نے غلط کیا جو آپکے کہنے پر یہ ڈبہ اپنے گھر لے آئے اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ یہ شیطان کی خالہ سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں تو ہم کبھی شیطان کی خالہ کی بات نہ مانتے نظر انداز کرتے بلکہ اپنے کان لپیٹتے اب بس بہت ہو گیا آپ کوئی بھی گیم ویم نہیں کھیلیں گی آپ بس اپنے سر تاج کو خوش کرے دیکھے تو کتنا تھکا ہارا باہر سے آئے ہیں ہم لیکن آپ نے تو جھوٹے منہ نہ چائے کا پوچھا نہ پانی کا "کیا ایسی ہوتی ہے اچھی بیویاں۔۔۔

وہ کب سے غصے سے کبھی اُسے تو کبھی ایل سی ڈی پر چلتے گیم کو دیکھ رہا تھا جب اُس سے یہ سب برداشت نہ ہوا تو آگے بڑھا اور اُسے پیچھے دھکیل کر اُسکے اوپر جھکا اور اُسے شیطان کی خالہ اور یہ

سب کہتے ہوئے وہ اُسے غصہ دلا کر مزے سے اسکے غصے سے تھر تھراتے لبوں پہ جھکا۔۔

"شاہ سائیں چائے پانی سے مزے دار چیز تو یہ۔۔۔"

نورِ حرم اُسکی حرکت پر نظر اُسکے اوپر ٹکا کر شریر لہجے میں اپنی انگلی لبوں پہ پھیرتے ایک لمحے کو ٹھہری۔۔

"یہ ہمارے چاکلیٹ ہیں۔۔"

وہ نیچے لیٹے لیٹے ہی اپنا ایک ہاتھ سامنے رکھے ٹیبل کی جانب بڑھا کر چاکلیٹ کا بڑا سا باکس اٹھا کر ایک آنکھ دبا کر چہکتی ہوئی بولی۔۔

نہیں بلکل بھی نہیں ہمیں اس چاکلیٹ سے بھی زیادہ مزے"
دار تو یہ آپکے خوبصورت لبوں کی تھرتھراہٹ اور انکے اوپر
ٹھہرے یہ شبنمی قطرے لگتے ہیں جنہیں چھو کر ہم خود کو کسی اور
"جہان میں تصور کرنے لگتے ہیں۔۔

وہ اُسکے اوپر جھکا اُسے دیکھ رہا تھا کہتا ہوا وہ اچانک سے اُسکی
شرارت سے تھرکتے ہوئے خوبصورت اور کٹاؤ ڈار نازک گلابی
لبوں پہ شدت سے جھکا اور اسکے لبوں کے کناروں پہ ٹھہرے اُن
شبنمی قطروں کو چھونے لگا۔۔۔۔

"شاہ سائیں وہ اس لیے آپکو لگتا ہیں کیونکہ ہم ایک چاکلیٹ لوور ہے اور اگر ہم چاکلیٹ کی طرح نہیں ہونگے تو کیا آپکی طرح کڑوے کریلے کی طرح ہونگے۔۔۔"

اسکے کشادہ سینے پر ہاتھ رکھتی وہ اسے پیچھے دھکیل کر معنی خیزی سے ایک آنکھ دبا کر بولی غزلان سائیں اسکی بات پر اسے ٹھوڈی سے پکڑ کر اسکی چھوٹی سی ناک کو چھو کر اوپر اسکی پیشانی کی جانب بڑھا محبت سے اسکی پیشانی چھو کر باری باری اُسکی محبت کی خوشیوں سے بھیگ رہے پلکوں کو چھونے لگا۔۔۔

شاہ سائیں آپ اپنے رومینس کا اسکور بعد میں بڑھایئے گا ابھی" آپ خاموشی سے وہاں جا کر بیٹھ کر ہمیں ہمارے گیم کے اسکور کو "بڑھاتے ہوئے ہمیں دیکھے۔۔۔

وہ ہنستی ہوئی اسے پیچھے دھکا دیتی اٹھی اور صوفے پر بیٹھ کر گیم کا ریموٹ اٹھا کر وہ مسکراتی ہوئی اپنا راؤنڈ پورا کرنے میں لگ گئی مگر ایکدم سے غزلان سائیں نے وہاں آ کر اسے صوفے پر منہ کے بل گرا کر تیزی سے اُسکے دونوں ہاتھ پیچھے کمر پر باندھ کر ریموٹ وہ اسکے ہاتھ سے لے کر نیچے پھینک کر پیچھے سے اسکے ریشمی بالوں کو ہٹا کر اپنے لب رکھتا ہوا اسے مچلنے پر مجبور کر گیا۔۔

"گستاخ لڑکی اِس وقت آپ صرف ہمارے ساتھ کھیلے ہمیں اپنے عشق میں ہرا کر اپنی آغوش کی گرمی سے پگھلا کر اپنی قربت سے مہکا کر اور اپنی آنکھوں کے نشیلی جام پلا کر ہمیں دیوانہ بنا کر جیت کر بھی ہار جائے کیا آپ اس گیم کو کھیلنا پسند کرے گی ہمارے ساتھ گستاخِ جاناں۔۔"

وہ اُسکا چہرہ اٹھا کر اسکی گوری اور شفاف گردن کے نیچے اپنے لبوں کو لے جا کر اپنے ہاتھوں میں اُسکے نازک ہاتھ ڈال کر اوپر کرتے ہوئے وہ بوجھل لہجے میں کہنے لگا۔۔

شاہ سائیں ایک بار اچھے سے سوچ لیں آپ ایک ڈیول کو جگا"
رہے ہیں کئی ایسا نہ ہو آپکو وہ ڈیول رات میں چاند کی سیر کرانے
"کے بجائے اپنی دنیا کی سیر کرادے۔۔

نورِ حرم جو صوفے پر منہ کے بل گری تھی اسکے چہرہ اوپر اٹھانے
کی وجہ سے وہ سامنے شیشے پر نظر آتے اسکے عکس کو اپنی بھاری
خمار آلود نینوں سے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

سوچنے کا بلکل بھی وقت نہیں ہے ابھی گستاخِ جاناں ابھی"
صرف عمل کرنے کا وقت ہے اور عشق پیار بھری باتیں سُننے اور
"سُنانے کا۔

وہ اُسکی سُرخ کان کی لوؤں کو چھوتا ہوا گھمبیر آواز میں بولا تو نورِ حرم اپنے دونوں ہاتھ اُسکی گرفت سے نکال کر پیچھے لے جا کر اسکے کشادہ سینے کو چھو کر اسے ہٹانے لگی مگر تبھی اسکو اپنا چہرہ پکڑ کر اپنے لبوں پہ جھکتے ہوئے دیکھ وہ ٹھہر گئی۔۔۔

"آپ ایک اینجل اور ہم ایک ڈیول قسم سے ہماری جوڑی کو کسی کی نظر نہ لگے شاہ سائیں بلکہ آپ ایک کام کریں ایک تعویذ لا کر ہمیں دے جب ہم دونوں اس تعویذ کو پہنے گے نہ تو حاسدین لوگوں کی حسد سے بچے گے جو ہم سے جلتے ہیں۔۔"

آنکھوں میں شرارت لیے کہتی وہ ایکدم سے پیچھے مڑی اور اپنے لبوں سے اُسکے دہکتے لبوں کو چھو کر وہ اپنا محبت بھرا لمس مدہوشی

کے عالم میں وہاں بخشنے لگی وہ بھی بے خودی سے اُسکے اوپر جھکا اپنا پیار اُس پر لٹانے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

شاہ بی بی یہ آپکی دوست نظر نہیں آتیں کہاں ہے وہ آجکل کئی کسی نئے بکرے کو تو نہیں ٹھکانے پہ لگانے پر لگی تو نہیں ہے وہ جلاد رانی۔۔۔؟؟؟

صبح ناشتے کی میز پر صرف وہ دونوں بیٹھے تھے دونوں سر جھکائے ناشتہ کر رہے تھے تبھی عالم داد کو ماہ مہر کا خیال شدت سے آیا تو وہ اپنی سرمئی آنکھوں کو اوپر اٹھا کر اُس شیطان کی خالہ کو دیکھنے لگا جو

خاموشی سے ناشتہ کر رہی تھی پیر سائیں تو صبح ہی اپنے ڈیرے پر نکل چکے تھے۔۔۔

"ایک شرط پر بتائیں گے ہم۔۔۔"

وہ آملیٹ کھاتی ہوئی مزے سے بولی تو عالم داد جل کر رہ گیا اور نظروں میں سختی لیے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر وہ اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"جی شاہ بی بی بتایئے آپکی کیا شرط ہے۔۔۔"

نورِ حرم اسکی بات پر آنکھوں میں شریر چمک لیے اور ہونٹوں پہ خوبصورت تبسم سجا کر اسے دیکھنے لگی جو شعلہ جوالہ بنا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"آپ کے پیر سائیں کی پسند ناپسند اور وہ کس چیز سے سب سے زیادہ ڈرتے ہیں اور کس سے زیادہ نہیں ڈرتے سب مجھے ایک ایک کر کے بتائیں پھر ہم آپکو مہر کا پتہ بتائیں گے کہ وہ آجکل کیا کر رہی ہے اور کہاں پر ہے۔۔۔"

نورِ حرم شرارت سے آنکھ دبا کر اس سے پوچھنے لگی۔

سب سے بڑی چیز وہ آپ جیسی شیطان کی خالہ کو پسند کرتے" ہیں دوسری اور سب سے افسوس والی بات وہ کتوں سے سخت ڈرتے ہیں۔۔۔

عالم داد نے دانت کچکچا کر اسے غصے سے گھورنے لگا۔۔۔

وہاٹ اتنے ہینڈسم اور ہاٹ مین صرف ایک چھوٹے سے کیوٹ" سے کتے سے ڈرتے ہیں سچ میں بہت مزا آنے والا ہے جب ہم اپنے جرمن کتے کو یہاں لا کر انکے پیچھے لگائے گے واللہ وہ منظر بھی کتنا سہانا ہو گا نا جب ہمارا کتا پیر سائیں کے پیچھے ہو گا اور پیر "سائیں ہمارے پیارے کتے کے آگے افففف۔۔۔

وہ ہنستی ہوئی خیالوں میں اسے کتے کے آگے بھاگتے ہوئے دیکھنے لگی جبکہ اسکی بات پر عالم داد اُسے گھور کر رہ گیا۔۔۔

ہمیں ایسے مت گھورے اگر گھورنا چاہتے ہیں تو شوق سے" گھوریئے ہم تو بلکل بھی نہیں بتائیں گے کہ آپکی زوجہ اس وقت "کہاں مصروف ہیں۔۔۔

وہ اسکے گھور کر دیکھنے پر سخت نظروں سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

"یہ غضب مت کرنا ورنہ ہم مر جائے گے اگر ہم نے اپنی بیگم کو نہیں دیکھانا ں تو شاہ بی بی قسم ہے ہم آپکے کتے کو یہاں آنے نہیں دے گے۔۔"

وہ اسے دھمکی آمیز لہجے میں کہتا اسے سچ میں ڈرا گیا کیونکہ غزلان سائیں کے بعد عالم داد ہی خاص فرد ہے جو اس انسان یا جانور کو اندر آنے کی اجازت دے گا تب ہی وہ اندر آسکے گا۔۔۔

"عالم بھائی آپ جائے نہ وہاں اور لے کر آئے ہمارے کتے کو۔۔۔"

وہ تیزی سے اسے بھائی بولتی ہوئی بولی۔

"ہم کیوں لے کر آئے لڑکی جاؤ خود ہی لے کر آؤ اپنے نمونے کو۔۔"

عالم داد نے سخت تیوریاں چڑھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کو اپنی بیگم سے اس وقت ملنا ہے تو آپکو یہ کام تو کرنا پڑے گا ورنہ بھول جائے اپنی لواسٹوری کو کیونکہ آپکی لواسٹوری کی چابی اس وقت ہمارے کتے کے گلے کے پٹے پر بندھا ہے۔۔۔"

وہ معنی خیزی سے مسکرا کر بولی۔۔

مطلب۔۔؟؟"

عالم داد نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا تو وہ آگے بڑھی اور اسے کہنے لگی تو ساری بات سننے کے بعد وہ مٹھیاں کھستا اٹھا اور غصے سے باہر نکلا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

صاب آپکو کس سے ملنا ہے۔۔۔؟؟

عالم داد اس وقت اس جلادرانی کے بنگلے کے دروازے کے آگے کھڑا اندر جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا تبھی بڑی بڑی مونچھوں والے خان نے اپنی بھاری آواز میں اس سے ہوچھا۔۔

"نورِ حرم بی بی نے ہمیں بھیجا ہے۔۔۔"

وہ اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو خان نے سر ہلایا اور تیزی سے پیچھے جا کر اس چھوٹے سے ڈبے نما کمرے میں چلا گیا جو اسطرح کے بنگلے کی سیکورٹی پر مامور گارڈز کے لیے بنایا جاتا ہے وہ اندر سے اجازت لینے کے بعد گیٹ کھول کر اسے اندر جانے کا اشارہ کرتا خود وہی جا کر بیٹھا۔

کتنا عیجب ہے یہ ہمارے لیے انکا داماد پہلی بار انکے گھر میں آیا" ہے اور یہ لوگ اسکا استقبال اسطرح روکھے پھیکے انداز میں کر رہے ہیں بہت افسوس کی بات ہے اب ہمیں ہی کچھ کرنا پڑے گا "ورنہ یہ میڈم تو طلاق کا شوشا چھوڑ دے گی جلد۔۔

وہ بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا تبھی اسے نسوانی قہقہہ سنائی دیا تو وہ اُس طرف دیکھنے لگا جہاں وہ کھڑی کسی لڑکے سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہی تھی یہ منظر دیکھ عالم داد کو سخت غصہ آیا تو سامنے پودوں کو پانی دیتے مالے کے ہاتھ سے پائپ پکڑ کر اسنے غصے سے پائپ کا رخ اس لڑکے کی طرف کیا تو وہ مکمل بھیگتا چلا گیا ماہ مہر جو ہنس ہنس کے باتیں کر رہی تھی سامنے کھڑے لڑکے

کو بھیگتے ہوئے دیکھ وہ سخت ساکت رہ گئی پھر تیزی سے اسنے اپنی نظریں اس جانب کی جہاں وہ کھڑا غصے سے
اور جلن کے مارے اس لڑکے کو بھگو رہا تھا بلکہ یہ کہنا ٹھیک رہے گا کہ بھگو بھگو کر مار رہا تھا۔۔۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو پاگل انسان پائپ نیچے پھینکوں ورنہ۔"

ماہ مہر خان سخت غصے سے اسکے پاس پہنچ کر اسے بولی۔۔

"ایک شرط پر محترمہ ہم پائپ نیچے کرے گے جب آپ اس نمونے کو ہماری نظروں کے سامنے بے عزت کر کے یہاں سے بھگائے گی۔۔۔"

عالم داد سرخ آنکھوں سے اس لڑکے کو دیکھ کر غرایا اسکا اس وقت تن بدن جل رہا تھا جلن کے مارے کہ اسکی بیوی اسے چھوڑ کر کسی غیر مرد کے ساتھ ہنس کر باتیں کر رہی تھیں۔۔

"آر یو میڈ تمہارا دماغ تو اپنی جگہ پر درست ہے کے نہیں یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو بھلا میں کیوں اپنے کزن کو دھکے دے کر بے عزت کر کے اسے اپنے گھر سے باہر نکلنے کا کہوں۔۔"

وہ سخت نظروں سے اُسے گھورتی ہوئی بولی تو عالم داد کزن لفظ سن کر ایک شعلہ برساتی نظروں سے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھنے لگا۔۔۔

"کزن تو ہے ناں یہ آپکا اور یہ آپ کس خوشی میں اس سے اتنا فری ہو رہی تھیں لڑکی۔۔۔"

وہ غصے سے دونوں کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں۔۔۔؟؟"

ماہ مہر خان کی غصیلی آواز پر وہ اپنا سر اٹھا کر اسے بغور دیکھنے لگا دو دن بعد اسے دیکھ رہا تھا لیکن اسے ایسا لگ رہا تھا وہ اسے پورے دو سال بعد دیکھ رہا ہے۔۔

نورِ حرم بی بی نے بھیجا ہے آپ پوچھ لے کہ انہوں نے ہمیں"
"یہاں کیوں بھیجا تھا۔۔۔

وہ غصے سے اُسے کھڑے دیکھ رہا تھا سخت گیر لہجے میں بولا تو وہ تیزی سے غزلان سائیں کی حویلی کے نمبر پر کال ملانے لگی جو کچھ دیر بعد نور حرم نے اٹھالیا جو کب سے اسی کال کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔

ماہ آگیا تمہارا محبوب ہبی۔۔؟؟"

دوسری طرف نور حرم نے شریر لہجے میں کہا۔۔

"شٹ اپ نوری بتاؤ کیوں تم نے اس شکی مزاج کو میرے گھر بھیجا ہے۔۔؟؟

وہ سخت غصے سے دوسری طرف موجود نور حرم سے بولی۔۔

"اپنے کتے کے لیے ماہ سچ میں ہمیں اسکی شدت سے یاد آتی ہے وہ تو شکر ہے اسے ہم نے آپکے پاس بھیجا تھا ورنہ وہ ہمارے ڈیڈ کے گھر میں ہوتا تو بھوک سے مر جاتا۔۔"

نورِ حرم افسوس سے بولی تو ماہ مہر اسکی دکھوں بھری کہانی سنے بغیر فون کاٹتی تیزی سے اندر کی جانب بڑھی تو عالم داد اس لڑکے کو

گھورنے لگا تبھی وہ ایک جرمن شیفرڈ کتے کو پکڑے وہی آتیں ہوئے نظر آئی۔۔

"یہ لو اور یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔۔۔"

رسی اسے تھما کر غصے سے کہتی مڑی جبکہ اسکی حرکت اور لہجے پر عالم داد اپنی مٹھیوں کو غصے سے کھسنے لگا اور سرخ سرمئی آنکھوں سے اسے اس لڑکے کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥

ہر طرف اندھیرا تھا وہ کہاں تھی دن تھا کہ رات اُسے کچھ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا کیونکہ اُسکی آنکھوں کو پٹیوں سے جکڑا گیا تھا اور ہاتھوں کو رسیوں سے۔۔۔۔

وہ صرف محسوس کر سکتی تھیں کہ اسکے پاس کوئی ہے یا نہیں اس وقت خاموشی تھی مطلب یہاں اسکے علاوہ کوئی نہیں تھا وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی تبھی اسے اپنے گھٹنے پر چھبن کا احساس ہوا تو وہ سسکی۔۔۔

لیکن ایکدم سے اسکے دماغ میں ایک خیال آیا تو وہ اپنا چہرہ اندازے سے نیچے اس جگہ پر لے کر گئی جہاں وہ چیز تھیں۔

وہ نیچے جھک کر اس چیز کو اپنے ہونٹوں سے چھونے لگی تو اُسکے ہونٹ اس چیز سے ٹکراتے ہی چھل گئے تو وہ تڑپ کر پیچھے ہٹی مطلب اسکا شک صحیح نکلا وہ ایک کانچ کا ٹکرا تھا

تبھی تیزی سے اپنا رخ بدل کر اپنے بندھے ہاتھ احتیاط سے اس چیز کی طرف بڑھانے لگیں اور بہت کوششوں کے بعد وہ چیز اسکے ہاتھوں لگیں تو وہ تیزی سے رسی کاٹنے لگی اور جب رسی ڈھیلی پڑ گئی تو وہ اپنے دونوں ہاتھ زور سے جھٹک کر ان رسیوں کو ہٹا کر تیزی سے اپنے ہاتھ آنکھوں کی جانب لے جا کر وہ پٹی ہٹا کر اپنے آس پاس دیکھنے لگی تو خود کو ایک پوسدہ سے کمرے میں پا کر وہ آنکھوں میں سرد مہری اور ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر پورے

روم کا جائزہ لینے کے بعد اٹھی اور سامنے رکھے ڈبوں کا جائزہ لینے لگی جن کے اندر پانی کے بوتل تھے۔۔۔

"ناؤ یور ٹائم از ڈاؤن لٹل ڈیول۔۔۔"

وہ ان ڈبوں سے دور ہو کر ایک بار پھر روم کا جائزہ لینے لگی تو سامنے ایک بجلی کے تار کو نیچے گرے دیکھ وہ شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجا کر تیزی سے آگے بڑھی اور ڈبوں سے ساری بوتل باہر نکال کر پانی نیچے پھینکنے لگی یہ کام نھبٹا کر وہ بھاگی اور اس تار کو پانی کے اندر رکھتی واپس اپنی جگہ پر آئی اور آنکھوں پر پٹی باندھنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پیچھے لے جا کر اسی طرح بیٹھ گئی جس طرح پہلے بیٹھی تھی اب اسے اسکا انتظار تھا جس نے اسے اغوا کیا

تھااور اسے پکا یقین تھا کہ اس شخص نے اسے کسی غلط ارادے سے اٹھایا ہے۔۔

♥♥♥♥♥

خان ولا کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھااور جسکی وجہ سے یہ سب کیا گیا تھااسے ہی اُن لوگوں نے بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا بلکہ وہ سب مل کر اس پر اپنا فیصلہ تھوپنا چاہتے تھے خاص کر سردار مجتبیٰ خان۔۔

مجتبیٰ خان اور ارتضیٰ خان پہلے اُسکے باب کی جوانی میں انکا فیصلہ کرتے تھے اب اس پر بھی اپنا قبضہ جمانا چاہتے ہیں لیکن وہ اپنے باپ کی طرح انکا فرمابردار نہیں بننا چاہتا تھا۔۔

جو اُسکے باپ نے اپنے رشتوں کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے چکر میں اپنے باپ سے زیادہ اپنے دونوں بڑے بھائیوں کی بات مان کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی سے خود کو محروم کیا۔۔۔۔۔

اُنکی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ انکی شادی کا انکی جیون ساتھی چننے کا فیصلہ مجتبیٰ خان اور ارتضیٰ خان نے کیا تھا وہ جسے اپنے دل میں بسائے ہوئے تھے اس لڑکی کو اپنی محبت کا اظہار کیے بغیر خاموشی

سے اُس لڑکی کی زندگی سے نکل گئے تھے صرف اپنے بڑے بھائیوں کی وجہ سے۔۔ مگر

جب اُسکی بیوی کی ڈیتھ اُسکی بیٹی سجل مرتضی خان کی پیدائش کے وقت ہوئیں تب ٹھیک سات ماہ بعد جب اُس نے دوسری شادی اپنی اُسی پسند کی لڑکی سے کی اور جب وہ اس لڑکی کے ساتھ خان ولا میں گیا تب سردار مجتبیٰ خان اور سردار ارتضیٰ خان نے جو ہنگامہ کیا تھا وہ ان دو معصوم بچوں کیلئے پوری زندگی کیلئے ایک امتحان بن جائے گا یہ مرتضی خان کو بھی پتہ نہیں تھا ورنہ وہ اپنے دونوں بچوں کو خاموشی سے یہاں سے لے جاتا۔۔۔۔

یہ سب کیا ہیں۔۔۔؟؟"

خان ولا کے سفید خوبصورت عمارت کو رنگ برنگے لائٹوں سے سجے دیکھ وہ سرخ آنکھوں سے سامنے کھڑے مجتبی خان کو دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

"بیٹا تمہاری شادی کی تیاریاں۔۔"

وہ اپنے ازلی سنجیدہ لہجے میں بولے۔۔۔

"میں آپکا بیٹا نہیں ہو میں صرف مرتضیٰ خان کا بیٹا ہو سمجھے آپ اور آپ نے کس کی اجازت سے یہ سب کیا ہیں ہاں۔۔؟؟

وہ انکی طرف دیکھتے ہوئے نفرت سے بولا۔۔۔

اسے پسند نہیں تھا کہ سامنے کھڑا شخص اسے بیٹا کہے اسے سخت زہر لگتا تھا انکے منہ سے اپنے لیے بیٹا سننا۔۔

اپنے خود کے اجازت سے سردار حیدر خان تُم جانتے ہو یہاں" اس گھر میں صرف میرا حکم چلتا ہے اور فیصلہ جو میں کرتا ہو وہی سبکو خاموشی سے ماننا پڑتا ہے اگر کوئی نہیں مانتا ہم اُسکا حال کیا کرتے ہیں اسکی مثال ماضی میں جو تُمہارے نافرمان باپ نے کیا تھا وہ سبکو پتہ ہے اور ہم نے اسکے ساتھ کیا کیا تھا وہ بھی سب جانتے ہیں تو تم کیسے بھول گئے اپنے باپ کا انجام۔۔"

مجتبیٰ خان نے سخت تیوریاں چڑھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تو انکی بات پر وہ زور سے تالیاں بجاتے ہوئے انکے پاس قدم بڑھانے لگا۔۔۔

یہ بات میں کیسے بھول سکتا ہوں ہاں۔"

یہی پر میں کھڑا رویا تھا نا مجتبیٰ خان میں اپنے باپ کو باہر نکالتے ہوئے دیکھ کر بہت رویا تھا اس دن لیکن آپ میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا تھا اس گیارہ سالہ حیدر خان کو سنبھالنے کیلئے صرف بابا کے ساتھ سانس لے کر اِس دنیا میں انکے ساتھ آنے والے انکے ایک منٹ چھوٹے بھائی نے آگے بڑھ کر مجھے سنبھالا تھا پتہ ہے میرے دل میں اپنے باپ کے دونوں بڑے بھائیوں کیلئے نفرت پہلے کب پیدا ہوا اس وقت پیدا ہوا جب آپ نے

میرے بابا کے لیے لڑتے ہوئے اپنے باپ کو غصے سے دھکا دیا تھا آپ لوگ اس وقت اتنے گر گئے تھے کہ اپنے بڑوں سے انجانے میں غصے کی حالت میں اپنے بڑوں سے اس طرح پیش آئے تف ہے آپ دونوں پر مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میرے رگوں میں آپ دونوں کا خون کیوں ڈور رہا ہے۔۔"

وہ سبز آنکھوں میں نفرت لیے اُنہیں دیکھتے ہوئے اس دن کو ایک بار پھر سے یاد کرتے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نفرت سے کہنے لگا جب بھی وہ اس دن کو یاد کرتا تھا تو انکے لیے نفرت اور بھی زیادہ بڑھ جاتا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

سردار سرفراز خان کے چار بیٹے تھے سب سے بڑے سردار مجتبیٰ خان اور دوسرا سردار ارتضیٰ خان اور پھر اسکے بعد انکے دو جڑواں بیٹے سردار مرتضیٰ خان سردار مصطفیٰ خان جو انکے دونوں بڑے بیٹوں سے سات سال چھوٹے تھے۔۔

پہلے وہ پشاور کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتے تھے لیکن جب مجتبیٰ خان اور ارتضیٰ خان نے پڑھ لکھکر کراچی میں اپنا ایک کاروبار ساتھ میں شروع کیا تو اپنی محنت سے وہ کراچی میں اپنا نام بنانے میں کامیاب ہو گئے

تب وہ دونوں کامیاب بزنس مین بن کر جب پشاور اپنے گھر لوٹے تو اکیلے نہیں تھے انکے ساتھ انکی بیویاں بھی تھیں جنہیں دیکھ سرفراز خان کو دکھ تو ہوا کہ وہ کیسے اپنے باپ سے چھپ کر خاموشی سے شادی کر سکتے ہیں پھر وہ خوشی سے انہیں گلے لگا کر اپنی بہوؤں کے سر پر ہاتھ کر ان سب کو قبول کر گئے مگر پھر انکی زندگی تب بدلی جب وہ اپنے دونوں جڑواں بیٹوں کے ساتھ اپنے دونوں بڑے بیٹوں کے ساتھ کراچی رہنے کے لیے گئے انکی ماں تو مرتضی اور مصطفی کے پیدائش کے وقت ہی حرکت قلب بند ہو جانے کے وجہ سے چل بسی تھی۔۔

کراچی میں انکے ساتھ ساتھ انکے دونوں چھوٹے بیٹوں کی زندگی انکے بڑے بیٹوں کے فیصلوں کی وجہ سے جیسے ٹھہر سی گئی

تھی وہ جو بھی کرتے تھے صرف انکے کہنے پر کرتے تھے اگر وہ ضد کرنے لگتے تو وہ انہیں اپنے احسانات یاد کرواتے جو کہ وہ ان پر کر چکے تھے اگر سرفراز خان کو اپنے بیٹوں کی حاکم ذہنیت کا پتہ ہوتا تو وہ کبھی بھی اپنے چھوٹے بیٹوں کے ساتھ یہاں نہیں آتے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"ماضی"

مرتضی خان کون ہے یہ لڑکی۔۔؟؟"

جب مجتبیٰ خان اور ارتضیٰ خان نے مرتضی خان کو ایک لڑکی کے ساتھ خان ولا میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ سخت غصے سے آگے بڑھے اور اس سے پوچھنے لگے۔۔۔

"مجتبیٰ بھائی میری بیوی۔۔۔"

مرتضیٰ خان اپنے ہاتھ کے نیچے دبے اُس لڑکی کے ہاتھ کو دباتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

"سردار مرتضیٰ خان ابھی تمہاری بیوی کو مرے ایک سال بھی پورا نہیں ہوا ہے تم نے دوسری شادی کر لی اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی اِس لڑکی کو ہمارے گھر تک لانے کی ہاں۔۔۔"

ارتضیٰ خان نے آگے بڑھ کر اسے گریبان سے پکڑ کر غصے سے اسے گھورتے ہوئے بری طرح سے جھنجھوڑ کر سرد لہجے میں کہا۔۔۔

"بھائی میں صنوبر سے بے انتہا محبت کرتا ہوں اور اس وقت سے کرتا آرہا ہوں جب میری شادی زلیخا سے بھی نہیں ہوئیں تھی تب سے میں خاموشی سے صنوبر سے یک طرفہ محبت کرتا آرہا ہوں اس سے جب میں نے اظہار کرنے کا سوچا۔۔
تب آپ لوگوں نے زلیخا سے میری شادی طے کرنے کا مجھے کہا تب میں نے اپنی یک طرفہ محبت کو اپنے دل میں دبا کر آپ لوگوں کی عزت کی خاطر زلیخا سے شادی کر لیا اب جب مجھے اللہ

نے موقع دیا ہے تو میں کیوں خاموش رہ کر اپنی زندگی برباد کرتا بھائی میں نے جا کر صنوبر سے اپنی محبت کا اظہار کیا اور جب وہ مجھ سے شادی کیلئے راضی ہوئی تو میں نے اسکے ساتھ نکاح کر لیا۔۔

مرتضی خان مجتبیٰ خان اور ارتضیٰ خان کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ وہ دکھ سے انہیں دیکھنے لگا انکی فرمابرداری نے آج اسے یہ صلہ دیا کہ آج وہ اپنی خوشی کے لیے اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنا چاہتا تھا اور اسکے دونوں بھائی خوش ہونے کے بجائے اسکی فرمابرداری کو بھول کر اس سے نفرت کر رہے تھے۔۔۔

میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے نکاح کیا ہے جو آپ لوگ مجھے "
نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں میں نے کچھ غلط تو نہیں
کیا ہے کیا میں خوش نہیں رہ سکتا ہوا اپنی زندگی کے فیصلے خود نہیں
کر سکتا ہوں بھائی آپ لوگوں کے فیصلے نے دیکھے کیا رنگ دیکھایا
ہے آج زلیخا کہاں ہے اور بھابھی ان کو دیکھے کیا وہ خوش ہے
آپکے ساتھ۔

بھائی آپ لوگوں کے فیصلوں نے صرف اس گھر کے لوگوں کو
دکھ پہنچایا ہے خوشیاں نہیں دیا ہے میں بھی زلیخا کے ساتھ صرف
خوش رہنے کا ڈراما کرتا تھا اب جب وہ نہیں ہے میری زندگی میں
تو میں کیوں ساری زندگی اپنی محبت کو صنوبر سے چھپا کر یہ زندگی
اکیلا گذارتا مجھ سے رہا نہیں گیا اور میں نے جا کر اسے اپنی دلی

جز باتوں سے آگاہ کر دیا مجھے پتہ ہے میں نے اپنے بچوں کے ساتھ بہت زیادتی کیا ہے لیکن اب میں انکے ساتھ ایسا بلکل بھی نہیں کروں گا انہیں اپنے شفقت کے سائے میں پرورش کروں گا اور صنوبر بھی انکے لیے ایک اچھی ماں ثابت ہو گی کیونکہ وہ بہت اچھی ہے۔"

وہ اپنے بچوں کی طرف بڑھنے لگے جو سامنے انکی دونوں بھابھی کے پاس کھڑے تھے مجتبیٰ خان نے اپنی بیوی کو اشارہ کیا تو وہ تیزی سے سجل کو وہاں سے لے جانے لگی جو اسکی گود میں تھی جبکہ حیدر خان ارتضیٰ خان کی بیوی کے پاس کھڑا اپنے باپ کو کسی اور عورت کے ساتھ دیکھ رہا تھا اپنے باپ کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ وہ انکی طرف بڑھنے لگا لیکن ارتضیٰ خان کے

اپنی بیوی کو اشارہ کرنے پر وہ اسے پکڑ کر وہاں سے اسے لے جانے لگی مگر وہ زور زور سے روتے ہوئے مرتضی خان کو پکارنے لگا۔۔

"نو ڈیڈ مجھے ڈیڈ کے پاس جانا ہے چھوڑے مجھے۔۔"

وہ گیارہ سالہ بچہ روتے ہوئے اپنی چاچی کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"مجتبیٰ خان ارتضیٰ خان یہ تم دونوں ظلم کر رہے ہو جانے دو اس بات کو اور خوش رہنا اسکا بھی حق ہے تم لوگوں نے تو اپنی زندگیاں برباد کر دیا ہے اور ساتھ میں ان بچیوں کا بھی لیکن

میرے مرتضی کو تو آباد ہونے دو کیوں ہر وقت تم لوگ مرتضی اور مصطفی پر اپنا فیصلہ تھوپنا چاہتے ہو ہاں انہیں بھی حق ہے "پر سکون زندگی گزرانے کا۔۔

داجی شدید غصے سے آگے بڑھے اور اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو کہنے لگے جو غصے سے مرتضی خان کو گھور رہے تھے۔۔

" بابا آپ درمیان میں نہ آئے یہ ہمارا اور اس کا معاملہ ہے۔۔"

ارتضیٰ خان نے سنجیدگی سے کہا۔۔

" قاسم خان قاسم خان۔۔۔"

مجتبیٰ خان اپنے ملازم کو زور زور سے آوازیں دینے لگا تو وہاں بھاگتے ہوئے پہنچا اور نظریں نیچے جھکا کر اپنے مالک کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔

"قاسم خان دھکے دے کر اس باغی کو ہمارے گھر سے نکال دو اور اگر اس کا ساتھ کسی نے دیا تو اسے بھی اسکے ساتھ باہر نکال دینا۔۔۔"

مجتبیٰ خان کے حکم پر قاسم خان آگے بڑھا اور مرتضی خان کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر لے جانے لگا جبکہ وہ ساکت نظروں سے اپنے بھائیوں کو دیکھنے لگا جو سنگدل بنے کھڑے تھے۔۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو چھوڑو میرے بیٹے کو چھوڑو۔۔"

داجی غصے سے آگے بڑھے اور قاسم خان کے ہاتھ سے اپنے بیٹے کے ہاتھ نکالتے ہوئے کہنے لگے تو قاسم خان نے انہیں دور ہٹانا کے لیے اپنے ہاتھ سے انہیں دور کیا تو وہ دور ہونے کے بجائے نیچے جا کر گرے اور یہ منظر دیکھ مرتضی خان نے شدید غصے سے قاسم خان کو دور دھکیلا اور خود اپنے باپ کی طرف بھاگا جو نیچے گرے اپنے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا تھے۔۔۔

"مجھے پتہ ہے سردار مجتبیٰ خان سردار ارتضیٰ خان یہ عالیشان گھر اور کاروبار تم دونوں کی محنت اور پیسوں کی وجہ سے آج کھڑا ہے

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تم لوگ اتنا گروں کے اپنے باپ کو "اپنے ملازم کے ہاتھوں ہوں بے عزت کروں۔۔

مرتضی خان نے سخت تیوریاں چڑھا کر اپنے دونوں بھائیوں کو آج پہلی بار اتنے غصے اور نفرت سے دیکھا حیدر خان جواب مصطفی خان کا ہاتھ پکڑے کھڑا تھا۔۔

اپنے باپ کو اپنے بھائیوں پر چیختے ہوئے دیکھا وہ گیارہ سالہ بچہ اپنے دونوں بڑے چاچا کو سخت نفرت سے گھورنے لگا جو سامنے کھڑے تھے۔۔

"قاسم خان منہ کیوں دیکھ رہے ہو نکالو اُسے باہر۔۔"

مجتبیٰ خان نے غصے سے قاسم خان کو کہا۔۔

"جی خان جی۔۔"

قاسم خان نے آگے بڑھ کر مرتضی خان کو کندھوں سے پکڑا اور اسے لے کر جانے لگا جبکہ اپنے باپ کو اس گھر سے باہر نکالتے ہوئے دیکھ کر سردار حیدر خان اپنے چاچو کی گرفت سے خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے ڈیڈ ڈیڈ کرتا رہ گیا مگر وہ ظالم لوگوں نے آخر کار اسکے باپ کو اس سے اور اسکی سات ماہ کے بہن سے ہمشیہ ہمشیہ کیلئے دور کر دیا اب وہ جوان ہو گیا ہے لیکن آج بھی وہ اپنے ڈیڈ کے لیے اسی طرح تڑپتا تھا جس طرح گیارہ سال کی عمر میں تڑپا تھا۔۔

اور وہ بیس سال کی عمر میں جب فوج میں چلا گیا تب اسنے ان لوگوں کو چھوڑ دیا تھا وہ تو اپنی بہن کو بھی لے کر جانا چاہتا تھا لیکن مجتبیٰ خان اُسکی بہن کو آج تک بے وقوف بنا رہے ہیں اسکے باپ بن کر جبکہ اس معصوم کو یہ تک پتہ نہیں تھا کہ وہ جسے اپنا اور اسکا باپ سمجھتی ہے اصل میں وہ اُسکے سگے باپ کے دشمن ہے مگر آج اسنے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہاں اسکی بہن اور داجی کو اب بلکل بھی نہیں رہنے دے گے وہ انہیں یہاں سے اپنے اپارٹمنٹ لے کر جائے گا۔۔

بہت کر لیا ان لوگوں نے اپنی منمانیا اب وہ خود پر اور اپنی معصوم نٹ کھٹ بہن کے ساتھ ساتھ اپنے داجی کے اوپر انکے ظلم نہیں ہونے دیگا۔۔

وہ بہت جلد اپنے ڈیڈ کو ڈھونڈ کر اپنی بہن اور دادی چاچو سے ملوانے انہیں لے کر جائیں گا مگر اُسے کیا پتہ تھا کہ اُنکی قسمت میں خوشیاں نہیں بلکہ غم ہی غم لکھے ہوئے تھے۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

خان۔۔۔۔۔خان رک جائیں پلیز میرے ساتھ ایسا مت" کرے مم۔۔۔میں آپ سے محبت کرتی ہو میری محبت کو قبول کر لے خدارا مجھ سے شادی کر لے وو۔۔۔ورنہ میں مر جاؤ "گی۔۔۔

وہ لہنگا پکڑے تیزی سے اسکے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔

حیدر خان غصے سے آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

ایکدم سے پیچھے مڑا اور اسکی نظروں میں اپنی سرخ آنکھوں کو گاڑ کر نفرت سے کہنے لگا۔

میں نے تم سے کہا تھا مجھ سے محبت کرو ہاں۔۔"

مجھے جب پتہ چلا تھا اس گھر کا بڑا بیٹا مجتبیٰ خان پھر سے کسی کے اوپر اپنا فیصلہ تھوپنے والے ہیں اور وہ کسی اور کوئی نہیں میں ہو تب مجھے یہ پتہ چلا تو مجھے بہت زیادہ غصہ آیا تو میں نے سیدھا جا کر انہیں صاف انکار کر دیا تھا کیونکہ میں سردار مرتضیٰ خان نہیں ہو میں سردار حیدر خان ہو جو اپنا فیصلہ خود کرتا ہے کسی کو کرنے کی اجازت بلکل بھی نہیں دیتا اُن پر تو انہوں نے ہمشیہ اپنا فیصلہ

تھوپنا لیکن میں اپنے اوپر انہیں یہ ہر گز نہیں ہونے دونگا کیونکہ "میں اپنے معاملوں کا بادشاہ بھی خود ہو اور غلام بھی۔۔

وہ اُسے اپنی طرف آتیں ہوئے دیکھ سخت غصے سے بولا عروہ خان آنکھوں میں آنسو لیے مایوں کے کپڑوں میں ملبوس اسے بے بسی سے دیکھ رہی تھی تبھی اسکے دماغ میں فاطمہ کا نام جگمگایا تو وہ شدید نفرت سے کہنے لگی۔۔

"خان آپ یہ سب اُس ناپاک لڑک۔۔۔

وہ اُسکی جانب دیکھ رہا تھا اسکے منہ سے ناپاک لفظ سن کر وہ غصے سے پاگل ہو کر اسنے اسکے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ مارا تو وہ یہ وار سہہ نہ سکی اور سیدھی جا کر پیچھے کی طرف گری۔۔

میں نے تمہیں کہا تھا ناں کہا تھا نا کہ اسے ناپاک مت کہنا اب تم" زندہ نہیں بچوں گی جان سے مار ڈالوں گا میں تمہیں تم نے محبت کو مزاق سمجھ کر رکھا ہے۔۔

سمجھتی کیوں نہیں ہو تم میں تم سے محبت نہیں کرتا تو کیوں

"میرے پیچھے پڑی ہو تم جان کیوں نہیں چھوڑتی تم میرا۔۔

وہ آگے بڑھا اور اسے گردن سے دبوچ کر غراتے ہوئے کہنے لگا

عروہ خان اپنے گردن پر سخت گرفت کی وجہ سے بری طرح سے مچلنے لگی۔۔

"خ۔۔۔خان۔۔۔۔مم۔۔۔۔مجھے۔۔۔چھ۔۔۔۔۔چھوڑ۔۔"

"۔۔۔ددد۔۔۔۔۔۔دو۔۔۔

وہ ہکلاتی ہوئی آنکھوں میں تکلیف کے باعث آنسوؤں لیے اسے دیکھتی ہوئی بولی جو غصے سے اسے گردن سے دبوچے نفرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

محبت اُسے کہتے ہیں جو مجھے فاطمہ شاہ سے ہوئیں اور اس بات کا" ادراک مجھے تب ہوا جب میں نے اُسے ہاسپٹل کے ایک روم میں بستر پر پڑے روتے ہوئے دیکھا اُسکی سیاہ آنکھوں میں نمی دیکھ یہاں میرے دل میں تکلیف اٹھا اور جب مجھے اُسکے اوپر ہوئے ظلم کا پتہ چلا تو مجھے ہر اُس شخص سے نفرت محسوس ہونے لگا جس کی وجہ سے وہ برباد ہوئی تھیں ڈاکٹر عروہ خان ان لوگوں میں تم بھی شامل ہو تم نے اسے اتنی باتیں سنائی اس رات بولو کیوں کیا تھا تم نے ایسا ہاں جواب دو۔۔۔؟؟

وہ جنونی بنا اُسکی گردن پر سختی بڑھاتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھنے لگا عروہ خان اپنے ہاتھ اُسکے مضبوط ہاتھ پر رکھے خود کو چھڑا رہی تھی۔۔

"شیر یہ تم کیا کر رہے ہو چھوڑو اسے وہ مر جائے گی۔۔"

مصطفی خان نے آگے بڑھ کر اُسے روکا مگر وہ نفرت کی آگ میں جل رہا تھا تو کیسے رکتا۔۔

"شیر ہمیں سردار لالہ کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ کہاں ہے اور میں نے سنا ہے انکی ایک بیٹی بھی ہے شیر تم دو پیاری سی بہنوں کے اکلوتے بھائی ہو جاؤ جلدی سے ہمارے بھائی اور اپنی بہن کو لے کر آؤ میرے شیر۔۔"

یہ سن کر حیدر خان کا غصہ جھٹ سے چلا گیا اور سبز آنکھوں میں عروہ خان کی نفرت ختم ہوتے ہی اپنے بابا کے لیے محبت کی چمک تمتمانے لگیں۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

تُم میرے پاس کیسے پہنچے تمہیں کچھ ہوا کیوں نہیں ڈیم اٹ میں " نے اتنا محنت کیا یہ سب جال بچھا کر تو تم کیسے چوکنا ہوئے مسٹر دو نمبری۔۔؟؟

وہ اپنے چہرے پر کسی کی گرم سانسوں کو محسوس کرتیں ہوئے تیزی سے اپنے ہاتھ جو کب سے اسنے مقابل کو چھکما دینے کیلئے اپنے پیچھے کیے ہوئے تھے۔۔۔

غصے سے اپنے ہاتھ آگے کر کے وہ تیزی سے اپنی آنکھوں سے وہ پٹی جو اس شخص کو بے وقوف بنانے کیلئے کچھ دیر پہلے اسنے بندھا تھا اتار کر نفرت سے مقابل کو دیکھا سخت شاکڈ رہ گئی۔۔

کیونکہ اسکے اوپر کوئی اور نہیں عالم داد جھکا تھا۔۔

جو اسکو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا ایکدم سے اسکا غصے سے برا حال ہو گیا اور غصے میں آکر اسنے اسے پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا۔۔۔

بیوی ہم ان چیزوں سے اتنی جلدی یہ جہاں نہیں چھوڑنے" والے تو اپنی انرجی ان بچوں والی چیزوں پر ختم مت کرو بلکہ اپنے "میاں پر خرچ کروں۔۔

سامنے اُس تار کو دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے کہتا اس تار کو اٹھا کر چھونے ہی والا تھا کہ ماہ مہر گھبرا کر تیزی سے اٹھی اور اسے زور سے دھکا دے کر اس تار سے اسے دور کر گئی جبکہ وہ اس اچانک حملے پر سنبھل نہ سکا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسنے اسکی کلائی پکڑی تو وہ بھی اسکے ساتھ اسکے اوپر گری۔۔۔

"ڈیم اٹ کیا مرنے کا اتنا شوق ہے تُمہیں جو موت کو چھو رہے ہو"
"اپنے ان گندے ہاتھوں سے۔۔

وہ اسکے اوپر جھکی سخت نظروں سے اُسے گھورتی ہوئی بولی تو عالم داد اسکے چہرے پر فکر دیکھ طنزیہ انداز میں مسکرایا۔۔

"حیرت ہے کبھی مارنے کا پلان بناتی ہوں کبھی بچانے کا کیا ہوں بیوی تم۔۔؟؟

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہنے لگا۔۔

تُمہیں نہیں اس گھٹیا انسان کا سوچ کر میں نے یہ پلان بنایا تھا"
جس نے مجھے اغوا کیا تھا تم جیسے ٹھرکی کو مار کر مجھے اپنے ہاتھ
"گندے نہیں کرنے۔۔

وہ غصے سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

بات تو ایک ہی ہے جانم وہ کڈنیپر تو ہم نکلے ناں ویسے اتنی"
ہوشیار لڑکی کو کیسے پتہ نہیں چلا جب ہم اسے اٹھانے کے لیے
"اسکے ڈیڈ کے آفس کے باہر آئے تھے۔۔۔

وہ کل شام کو سوچنے لگا جب اسنے اسے اسکے ڈیڈ کے آفس کے
باہر سے اٹھایا تھا بہت جل گیا تھا اسے کسی اور کے ساتھ دیکھ کر تو

اسے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے کیا کرنا چاہیے تو غصے میں آکر اسنے یہ سب کیا۔۔

کیسے پتہ چلتا مجھے آخر کو یہ گھٹیا کام ایک بے شرم نے کیا تھا" ؟؟۔۔

وہ شدید غصے سے کل شام کو یاد کرنے لگی۔۔

جب وہ اپنے ڈیڈ کے کہنے پر انکے آفس ایک میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لیے گئی تھیں تب جب وہ شام کے چھ بجے میٹنگ سے فارغ ہو گئی تھی تو آفس سے باہر نکل کر اپنی کار کی جانب بڑھ رہی تھیں تبھی اچانک سے پیچھے سے آکر اسکے منہ پر ایک رومال رکھا

تو وہ پہلے کچھ سمجھ نا پائی پھر زور زور سے ہاتھ پیر چلانے لگی مگر مقابل بہت ہوشیار تھا اسنے پہلے سے ہی شائید سب پلان کیا تھا اور جب اسے ہوش آیا تو خود کو یہاں دیکھ وہ اس بے غیرت انسان کو گالیاں دینے لگی پھر اس کمرے میں ہی وہ اسکی موت کی تیاری کرنے لگی مگر اسے کیا خبر تھی کہ اسے اٹھانے والا یہ خبیث ہو گا

--

کیوں اٹھایا تھا تم نے مجھے مسٹر لومڑی۔۔۔؟؟"

سرخ آنکھوں سے اُسے گھورتی وہ پوچھنے لگی۔۔۔

بیوی تمہیں لگام ڈالنے کے لیے بہت ہنس ہنس کر باتیں کر رہی" تھی ناں کل اس بھگوڑے سے تم پتہ ہے جب بیوی اس طرح کرے تو شوہر کو کیا کرنا چاہیے۔؟؟

وہ ایکدم سے غصے میں آکر اسے اپنے مزید قریب کرتا سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"کک۔۔۔کیا۔۔۔"

ماہ مہر اُسکے عجیب تاثرات دیکھ پہلی بار اس سے ڈرنے لگی اور زبان لبوں پہ پھیرتی ہوئی اپنے دل کو شدت سے ڈھرکتے ہوئے محسوس کرنے لگی۔۔۔

"...اپنے بچوں کی اماں"

گہری نظر اُسکے سراپے پر ڈالتے ہوئے بوجھل لہجے میں کہتا ایکدم سے وہ اسکی کلائیوں کو سختی سے جکڑ کر اسکے نازک وجود پر حاوی ہونے لگا۔۔۔

یہ تُم کیا گھٹیا پن کر رہے ہو۔۔؟؟"

وہ اُسکی گرفت میں مچلتی ہوئی شدت سے چیخی۔۔

"بیوی تُم پر اپنا مہر لگا رہے ہیں بہت شوق ہے ہمیں غصہ دلانے کا
ناں آپکو اب خاموشی سے ہمارے غصے کو برداشت بھی
کریں۔۔۔"

وہ اُسکی چیخوں کا گلا دبا کر اسکے اوپر جھکا وہ غصے سے اسے گالیاں دیتی اُسکی شدتوں کو بڑھانے لگی۔۔

"تُم جیسے کمزور زہنی مرد صرف یہی کر سکتے ہیں عورت کے ساتھ زبردستی کر کے مگر میں کمزور نہیں ہو تم جیسے مرد کو اچھے
سے ہینڈل کرنا جانتی ہو۔۔"

وہ غصے و نفرت کے ملتے جلتے احساس سے اسے پیچھے دھکیل کر سرد لہجے میں بولی۔۔

کیا کہا لڑکی تم نے ہم تُمھیں ایک کمزور زہنی مرد لگتے ہیں ابھی" بتاتے ہیں ہم کے ہم کتنے کمزور ہے۔۔؟؟

عالم داد سرخ آنکھوں سے اُسے دیکھتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہتا دوبارہ اسکے اوپر جھکنے لگا۔

یہی بات مجھے تم جیسے مردوں سے نفرت کرنے پر مجبور کر دیتا" ہے کہ جب کوئی عورت تمہیں تمہاری اصلیت دیکھادے اور تب بدلے میں تم لوگ اسے اپنی انا کا مسلہ بنا کر اس عورت کے

ساتھ زبردستی کر کے اسے اپنی جوتی کی نوک پر رکھ کر بعد میں تم لوگ اس مظلوم عورت کو دبانے کے لیے ان پر اپنا رعب جمانے کو بڑے ہی فخر سے اپنی مردانگی کہتے ہوں تف ہے تم جیسے مردوں پر ترس آتا ہے مجھے ان عورتوں پر جو تم "جیسے گیدڑ نما مردوں سے ڈرتے ہیں۔۔

وہ غصے سے اُسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے پیچھے ہٹا کر نفرت سے بولی عالم دادا اسکی سخت باتوں سے خود کو سر تا پیر سلگتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔

لڑکی تم اب میری محبت کی توہین کر رہی ہو ہم یہ برداشت نہیں" کر سکتے ہیں اب ہم تمہیں تب چھوئے گے جب تم خود میرے

پاس آؤ گی میرے کمرے میں تب میں تمہیں پورے حق سے اپنا بناؤ گا۔"

وہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے چیلنج کرتے لہجے میں کہنے لگا ماہ مہر خان اسکی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

نورِ حرم اپنے ٹومی کو کھانا دینے کے لیے حویلی کے پچھلے حصے کی طرف گئی تو سامنے کے منظر نے اسے ہکا بکا کر دیا سامنے غزلان سائیں کے ہنس کے جوڑے کے پیچھے اپنے ٹومی کو ڈورتے ہوئے دیکھ وہ تیزی سے آگے بڑھی۔۔

"ٹومی نو۔۔۔"

نور حرم ٹومی اور ہنسوں کے پیچھے بھاگتی ہوئی چیخ کر ٹومی سے بولی جو اسکی آواز پر کان لپیٹے ان ہنس کے جوڑے کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔۔

"غزلان سائیں کے پیارے ہنسوں ہماری بات مان کر وہاں اپنے ڈبے کے اندر گھس جائے ورنہ ٹومی نے آپ دونوں کو نوش فرمایا تو سائیں ہمیں نوش فرمائیں گے۔۔"

وہ ہاتھ جوڑتی ہوئی ان دونوں ہنس کے جوڑے سے روتی ہوئی کہنے لگی۔۔

مگر وہ کہاں انکی سنے گے وہ تو اپنی جان بچانے کی خاطر ادھر ادھر ڈور رہے تھے کیونکہ اسکا ٹومی انکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا۔۔

"ٹومی آپ ہی رک جائیں ورنہ وہ سائیں ہمیں قتل کر دے گے اگر ہم نے آپکو نہیں روکا تو پلیز اللہ کے لیے ایسا ستم مت کریں۔۔"

ایکے وہ ٹومی سے روتی ہوئی کہنے لگی مگر وہ بھی کہا اسکی سن رہا تھا وہ تو زبان باہر نکالے صرف اپنے شکار کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔

"اوکے تم جانور اور پرندے ہماری بات نہیں سننا چاہتے تو ہم بھی اب وہی کرے گے جو ہمارا دل چاہیے گا چاہے اس میں آپ لوگ زخمی کیوں نہ ہو جائے تو ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا۔۔"

شدید غصے سے اپنے پیر پٹخ کر سامنے سے بمبو نما لکڑی کو اٹھا کر پہلے ان ہنس کے جوڑے کے پیچھے تیزی سے بھاگی جو ایک اور آفت کو دیکھ اس سمت بھاگنے لگی جس طرف انکا خوبصورت پنجرہ بنا ہوا تھا انکے پنجرے کے اندر جاتے ہی دروازہ بند کرنے کہ بعد اچانک وہ پیچھے پلٹ کر ہانپتی ہوئی غصے سے ٹومی کو گھورنے لگی۔۔۔

"ٹومی۔۔"

غصے سے اسکا نام پکارتی وہ قدم اسکی جانب بڑھانے لگی تو ٹومی اس سے ڈر کر پیچھے کی طرف جانے لگا جبکہ وہ اب کے مسکرا کر اپنے ارد گرد بکھرے ہنسوں کے پنکھوں کو دیکھ آگے بڑھی اور ٹومی کو گلے سے لگا کر چہکتی ہوئی بولی۔۔۔

"واہ ہمارے پیارے سے ٹومی کب سے ہم شاہ سائیں کو ستانے کے لیے ایک پلان سوچ رہی تھے لیکن ہمیں ایسا کوئی زبردست پلان نہیں ملا لیکن آپکی وجہ سے ٹومی ہمیں ایک خطرناک پلان مل گیا ہے آئی لو یو سو مچ۔۔"

وہ اسکے سر پر کس کرتی ہوئی اسے گلے سے لگا کر چمکتی آنکھوں سے سفید پنکھوں کو دیکھنے لگی پھر سامنے پنجرے میں بند ان ہنس کے جوڑے کو پر سرار مسکراہٹ چہرے پر سجا کر دیکھنے لگی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

غزلان سائیں جب رات کے آٹھ بجے اپنے ڈیرے سے لوٹا تو ہمشیہ کی طرح اپنے ہنس کے جوڑوں کو ایک منٹ کے لیے دیکھنے کی خاطر وہ حویلی کے پچھلے حصے کی طرف بڑھا۔ لیکن

"آہہہہ۔۔۔"

سامنے ایک سیاہ کتے کو زبان باہر نکالے دیکھ وہ ڈر کے مارے چیخ اٹھا تو اُسکی چیخ سن کر وہ کتا زور زور سے بھونکنے لگا۔۔۔

"اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔"

وہ کتے کو ڈرتے ہوئے دیکھکر لرزتے ٹانگوں کے ساتھ پیچھے کی طرف آہستگی سے قدم بڑھانے لگا کیونکہ وہ کتا کھلا ہوا تھا۔۔

اللہ ہماری مدد کریں یہ ورنہ یہ کک۔۔۔کتا ہمیں ک۔۔کھا" "جائے گا۔۔

وہ قدم ڈرتے ہوئے پیچھے بڑھاتے ہوئے دل ہی دل میں کہہ رہا تھا جبکہ وہ کتا اسی طرح پنجرے کے آگے زبان نکالے بیٹھا بھونک رہا تھا۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔اللہ یہ تو ہماری طرف آرہا ہے۔۔"

جب اسنے کتے کو اٹھ کر اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا تو غزلان سائیں ڈر کر پیچھے ہٹنے لگا پھر جب اسے اپنے قریب آتے ہوئے اسنے دیکھا تو وہ چیخ مار کر بھاگنے لگا۔۔۔

گستاخ لڑکی ہم آپ کو نہیں چھوڑے گے جب زندہ صحیح"
سلامت واپس لوٹے گے تو ہم آپکو کڑی سے کڑی سزا دے
"گے۔

وہ کتے کے آگے تیزی سے چیختے ہوئے بھاگ رہا تھا اور کتا اسکے
پیچھے بھونکتے ہوئے وہ دونوں بھاگتے ہوئے حویلی کے اس حصے کی
طرف بڑھے جہاں گارڈن بنا ہوا تھا۔۔

ہاہاہاہاہا شاہ سائیں بھاگے اور تیز بھاگے ٹومی گو پاسٹ مائے بے بی"
آج ہمارے ڈیڈ کے حق حلال کے کمائی کے پیسوں کا حق پورا کر
"دو۔۔

نورِ حرم وہیں پر ایک کرسی لگا کر بیٹھی تھی سامنے ٹیبل سے جوس کا گلاس اٹھا کر تالیاں بجاتی ہوئی چیخ چیخ کر بولنے لگی۔۔

"اچھا اب ایک کتا آپکا مائے بے بی ہوا گستاخ جاناں۔۔۔"

غزلان سائیں بھاگتے بھاگتے ایکدم سے رکا اور نور حرم کو غصے سے گھورنے لگا مگر پھر پیچھے مڑ کر اسکی گستاخ لڑکی کے بے بی کو آتیں ہوئے دیکھ وہ چیخ مار کر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔۔

کم ان مائے بے بیز بوائز جتنا آپ دونوں محنت کرے گے"
"ہمارے ایک لولی ڈبلی سی کسی کے حقدار بن جائے گے۔۔

وہ پاپ کارن کھاتی ہوئی شریر نظروں سے انہیں دیکھتی ہوئی زور سے چلاتی ہوئی بولی۔

"کیا گستاخ لڑکی اب ہمارے پیار پر بھی ایک کتا حقدار بنے گا ہم یہ ہونے نہیں دے گے۔۔۔"

وہ اچانک سے غصے سے نورِ حرم کی جانب اپنا رخ کرتا اسکی جانب بھاگنے لگا تو نور حرم اسے اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور کرسی کے پیچھے ادھر ادھر ہونے لگی۔۔

"ہاہاہاہا شاہ سائیں یہ چیٹنگ ہے ہم اسے نہیں مان رہے ہیں۔۔

نورِ حرم جب اسکی مضبوط حصار کی قید میں جا کر پھنسی تو کلکلاتے ہوئے کہنے لگی تو غزلان سائیں نے اسے اپنے ایک ہاتھ سے رخسار سے سختی سے پکڑا اور دوسرا ہاتھ اسکی کمر کے گرد حائل کیے اسکے لبوں پر جھکا اور شدت سے اسکے لبوں کو چھونے لگا۔۔

"شاہ سائیں آپ نے چیٹنگ کر کے ہمیں ہاتھ لگایا ہے آپکو اسکی سزا ہمارا ٹومی دے گا گو مائے ٹومی بے بی۔۔"

اسنے غزلان سائیں کے پیچھے ہٹتے زور سے پنجرے کے پاس کھڑے ٹومی کو پکارتے ہوئے کہا تو وہ اٹھا اور اپنے منہ سے پنجرے کے گیٹ کو کھول کر اندر داخل ہوا۔

نہیں یہ آپ نے کیا کر دیا گستاخ لڑکی ان معصوم پرندوں کی"
"اس میں کیا غلطی تھی جو آپ نے انکو اتنی بڑی سزا دی۔۔

جب غزلان سائیں کو اس پنجرے کے اندر سے اپنے ہنس کے جوڑے کی درد بھری آواز سنائی دیا تو وہ نور حرم کو تاسف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

غلطی انکے مالک کی ہیں جو شاہ سائیں ظاہر سی بات ہے سزا بھی"
ہمارا ٹومی انہیں دے گا ہم کون ہوتے ہیں انہیں سزا دینے والے
ہاں ہمیں افسوس ہو رہا ہے کہ ٹومی نے انہیں اتنی بڑی سزا کیوں
"دیا۔

نور حرم اسے صدمے میں دیکھ آگے بڑھی اور اسکے چہرے کو پکڑ کر اسکی پیشانی کو چھومتی ہوئی اسکے اپنے ہنس کے جوڑوں کی درد بھری چیخوں سن کر بھیگ رہے پلکوں کو چھو کر بولی۔

♥♥♥♥♥♥♥

یہ آپ نے کیا کر دیا گستاخ لڑکی معصوموں کی جان لیتے ہوئے" کیسے آپ مزے سے بیٹھ کر یہ چیزیں کھاتی ہوئی دیکھ سکتی ہے ہاں ؟؟۔

غزلان سائیں نے افسوس سے اپنے ہنس کے جوڑوں کے بڑے سے پنجرے کی جانب دیکھتے ہوئے آخر میں شدید غصے سے

سامنے کرسی پر بیٹھی اپنے کتے کو چیئر اپ کرتیں نور حرم کی طرف قدم بڑھا کر اسے سختی سے کندھوں سے پکڑ کر پوچھا۔۔۔

"شاہ سائیں چھ۔۔۔ چھوڑے ہمیں درد ہو رہا ہے۔۔۔"

نور حرم اپنے کندھوں پر اسکے مضبوط ہاتھ گرفت کی سختی پر درد سے بلبلاتی ہوئی بولی۔۔

"گستاخ لڑکی درد تو انہیں بھی ہوا ہو گا آپکے اس بے ہودہ پلان سے آج آپ نے ہمیں تنگ کرنے کے چکر میں اتنا بڑا گناہ کر دیا ہے لڑکی آپکو اس بات کا زرا سا بھی احساس ہے کہ نہیں۔۔۔؟؟

آج وہ اُسکی اِس شرارت سے بلکل بھی خوش نہیں ہوا تھا کیسے خوش ہوتا آج اُسکے شرارت سے دو معصوم جان اپنی زندگی کی بازی ہار چکے تھے اس وقت سامنے کھڑی لڑکی سے پہلی بار غزلان سائیں کو بے حد غصہ آرہا تھا اس کا دل تو چاہ رہا تھا وہ ایک تھپڑ اُسے کھینچ کر مارے۔۔۔

"...شاہ سائیں ہماری بات تو سُنے"

نورِ حرم اسکی تنگ گرفت پر تکلیف کے باعث آنکھوں میں آنسو لیے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔

اب سُننے کو کیا بچا ہے لڑکی آج آپ ایک قاتل بھی بن چکی ہیں"
ہمیں اس وقت آپ پر شدید غصہ آرہا ہے دل چاہ رہا ہے آپکا سر
قلم کر دے مگر یہ دل ہمیں روک رہا ہے ورنہ آپ اس وقت
"یہاں ہمارے سامنے صحیح سلامت کھڑی نہیں ہوتی۔۔

سیاہ آنکھوں میں نمی اور غصہ لیے وہ غرایا۔
نور حرم اسکی غرانے پر لرز اٹھی۔۔

"شاہ سائیں۔۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے اُسے پکار اٹھی۔

غزلان سائیں کی اب آنکھوں سے آنسوؤں بہہ رہے تھے وہ اتنا رحم دل تھا کہ دو پرندوں کے لیے اس وقت آنسو بہا رہا تھا یہ دیکھ نور حرم آگے بڑھی اور اسکے سینے سے لگ کر رونے لگی لیکن غزلان سائیں نے غصے سے اُسے خود سے دور کیا۔۔۔

"گستاخ لڑکی آج آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ واقعی میں ایک گستاخ بد تمیز ظالم لڑکی ہے یہ شرارت کرنے سے پہلے آپ نے ان معصوم بے زر پرندوں کے بارے میں تو سوچا ہوتا کہ آپکی اس شرارت سے انہیں نقصان بھی تو پہنچ سکتا ہے۔۔"

وہ اُسے دور دھکیل کر نم آنکھوں سے اُسے دیکھتے ہوئے بھاری آواز میں بولا۔

نور حرم اسکی سیاہ آنکھوں سے لگاتار آنسو بہتے ہوئے دیکھا تو تڑپ کر آگے بڑھی اور اُسکے سینے سے لگ کر سختی سے اسے پکڑ کر بری طرح سے رونے لگی۔۔

ہمیں اس وقت اکیلا چھوڑے خدا کے لیے چلی جائے یہاں"
"سے ہمیں اپنی شکل مت دیکھائے۔۔

اُسے غصے سے خود سے دور کرتے وہ چیخ کر بولا۔۔
نور حرم اسکے دور کرنے پر بھیگی آنکھوں سے اُسے دیکھتی تیزی سے وہاں سے بھاگی وہ رونے کی وجہ سے سرخ ہوتیں اپنی آنکھوں کو پنجرے کی طرف کرتا زور زور سے رونے لگا اس

وقت اُسے شدت سے سالار شاہ کی یاد آنے لگا وہ بھی تو اس سے اسی طرح اچانک سے بچھڑا تھا۔۔

"کیوں وہی ہمیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں جن سے ہم محبت کرتے ہیں پہلے بابا اور سالار شاہ اور اب ہمارے پیارے ہنس کے جوڑے کیوں، کیوں آخر زندگی ہم سے اتنے امتحان لینے پر تلی ہوئی ہے کیوں۔؟؟

وہ آسمان کی طرف چہرہ کر کے زور سے روتے ہوئے چیخ چیخ کر کہنے لگا جبکہ دور کھڑی نور حرم اسے روتے ہوئے دیکھ خود بھی رو رہی تھی۔۔۔

شاہ سائیں ہمیں معاف کر دے ہم بہت برے ہیں ناں جو ہم " نے آج آپکو رولایا ہمیں معاف کر دے آپ ہماری وجہ سے آج پھر اپنے دل میں وہیں درد محسوس کر رہے ہیں۔

جو ایک سال پہلے آپ نے اپنے بھائی جیسے دوست کو اور اپنے بابا کو کھوتے وقت محسوس کیا تھا مگر اس وقت ہم جو کر رہے ہیں "صرف آپکو سرپرائز دینے کے لیے کر رہے ہیں۔

وہ بھی اُسکے ساتھ ساتھ آنسو بہاتی ہوئی بولی۔

یہ سب اسنے اپنے ایک پلان کے لیے کیا تھا اسے پتہ تھا کہ غزلان سائیں کو بہت تکلیف ہو گی اس پلان سے لیکن وہ دل کو بڑا کر کے یہ کرنے پر مجبور ہو کر آگے بڑھ گئی تھی تاکہ آج رات وہ اسے سرپرائز دے سکے۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"میری بچی۔۔"

اماں سائیں فاطمہ شاہ کو دیکھ کر تیزی سے اسکی جانب بڑھی اور اسے سینے سے لگاتے ہوئے بولیں۔۔

اماں سائیں ہمیں معاف کر دے جو ہم نے آپکے بارے میں " نہیں سوچا اور اتنا بڑا قدم اٹھایا ہمیں معاف کر دے دادا سائیں۔"

فاطمہ شاہ بری طرح سے روتی ہوئی اچانک سے اماں سائیں اور عباس شاہ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی۔

"فاطمہ بچے اس میں آپکی نہیں ہماری غلطی ہے جو ہم نے ایک گدھ کو پالا ہمیں معاف کر دے جو ہم نے اس دن آپ سب کو یہاں اکیلا چھوڑا۔۔۔"

عباس شاہ نے آگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا انکی بات پر شہریار بخت شاہ کی ماں شرمندگی کے مارے اپنی نظریں چرانے لگی وہ بھی تو اس رات یہاں نہیں تھی لاہور اپنی بہن کے پاس تھی اگر انہیں پتہ چلتا کہ وہ ایسا کرے گا تو وہ اسی دن اسے مار

دیتی مگر افسوس وہ یہاں نہیں تھیں اب انہیں اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی کہ انہوں نے لالچ میں آکر یہ سب کیوں کیا۔۔

بابا سائیں ہمیں معاف کر دے یہ ہماری وجہ سے ہوا"

ہے اگر ہم نے آپ سب سے یہ راز چھپایا نہ ہوتا کہ علی نگار کا بیٹا ہے ہمارا اور بخت کا نہیں تو کبھی یہ نہ ہوتا بلکہ وہ درندہ بھی نہیں بنتا اگر وہ آج اپنے اصل ماں باپ کے پاس ہوتا تو فاطمہ کے ساتھ یہ نہ ہوتا ہمیں معاف کر دے آپ سب یہ ہماری لالچ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔"

جب ان سے رہا نہیں گیا تو وہ روتی ہوئی نیچے گر کر سب سے معافی مانگنے لگی اپنی بیوی کی بات پر بخت شاہ شاکڈ رہ گئے اور باقی سب پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگے۔۔

یہ کیا بکواس کر رہیں ہے آپ شہریار کی ماں۔؟؟"

بخت شاہ نے غصے سے انہیں گھورتے ہوئے پوچھا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور انکے کندھوں کو پکڑ کر روتی ہوئی کہنے لگیں۔۔

ہم سچ کہہ رہے ہیں بخت یہ علی نگار کا بیٹا ہے ہمارا نہیں ہماری تو" بیٹی پیدا ہوئی تھی اس وقت جب ہم نے جھوٹ کہا تھا کہ ہم نے ایک مردہ بچے کو جنم دیا تھا ہمیں معاف کر دے اور فاطمہ شاہ

ہماری وجہ سے برباد ہوئی ہیں ناں تو ہم اسے اپنے بیٹے شہریار کی دلہن بنائے گے اگر آپ لوگ اجازت دے بابا سائیں کل جمعہ ہے کل ہی انکا نکاح ہو گا۔۔"

وہ آنکھوں سے نمی صاف کرتیں ہوئے سب کو دیکھتی یہ فیصلہ شہریار بخت شاہ سے پوچھے بغیر اسی لمحے کھڑے ہو کر انہوں نے کیا شہریار بخت شاہ تو ساکت نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"اماں یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں آپ جانتی تو ہے کہ میں اس وقت کس اذیت سے گزر رہا ہوں آپ یہ فیصلہ مجھ پر اس طرح تھوپ نہیں سکتی ہیں۔۔"

شہریار بخت شاہ شدید غصے سے ان سے کہنے لگا وہ تو انکے فیصلے پر آگ بگولہ ہو گیا جبکہ فاطمہ شاہ پھٹی آنکھوں سے اپنی تائی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

شہریار کی ماں جانتی ہے آپ کیا کہہ رہی ہیں ہمارا بیٹا اس شادی" کے لیے بلکل بھی تیار نہیں ہیں تو آپ کیوں یہ سب کہہ کر اس بچی کو اور کیوں دکھ دے رہی ہیں جو پہلے سے ہی چوٹ کھائی ہوئی "ہیں صرف آپکی وجہ سے۔۔

مھروسہ شاہ وہی کھڑی کب سے یہ سب سن رہی تھی تبھی اسکے زہن میں یہ خیال آیا کہ کیا کوئی ایک ایسی لڑکی سے اب شادی کرنا چاہیے گا جو برباد ہو چکی ہیں وہ فاطمہ شاہ کے خوبصورت

چہرے کو غور سے دیکھنے لگی جو اپنی تائی کی بات پر خاموشی سے آنسوؤں بہہ رہی تھیں۔

وہ نظریں اس پر سے ہٹا کر دستگیر عالم شاہ کی جانب دیکھنے لگی جو آنکھوں میں نمی لیے شائید اپنی دوست کو دیکھ رہا تھا یا اسکی بربادی پر آنسوؤں بہہ رہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

مھرو حویلی کے کچن میں کھڑی ملازموں کو ہدایات دے رہی تھیں کہ کیا کیا بنانا ہے کل ہی شہریار فاطمہ شاہ کو لے کر آیا تھا اور اس وقت سبھی اماں سائیں کے روم میں موجود تھے۔۔

"مھرو یہ آپ کیا کر رہی ہیں چھوڑے انہیں یہ خود دیکھ لیں گے
"آپ ہمارے ساتھ چلیے۔۔

دستگیر عالم شاہ اُسے ڈھونڈتے ہوئے کچن کی جانب پہنچا تو اندر اُسے وزنی چیزیں اٹھاتے ہوئے دیکھ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور وزنی پتیلی ایک ملازمہ کو پکڑا کر وہ اُسے ڈانٹیں ہوئے وہاں سے لے جانے لگا۔۔

"شاہ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں اماں سائیں کے پاس جائیں
وہ کیا سوچے گی کہ اس مشکل گھڑی میں آپ انکے پاس ہونے
"کے بجائے بیوی کے پلوں سے لگ کر بیٹھ گئے ہیں۔۔

مھرو اُسے روم کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے دیکھتی سخت پریشانی سے بولی۔۔۔

"اماں سائیں کے پاس بھی ہم جائے گے مھرو آپکو روم تک تو چھوڑیں ہم دیکھ رہے ہیں آج کل آپ بہت زیادہ کام کر رہی ہیں کیوں آپ اپنی صحت کا خیال نہیں رکھ رہیں ہے اگر آپکو اور ہمارے بچے کو کچھ ہو گیا تو ہم کیا کریں گے ہاں۔۔۔"

مھروسہ جب سے شاہ حویلی میں آئی تھی کوئی نہ کوئی کام کرتیں ہوئے دستگیر عالم شاہ کو نظر آتیں اب بھی اسے کچن میں دیکھ

اسے اس پر سخت غصہ آیا تھا اب وہ اسے اپنے بیڈ روم کی طرف لے جاتے ہوئے وہ اسکی اچھی خاصی کلاس لے رہا تھا۔

"شاہ ہمیں اس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا بلکل بھی اچھا نہیں لگتا اگر ہم کچھ نہیں کرے گے تو ہماری ایکسر سائز کیسے ہو گا ہاں۔۔؟؟

مھروسہ نے رک کر اسے کندھوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔

دستگیر شاہ اسکی بات پر اسے دیکھنے لگا جو اور بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔۔

مھروبس ہم نے کہہ دیا آپ بیڈ سے نیچے اپنے پیر نہیں رکھے گی"
تو بس نہیں رکھے گی اور ایکسر سائز کی آپ پکر مت کریں ہم ہے
ناں ہم ایک بہت ہی اچھے جم ٹرینی ہے ہم آپکو اچھے سے ایکسر
"سائز کروائے گے۔

وہ اسکی کمر کے گرد اپنے ہاتھ حائل کرتا معنی خیزی سے بولا تو اسکی
بات پر مھروسہ شاہ شرم سے سرخ ہوتی اسکے کندھے پر ہلکے سے
جھپٹ مارتی ہوئی اسے گھورنے لگی۔۔

ہم آپکی طرح باڈی بنانے کے لیے ایکسر سائز نہیں کر رہے شاہ"
"جی آپ بھی ناں۔۔

وہ اُسکی جانب دیکھ رہا تھا اسکی بات پر اسے ایک شرارت سوجھی تو اسے باہوں میں اٹھا کر روم کی جانب بڑھا اور دروازے کے پاس پہنچ کر اُسے دیکھتے ہوئے اشارہ کرنے لگا تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

کیا شاہ جی۔۔؟؟"

اُسے بار بار بیڈ روم کے دروازے کی طرف آنکھوں سے اشارے کرتے ہوئے دیکھ وہ اب اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"ہماری بھولی بیگم ہم کب سے اشاروں سے آپ سے دروازہ کھولنے کا کہہ رہے ہیں دیکھ نہیں رہی آپ ابھی ہمارے ہاتھ بہت مصروف ہیں۔۔"

وہ آنکھ دبا کر شرارت سے بولا۔۔

مھروسہ شاہ اسکی بات پر ہاتھ آگے بڑھا کر دروازہ کھولنے لگی اور جب دروازہ اسنے کھولا تو وہ اسے لیے بیڈ روم کے اندر داخل ہوا اور اسے لے جا کر بیڈ پر لٹا کر اسکے اوپر تھوڑا سا جھکا۔۔۔

"ویسے استانی صاحبہ آجکل آپ ہماری سکس پیک کو بڑے غور و فکر سے دیکھ کر مطالعہ نہیں کر رہی ہیں ایک منٹ کئی آپ ہم

سے رومینس کرنے کا تو نیا طریقہ تو ڈھونڈ نہیں رہیں ہے اپنی رومانی جولاں گاہ (کورس) سے۔۔۔؟

دستگیر شاہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسکے لرزتے لبوں پہ جھکا اور نرمی سے لبوں کے کناروں کو چھو کر معنی خیزی سے پوچھنے لگا مھروسہ اسکی لمس پر نظریں نیچے جھکا کر شرما کر بری طرح سے لرزنے لگی۔۔

"شاہ آپ ہمارے اوپر سے ہٹ جائیں ہم آپ پر آج سے رومینس کرنے سے پابندی لگا رہے ہیں ٹھیک آپ پورے پانچ ماہ تک ہمارے قریب نہیں آئے گے اگر آپ نے باڈر پار کیا تو ہم آپکو سخت سزا دے گے۔۔"

مھروسہ اسے دور ہٹنے کا کہتی اس پر ایک ایسی پابندی لگانے لگی جسے سن کر وہ ہک دہک رہ گیا۔۔

استانی جی آپ یہ ستم ہم پر نہیں کر سکتے ہیں ایک بار کہہ دے" کہہ دے کہ آپ تو ہم سے مزاق کر رہی تھیں ہم بھلا اپنے جانو "سے کیسے دور رہ سکتے ہیں۔۔

وہ اُسے بے بس نظر سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو مھروسہ شاہ اسکی بات پر اسے گھورنے لگی۔۔

نہیں ہر گز نہیں ہم ایسا نہیں کہے گے شاہ جی آپ نہ اتنے "
بد معاش ہے ہمیں اس حالت میں بھی نہیں بخش رہے ہم پر کچھ
"تو رحم کرے۔۔

مھروسہ اسے دور کرتی بولی۔

استانی جی ہم اپنی معصوم اور بھولی سی بیوی پر رحم نہیں صرف "
"محبت کر سکتے ہیں اور وہ بھی شدتوں والا۔۔

وہ شرارت سے ایک آنکھ دبا کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو
مھروسہ اسے دھکا دینے لگی لیکن اس جیسے پہاڑ جیسے شخص کو خود
سے دور کرنا اس جیسی نازک لڑکی کا کام نہیں تھا جب وہ تھک گئی

تو چہرہ دوسری طرف کرتیں غصے سے گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔۔

اچھا بابا ہم جا رہے ہیں اب غصہ تو مت کریں آپ استانی"
"جی۔۔

اسے غصے سے سرخ چہرہ لیے اور گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے دیکھ وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے بولا۔۔

اب جائے بھی نہ آپ کھڑے کیوں ہے اماں سائیں کو اس"
وقت اکیلا مت چھوڑے فاطمہ کے ساتھ جو ہوا ہے اس وقت
"آپ کو انکے پاس ہونا چاہیے نہ کہ ہمارے پاس۔۔

وہ سنجیدگی سے بولی۔

اسے فاطمہ شاہ کے اوپر ہوئے ظلم کا سن کر اسکے اوپر بہت رحم آیا تھا اور ہمدردی بھی ہوئی تھی کہ کتنی پیاری لڑکی کے ساتھ کیسے اتنا بڑا سانحہ ہو سکتا ہے وہ تو چہرے سے بھی بہت معصوم لگ رہی تھی۔۔

"مھرو آپ صحیح کہہ رہی ہیں ہمیں اس وقت انکے پاس ہونا چاہیے مگر آپ کو بھی تو ہم اکیلا نہیں چھوڑ سکتے ہیں آپکی طبیعت بھی تو دن بہ دن خراب ہوتی جا رہی ہیں اور یہ آپکی کام کرنے اور وزن اٹھانے کی وجہ سے ہو رہا ہے اگر آج ہم نے آپکو پکڑا نہ ہوتا "ناں تو آپ اپنے ساتھ ہمارے بچے کو بھی خطرے میں ڈالتی۔۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے آخر میں سختی سے اسے گھورنے لگا جو سر جھکا گئی وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا آجکل وہ اپنا دھیان صحیح سے نہیں رکھ رہی تھی مگر وہ بھی کیسے رکھتی یہاں ہر طرف اتنی پریشانی ہی پریشانی ہے تو وہ کیسے خوش رہ سکتی تھی۔۔۔

"شاہ جی آپ فکر مت کریں اب آپ جہاں جائیں گے ہم بھی آپکے ساتھ جائیں گے جب ہم کے سامنے ہونگے تو آپکا دھیان دو جھگوں میں نہیں بھٹے گا۔۔"

مہروسہ نے اسکے گلے لگتے ہوئے پیار سے کہا تو دستگیر شاہ نے اسکی پشت پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اسے مان بخشا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

فاطمہ شاہ کیا وہ سچ میں علی تھا۔۔؟؟"

شہریار بخت شاہ اچانک اسکے بیڈ روم میں داخل ہوا وہ جو بیڈ پر بیٹھی دوپٹہ اچھے سے اپنے گرد پھیلائے ہوئے تھی اسکی اس بے تکی بات پر اسے سرخ آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔

شہری بھائی آپ کو لگتا ہے میں جھوٹ بول رہی ہو یہ جو کچھ ہو" رہا ہے میں ڈراما کر رہی ہو ہوں میں کیسے بھول گئی کہ آپ تو وہ انسان ہے جو آنکھیں بند کر کے ایک گناہ گار کو بے گناہ اور بے گناہ

کو گناہ گار بناتے ہیں دوسرے کی باتوں میں آکر اب بھی آپکو میں ہی جھوٹی لگ رہی ہونگی بلکل غازی بھائی کی طرح۔۔"

فاطمہ شاہ اسکی بات پر سخت غصے سے بیڈ سے اٹھی اور اسکی طرف انگلی اٹھاتی ہوئی اسے سنانے لگی۔۔

"نہیں فاطمہ ہمارا مطلب یہ نہیں تھا بس ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کیا اس رات علی اکیلا تھا یا اسکے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔۔"

شہریار بخت شاہ کی بات پر وہ اپنی آنکھوں میں جلن محسوس کرنے لگی اور اپنی جلتی نظروں کو اوپر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ کیسے اس طرح اپنے ہی گھر کی عزت سے ایسے سوال پوچھ سکتے ہیں شہری بھائی۔۔؟؟

وہ روتی ہوئی بولی جبکہ مھروسہ شاہ جو روم کے باہر کھڑی تھی شہریار بخت شاہ کی بات پر اسے بھی بہت غصہ آیا وہ ایسے کیسے ایک لڑکی سے یہ سب پوچھ سکتا ہے وہ بھی اس لڑکی سے جس پر یہ سب گزرا تھا۔۔

"فاطمہ یہ دیکھو ہم نے آپکے لیے کیا بنایا ہے۔"

وہ روم میں داخل ہو کر بولتی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھی تو شہریار بخت شاہ اسے وہاں دیکھ ایک نظر فاطمہ پر ڈال کر تیزی سے باہر نکلا جبکہ فاطمہ اسکے باہر نکلتے ہی بری طرح سے رونے لگی۔۔

اسے پتہ تھا کہ اب اسے یہ ساری باتیں سننی پڑے گی لیکن امید نہیں تھی کہ شروعات اس حویلی سے ہو گی۔

"مھروسہ بھابھی ہم جیسی لڑکیوں کے لیے یہ معاشرہ کیوں اتنا تنگ نظر بن جاتا ہے کیوں ہم بے گناہ پر یہ کیچڑ پھینکتے ہیں ان پر کیوں نہیں جنھوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہوتی ہیں ہمیں جیتے جی مارنے والوں کو یہ کیوں کچھ نہیں کہتے کیوں۔۔"

وہ روتی ہوئی مہروسہ کے گلے لگ کر کہنے لگی تو مہروسہ شاہ اس ٹوٹی بکھری لڑکی کو چھپ کرانے لگی وہ ہمدردی محسوس کرنے لگی اس وقت فاطمہ شاہ کے لیے تبھی اسکے زہن میں ایک خیال آیا تو وہ مطمئن ہو کر اسے دلاسا دینے لگی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

مصطفی خان سجل خان کو اپنے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں اس کے کہنے پر اسے لائے تھے تاکہ حیدر خان اسے ساری سچائی آج بتا دے کیونکہ کل اسے ڈیڈ سے ملانے بھی تو لے کر جانا تھا خاص کر اسے اپنی اس بہن سے بھی ملنا تھا جسکا پتہ بھی اسے کل ہی چلا تھا۔۔

وہ بہت خوش تھا کہ اُسکی فیملی اب مکمل ہونے والا ہے اسکے ڈیڈ اور دونوں بہنیں اب ایک ساتھ ایک چھت تلے رہے گے یہ سوچ سوچ کر اسے بہت زیادہ خوشی ہو رہی تھی۔۔

"حیدر لالہ آپ نے مجھے یہاں کیوں ملنے بلایا ہے آپ خان ولا بھی تو آ سکتے تھے مجھ سے ملنے۔۔؟؟

سجل کرسی پر بیٹھتی ہوئی حیرت سے سامنے بیٹھے اپنے گھبرو فوجی بھائی کو پیار سے دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔

"سجل اب وہاں میرا جیتا جاگتا جسم کیا میرا جنازہ بھی نہیں جائے گا"
اتنی نفرت کرتا ہو میں اس ولا کے پھتر دل انسانوں سے کہ میں
"انکی شکل مرتے دم تک نہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔

وہ نفرت سے اپنی مٹھیاں کھستے ہوئے کہنے لگا۔۔

"لیکن لالہ آپ اتنی نفرت بابا تایا لوگوں سے کیوں کرتے ہیں وہ
تو کتنے پیار کرتے ہیں آپ سے پھر آپ کیوں ان سے اتنی زیادہ
نفرت کرتے ہیں۔۔؟؟

سجل نا سمجھی سے اپنے بھائی کو دیکھنے لگی جسکا خوبرو چہرہ خان ولا
کے فرد کا نام سن کر سخت غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

سجل تم بھی انکی سچائی سنو گی تو تم بھی ان سے نفرت کرنے"
لگوں گی جو ناانصافی انہوں نے ہم دونوں بھائی بہن کے ساتھ کیا
"ہے کوئی دشمن بھی نہیں کر سکتا ایسا اپنوں کے ساتھ۔۔

وہ اُسکی جانب دیکھتے ہوئے وہ سب باتیں کہنے لگا جو ماضی میں ہوا
تھا یہاں تک اسنے اپنے باپ کی سچائی بھی اسے بتانا شروع کر دیا
کہ کون انکا باپ ہے سجل حیدر خان کی بات پر چہرے پر نفرت
سجائے اپنے نازک ہاتھ کی مٹھیوں کو کھسنے لگی۔۔۔

♥♥♥♥♥

"خیریت ہے استانی جی آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں آج جو آپکو ہم پر اتنا زیادہ پیار آرہا ہے یا کوئی بات ہے جو آپ پورا کرنے کیلئے پہلے ہمیں یہ سب کھلا پلا کر آپ یہ سب کر کے ہمیں کسی ضروری بات کے لیے منانا چاہتی ہیں ناں۔۔؟؟

مھروسہ دستگیر عالم شاہ کا ہاتھ پکڑ کر رات کے بارہ بجے ڈائننگ ہال پر لے کر آئی تو دستگیر عالم شاہ نے ٹیبل پر سجے طرح طرح کے لذیز ڈشز دیکھ کر مھروسہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"شاہ جی پہلے آپ اچھے سے کھانا کھائے ہم پھر آپ سے بات کرے گے کہ ہم آپ سے کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔"

مھروسہ نے اُسے کندھوں سے پکڑ کر کرسی پر بیٹھاتے ہوئے کہا دستگیر شاہ نے اسے دیکھا جو اسکی ساتھ والی کرسی کھینچ رہی تھی وہ اسے ہاتھ سے روک کر وہ اٹھا اور وہ کرسی پیچھے کر کے اسے بیٹھا کر خود اپنی کرسی پر بیٹھا۔۔

"یہ لیجئے ہم نے کھالیا۔۔"

دستگیر عالم شاہ نے دو تین نوالے کھا کر پلیٹ آگے کھسکا کر اُسے دیکھا جو اُسے دیکھ رہی تھیں اسے اتنا کم کھاتے ہوئے دیکھ وہ اسے گھورنے لگی۔۔

نہیں شاہ جی آپ صحیح سے کھانا کھائے ورنہ ہم آپکو وہ بات" نہیں بتائیں گے ہمیں پتہ ہے آپ اس بات کو سنے گے تو غصے سے "کچھ نہیں کھائے گے۔۔

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔

دستگیر عالم شاہ نے سنجیدگی سے اُسے دیکھا اسے پہلے سے ہی تجسس ہو رہا تھا کہ ایسی کونسی بات ہو گی جو مھروسہ یہ سب کر رہی تھی اسنے خاموشی سے سر جھکا کر پلیٹ اپنی طرف کر کے کھانا کھانے لگا جب اسنے کھانا جی بھر کھا لیا سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

اب ٹھیک ہے استانی جی ہم کھانا پیٹ بھر کر کھالیا اب آپ" بتائیں کیا بات ہے۔۔؟؟

وہ سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

شاہ جی آآاپ ففف۔۔۔فاطمہ سے ششش۔شادی کر" "لے۔۔۔

وہ ضبط سے اپنی آنکھوں کو سختی سے میچتی ہوئی بولی دستگیر عالم شاہ اُسکی بات پر سکتے کے عالم میں اپنی کرسی سے اٹھا۔۔

کیا۔۔۔؟؟؟"

دستگیر عالم شاہ اپنے قدم اُسکی طرف بڑھاتے ہوئے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔۔۔

"شاہ جی آپ فاطمہ سے شادی کر لے ہم سے اُسکی یہ حالت بلکل بھی دیکھی نہیں جاتی آپ اسے عزت سے اپنا لے آپکو پتہ ہے جب اسے لوگ ہتک آمیز نظروں سے دیکھتے ہیں ہاں نا تو ہمیں تکلیف ہوتیں ہے تو سوچے اُسے کتنی تکلیف ہوتی ہو گی۔۔۔"

وہ اپنی آنکھیں کھول کر اُسے دیکھتی ہوئی نم آواز میں بولی دستگیر عالم شاہ اُسے سخت گیر نظروں سے گھور رہا تھا آخر وہ ایسی بات

کیسے کر سکتی تھی اسے کیسے کسی اور سے شادی کے لیے کہہ سکتی تھی۔۔

مھرو آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا۔؟ کیا آپکے دل میں درد" نہیں ہوا تھا یہ سب منہ سے نکالتے وقت آپکو تکلیف نہیں ہوئی تھیں یہ سوچ کر کہ آپکا محبوب شوہر کے نام کے آگے اگر کسی اور لڑکی کا نام جوڑ جائے۔۔؟

وہ اُسے جھنجھوڑ کر سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

شاہ جی آپ اپنی دوست اپنی کزن کا سوچ کر ہی ہاں کرے وہ" بے چاری پہلے سے ہی اتنی ٹوٹ چکی ہیں اگر لوگوں کی باتیں

اسنے سن لی ناں تو وہ شائید مر جائے ہم صرف چاہتے ہیں وہ بھی باقی لڑکیوں کی طرح زندگی گزارے انکی طرح اپنے شوہر کیلئے سچے سنورے اچھا اچھا کھانا بنائے اپنی باتیں اس سے شئیر کریں۔۔

اگر اُس ہاری ہوئی لڑکی کا کوئی جنون ساتھی ہو گا نہ شاہ جی تو کسی کی مجال نہیں اُسے کچھ سنائے یا اُسکے خلاف کوئی بکواس کرے اور اسے برا بھلا بولے گا جو اُس درندے نے اسکے اندر کے اعتماد کو ٹھیس پہنچایا ہے ناں اور اسکی خوشیوں کو نوچا ہے ناں اسطرح کسی سچے جنون ساتھی کے اسکی زندگی میں آنے سے وہ بہادری سے ایسے لوگوں کا مقابلہ کر سکیں گی ہم صرف اس خوفزدہ لڑکی کو پر اعتماد اور خوش دیکھنا چاہتے ہیں پلیز مان جائے شاہ جی پلیز۔۔۔"

اُسے فاطمہ شاہ کے بارے میں جان کر بہت زیادہ دکھ ہوا تھا وہ اچھے سے جانتی تھی کہ یہ بات سب گاؤں والوں کو پتہ چل چکا ہے اب سب مل کر اُس ٹوٹی بکھری زندگی سے ہاری لڑکی کو اپنی باتوں سے اذیت پہنچانے کی کوشش ضرور کریں گے۔۔

کیونکہ یہ معاشرہ یہ نہیں دیکھتی کہ وہ عورت قصوار ہے کہ نہیں جسکے ساتھ زیادتی کی گئی ہے وہ مرد قصوار ہے کے نہیں جس نے اس عورت کے ساتھ غلط کیا تھا۔

بلکہ اس معاشرے کے لوگ اُس مرد کو سزا دینے کے بجائے اس عورت کو اپنی زبان کے تیر چلا چلا کر خودکشی کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں یہ تک نہیں سوچتے کہ آگے جا کر انکی بیوی بیٹیوں کے ساتھ بھی تو یہ سب ہو سکتا ہے۔۔

مھرو فاطمہ کے نصیب میں جو لکھا ہو گا وہ اُسے ضرور ملے گا یہ " سب اُسکی قسمت میں لکھا تھا ہم اُسے تو روک نہیں سکتے تھے ہاں اب ہم اُسکے لیے ایک اچھا پیار کرنے والا جیون ساتھی ضرور ڈھونڈے گے میں اُسے ہمشیہ سے اپنی بہن مانتا آرہا ہو بھلا میں کیسے اس سے شادی کر سکتا ہوں وہ نکاح تو میں نے اور فاطمہ نے دادا سائیں کے ساتھ مل کر اس درندے کی سچائی سب کے سامنے لانے کے لیے کیا تھا میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا ہوں "مھرو۔۔

دستگیر عالم شاہ بھی فاطمہ کے لیے پریشان تھا وہ اسے اپنی دوست اور کرن کے ساتھ ساتھ اپنی بہن بھی مانتا تھا بھلا وہ اپنی اس بہادر بہن کو کیسے ہارتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔۔

شہریار بخت شاہ جو کچن میں پانی پینے کی غرض سے آیا تھا مھروسہ کی بات پر وہ بھی سوچ میں پڑ گیا اور فاطمہ شاہ کے متعلق سوچنے لگا کہ اسکے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا اور کیا گیا تھا اس سب کے پیچھے اسی کے بھائی کا ہاتھ تھا بھلے اسنے اپنی ماں کے منہ سے میرب شاہ اور علی عرف آتش بیگ کی سچائی سنا لیکن اس درندے کی پرورش تو اسی حویلی میں اسی کی ماں نے کیا تھا۔۔

اور ایک اُس ماں کے ہاتھوں پرورش پا کر ایک اچھا انسان بنا تھا لیکن جسکو اسنے برباد کر دیا تھا اپنی گالیوں کی وجہ سے اپنی شک کی وجہ سے اور دوسرا اسی کی ماں کے ہاتھوں پرورش پا کر ایک درندہ بنا تھا جس نے اپنے ہی گھر کی عزت کو دو کوڑی میں تقسیم کر دیا تھا شہریار بخت شاہ ان سب باتوں کو سوچ کر اپنے دل میں شدید درد

کو اٹھتا ہوا پھر سے محسوس کرنے لگا یہ درد رانیہ کی جدائی سے اور غازی کی سچائی جاننے سے اسکے دل میں پیدا ہوا تھا۔۔

اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ کچن سے دور ہوا اور اپنے روم کی جانب بڑھنے لگا اسنے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ فاطمہ کے ساتھ یہ سب ہونے نہیں دے گا وہ لوگوں کو باتیں کرنے سے پہلے فاطمہ سے نکاح کرے گا۔۔

لیکن کون جانتا تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے اور اسکی اور فاطمہ کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

غزلان سائیں گارڈن پر اُسی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جس پر تھوڑی دیر پہلے نور حرم بیٹھی اپنے کتے کو ہدایات دے رہی تھیں۔۔۔

وہ سامنے اُن ہنسوں کے جوڑوں کے پنجرے کی جانب اپنی سُرخ نم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا رات کے ایک بج رہے تھے۔۔

اُسے اِس وقت رہ رہ کر نورِ حرم کی حرکت پر سخت تاؤ آ رہا تھا آخر وہ گستاخ لڑکی دو معصوم پرندوں کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں۔۔

وہ سرخ نم آنکھوں سے پنجرے کی جانب دیکھ رہا تھا تبھی اپنے پیروں پر اُسے نرم و ملائم چیز کا احساس ہوا تو اپنی آنکھوں سے نمی صاف کرتا وہ اپنی نظریں نیچے جھکا کر دیکھنے لگا تو شاکڈ رہ گیا۔۔

کیونکہ سامنے اُسکے پیروں پر وہ کتا اپنا سر پھیر رہے تھا جو نورِ حرم کا تھا جسکا خوراک وہ دو معصوم جان بنے تھے وہ غصے سے اُسے اپنے سے دور کرتا اٹھا۔

شاہ سائیں آپ ہم سے ابھی تک ناراض ہے کیا.؟؟؟"

نورِ حرم جو اسے دیکھ رہی تھی اسکے ٹومی کو غصے سے دور کرنے پر وہ آگے بڑھی اور آنکھوں کو معصومیت سے پھیلا کر پوچھنے لگی۔۔۔

"نہیں گستاخ لڑکی ہم تو بہت زیادہ خوش ہے آپکے کارنامے کی وجہ سے آپکو کیا لگتا ہے آپ اسطرح کر کے ہمیں منا لے گے یہ آپکی بھول ہے آپ نے ایسا کچھ چھوڑا ہی نہیں ہے کہ ہم اب آپ سے اچھے سے پیش آئیں۔۔"

وہ غصے سے اُسے گھورتا ہوا غرایا۔۔

"اوہ مائے ایم ایل اوایل (مائے لو آف لائف) شاہ سائیں آپ نہ قسم سے روتے ہوئے کیوٹ اور معصوم بچے کی طرح لگ رہے ہیں ہمیں۔۔"

نورِ حرم اُسکی بات کو اگنور کر کے شریر لہجے میں کہتی آگے بڑھ کر اُسکے غصے سے سرخ ہوتے گالوں کو کھینچنے لگی۔۔

"گستاخ لڑکی یہ کیا تھا ہاں۔۔۔؟؟"

وہ اُسکی اُس حرکت پر غصے سے اُسے گھورتے ہوئے سخت گیر لہجے میں کہنے لگا تو نورِ حرم اُسکا چہرہ ایکے سختی سے پکڑ کر اُسکی آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گاڑ کر اُسے دیکھنے لگی۔۔

"آپ ہم سے ایک ضدی بچے کی طرح روٹھ گئے ہیں ناں تو ہم شاہ سائیں آپکو ایک ماں کی طرح منا رہے ہیں جو آپ مان ہی نہیں رہیں ہے مائے شونا مونا ہینڈسم بے بی۔۔"

وہ دوبارہ اسکے سرخ گالوں کو زور سے کھینچتی ہوئیں چہک کر بولی غزلان سائیں اسکی حرکت پر اسے دور کرتا شدید غصے سے اسے گھورنے لگا۔۔۔

"ہم سے دور رہیں آپ اور اپنی شکل ہمیں مت دیکھائے اس وقت تو بلکل بھی نہیں ہمارا دماغ خراب ہے ایسا نہ ہو ہم اپکے ساتھ کچھ غلط کر بیٹھے چلی جائے یہاں سے۔۔۔"

وہ شدید غصے سے اُسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا نور حرم اسکی بات پر ڈرنے کے بجائے مزید پھیل گئی اور ایکے اسکے سینے سے لگ کر اسکا غصہ ختم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"پیر سائیں دوری کا تو آپ ہمیں مت کہیے گا ورنہ ہم بھوت کی طرح آپ سے چمٹ کر رہ جائے گے آپکو کبھی نہ چھوڑنے کے لیے اور رہی بات دماغ کا وہ بھی ہم ابھی درست کر لے گے اپنے پیار سے۔۔۔"

نورِ حرم بے باک نظر اُسکے غصے سے لرزتے لبوں پہ گاڑ کر بے باکیت سے کہتی اسکے لبوں پہ جھکی اور اس سے پہلے کے وہ اپنا جوہر

دیکھاتی غزلان سائیں نے شدید غصے سے اسے شانوں سے پکڑ کر پیچھے کیا۔۔۔

گستاخ لڑکی اس وقت ہمیں مزاق بلکل بھی پسند نہیں آرہا ہے" آپکا آپ کو کہا تھا نا ایک بار کہ ہمیں اکیلا چھوڑ دے تو کیوں ہماری جان نہیں چھوڑتی آپ ہاں اس وقت کیوں بار بار نظروں کے سامنے آکر ہماری دکھ کو تازہ کر رہی ہیں آپ۔۔؟؟

وہ شدید غصے سے سرخ آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا نور حرم اسکی بات پر خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو اس وقت شائید اسکا چہرہ بھی دیکھنا نہیں چاہتا ہے وہ

اس سے دور ہوتی قدم پیچھے لے جانے لگی جبکہ غزلان سائیں کھڑا اسے دور ہوتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

لالہ کیا سچ میں حاتم لالہ ہمارے تایا زاد ہے اور آپ ہمارے سگے" بھائی۔۔؟؟

سجل پھٹی آنکھوں سے حیدر خان کو دیکھ رہی تھی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکی بات پر اپنا سر ہاں میں ہلانے لگا۔

ان سب نے پھر کیوں ہمیں دور رکھا ہمارے بابا سے"

لالہ۔۔؟؟

وہ آنکھوں میں نمی لیے اس سے بولی۔۔

کیونکہ انہوں نے اپنی پسند سے شادی کیا تھا اسی لیے ان سب" نے نفرت میں جل کر انہیں ہم سے اور ہمیں ان سے دور کیا۔۔"

وہ نفرت سے خان ولا والوں کو سوچتے ہوئے کہنے لگا سجل اسکی بات پر سختی سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگی۔۔

لالہ کب ملے گے ہم بابا سے۔۔؟؟"

وہ آنسو صاف کرتی ہوئی بولی۔۔۔

"آج ہی میری بہن۔۔"

حیدر خان نے پہلے سے ہی انتظام کیے ہوئے تھے مرتضی خان کا پتہ اسنے پہلے سے ہی لگالیا تھا کہ وہ اس وقت کہاں رہ رہے ہیں۔۔

وہ اتنا خوش تھا اسکی خوشی چہرے سے بھی نظر آرہا تھا جبکہ سجل شاکڈ کی حالت میں تھی اسے یہ شاکڈ بھی تو اچانک میں ملا تھا اب وہ بھی اپنے بابا سے ملنے کے لیے بے چین ہو گئی تھی۔

"بھائی کوئی اپنے سگے بھائی کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے مجھے ان سے آج بہت نفرت ہو رہی ہیں اتنی نفرت کے دل چاہ رہا ہے انہیں جا کر مار دو لیکن بھائی دا جی انہیں آپ نے ان منافقین کے پاس کیوں چھوڑا ہے۔۔؟؟

سجل خان سردار حیدر خان سے کہتی نفرت سے ان منافق لوگوں کو سوچتی ہوئی آخر میں پریشانی سے حیدر خان اور مصطفی خان کی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"فکر مت کرو سجل بچہ ہم جلد انہیں بھی لے کر آئے گے وہ خود وہاں رہنا نہیں چاہتے وہ صرف اپنے دونوں بیٹوں اور پوتے دونوں پوتیوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔"

مصطفی خان نے کہا تو سجل خان نے حیرت سے انکی جانب دیکھا۔۔۔

"کیا سچ میں ہماری ایک بہن بھی ہے۔۔؟؟"

وہ آنکھوں میں نمی لیے سردار حیدر خان اور مصطفیٰ خان کی طرف دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی تو ان دونوں نے سر ہاں میں ہلایا تو سجل خان خوشی سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔۔

"چاچو بھائی اب تو دل نہیں چاہ رہا انتظار کرنے کو بھائی چلے نہ ہمیں اپنی بہن کو دیکھنا ہے وہ کیسی ہو گی آپکی طرح یا میری طرح یا پھر چاچو دا جی کی طرح۔۔۔؟؟

وہ نم آواز میں کہتی آخر میں چہک کر بولی تو اسکی خوشی پر سردار حیدر خان اور مصطفی خان دونوں مسکرا اٹھے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ آج سچ میں اس سے خفا ہوا تھا اور غصہ دکھا کر وہ اُسے احساس دلا رہا تھا اُسکی شرارت سے آج اس نے اسے بہت زیادہ ہرٹ کیا تھا۔

"افففف یہ رات بھی کب ختم ہو گی ہمیں نیند ہی نہیں آ رہی ہیں اس گستاخ لڑکی کے بغیر اب ہم کیا کریں کیا ہمیں اپنے روم میں چلے جانا چاہیے نہیں وہ گستاخ لڑکی اسی لائق ہے ہم بات ہی نہیں کرے گے تب اس گستاخ کو عقل آئیں گی کہ اسنے ہمارے ساتھ بہت غلط کیا ہے اور ان ہنس کے جوڑوں کے ساتھ بھی۔"

وہ سونے بیڈ روم میں نہیں گیا تھا بلکہ سونے کیلئے حویلی کے گیسٹ روم میں آیا تھا جیسے جیسے رات بیت رہی تھی ویسے ویسے اُسکی بے چینیاں اور کروٹیں بدل رہیں تھیں۔۔۔

کون ہے۔۔؟؟"

رات کا نجانے کونسا پہر تھا وہ سختی سے آنکھیں میچے سونے کی کوشش کر رہا تھا تبھی اُسے اپنے گرد ایک تنگ حصار کا احساس ہوا تو وہ ڈر کر رہ گیا۔۔

"شاہ سائیں ہم آپکی گستاخ لڑکی۔۔"

گردن پر گرم سانسوں کی تپش محسوس کرتا وہ لرزنے لگا گیسٹ روم بھی حویلی کے اس حصے کی طرف تھا جہاں بہت سے درخت لگے ہوئے تھے۔۔

وہ سمجھا شائید کوئی بھوتنی اسے اکیلا اس وقت یہاں دیکھ کر آگئی ہوں لیکن یہ لڑکی اس بھوتنی سے بھی خطرناک تھی اسکی قربت سے وہ پگھل رہا تھا اور وہ پگھلنا تو بلکل بھی نہیں چاہتا تھا وہ اس سے ناراض رہنا چاہتا تھا۔۔

گستاخ لڑکی آپ۔۔۔؟؟"

وہ پیچھے مڑا تو اسے اپنے نزدیک دیکھ تیزی سے اٹھتے ہوئے بولا نور حرم اسکی بات پر مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں پیر سائیں آپکو حیرت کیوں ہوا ہمیں یہاں دیکھ کر کیا
یہاں کسی بھوتنی کی امید لگا کر بیٹھے تھے کہ وہ یہاں اکر آپ سے
اس وقت کرے گی۔۔؟؟

نور حرم اسکی حیرت زدہ آنکھوں کو دیکھ کر اپنی مسکراہٹ سمیت
کر غصے سے اسے دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔۔

"آئیڈیا برا نہیں ہے ویسے آپکا گستاخ لڑکی آج آپ نے جو کیا ہے
ہمیں آپکے ساتھ بھی یہی کرنا چاہیے کسی اور لڑکی سے
"شادی۔۔

وہ شدید غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو نور حرم اسکی بات پر سخت نظروں سے اُسے دیکھتی چیخ کر کہنے لگی۔

"خبردار اگر آپ نے یہ سوچ بھی اپنے دماغ میں لایا ناں تو ہم آپکو زندہ نہیں چھوڑے گے اور چلے اٹھے ہمارے ساتھ چلے اب ہمیں آپکی خفگی بلکل بھی برداشت نہیں ہو رہی۔"

نور حرم بیڈ سے اٹھی اور اسے اٹھا کر اپنے ساتھ کھینچتی ہوئی گیسٹ روم سے باہر لے جانے لگی جبکہ غزلان سائیں خاموشی سے اسکے ساتھ کھینچتے ہوئے چلنے لگا۔۔

وہ غصے سے اُسے چھت پر لائی تھی اور اُنکے قدموں کی آہٹ پر سامنے رکھے سفید خوبصورت سے بڑے سے پنجرے سے ہنس کی خوبصورت آواز سنائی دی تو غزلان سائیں حیرت سے نور حرم کو دیکھنے لگا جو اس پنجرے کی
جانب بڑھ رہی تھی۔۔

"شاہ سائیں ہم آپکو یہ سرپرائز دینا چاہتے تھے لیکن آپکی خفگی ہم سے برداشت نہیں ہو رہی تھی بھلا ہم کیسے اپنے محبوب شوہر کو ناراض اور بچوں کی طرح روتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔۔"

وہ پنجرے کو کھول کر ہنس کے جوڑوں کو باہر آنے کا اشارہ کرتی پیچھے مڑ کر اس سے بولی جبکہ اسکی نظریں سامنے پنجرے پر مرکوز

تھیں تبھی پنجرے کے اندر سے ہنس کے جوڑے باہر نکلے تو انہیں دیکھ کر وہ ساکت رہ گیا کیونکہ دونوں کی گردن پر ایک سرخ ربن اور سر پر چھوٹا سا تاج پہنایا گیا تھا۔۔

"گستاخ لڑکی آپ ایک کمال اور بے مثال بیگم ہے۔۔"

وہ خواب کی سی کیفیت میں آگے بڑھا اور اُسکے بے قریب پہنچ کر اسکی نازک کمر کے گرد اپنے ہاتھ حائل کرتا اسکی نازک پھنکڑیوں جیسے گلابی لبوں پر جھکتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہنے لگا۔

"اور آپ بہت بڑے غصیل۔۔۔"

وہ منہ بسور کر بولی تو اسکی بات پر غزلان سائیں اتنی دیر بعد اب مسکرایا پہلے تو وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا اور سچ میں اسے مارنے کا سوچ رہا تھا لیکن سامنے ہنس کے جوڑوں کو دیکھ اسکی کارستانی کو وہ اب سمجھا تھا۔۔۔

آپ نے کام ہی ایسا کیا تھا تو ہمیں غصہ تو کرنا پڑا آپ پر گستاخ" "لڑکی۔۔

وہ اسکی چھوٹی سی ناک کو دبا کر ہنستے ہوئے کہنے لگا نور حرم اسے گھورتی ہوئی دیکھنے لگی۔۔

"سائیں آپ بہت برے ہیں ہمیں آپکے ساتھ نہیں رہنا ہمیں ہمارے ڈیڈ کے پاس جانا ہے جب ہم دو دن آپ سے دور رہے گے تب آپکو پتہ چلے گا بیوی کی اہمیت کا۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی منہ بسور کر بولی غزلان سائیں اسکی بات پر اسے رخسار سے پکڑ کر دیکھنے لگا۔۔

"آپ نے بھی ہمیں بہت رولایا تھا تو غصہ ہونا ہمارا فرض تھا گستاخ بیوی اور آپ نے بھی اپنے مزاق میں دو معصوم بے زبان پرندوں کو استعمال کیا تھا سوچے اگر انکے ساتھ یہ سچ میں ہوتا تو۔۔۔؟؟

وہ اُسکی تھوڑی سے پکڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا نور حرم اسکی بات پر نظریں نیچے جھکا گئی کیونکہ اب اسے بھی احساس ہو رہا تھا کہ اسنے جو کیا تھا غلط کیا تھا اور اگر سچ میں یہ ہوتا تو۔۔

"ٹھیک ہے ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں۔۔۔"

وہ اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

ہم سے نہیں گستاخ لڑکی ان سے مانگیے آپ نے انہیں استعمال کیا تھا اپنی شرارت میں ہمیں نہیں۔۔"

غزلان سائیں نے سنجیدگی سے سامنے کھڑے ہنس کے جوڑے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہمیں معاف کردے رانی صاحبہ اور راجہ صاحب ہم سے بڑی غلطی ہوگئی جو ہم نے آپکو اپنی سکیم میں شامل کیا ہمیں معاف کردے اپنے شریف مالک کی خاطر۔۔"

نور حرم بھی پوری ڈراما باز کوئین تھی اب بھی وہ ان ہنس کے جوڑوں کے آگے گر کر ان سے اپنے انداز میں معافی مانگنے لگی۔۔۔

"افففف ہماری لڑکی کبھی نہیں سدھرے گی۔"

غزلان سائیں اسے ہنس کے جوڑوں کے آگے گر کر ڈراما کرتے ہوئے دیکھ اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"کیا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ڈاکٹر انکا آپریشن تو کامیاب ہوا تھا تو پھر یہ سب کیسے ہوا۔۔؟؟

صبح صبح ہی غزلان سائیں کے فون کے بیل پر نور حرم اسے دیکھنے لگی تو وہ اپنا فون پکڑ کر باہر نکلا وہ بھی اسکے پیچھے خاموشی سے باہر نکلی تو اسکی چیخ پر وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

ڈاکٹر مرتضی خان کیا وہ پھر سے اسٹریس یا ذہنی دباؤ کا شکار تو"
نہیں ہو رہے ہیں آپ لوگ چیک کر ہمیں بتائیں ہمیں پتہ ہے
"کوئی بات انہیں بے چین کر رہا ہو گا۔

وہ آرام سے دوسری طرف موجود شائید ڈاکٹر کو ہدایات دے رہا تھا جبکہ نور حرم تو اسکے منہ سے اپنے ڈیڈ کا نام سن کر شاکڈ رہ گئی تھی جبکہ غزلان سائیں کال کاٹنے کے بعد جب پیچھے مڑا تو سامنے اسے ساکت نظروں سے اپنی جانب تھکتے پا کر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔۔

"نورِے جہاں آپ یہاں۔۔۔"

وہ اسے شانوں سے پکڑ کر پوچھنے لگا۔۔۔

شاہ سائیں کیا ہوا ہے ہمارے ڈیڈ کو وہ کیوں ہاسپٹل میں ہے"
۔۔۔؟؟

وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر بری طرح سے جھنجھوڑ کر پوچھنے لگی تو غزلان سائیں نے اسے سنبھالا اور اندر کی جانب بڑھا۔۔۔

نورِے جہاں کچھ نہیں وہ بلکل ٹھیک ہے بس چھوٹا سا آپریشن تھا
"انکا جو ہو چکا ہے اب وہ بلکل ٹھیک ہے آپ فکر مت کریں۔۔

وہ اسے دلاسا دیتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"ایک اور جھوٹ شاہ سائیں آپ کب تک اس بات کو ہم سے چھپا کر رکھے گے ہاں ہمیں پتہ ہے کچھ بہت بڑا ہے جو آپ ہم سے چھپا رہے ہیں۔۔"

وہ غصے سے اسے دیکھتی ہوئی چلا کر بولی۔۔

"نورِے جہاں ہم آپکو خود لے کر جائے گے آپ فکر مت کریں ناشتہ کرنے کے بعد ہم دونوں ہاسپٹل کے لیے نکلے گے ٹھیک ہے۔۔"

وہ اُسکے بالوں پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہنے لگا جبکہ نور حرم اب اپنے ڈیڈ کو لے کر سخت پریشانی سے سوچ رہی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"ڈیڈ۔۔"

نور حرم غزلان سائیں کے ساتھ اس ہاسپٹل کے روم میں داخل ہوئی تو سامنے اپنے ڈیڈ کو دیکھ وہ روتی ہوئی آگے بڑھی۔۔

ڈیڈ آپ نے ہم سے کیوں جھوٹ بولا تھا کیوں۔۔؟؟"

اپنے ڈیڈ کی بیماری کا سن کر وہ بہت روئی تھی اب انہیں سامنے دیکھ وہ شاکڈ رہ گئی تھی کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے اور لگ ہی نہیں رہے تھے کہ یہ وہی خوبصورت مرتضی خان ہے جنکی خوبصورتی کے قصے آج بھی ہر کسی کے زبان میں اسی طرح برقرار ہے جس طرح پہلے ہوا کرتا تھا۔۔۔

"بابا۔۔۔"

تبھی پیچھے سے ایک خوبصورت مردانہ درد بھری آواز اسے سنائی دیا تو وہ پیچھے مڑی اور سامنے دروازے کے بیچوں بیچ کھڑے ایک چوبیس سالہ لڑکے اور اسی کی عمر کی لڑکی کو دیکھ وہ حیرت سے اپنے ڈیڈ کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔

ڈیڈ سچ سچ بتائیں یہ کون ہے اور یہ لڑکا آپکو بابا کیوں بول رہا" ہے۔۔۔؟؟

نور حرم نے سرخ آنکھوں سے مرتضی خان کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

"نور بچے یہ آپکے بھائی بہن ہے۔۔۔"

مرتضی خان نے اپنا کمزور ہاتھ اٹھا کر ان دونوں کو اپنے قریب بلایا غزلان سائیں وہاں خود کو ان فٹ محسوس کرتا باہر نکلنے لگا مگر مرتضی خان کی بات پر اسے رکنا پڑا۔۔۔

"پیر سائیں ابھی ایک سچائی ہے جسے سننا آپ کے لیے بھی اتنا اہم ہے جتنا ہمارے بیٹے کو۔۔۔"

انہوں نے سب کی جانب باری باری دیکھتے ہوئے کہا تو سب انہیں بغور دیکھنے لگے جو کسی گہری سوچ میں اب ڈوب گئے تھے شائید یا الفاظ کھوج رہے تھے اپنی بات شروع کرنے کے لیے۔۔۔

"دراصل بات یہ ہے بچوں۔۔۔"

انہوں نے اپنا خشک حلق تر کرتے ہوئے کہنے شروع کر دیا تو سب غور سے انہیں سننے لگے جو کہہ رہے تھے۔۔۔

"نورِ حرم ہماری سگی بیٹی نہیں ہے یہ ہمیں اس وقت ملی تھی حیدر بچے جب ہمیں حویلی سے اُس دن نکالا گیا تھا اس رات ہمیں ایک پانچ سالہ بچی زخمی حالت میں ہمیں دوسرے گاؤں سے ملی تھیں ہمیں آج تک نور حرم ولی وارثوں کے بارے میں پتہ نہیں چلا ہم نے بہت پتہ کیا مگر ہمیں کچھ بھی پتہ نہیں چل سکا شائید اس رات نور کے گھر والے مصیبت میں تھے اسی لئے اس رات نور حرم ہمیں زخمی حالت میں ملی تھی ایسا لگ رہا تھا جسے اس معصوم بچی کو کسی نے بہت بری طرح سے مارا ہوں شائید کسی نے اسے جان سے مارنے کی کوشش بھی کی ہو گی

لیکن شائید اس بچی کی زندگی تھی اسی لیے وہ آج زندہ ہے ہمارے بیچ میں ہے۔"

نورِ حرم کے ساتھ ساتھ حیدر خان سجل خان اور غزلان شاہ ساکت رہ گئیں کیونکہ سچائی بہت سفاک تر تھا وہ چاروں شاکڈ رہ گئے تھے خاص کر نور حرم۔۔۔

جبکہ مرتضی خان اس رات کے منظر کو ایک بار پھر سے اپنی کمزوری کی وجہ سے بند ہوتیں آنکھوں کو بند کر کے دیکھنے لگے۔

♥♥♥♥♥♥

نورِ بچے صرف ہماری بیٹی ہیں پیر سائیں اگر کوئی آئیں نہ ہماری" بچی کے خاندان سے تو ہماری بچی کو انکے ساتھ جانے ہر گز بھی مت دینا کیونکہ ہمیں لگتا ہے وہ نور کے اصل ماں باپ نہیں ہونگے اُسکے دشمن ہونگے کیونکہ اس رات ہمیں نور بچی کے گلے سے یہ ملا تھا۔۔"

مرتضی خان نے ایک تعویذ نما چیز اپنے جیب سے نکال کر سب کے سامنے کیا تو غزلان شاہ سے پہلے ہی نور حرم آگے بڑھ کر اس تعویذ کو لے کر کھولنے لگی جو پہلے سے کسی نے کھولا تھا شائید مرتضی خان نے ہی کھولا ہو گا۔

یہ ڈیڈ آپکو پہلے سے پتہ تھا کہ ہمارے اصل ماں باپ اب اس"
"دنیا میں نہیں رہے ہیں۔۔۔

تعویذ کے اندر سے ایک کاغذ نکال کر پڑھنے کے بعد وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مرتضی خان کو دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔۔

جی میری بچی ہمیں پہلے سے ہی معلوم تھا بس یہ نہیں پتہ لگا سکے"
وہ کون ہے کس قبیلے سے ہے ہمیں صرف گاؤں کا اور آپکے اصل
"والدین کی موت کے بارے میں پتہ ہے۔۔

اُنہوں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

تو آپ نے ہم سے یہ سب کیوں چھپایا تھا ڈیڈ کیوں نہیں بتایا کہ "
ہم آپکے خون نہیں ہے ہم تو ایک لاوارث ہے۔۔؟؟

وہ روتی ہوئی انکے سینے سے لگ کر کہنے لگی۔۔

خبر دار یہ لفظ آپ اپنے منہ سے اب نہیں نکالے گی کہ آپ "
ایک لاوارث ہے آپ لاوارث نہیں ہے آپ ہماری بیٹی ہیں اور
"حیدر خان سجل خان کی بہن بھی۔۔

انہوں نے غصے سے کہا تو وہ روتی ہوئی پیچھے مڑ کر سردار حیدر خان
اور سجل خان کی جانب دیکھنے لگی اور آگے بڑھ کر ان دونوں کے
گلے لگ کر مرتضی خان کے ساتھ ان دونوں کو بھی کہنے لگی۔۔

بھلے ہمارے درمیان خون کا رشتہ نہیں ہے ڈیڈ لیکن ہم آپکی" بیٹی ہیں جس طرح اس سچائی جاننے سے پہلے تھے حیدر بھائی اور سجل بہن ہم آپکی سگی بہن ہمشیہ ہمشیہ کے لیے رہے گے۔۔۔" "

وہ اُن تینوں کو کہنے کے بعد تیزی سے اس روم سے باہر نکلی اور اسکے پیچھے غزلان سائیں بھی وہ جانتا تھا کہ اسکی گستاخ لڑکی اس وقت بہت ٹوٹ چکی ہیں اتنی ساری سچائیوں سے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

"نورِے جہاں۔۔۔"

نورِ حرم مرتضی خان کے روم سے باہر نکلی اور کوریڈور میں رکھے بینچوں میں سے ایک بینچ پر بیٹھ کر رونے لگی اندر تو وہ آرام سے کہہ بیٹھی کہ وہ انہی کی بیٹی ہے۔۔

لیکن وہ خود کو کیسے سمجھاتی کہ وہ ڈیڈ کی نہیں کسی اور کی بیٹی ہے اُنکی بیٹی جواب اس دنیا میں نہیں ہے۔۔

اس وقت اُسکے ساتھ کیا ہوا تھا اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا کیونکہ وہ پانچ سال کی بچی تھی اور جس حالت میں تھی یہ صرف مرتضی خان جانتے تھے۔۔

"نورِے جہاں آپ روئے مت خدا کے لیے۔۔

آج وہ شرارتی لڑکی اِس ہاسپٹل کے کوریڈور میں ایک بینچ پر بیٹھی سختی سے منہ پر ہاتھ رکھے بُری طرح سے سسکیاں لے لے کر رو تھی اور بھلا اُسکا شہزادہ اُسے کیسے روتے ہوئے دیکھ سکتا تھا وہ تڑپ کر آگے بڑھا اور اُسے پکارا اٹھا۔۔

"شاہ سائیں سُنا آپ نے میں ڈیڈ کی بیٹی نہیں ہو میں اُنکی سگی بیٹی نہیں ہو ھھ۔۔۔۔۔۔ہمارا خون کا رشتہ نہیں ہے وہ ہمارے بھائی بہن نہیں ہیں۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی رو کر بولی۔۔

"آپ ہی بابا مرتضی خان کی بیٹی ہے نورِے جہاں صرف آپ ہی اور وہ دونوں آپکے بھائی بہن ہیں خون کا رشتہ معنی نہیں رکھتا نورے جہاں یہاں اس دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہے جو بے آسرا بچوں کو بڑا کرتے ہیں مگر کبھی بھی اُس بچے کو غیر نہیں سمجھتے ہیں اور نہ ہی دنیا والوں کے سامنے اُنکا تعارف اپنے نام کو اُن سے جدا کر کے دیتے ہیں آپکو پتہ ہے کیوں کیونکہ وہ انہیں اپنی سگی اولاد سے بھی زیادہ سگے سمجھتے ہیں اور بابا مرتضی خان بھی آپکو اپنی سگی اولاد سے زیادہ سمجھتے ہیں۔۔"

غزلان سائیں اُسکی آنکھوں سے گرتے پانیوں کو دیکھ تڑپ کر آگے بڑھا اور اُسے اپنے سینے سے لگا کر اسے سمجھاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

لیکن شاہ سائیں یہ درد ہی کم نہیں ہو رہا کہ ہم ڈیڈ کی سگی اولاد" "نہیں ہے کسی اور کے ہیں۔۔

شہد رنگ آنکھوں میں نمکین پانیوں کو بسیرا بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا غزلان سائیں اس منظر کو دیکھ دل میں ایک چبھن محسوس کرتا ہاتھ آگے بڑھا کر اُن نمکین پانی کو صاف کرنے لگا۔۔

ہمیں پتہ یہ آپکے لیے آسان نہیں ہے نورِے جہاں لیکن آپکو"
خود کو سنبھالنا ہو گا اپنے ڈیڈ کے اچھے صحت کے لیے انکے سامنے
خود کو خوش ظاہر کرنا پڑے گا آپکو اگر آپ نے انہیں یہ احساس
دلایا نا کہ آپ بہت اداس ہو گئی ہے یہ سچ جان کر تو انکی حالت بگڑ
" سکتی ہیں

غزلان سائیں کی بات پر وہ تیزی سے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتی
مسکرانے لگی مگر اُسکی مسکراہٹ بھی غزلان سائیں کو کھوکھلی سی
لگی۔۔۔

شاہ سائیں آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ہمیں خود کو سنبھال لینا"
"چاہیے اور ڈیڈ کی صحت کے لیے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں۔۔

ٹوٹی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پہ سجائے وہ شرارتی لڑکی سامنے سے تو بہت خوش لگ رہی تھیں لیکن اندر ہی اندر وہ بکھر کر رہ گئی تھی اور اسے سمیٹنے کے لیے اسکے شہزادے نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

مھروسہ شاہ اور دستگیر شاہ کے بے جا ضد پر وہ انکے ساتھ شادی کی شاپنگ کے لیے کراچی کے اس بڑے سے مال میں آئی تھی۔۔

فاطمہ تُم کچھ لے کیوں نہیں رہی ہو۔۔۔؟؟"

پورے مال میں وہ تینوں گھومتے گھومتے ایک برائڈل جیولری شاپ کے پاس رکھ گئے تو مھروسہ نے پیار سے فاطمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"بھابھی اب کسی چیز کی چاہ نہیں ہے اس دل کو بھلا میں ایک ہاری ہوئی لڑکی کس کے لیے ہار سنگھار کروں گی یہ دل تو مر چکا ہوں ان چیزوں سے۔۔۔"

وہ سامنے شاپ کو دیکھتی نم آواز میں بولی۔۔

"کیا مطلب کس کے لیے آپ اپنے ہونے والے شوہر کے لیے ہار سنگھار کرے گی اور کل تو پوری احتمام کے ساتھ آپ تیاری

کریں گی نکاح جو ہے ہماری پیاری سی نند کا ہمارے جیٹھ کے

"ساتھ۔۔۔

وہ شرارت سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی کل اسکا شہریار بخت شاہ

کے ساتھ نکاح رکھا گیا تھا اور آج مھروسہ شاہ اسی سلسلے میں اسے

یہاں شاپنگ کرانے کے لیے لے کر آئی تھی۔۔

"بھابھی آپ دیکھ لیں ہم واشروم سے ہو کر ابھی آتے ہیں۔۔"

وہ دلہنوں کے لباس اور جیولری کے شاپ دیکھتی نم آنکھوں سے

مھروسہ شاہ اور دستگیر شاہ کی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"ٹھیک ہے فاطمہ تُم جاؤ ہم دیکھ لیں گے۔۔۔"

دستگیر عالم شاہ اسکی سچویشن سمجھ سکتا تھا اسی لیے مھروسہ کو اشارہ کرنے کے بعد وہ فاطمہ سے کہنے لگا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

سردار لالہ یہ آپ کس خوشی میں خالی ہاتھ آئے ہیں نہ کوئی" پھول نہ کوئی چاکلیٹ نہ کوئی مٹھائی۔۔؟؟

نورِ حرم اس وقت ڈیڈ کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی چہک کر سردار حیدر خان کے سنجیدہ اور سپاٹ چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔۔

لو ہماری شریر بیگم شروع ہو گئی اب بچ کر رہے گا سالے"

"صاحب اپکی یہ بہن ایک پوری آئٹم بم ہے۔۔

غزلان سائیں نے ہنس کر حیدر خان کو خبر دار کیا جو اپنے ازلی گھمنڈی انداز میں بیٹھا ہوا تھا مگر اس وقت اسکے چہرے پر ایک نرم تاثر قائم تھا جس سے وہ اور بھی زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔

کیوں جیجا محترم کیا میری کیوٹ سی بہن نے آپکا جینا سخت حرام" کیا ہے جو آپ اُس سے اتنی جلدی تنگ آ گئے ہیں۔۔؟؟

وہ اپنے ازلی اٹیٹیوڈ والی زبان کھول کر سب کو ہکا بکا کر گیا جبکہ غزلان سائیں کو لگا وہ اپنی بہن سے ہزار ہاتھ آگے ہیں۔۔

"سالے صاحب مت پوچھیے۔۔"

غزلان سائیں نے بے چارگی سے نور حرم کی جانب دیکھتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔۔

"کبھی آپکی بہن ہمارے نام کاروبار کھولتی ہے تو کبھی برقعہ پہن کر ہمارے ڈیرے میں آکر ہمیں للکارتی ہے تو کبھی ہمارے معصوم پرندوں کو چھپا کر ہمیں تنگ کرتی ہے تو کبھی ہمیں سوئمنگ پول میں پھینک کر مزے سے ہمیں ڈوبتے ہوئے

دیکھتی ہیں قسم سے ہم بہت تنگ آچکے ہیں مگر کیا کر سکتے ہیں
"مجبوری میں ہم اس ریل گاڑی کو کھینچ رہے ہیں۔۔

وہ شریر نظروں سے نور حرم کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"کیا شاہ سائیں آپ یہ کیسے بھول گئے کہ ہم نے آپکو سوئمنگ پول میں نہیں بلکہ خود کو پھینکا تھا تاکہ آپ ہمیں بچانے آئے اور جب آپ اندر آئے تو یاد ہے ہم نے آپکو۔۔۔"

وہ اس سے آگے کچھ کہتی غزلان سائیں نے شرم سے سرخ ہوتے چہرے کو جھکا کر تیزی سے آگے بڑھ کر سختی سے اسکا منہ بند کر دیا۔۔

"گستاخ لڑکی۔۔"

نظروں ہی نظروں میں اسے سمجھانے لگا کہ اس وقت وہ اپنی حویلی میں نہیں ہاسپٹل کے ایک روم میں اپنے باپ اور بھائی بہن کے سامنے بیٹھی ہے۔۔

"پیچھے ہٹے گستاخ سائیں۔۔"

وہ غصے سے اسے پیچھے کرتی چیخ کر بولی۔۔

"او کے پیاری بہنا میں اپنی دونوں پہنوں کو ابھی سامنے شاپنگ مال کے آئسکریم پالر لے کر چلتا ہوں وہاں جا کر ہم تینوں خوب انجوائے کریں گے اور میں اپنی بہنوں کو خوب شاپنگ بھی کرواؤ گا کیسا لگا میرا آئیڈیا۔۔"

سردار حیدر خان سر نیچے جھکا کر غزلان سائیں کی حالت پر مسکراتا آخر میں اسکی بے چاری شکل پر ترس کھاتا نور حرم اور سجل خان سے کہنے لگا۔۔

"واہ کیا جھکاس آئیڈیا ہے۔۔"

نورِ حرم کی لینگوتیج پر غزلان سائیں سکتے میں چلا گیا جبکہ اسکی بات پر کیپٹن سردار حیدر خان نے آگے بڑھ کر باری باری اپنی بہنوں کے سر چھوم کر پیچھے ہٹا۔۔

گستاخ لڑکی یہ آپ غنڈوں کی زبان میں کیوں بات کر رہی" ہیں۔۔؟؟

سیاہ آنکھوں میں غصہ لیے وہ نور حرم کی کلاس لینے لگا اسے سخت چڑ تھی ایسی ٹپوریوں کے لینگوتیج سے۔

شاہ سائیں یہ تو ساؤتھ انڈین موووی کے ہر ہیرو کا فیورٹ "ڈائیلاگ ہے اور ایک اور بھی سناؤ آپکو۔۔"

نور حرم بالی وڈ اور ہالی وڈ موووی کے ساتھ ساتھ ساؤتھ انڈین موووی کی بھی شوقین تھی مزے سے آگے بڑھ کر سب کے سامنے ہی وہ غزلان سائیں کی گود میں بیٹھ کر چہکتی ہوئی بولی۔

غزلان سائیں جو سامنے صوفے پر بیٹھا تھا ان تینوں بھائی بہنوں کی محبت بھری باتوں کو مسکراتے ہوئے سن رہا تھا اپنی گستاخ بیوی کی حرکت پر شرم سے اسکا دل چاہا ڈوب مرنے کو۔

"گستاخ لڑکی آپ ہوش کے ناخن لیں اس وقت ہم کہاں ہے آپ اسی کا خیال کر لے کیوں ہمارے جیسے شریف بندے کو آپ بار بار شرمندہ کروانے پر تلی ہوئی ہیں۔۔"

وہ غصے سے اسکی کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا جبکہ سیاہ آنکھیں ضبط سے اپنا قہقہہ روکتے اپنے سسرالیوں پر مرکوز تھیں۔۔۔

"تو شاہ سائیں کیا ہوا یہ گود ہمارے اکلوتے شوہر کا ہے اور یہ ہمارے ڈیڈ اور بہن بھائی ہے کوئی غیر تھوڑی ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم کسی پرانی فلموں کی ہیروئنوں کی طرح شرما کر لجا

کر ایک کونے میں بیٹھ کر آپکی نظروں کی وجہ ایسے کانپے تو یہ ہم سے نہیں ہو گا۔۔"

وہ بے باکی سے آنکھ دبا کر اسکے چہرے کو انگلی سے چھو کر شریر لہجے میں کہنے لگی تو غزلان سائیں اس بے باک لڑکی کی بے باکیت پر اپنے دل میں آنسوؤں بہانے لگا اور خود کو کوسنے لگا کہ وہ کیوں اس صوفے پر بیٹھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

خوفزدہ سہمی نظروں سے فاطمہ شاہ سامنے کھڑے اُس درندے کو دیکھ رہی تھی جسنے اسکی عزت لوٹ کر اُسے بدنام کر دیا تھا آج

اُسے اس شاپنگ مال کے لیڈیز واشروم کے باہر کھڑے دیکھ وہ ساکت رہ گئی تھی۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں آگے مت بڑھو۔۔۔

وہ اُس ظالم شیاطین کے قدموں کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھتی اپنی جان کو لبوں پہ آتے ہوئے شدت سے محسوس کرتی تڑپ کر پیچھے کی طرف قدم بڑھاتی ہوئیں نفی میں سر ہلا کر کہنے لگی۔۔

سُنا ہے میرا خالہ زاد بھائی تُم جیسی ناپاک ایک نامحرم کی بستر کی" زینت بنی لڑکی سے جلد شادی کرنے والا ہے۔۔؟؟

معنی خیزی سے کہتا وہ ایک ہی جست لگا کر اُس تک پہنچا اور سختی سے اُسکی نازک گوری کلائی کو پکڑ کر مڑور کر سرد لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"چھ۔۔۔ چھوڑو مم۔۔مجھے۔۔"

وہ ڈری سہمی لڑکی اپنی کلائی پر اُس شیطان کا لمس ایک بار پھر محسوس کر کے اپنی جان کو حلق سے نکلتے ہوئے شدت سے محسوس کرنے لگی۔۔

آج ایک بار پھر سے تُم برباد ہو گی فاطمہ اور میں دیکھتا ہوں کیسے " وہ شہریار بخت شاہ میر اخالہ زاد تُمہیں اپناتا ہے تُمہاری اس گوری چمڑی کو آج اگر مجھے سیاہ بھی کرنا پڑاناں تو میں کروں گا لیکن " تمہیں چھوڑو گا نہیں۔۔

اُسکے سرخ و سفید گلابی رخساروں کو چھو کر وہ خباثت سے کہتا اچانک نیچے جھکا اور اُسے اپنے کندھے پر لاد کر اس مال کے میل واشروم کی جانب بڑھا اُس وقت وہاں کوئی بھی نہیں تھا اگر کوئی ہوتا تو شائید اُس معصوم کو اُس درندے سے ضرور بچاتا۔۔

" نہیں مم۔۔۔مجھے جانے دو ایسا مت کرو اللہ کے لیے۔۔۔"

واشروم میں لا کر اُسنے جھٹکے سے نیچے پھینکا اور واشروم کو اندر آنے والے مردوں کے ڈر سے دروازہ اندر سے لاک کرنے کے بعد وہ پیچھے مڑا اور لبوں پہ شیطانی مسکراہٹ سجا کر وہ اپنی پینٹ کی زپ کو کھولنے لگا یہ دیکھکر فاطمہ ششدر رہ گئی اور کانپتی ہوئی لرزتے ہاتھ زمین پر رکھ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی اور کامیاب ہو کر وہ دروازے کی طرف بھاگی مگر اُس جانور کے بُری طرح سے دھکا دینے پر وہ نیچے گری تو اسکا ایک ہاتھ پیچھے بند دروازے کی کھنڈی سے جا کر لگا اور ماتھا نیچے فرش پر لگنے کی وجہ سے زخمی ہو گیا۔۔

جان من مجھے اپنی اور اس آتش بیگ کے قصے کے لیے کچھ "
انتظام کرنے تو دو پھر میں خود تمہیں وہاں چھوڑ دو گا جہاں جانا تم
"چاہوں گی۔۔

اُسکے پیروں کو پکڑ کر اسے اپنی جانب کرتا وہ خباثت سے کہہ کر
اسکے ڈرے سہمے چہرے کے اوپر جھکنے لگا مگر پیچھے سے کسی کے
ضرور دار وار نے اسے چیخنے پر مجبور کر دیا وہ سر پر ہاتھ رکھ کر پیچھے
مڑا تو سامنے قہر بار نظروں سے گھورتے سیاہ قمیض شلوار میں
ملبوس وجاہت کے نمونے اس نوجوان کو دیکھ وہ ساکت رہ گیا
کیونکہ اسکے ہاتھ میں ریوالور بھی تھا۔۔

"کچھ انتظام خاطر داریاں ہم پر بھی چھوڑ دو حرام خور آتش بیگ"

"عرف درندے بھیڑیے۔۔۔

فاطمہ شاہ جو بری طرح سے کانپ رہی تھی اور رو رہی تھی اپنی سماعتوں میں اس آواز کو سن کر جھٹکے سے آنکھیں کھولتی سامنے کھڑے اُس شخص کو دیکھنے لگی جسے اسنے ٹکرایا تھا جس کی محبت کو تسلیم نہیں کیا تھا لیکن آج اس شخص کو اپنے سامنے دیکھ وہ تیزی سے اٹھی جبکہ دوسری طرف سردار حیدر خان کی نظریں اس پر نہیں گئی تھی وہ تو نور حرم اور سجل کو آئسکریم پالر میں چھوڑنے کے بعد یہاں آیا تھا فریش ہونے کے لیے مگر یہاں ایک شیطان درندے کو کسی لڑکی کے ساتھ غلط کرتے ہوئے دیکھ اسکا فوجی

خون جوش مارنے لگا اور اسے اکسانے لگا اس درندے کو سبق سکھانے کا۔۔۔

"پلیز مجھے بچائے اس درندے سے یہ وہی ہے جس نے میرے ساتھ پہلے بھی۔۔"

حیدر خان کو ابھی تک پتہ نہیں تھا کہ وہ لڑکی کوئی اور نہیں آسکی ڈول ہے کیونکہ فاطمہ شاہ نیچے گرنے کی وجہ سے اس درندے شخص کے پہاڑ جیسے وجود کے پیچھے چھپ گئی تھی مگر اب اسکی سہمی ہوئی آواز پر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔۔

کمینے انسان پتہ ہے جس کو تم نے برباد کیا ہے وہ سردار حیدر خان "کا جنون ہے دیوانگی کی وجہ ہے۔۔

پیچھے فاطمہ کو ابتر حالت میں دیکھ وہ غصے سے پاگل ہوتا تیزی سے پیچھے مڑا اور اس شیطان کی گردن پر زور سے مکا مار کر اسے نیچے گرا کر وہ اسکے اوپر چڑھ کر اپنی سائلنسر لگی ریوالور کو جنونی انداز میں اسکے کان پر رکھ اسنے گولی چلایا تو وہ درد سے اسکی گرفت میں بلبلا کر رہ گیا۔۔

"چھوڑو مجھے چھوڑو اللہ کے لیے۔۔"

آتش بیگ کی دردناک چیخیں پورے واشروم میں گونج رہی تھیں جبکہ فاطمہ شاہ تو فرش پر بہتے خون کو دیکھتی کب کی بے ہوش ہو کر نیچے گر گئی تھی۔۔

"ہوں تُم جیسے شیطان کو بھی اللہ یاد ہے۔۔۔"

وہ اس وقت ایک جنونی عاشق کے ہاتھوں لگا تھا سردار حیدر خان نے ایکے اسکی دوسرے کان پر فائر کیا تو وہ درد سے بلبلا کر زور زور سے چیخنے لگا۔۔۔

"آہہہہ چھوڑو مجھے۔۔"

آتش بیگ کی لرزہ خیز آواز پورے واشروم میں گونجا تو کیپٹن سردار حیدر خان نے اپنے مخصوص جلاد والی مسکراہٹ جو وہ تب ہونٹوں پہ سجاتا تھا جب اپنے گناہ گار یا شکار کو بری طرح سے ٹارچر کرتا تھا۔۔

اب تُمہیں میری ڈول چھوڑے گی میں نہیں میں اسے اتنا ظالم" بناؤ گا کہ جب تمہارا سامنا اس سے ہو گا تب تمہاری روح کانپے گی اس کے ہاتھوں مرنے سے پہلے تم اللہ سے موت کی بھیک مانگوں "گے۔۔۔

سختی سے اسکے چہرے کو جکڑ کر وہ نفرت سے اسکے چہرے پر تھوکنے کے بعد سرد لہجے میں کہنے لگا آتش بیگ کے دل میں پہلی بار ڈر بیٹھ گیا اللہ کے بعد ایک ظالم عاشق کا ڈر۔۔

"نن۔۔ نہیں مجھ پر رحم کرو مجھے جانے دو۔۔"

آتش بیگ کی ڈر و خوف سے پینٹ بھی گھیلی ہو گئی تھی جسے محسوس کر کے سردار حیدر خان کے لبوں پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ پھیلا۔۔۔

"ضرور جانے دے گی میری ڈول تُمہیں لیکن قبرستان۔۔"

طنزیہ نظروں سے اُسے دیکھتا وہ پیچھے ہٹا اور فون نکال کر اپنی ٹیم کو کال ملا کر اسے ان سبکو اس مال کا پتہ بتا کر خود اپنی ڈول کی جانب بڑھا جو ڈر کے مارے بے ہوش ہو گئی تھی۔۔

کیا یہاں کسی فلم کی شوٹنگ ہو رہی ہیں جو تم لوگ تماشائیوں کی طرح کھڑے ہو جاؤ اپنا اپنا کام کرو۔۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر کر جب واشروم کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تو باہر کھڑے مردوں نے حیرت سے اُسکی باہوں میں ایک بے ہوش لڑکی کو دیکھا تو چہ میگوئیاں کرنے لگے تو جب اسنے سرد نظروں سے سبکو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا۔۔

اوراس واشروم کو میں سیل کر رہا ہوں بہت جلد میری ٹیم "
یہاں پہنچنے والا ہے کیونکہ اندر ایک خونخوار جنگلی بھیڑیے کو میں
نے قید کیا ہے اگر کسی کو مرنے کا شوق ہے یا کسی نے خودکشی کا
"پلان کیا ہے وہ اندر جا کر اپنی یہ خواہش پوری کر سکتا ہے۔۔

سامنے کھڑے مال کے مینجر کو اپنا کارڈ دکھا کر وہ واشروم کو سیل
کرنے کا کہہ کر وہاں سے تیزی سے آگے کی طرف بڑھا۔۔

حیدر فاطمہ کو اپنی بانہوں میں اٹھائے نور حرم اور سجل لوگوں کے پاس جا رہا تھا کہ راستے میں اُسے دستگیر شاہ اور مھروسہ مل گئے۔

"کیا۔۔۔۔کیا ہے تُم نے زلیل انسان ہماری بہن کے ساتھ ہاں" اور یہ اُسے کہاں لے کر جا رہے تھے۔؟؟

دستگیر شاہ ایک لڑکے کی باہوں میں فاطمہ شاہ کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو کر آگے بڑھا اور اُسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

بہن سیر یسلی جب اُسے وہ درندہ پھر سے ہرٹ کر رہا تھا تو تُم" کہاں تھے ہاں۔۔؟؟

حیدر خان نے فاطمہ کو اس مال میں موجود سامنے بنے چھوٹے سے ریسٹورینٹ کے ایک صوفے کی جانب بڑھ کر اُسے احتیاط سے لٹانے کے بعد پلٹ کر ایک زوردار مکا دستگیر شاہ کے چہرے پر مارتے ہوئے غرا کر کہا۔

"سردار لالہ۔۔ "

نورِ حرم اور سجل جو اُسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس طرف نکل آئے تھے سامنے اُسے کسی سے لڑتے ہوئے دیکھ ساکت رہ گئیں

اور جب بات بڑھتے ہوئے نور حرم نے دیکھا تو تیزی سے آگے بڑھی اور اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دستگیر شاہ سے دور کرتی ہوئی بولی۔

"بھابھی آپ۔"

جب دستگیر شاہ کی نظر نورِ حرم پر پڑی تو وہ اسے پکار اٹھا۔۔

آپ کون ہے اور ہمیں بھابھی کیوں کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟"

نورِ حرم اس دن گاؤں میں بے ہوش تھی وہ صرف شہریار کے علاؤہ شاہ حویلی کے لوگوں کے بارے میں ابھی نہیں جانتی تھی ورنہ وہ دستگیر شاہ کو دیکھتے ہی وہ پہنچان جاتی۔۔

میں غازی بھائی کا ماموں زاد ہو آپ مجھے نہیں جانتی ہے لیکن" میں آپکو اچھے سے جانتا ہوں میں نے اس دن آپکو گاؤں میں دیکھا "تھا جس دن گاؤں والوں نے آپکے ساتھ۔۔۔

دستگیر شاہ نے بات بیچ میں چھوڑ کر اسے دیکھا جبکہ حیدر خان اسکی بات پر پہلے نور حرم پھر دستگیر شاہ کی جانب دیکھا جو سخت شرمندہ لگ رہا تھا اسے لگا اسکی بہن کے ساتھ ان لوگوں نے کچھ غلط کیا تھا

۔

کیا کیا تھا تم لوگوں نے اس دن میری بہن کے ساتھ ہاں۔۔؟؟"

پہلے سے ہی وہ اپنی محبت کے ساتھ ان لوگوں کی ناانصافی کی وجہ سے سخت غصے میں تھا اب اپنی بہن کا سن کر وہ آگ بگولہ ہو گیا اور غصے سے دستگیر شاہ کو گردن سے پکڑ کر پوچھنے لگا۔۔۔

"ہم شرمندہ ہیں اس دن جو کچھ بھی ہوا تھا بدگمانی کی وجہ سے ہوا تھا اور اب وہ بدگمانی ختم ہو گئی ہے اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔۔"

وہ سمجھ سکتا تھا ایک بھائی کو اسی لیے آرام سے کہنے لگا البتہ اسنے نظریں شرمندگی کی وجہ سے ابھی تک نیچے جھکائی ہوئی تھی۔۔

"کیا مطلب آپ کہہ کیا رہے ہیں کیسے سب کچھ اتنی آسانی سے ختم ہو گیا شاہ سائیں کے ساتھ جو آپ لوگوں نے مل کر کیا تھا اسکا کیا ہاں اور شاہ سائیں نے کیا سبکو معاف کر دیا ہے بولیں جواب دے ہمیں۔؟؟

نورِ حرم اپنے شاہ سائیں کی آنکھوں کی نمی اور درد کو ابھی تک نہیں بھولی تھی وہ غصے سے دستگیر شاہ کو گھورتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔

نورے جہاں ہم نے شہری کو معاف نہیں کیا اور نہ ہی نانا سائیں" کو اور اس میں دستگیر شاہ کے ساتھ شاہ حویلی کی عورتوں نے ہم پر یقین کیا تھا اسی لیے یہ ہماری نظروں میں ہمارے گناہ گار نہیں "ہے۔۔

سجل خان نے گھبراہٹ کے عالم میں مرتضی خان کو فون کیا تھا اور انہوں نے غزلان سائیں کو یہاں بھیج دیا تھا اور جب اسنے سامنے دستگیر شاہ کو دیکھا تو وہ آگے بڑھا اور نور حرم کی بات پر اسنے کہا۔۔

شاہ سائیں آپ سچ کہہ رہے ہیں ہمدردی میں تو یہ سب نہیں" کہہ رہے ہیں نہ کہی آپکا دل پسیج تو نہیں گیا ان لوگوں کے لیے

صاف صاف کہہ دے اگر آپ نے ہم سے جھوٹ بولا تو آپکو چھوڑ کر ہمشیہ ہمشیہ کیلئے ہم بہت دور چلے جائے گے۔۔"

نور حرم ان لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرتی جو اسکے شاہ سائیں کو ہرٹ کرتے تھے یہ لوگ تو اسکی نظروں میں گناہ گار تھے اسکے شاہ سائیں کی خوشیوں کے تو پھر وہ کیسے انہیں اتنی جلدی معاف کرتی۔۔

نورِے جہاں یہ سچ ہے ہم نے ان لوگوں کو معاف نہیں کیا ہے جنہوں نے میرے ساتھ برا کیا تھا مجھ پر یقین نہیں کیا تھا شک کیا تھا اور ان لوگوں میں اماں سائیں فاطمہ شاہ زینب شاہ اور دستگیر شاہ شامل نہیں ہیں انہوں نے تو ہمشیہ مجھ پر بھروسہ کیا ہے۔۔"

وہ آگے بڑھا اور دستگیر شاہ کو گلے سے لگا کر کہنے لگا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اماں سائیں اور اسکی دونوں کزن نے اسکے لیے بہت دعائیں کی تھی اور دستگیر شاہ کے تڑپنے کے قصے وہ سالار شاہ سے اس کال کوٹھری میں سنتا تھا کہ وہ کیسے اسکے لیے تڑپتا ہے اور روز اسکی خیریت کے حوالے سے سالار شاہ سے پوچھتا تھا اسے سب کچھ سالار شاہ نے بتایا تھا اسی لیے تو وہ ان سب سے اتنا ہی پیار کرتا تھا جتنا اپنے بابا اور سالار شاہ سے کرتا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

اُس وقت وہ سب حیدر خان کے اپارٹمنٹ میں موجود تھے جو مال اور ہاسپٹل سے نزدیک ہی تھا ابھی وہ اور دستگیر شاہ کچن میں نور حرم کے کہنے پر غزلان سائیں کی مدد کے لیے موجود تھے۔۔

اُسکو آن کرنا کس کو آتا ہے جوانوں۔۔؟؟

وہ تینوں کچن میں چولہے کے آگے کھڑے تھے غزلان سائیں نے سنجیدگی سے تھوڑی پر ہاتھ رکھتے ہوئے سردار حیدر خان اور دستگیر عالم شاہ سے پوچھا جو منہ کھولے ایسے کھڑے تھے جیسے چولہے کو آج پہلی بار دیکھ رہے ہو۔۔

"غازی بھائی ہم بھی آپکی طرح پھوہڑ ہیں۔۔"

سردار حیدر خان نے چولہے سے نظریں ہٹا کر غزلان سائیں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔!!"

"سالے صاحب ہم پھوہڑ یعنی آپ کہنا چاہتے ہیں ہم پھوہڑ ہے۔۔"

غزلان سائیں نے آنکھیں پھاڑ کر اپنے ہٹ دھرم سالے کی جانب دیکھا جو دستگیر عالم شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھے چولہے کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے ڈاکٹر مریضوں کو دیکھتا ہے۔۔

پھوہڑ کو پھوہڑ نہیں کہوں گا تو کیا گدھا کہوں گا جیجا محترم آپ"
بھی نہ صحیح کہتی ہے میری بہن ہمارے سائیں بھولے بھالے بالو
ہیں۔۔؟؟

سردار حیدر خان بڑے ہی پیار سے غزلان سائیں کو اب گدھا اور
بالو بنا کر آگے بڑھ کر کاؤنٹر کھوپر گھمانے لگا کہ تبھی جھٹکے سے
آگ جل اٹھا تو غزلان سائیں کے ساتھ ساتھ دستگیر عالم شاہ بھی
چیخ مار کر پیچھے ہٹا جبکہ سردار حیدر خان مزے سے کھڑا آگ کو
دیکھ رہا تھا۔۔

سالے صاحب احتیاط سے اگر آپ کے گھنے بال جل گئے نہ تو"
"آپکی بہن ہمیں اور ہمارے بھائی کو گنجا کر دے گی۔۔

غزلان سائیں دستگیر عالم شاہ کے پیچھے چھپاڈرتے ہوئے سردار حیدر خان سے کہنے لگا جو فرائی فین چولہے کے اوپر رکھ رہا تھا۔۔

سردار بھائی آپ نے تو کہا تھا آپ پھوہڑ ہے پھر یہ کوکنگ آپ نے کہاں سے سیکھی ہیں ایسی ماہرت سے تو ہماری شاہ حویلی میں ہماری بہنیں بھی کھانا نہیں بناتی جو آپ بنا رہے ہیں۔۔۔"

دستگیر عالم شاہ نے پھٹی آنکھوں سے اُسے فرائنگ پان کے اندر ہیگ کی مدد سے پیزا بناتے ہوئے دیکھ کر کہا۔۔

سچ کہا تھا ہم پھوہڑ ہیں یہ تو بس میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے " یو ٹیوب سے دیکھا ہے ویسے کیا یہ پیزا لگ رہا ہے تم دونوں کو یا نہیں۔۔؟؟

وہ نور حرم کو بہلانے کے لیے یوٹیوب سے یہ ریسپی نکال کر بنا رہا تھا ورنہ اُسے کھانا بنانے کا ک بھی نہیں آتا تھا غزلان سائیں اور دستگیر عالم شاہ آگے بڑھ کر فرائی فین کے اندر جھانک کر دیکھنے لگے کے آیا وہ پیزا بنانے میں کامیاب ہوا ہے یا نہیں مگر پیزا کے بجائے ایک عجیب قسم کے شکل کا پیزا دیکھ کر وہ دونوں ڈر گئے کیونکہ ایک تو انڈا جل کر سیاہ ہو چکا تھا اوپر سے سردار حیدر خان کا نقشہ افففف جیسے دیکھ کر دونوں کا ترانکل گیا۔۔۔

"لیکن ہمیں نہیں لگتا کہ آپ پھوہڑ ہے سالے صاحب۔۔۔"

غزلان سائیں کو یکدم سے شک ہو گیا اپنی بیوی کے بھائی پر کیونکہ جس طرح حیدر خان نے بہادری سے چولہا جلایا تھا اس سے تو ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کھانا پکانا اچھے سے جانتا ہے۔۔۔

"جیجا جی آپ بہت تیز ہے۔۔۔"

حیدر خان نے غزلان شاہ کو معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے کہا اور فریج سے دو تین انڈے نکال کر فرائنگ پان سنگ پر رکھ کر اچھے سے دھونے کے بعد وہ چولہے کی طرف بڑھا اور فرائینگ پان رکھ کر ایک باؤل میں پیاز ٹماٹر کاٹ کر انڈے پھینٹیں لگا اور پھر

مہارت سے ان آمیزوں کو فرائنگ پان میں ڈال کر فرائی کرنے لگا۔۔

اسے اتنی مہارت سے آملیٹ بناتے ہوئے دیکھ غزلان اور دستگیر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور جب حیدر خان نے پلیٹوں میں سب کے لیے آملیٹ سجا کر سامنے کچن میں ہی رکھے ٹیبل پر رکھ کر پیچھے مڑا تو انہیں اس طرح دیکھ وہ مسکرانے لگا۔

ایسے کیوں دیکھ رہے ہو میں فوجی ہو تو کھانا پکانا برتن دھونا" کپڑے دھونا سب کچھ تم لوگ مجھ سے ایکسیپٹ کر سکتے ہو ۔۔۔"

وہ دونوں کے منہ بند کرتا شرارت سے کہنے لگا تبھی وہاں نور حرم اور سجل مھروسہ شاہ فاطمہ شاہ آکر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئیں تو حیدر خان نے فاطمہ شاہ کو بغور دیکھا جو اس گھر میں بے سکون لگ رہی تھی۔۔

سردار لالہ ہمیں کھانا ملے گا کہ نہیں آپکی گھوریوں سے تو ہمارا پیٹ نہیں بھرنا کیوں فاطمہ ٹھیک کہہ رہے ہیں نا ہم۔۔۔؟؟

نور حرم نے اسکی نظروں پر شریر مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر حیدر خان کے ساتھ فاطمہ کو بھی مخاطب کیا حیدر خان تو اپنی شرارتی بہن کی بات پر مسکرایا جبکہ فاطمہ سخت نروس ہو رہی تھی

اسکی نظروں سے اور اب اسکی بہن کی باتوں سے اسکا دل چاہا کہے چھپ جائے۔۔

جبکہ دستگیر شاہ حیدر خان کی نظروں کو سمجھ گیا کیا ان میں کونسا احساس ٹمٹمارہا ہے جو فاطمہ کے چہرے کو دیکھ کر اور بھی زیادہ چمک رہا ہیں وہ ان نظروں کو اچھے سے سمجھ سکتا تھا کیونکہ وہ خود بھی اس راستے کا مسافر تھا مھروسہ اسکی منزل لیکن حیدر خان کی نظروں سے وہ ڈر گیا کیونکہ وہ انسان اسے پہلی ملاقات میں ہی اسے جنونی لگا اور اگر یہ سچائی اسے پتہ چل جائے کہ فاطمہ شاہ اسکی منزل نہیں ہے بلکہ وہ کسی اور کی منزل ہے تو اس تو سے آگے سوچ کر وہ خوفزدہ ہو کر غزلان سائیں کی طرف متوجہ ہو گیا جو انکی طرف متوجہ نہیں تھا اپنی بیوی کو گھور رہا تھا۔۔۔

"غازی بھائی کل فاطمہ اور شہری بھائی کا نکاح ہے۔۔"

آخر کار اسنے ہمت کرتے ہوئے کہا اسکی بات پر باقی تو مطمئن لگے اسے لیکن حیدر خان کی مٹھیوں کو بند ہوتے ہوئے اسنے دیکھا تو گھبرا کر رہ گیا۔۔۔

"کیا مطلب ہماری بہن کا نکاح شاہ حویلی کے لوگوں نے اس انسان کے ساتھ کیسے طے کر دیا ہاں۔۔
وہ شکی مزاج ہے تو کیوں شاہ حویلی والے فاطمہ کو اس آگ میں جھونک رہے ہیں عقل ہے ان لوگوں میں کے نہیں۔۔۔"

غزلان سائیں نے دستگیر شاہ کی بات پر آگ بگولہ ہوتے ہوئے کہا نور حرم جو اپنے بھائی کے چہرے پر تکلیف دیکھ کر دستگیر شاہ سے لڑنے کے لیے منہ کھولنے والی تھی کہ شاہ سائیں کی غصیلی آواز پر وہ خاموش ہو کر بیٹھی اب وہ مطمئن تھی کیونکہ اب اسکا شاہ سائیں کے ہوتے ہوئے اسکے بھائی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی

"غازی بھائی یہ فاطمہ کا بھی فیصلہ ہے۔"

دستگیر شاہ نے دوسرا دھماکہ کیا جسے سن کر ساکت نظروں سے حیدر خان نے فاطمہ شاہ کی جانب دیکھا جو نظریں فرش پر گرائے ان کی باتیں سن رہی تھی۔۔

کیا یہ سچ ہے فاطمہ ادی آپ خوش ہے شہری کے ساتھ نکاح" کرنے کے لیے۔۔۔۔؟؟

غزلان سائیں نے سنجیدگی سے فاطمہ سے پوچھا۔
تو حیدر خان کے ساتھ سب اسکی طرف دیکھنے لگے۔۔

"جج۔۔۔جی بھائی میں خوش ہو۔۔"

فاطمہ لرزتی آواز میں بولی کیونکہ وہ سامنے بیٹھے شخص کی نظروں سے ڈر رہی تھی اسکی آنکھوں کے سلگتے آلاو سے لرز رہی تھی ۔۔۔حیدر خان اسکی بات پر غصے سے اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا

وہاں سے نکلتا چل گیا جبکہ نور حرم غصے سے اپنی مٹھیاں کھس رہی تھی اپنے بھائی کی تکلیف سے وہ سلگ رہی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

ہم یہاں آپ لوگوں سے اپنے بھائی کا رشتہ جوڑنے آئے ہیں"
اپنی نند فاطمہ کے ساتھ آپ لوگ مانتے ہیں تو ٹھیک ورنہ
ہمارے پاس دوسرا حل موجود ہے اسے اٹھوانے والا سمجھے آپ
سب اور مسٹر لنگور آپ ہمیں غزلان شاہ مت سمجھئے گا ہم ایک
چلتی پھرتی خطرناک دہشت ہے
"ہم آپ کو برباد بھی کر سکتے ہیں۔۔۔

نورِ حرم سنجیدگی سے شاہ حویلی کے سبھی لوگوں کو گھورتی ہوئی بولی۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا وہ یہاں فاطمہ شاہ کا ہاتھ مانگنے نہیں بلکہ اُسے اس حویلی کے لوگوں سے چھیننے کے لیے آئی ہے۔۔۔

سچ بھی یہی تھا وہ یہاں اپنے بھائی کی خوشیوں کے لیے اس حویلی والوں سے بھیک مانگنے نہیں بلکہ انکی بیٹی کو چھیننے کے لیے آئی تھی وہ بھی غزلان سائیں سے چھپ کر شاہ حویلی والوں کے لیے ایک ولن بن کر۔۔

بھابھی میں آپکی عزت صرف اور صرف غازی کی وجہ سے کر رہا ہوں ورنہ آپکی اس بات پر میں آپکو ابھی دھکے دے کر باہر نکالتا۔۔"

شہریار شاہ سامنے صوفے پر بیٹھی لڑکی کو سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا جو غزلان شاہ کی بیوی تھی۔۔

حیرت ہے یہ شخص ہمارے ہبی کا نام اتنی محبت سے لے رہے" ہیں کہے ہمارے پیر سائیں نے آپ پر کوئی جادو ٹونہ تو نہیں کر دیا نہ جو آپ بہت اچھے سے پیش آرہے ہیں شہریار بخت شاہ۔۔۔؟؟

نور حرم نے معنی خیزی سے مسکرا کر اُسے دیکھتے ہوئے پوچھا جبکہ شہریار بخت شاہ اسکی بات پر غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔۔

"بھابھی محترم آپ غلط کر رہی ہیں۔۔"

وہ غصے سے سرخ ہوتا چلا اٹھا۔

"غلط تو آپ کر رہے ہیں سالے صاحب ہم پہلی بار اپنے لاڈلے شوہر کے گھر میں آئے ہیں اور آپ نے تو جھوٹے منہ نا ہمیں سموسے کا پوچھا نا لسی کا۔۔۔"

نور حرم نے شرارت سے ایک آنکھ دبا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

نہیں بلکل بھی نہیں ہم تو بلکل ٹھیک کر رہے ہیں غلط تو آپ"
سب کر رہے ہیں ہمارے بھائی کے ساتھ اسے ہماری بھابھی سے
جدا کر کے اگر آپ لوگوں نے انکار کیا تو ہم اس لنگور سے تو اپنے
بھابھی کی شادی تو بلکل بھی نہیں ہونے دینگے جتنی کوشش کرنی
ہے کر کے دیکھ لیں ہو گا تو وہی جو ہم چاہتے ہیں۔۔"

وہ سب پر نظر ڈالتی ہوئی سخت گیر لہجے میں کہنے لگی۔۔

بچے ہم بات نہیں مان سکتے کیونکہ کارڈ بٹ چکے ہیں اور نکاح"
کل ہے تو یہ ناممکن ہے معزرت۔۔"

عباس شاہ نے سنجیدگی سے نور حرم کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگے اور وہ صحیح کہہ رہے تھے کیونکہ کارڈ بٹ چکے تھے اور نکاح کل تھا تو وہ اتنی جلدی یہ سب کچھ نہیں کر سکتے تھے اور انہیں اپنے نواسے کی بیوی کے بھائی سے زیادہ اپنا پوتا بھروسہ مند لگ رہا تھا مگر نور حرم تو یہ سب سن کر بھڑک اٹھی۔۔

"ٹھیک ہے آپ جنگ چاہتے ہے تو ہم جنگ کرے گے اس بار یہ گاؤں اور یہ حویلی نہیں ہم جیتے گے سنا ہم جیتے گے۔۔"

نور حرم غصب ناک نظروں سے عباس شاہ اور شہریار بخت شاہ کی جانب دیکھتی ہوئی جنگ کا اعلان کر کے سجل کو اشارہ کرتی

اٹھی اور غصے سے وہاں سے نکلی اور اسکے پیچھے سجل خان بھاگی جو غصے سے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"دلہا بھاگ گیا اب کیا ہو گا۔۔"

ہر طرف ایسی ہی چہ میگوئیاں ہو رہی تھی اور فاطمہ جو سجی سنوری بیٹھی تھی یہ بات سن کر استہزایہ مسکرائی وہ جانتی تھی کہ اس جیسی لڑکی کو لوگ باتیں تو سنا سکتے تھے لیکن اپنا نہیں سکتے۔

سب اسے چھوڑ کر روم سے باہر چلے گئے تھے وہ اس وقت وہاں اکیلی بیٹھی تھی تبھی کسی نے روم میں داخل ہو کر دروازہ غصے سے بند کیا تو زوردار آواز پر فاطمہ نے اپنی بھیگی آنکھوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ ڈر گئی۔

"واہ یہاں تو کسی اور کے لئے آنسو بہائے جا رہے ہیں میں جو سلگ رہا ہوں تڑپ رہا ہوں یہ سوچ کر کہ میری ڈول شائید یہ شادی مجبوری کے تحت کر رہی ہو گی لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور نکلا انٹرسٹنگ۔۔"

غیض و غضب سے وہ آگے بڑھا اور اُسے شانوں سے پکڑ کر سرد لہجے میں کہنے لگا فاطمہ اسکی گرفت کی سختی پر تڑپ کر جان کو نکلتے ہوئے شدت سے محسوس کرنے لگی۔

"آاپ۔۔۔"

فاطمہ سے تو اتنی سخت گرفت میں کچھ بولا بھی نہیں جا رہا تھا وہ تڑپتی ہوئی بس اتنا بول سکی جبکہ حیدر خان غصے کی آگ میں جلتا اسے کچھ بھی کہے سنے بغیر اسکو اپنے کندھوں پر لاد کر اس روم سے باہر لے جانے لگا یہ روم حویلی کے پچھلے حصے پر بنا تھا وہ اسے وہاں سے آرام سے باہر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"چھو۔۔۔ چھوڑے مجھے نیچے اتارے۔۔"

وہ اسکے مضبوط کندھوں پر مارتی ہوئی روتی ہوئی خود کو چھڑا رہی تھی لیکن وہ بہرا بنا اسے وہاں سے نکال کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا جو اسنے حویلی سے دور پارک کیا تھا۔

"ہر گز نہیں اب اپنی آخری سانس تک تُمہیں نہیں چھوڑو گا تُم صرف میری ہو حیدر خان کی تو تُمہارا نکاح بھی مجھ سے ہو گا۔۔۔"

وہ اُسے گاڑی کے اندر پھینکنے والے انداز میں اندر کرتا سخت گیر لہجے میں کہتا اُسکے ارد گرد دھماکے کرتا اسکی نازک جان کو حلق میں پھنسا کر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا۔

"نن۔۔نہیں تُم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ مجھے جانے دو خدا کے لیے مم۔۔۔میں تُمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہو۔۔"

فاطمہ شاہ اُسکے آگے ہاتھ جوڑتی بُری طرح سے روتی ہوئی بولی تو اسنے غصے سے اسکے ہاتھوں کو پکڑا اور کھولنے لگا۔

"اسٹاپ اٹ رونا بند کرو میں تُمہارے عزت پر ڈاکا نہیں ڈال رہا جو تُم اسطرح رو رہی ہوں۔"

آنکھوں میں سُرخی لیے وہ سختی سے اُسکے دونوں ہاتھوں کو جکڑے سرد سپاٹ لہجے میں کہتا اُسے تڑپا گیا۔

"آپ یہی تو کر رہے ہیں اسطرح مجھے اغوا کر کے آپ نے میری عزت پر ہی تو ہاتھ ڈالا ہے۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے اسکے شدید غصے سے بولی اور آج پہلی بار اپنی ڈول کے لہجے میں غصہ دیکھ وہ غصے کو بھول کر مسکرایا۔

"یہ ہوئی نا سردار حیدر خان کی ٹکر کی لڑکی والی بات اسی طرح غصہ کروں تم پر بہت جچتا ہے ڈارلنگ۔۔"

اسکی غصیلی آنکھوں کو پیار سے دیکھتے ہوئے وہ اسکی کلائیوں کو چھوڑ کر اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے پھسل رہے سرخ آنچل کو درست کرنے لگا۔۔

"خبر دار جو تُم نے مجھے چھوا۔۔"

وہ زخمی شیرنی بنی اُسکے ہاتھ کو غصے سے جھٹک کر خونخوار نظروں سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"ڈونٹ وری نکاح کے بعد چھوؤ گا اس وقت پورا اختیار حاصل ہو گا تُمھیں سر سے پیر تک چھونے کا مجھے مائے ڈول۔۔"

پلیز مجھے واپس چھوڑ کر آؤ میں پہلے سے بدنام ہو مجھے اور رسوا" مت کروں مجھے لوگوں کی نظروں میں مت گراؤ خدا کے لیے "مجھے میرے گھر واپس لے کر جاؤ۔۔

وہ بُری طرح سے سسکیاں لے کر بھری ہوئی آواز میں بولی جبکہ وہ ظالم دیو سامنے بیٹھا اُسے سخت نظروں سے گھور رہا تھا اور اُسکی نظروں سے وہ معصوم اور بھی زیادہ ڈر رہی تھی۔۔

رونا بند کرو اگر تُم نے اسی طرح رونا جاری رکھا نہ تو میں نکاح" سے پہلے ہی بہک جاؤ گا اور اگر میں بہک گیا تو یہاں تباہی برپا ہو جائے گا اور تُم اُس تباہی کو بلکل بھی برداشت نہیں کر سکوں گی

ڈارلنگ اگر تُم یہ تباہی نہیں چاہتی ہو تو کچھ الٹا سیدھا ہونے سے پہلے اپنے یہ آنسوؤں صاف کروں۔"

اُسے پتہ نہیں تھا کہ اِس وقت وہ کہاں ہے اور وقت کیا ہو رہا ہے وہ بس روئے جا رہی تھی اور وہ سامنے خاموش بیٹھا تھا لیکن اب وہ بھی تنگ آ گیا تھا اُسکے بے تحاشا رونے سے تبھی وہ انتہائی غصے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اُسکے پاس پہنچ کر غرایا۔۔۔

"لگتا ہے تُم وہ تباہی اپنی اِن خوبصورت آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں جانِ دلبراں۔۔۔

وہ اُسے اُسی طرح روتے ہوئے دیکھ کر اُسکے دونوں ہاتھوں کو سختی سے اپنے ہاتھوں کی گرفت میں جکڑ کر سنجیدگی سے اُسکے رونے کی وجہ سے سرخ ہوتیں خمار آلود نینوں میں جھانک کر گھمبیر آواز میں بولا۔۔

"نن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔"

وہ اُسکی باتوں کے مفہوم کو اچھے سے سمجھتی ہوئی تڑپ کر بولی تو سردار حیدر خان مسکرایا ایک جاندار مسکراہٹ جو اُسکے اچھے موڈ کی گواہی دے رہا تھا اسے چھیڑتے ہوئے اس وقت اُسے بہت مزا آرہا تھا اچانک سے اسے ایک شرارت سوجھی تو وہ ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے ڈر اور شرم کے باعث سرخ ہوتے رخساروں کو

اپنے پُر حدت انگلیوں کی پوروں سے چھوتا اُسے لرزنے پر مجبور کر دیا۔۔

"اگر نہیں چاہتی ہو تو آرام سے جا کر یہ پہن کر آؤ۔۔"

وہ اُسے الگ کرتا ایک خوبصورت عروسی جوڑا اُسکی جانب بڑھا کر کہنے لگا تو فاطمہ شاہ اُس جوڑے کو دیکھ ساکت رہ گئی کیونکہ وہ بھاری اور کامدار جوڑا قیمتی لگ رہا تھا۔

"ڈرؤمت ڈارلنگ میں ڈکیتی کی وارداتوں میں ملوث ہونے والا کوئی مشہور ڈکیت نہیں ہو یہ میں نے اپنی حق حلال کی کمائی سے خریدا ہے صرف اپنی دلبراں کے لیے آج ہمارا اسپیشل نائٹ ہے

تو میں نے اسپشل سین بنانے کے لیے بہت کچھ کیا ہے ابھی یہ شروعات ہے جیسے جیسے رات قریب آتی جائے گی ویسے ویسے "میں تمہیں سرپرائز دیتا جاؤ گا۔

وہ اُسے کسی اور کے نام کے عروسی جوڑے میں نہیں دیکھ سکتا تھا اُسکے نازک وجود پر صرف اپنے نام کا لباس دیکھنا چاہتا تھا اسی لیے یہ جوڑا اُسنے کل ہی خریدا تھا یہ پلان اسکا اور غزلان سائیں کا تھا وہ بھی فاطمہ کا شہریار سے شادی کے سخت خلاف تھا۔۔

ھھ۔۔۔۔۔۔۔ ھمارا نکاح کبھی نہیں ہو سکتا یہ میں نہیں ہونے "دونگی سُنا تُم نے۔۔۔"

وہ عروسی جوڑا غصے سے دور پھینکتی غصے سے چیخ کر بولی تو حیدر خان اسکی بات پر سخت آگ بگولہ ہو کر آگے بڑھا۔۔

"تُم یہ جوڑا میرے ہاتھوں سے پہننا چاہتی ہو دلبرم تو ٹھیک ہے پھر میں ابھی تمہاری اس خواہش کو پورا کر دیتا ہوں۔۔"

اُسکے کندھوں سے شہریار کے نام کی شال کو کھینچ کر دور اچھال کر جھٹکے سے اُسے اپنے قریب کرتا اپنا ایک ہاتھ پیچھے لے جا کر اُسکی نازک کمر پر لٹکے بلاؤز کی ڈوریوں کو اُسنے شدت سے کھینچا تو فاطمہ اُس حرکت پر اسکے سینے سے لگی شدت سے کانپ اٹھی وہ یہ بھی کر سکتا ہے اسے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔

"یہ تُم ٹٹ۔۔۔۔ٹھیک نہیں کر رہے ہیں میرے ساتھ۔۔۔"

وہ اپنی پیٹھ پر اُسکی پُر حدت انگلیوں کو سرکتے ہوئے محسوس کرتی اسکی شرٹ کو اپنی آنسوؤں سے تر کرتی لرزتی آواز میں بولی۔۔

"دلبرم غلط تو تُم کر رہی ہو میرے ساتھ مجھے چھوڑ کر کسی اور کے پاس جانے کی غلطی کر رہی تھی تُم کیا یہ صحیح ہے ہاں بولو۔۔۔؟؟

اُسے اپنے سینے سے الگ کر کے وہ اُسکی مہندی سے رچی خوبصورت نازک گوری کلائیوں کو سختی سے جکڑتا دیوانگی سے بھری آنکھوں سے اُسے دیکھتا جنونیت سے بولا۔۔

نن۔۔۔۔ نہیں میں غلط نہیں کر رہی ہو تُمہارے ساتھ بلکہ تُم" کر رہے ہو ایک برباد لڑکی کے ساتھ غلط اُسے اُسکی شادی کے دن اٹھا کر اُس سے زبردستی کر کے نکاح پر فورس کرنے پر مجبور کر کے اسے ڈرا کر تُم غلط کر رہے ہو۔۔"

وہ اجڑی ہوئی حالت میں پیچھے ہٹی اور اُسے اپنی کاجل سے بھری آنکھوں سے دیکھتی ہارے ہوئے لہجے میں کہتی بری طرح سے رونے لگی جبکہ سردار حیدر خان پھٹی آنکھوں سے اُسکی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا کاجل آنسوؤں کے ساتھ بہہ کر لکیر کی صورت میں رخساروں پر پھسل کر اپنے نشان چھوڑ رہے تھے آنکھوں سے ہوتی ہوئی اسکی نظریں اسکے کپڑوں کی جانب گئی تو یہ دیکھ کر وہ اپنے اندر ایک غصے کی لہر کو ڈورتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔۔۔

آئی ایم سوری میں یہ سب کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن میرے دماغ" میں اس وقت جو کچھ چل رہا ہے یہ اُسکا چھوٹا سا ری ایکشن تھا کیونکہ تُم ابھی مجھے اچھے سے جانتی نہیں ہو کہ یہ سردار حیدر خان کس بھلا کا نام ہے اُس سے پہلے کے آگے کچھ اور غلط ہو مان جاؤ ورنہ تمہارے انکار سے مجھے اگر غصہ آگیا نہ تو میں ایک گناہ کر بیٹھوں گا اور مجھے امید ہے تُم اُس گناہ کرنے سے مجھے بچاؤ گی "کیونکہ میں جانتا ہوں میری دلبرم بہت سمجھدار ہے۔۔

سامنے شیشے میں فاطمہ کی پشت صاف نظر آرہا تھا کچھ دیر پہلے جو اسنے غصے میں کیا تھا اُسکا کارنامہ اس شیشے پر وہ اچھے سے دیکھ سکتا تھا اسکی بلاؤز کی ڈوریاں کھلنے کی وجہ سے شیشے میں اسکی گوری

شفاف پیٹھ نظر آ رہی تھیں وہ غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ کر اپنی آنکھیں سختی سے بند کرتا آگے بڑھا اور اپنا جیکٹ اتار کر اسے پہنانے لگا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"ہم واپس یہاں کیوں آئے ہیں کیا تُم مجھے رسوا کرنے کے لیے یہاں لے کر آئے ہو۔۔؟؟

وہ پھٹی آنکھوں سے شاہ حویلی کو دیکھتی اُس سے پوچھنے لگی اب پتہ نہیں کیوں وہ ظالم شخص اُسے یہاں کیوں لے کر آیا تھا کیا اُسے رسوا کرنے کے لیے۔۔

"اندر چل کر پتہ چل جائے گا تُمہیں ڈول۔۔۔"

سردار حیدر خان نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر کہا اور تیزی سے اسکی طرف آکر دروازہ کھولنے کے بعد اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے دیکھنے لگا جو شش و پنج میں مبتلا تھی کہ وہ اس پر یقین کرے یا نہ کرے تبھی سردار حیدر خان نے اپنا مضبوط ہاتھ آگے بڑھایا اور اسے کلائی سے پکڑ کر آرام سے گاڑی سے باہر نکال کر دروازہ بند کرنے کے بعد وہ اسے لیے حویلی کی طرف بڑھا۔۔

"غازی بھائی۔۔۔"

اندر جب وہ پہنچے تو سامنے سنجیدگی سے ایک کرسی پر بیٹھے غزلان سائیں کو دیکھ فاطمہ شاہ کے لبوں سے حیرت سے نکلا کیونکہ جس طرح غزلان سائیں کے سامنے عباس شاہ کھڑے تھے وہ حیرت کا مقام تھا وہ اپنے نواسے کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے تھے جبکہ غزلان سائیں کے چہرے پر پھر تیلے تاثرات تھے۔۔۔

غازی بچے سب کچھ بول جائے ہم آپ سے ہاتھ جوڑ کر معافی" مانگتے ہیں ہم لوگوں نے جو آپ کے ساتھ کیا ہے ہم مانتے ہیں وہ "غلط تھا لیکن یہ مت کریں خدا کے لیے۔۔۔

عباس شاہ نے بے چارگی سے اپنے نواسے کی جانب دیکھا جو سنجیدہ لگ رہا تھا فاطمہ کی آواز پر وہ اس طرف متوجہ ہوا جہاں سردار حیدر خان کے ساتھ وہ کھڑی تھی۔۔

"نانا سائیں ہم سے نہیں اللہ سے معافی مانگے ہم تو معاف کر دے گے آپ نے جو ہمارے ساتھ کیا تھا آپ لوگوں نے مل کر ایک بے گناہ اور پاک دامن مرد کے
اوپر الزام لگایا تھا کیا وہ آپ سے راضی ہے آپ نے کبھی سوچا ہے یہ اس حویلی میں اتنے حادثے کیوں
ہو رہے ہیں کبھی سوچا ہے آپ نے نانا سائیں۔۔؟؟

وہ انہیں احساس دلانے لگا اور وہ صحیح تو کہہ رہا تھا وہ ان سب کو معاف کر دے گا کیا اللہ انہیں معاف کرے گا ان لوگوں کو جنہوں نے ایک پاک دامن مرد پر الزام لگایا تھا اور یہ سب سوچ کر عباس شاہ کے بوڑھے ناتواں کندھے جھک گئے۔۔

آج آپ پھر سے ایک غلط فیصلہ کرنے جا رہے تھے ایک" معصوم لڑکی کی شادی ایک ایسے انسان سے کر رہے تھے نانا سائیں جو ایک کان کا کچا اور شکی مزاج مرد ہے کیا گرانٹی ہے کہ فاطمہ اس شخص کے ساتھ خوش رہ سکتی ہے ہاں۔۔۔؟؟

وہ انکی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا اسے منظور نہیں تھا کہ فاطمہ شاہ کی شادی شہریار بخت شاہ جیسے شخص کے ساتھ ہوں۔

میں چاہتا ہوں فاطمہ شاہ کی شادی سردار حیدر خان جیسے نیک"
اور بہادر سپاہی کے ساتھ ہو نانا سائیں کیا آپ یہ ہونے دے گے
ابھی اور اسی وقت انکا نکاح اپنی موجودگی میں طے کر سکتے
ہیں۔۔۔؟؟

وہ اٹھا اور انکے قریب کھڑے ہو کر ان سے پوچھنے لگا تو عباس شاہ
نے سامنے کھڑے خوبرو نوجوان کی جانب دیکھا جو فاطمہ شاہ کے
ساتھ کھڑا مکمل لگ رہا تھا۔

غازی میرے بچے منظور ہے ہمیں آپ انکے نکاح سے خوش"
ہے تو ہمیں اور کیا چاہیے سالار شاہ کے بعد اب آپ ہی تو فاطمہ

کے بڑے بھائی ہے آپ جو فیصلہ کرے گے ہمیں پتہ ہے فاطمہ "کی بہتری کے لیے کرے گے۔۔

وہ اُسکی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگے تو وہ آگے بڑھا اور انہیں آج ایک سال بعد اپنے گلے لگا کر رونے لگا وہ بھی تو اب ان سے اتنا ناراض نہیں رہ سکتا تھا وہ اسکے بڑے تھے بھلا وہ کیسے بے ادبی کر سکتا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

وہ ہمشیہ ہمیشہ کے لیے اُسکی ہو گئی تھی جس سے وہ پہلے دن سے ڈرتی آرہی تھی نکاح خواں کے باہر نکلتے ہی اسکے پاس نور حرم آکر

بیٹھی اور اُسے ایسی ایسی باتیں بتانے لگی جسے سن کر وہ شرمانے کے بجائے بری طرح سے رونے لگی۔۔

"ارے ارے بھابھی صاحبہ آپ یہ آنسو نہ اپنے سردار صاحب کے پاس جا کر بہائے دیکھنا وہ آپکو پیار سے دلاسا دے گے اور آپ کے وارے نیارے ہو جائے گے۔۔"

نورِ حرم نے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہنے لگی جسے سن کر فاطمہ رونے لگی۔۔۔

"نورے جہاں۔۔۔"

جب غزلان سائیں اندر داخل ہو رہا تھا تو فاطمہ کی رونے کی آواز پر نور حرم کو دیکھنے لگا جو اسکے کانوں کے پاس جھکی پتہ نہیں کیا کیا کہہ رہی تھی اور فاطمہ اسکی باتیں سن کر آنسو بہہ رہی تھی یہ دیکھ کر اسے سخت غصہ آیا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسکی گستاخ بیوی اسے اپنی باتوں سے ڈرا رہی تھی اور وہ لڑکی جو پہلے سے اپنی زندگی کے اس سانحے کی وجہ سے ڈری ہوئی تھی ڈر کے مارے اسکی باتوں کی وجہ سے اسکا چہرہ زرد پڑ رہا تھا۔۔

شاہ سائیں ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا جو آپ ہمیں گھور رہے ہیں" ہم تو بس اپنی بھابھی کو شوہر حضرات کے بارے میں بتا رہے تھے "کہ وہ کیسے ہوتے ہیں۔۔

وہ معصومیت سے اپنے سائیں کو دیکھتی ہوئی بولی تو غزلان شاہ آگے بڑھا اور اسے فاطمہ سے دور کرتا خود آگے بڑھا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعا دیتے ہوئے باہر کھڑے حیدر خان کو بلا کر نور حرم کو کھینچتے ہوئے وہاں سے لے جانے لگا۔۔

"بھابھی صاحبہ ہم نے جو آپکو ٹپس دیئے ہیں ان پر عمل ضرور کریئے گا ورنہ ساری زندگی آپ پچھتائے گی کہ آپ نے اپنی بھابھی پلس نند کی بات کیوں نہیں مانی۔۔"

وہ غزلان سائیں کی گرفت میں قید روم سے باہر نکلی ہی تھی کہ غزلان سائیں اچانک سے غزلان کا ہاتھ پکڑ کر کاٹ کر خود کو اسکی

گرفت سے آزاد کرتی تیزی سے واپس روم میں داخل ہو کر جلدی جلدی بولی مبادا اسکا سائیں اس پر سختی سے پیش نہ آئے جبکہ غزلان جو اسکے کاٹنے پر باہر کھڑا اپنے ہاتھوں پر پھونک مار رہا تھا اسکی آواز پر غصے سے آگے بڑھا اور اُسے وہاں سے اپنی باہوں میں اٹھا کر اس روم کی جانب بڑھا جہاں وہ پہلے رہتا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

اُنکے باہر نکلتے ہی سردار حیدر خان نے بیڈ روم کا دروازہ بند کیا اسے دروازہ بند کرتے ہوئے دیکھ فاطمہ جو بیڈ پر بیٹھی تھی ڈر کر بیڈ کے کونے پر جا کر سمٹ کر بیٹھ گئی اور ہراساں نظریں اُس ٹکا کر اُسے خوف سے دیکھنے لگی۔

"میرے پاس مت آنا پلیز۔۔۔"

جو اپنا جیکٹ نکال رہا تھا پھر شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے وہ سنجیدگی سے اسکی جانب بڑھنے لگا اور یہ دیکھ کر وہ لرزتی آواز میں بولی۔۔۔

"دلبراں اب تو ساری زندگی یہ سب کچھ ہو گا پھر ڈر کیوں رہی ہو۔۔؟؟

وہ مخمور نظروں سے اُسکے سجے سنورے روپ کو دیکھتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہتا اپنی شرٹ اتار کر نیچے پھینکتا اسکے قریب پہنچ

کر اسے بیڈ پر لٹا کر خود وہ اسکے اوپر جھکا فاطمہ اس دیدہ دلیری پر تڑپ کر اسکے کشادہ سینے پر اپنے نازک حنائی ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے لگی۔۔

"تُم سب مرد ایک جیسے ہو صرف اسی بارے میں سوچتے ہو۔۔۔"

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بھاری آواز میں بولی سردار حیدر خان جو اُسکے کانپتے لبوں کو دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔

"ہم مرد کس بارے میں سوچتے ہیں دلبراں زرا سمجھا سکتی ہو تم مجھے۔۔۔"

معنی خیزی سے کہتا وہ اُسکے لبوں کو انگلی کی پوروں سے چھوتا اُسے لرزا کر رکھ گیا وہ تڑپ کر اسکے ہاتھ کو جھٹک کر اپنے لبوں سے دور کر گئی۔۔

"سب نامحرم مرد ایک ہی جیسے ہوتے ہیں بے غیرت ٹھر کی اور بے ہودہ۔"

وہ نفرت سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"دلبراں صحیح کہاں نامحرم مرد ایسے ہی ہوتے ہیں لیکن میں اب اس نامحرم کٹیگری میں شامل نہیں ہوہاں بے تُم مجھے غیرت ٹھرکی بے ہو وہ تم یہ سب کہہ سکتی ہو۔۔۔"

آنکھ شرارت سے دبا کر کہتا وہ اسکے لبوں کے کناروں کو چھو کر اسے سہمنے پر مجبور کر گیا وہ اسکے لمس پر بری طرح سے لرزنے لگی اور ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔۔

"بچاؤ بچاؤ مجھے خدا کے لیے اس درندے سے کوئی تو مجھے بچاؤ ۔۔"

وہ آنکھیں بند کیے بری طرح سے لرزتی ہوئی چیخ چیخ کر مدد کے لیے کسی بلانے لگی حیدر خان دور ہو کر اسے اپنی ساکت نظروں سے دیکھنا لگا جو تکیے پر سر پٹک پٹک کر کسی کو اپنی مدد کے لیے بلا رہی تھی شائید اسکے چھونے پر اسے پھر سے وہی سب کچھ یاد آ گیا تھا وہ تیزی سے اسے اپنے سینے سے لگا کر چپ کرانے لگا لیکن وہ چپ ہونے کے بجائے اسے خود سے دور کرنے لگی جب وہ دور نہیں ہوا تو وہ اسے دھکا دے کر چیخ چیخ کر کہنے لگی۔۔

"تُم بھی اس انسان کی طرح سفاک ہو تُم لوگوں کو بس وہی چاہے اپنے نفس کو پورا کرنے کے لیے تم بھی درندے ہو ایک جانور ہو "چھوڑو مجھے جانے دو خدا کے لیے۔۔

اس الزام پر اب حیدر خان نے غصے سے اسکے چہرے پر اپنی انگلیوں کے نشان چھوڑ دیے تو وہ جھٹکے سے اپنی آنکھوں کو کھول کر اسے دیکھنے لگی جو سخت غصے سے ہانپ رہا تھا۔۔

"تُمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے اس شخص کے ساتھ کمپیئر کرنے کی ہاں میں ایک شریف آدمی ہو سنا تم نے تو پھر تم مجھے اتنے گھٹیا القابات سے کیوں نواز رہی ہو ہاں۔۔"

وہ شدید غصے سے اسے جھنجھوڑ کر پوچھنے لگا اسکے الزامات سے اسکا سر گھوم گیا تھا غصہ اسکے سر پر سوار تھا ایکدم سے وہ اسے اسی طرح شرٹ لیس اپنے کندھے پر لاد کر غصے سے اس روم سے باہر نکلا۔۔

"یہ تُم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو چھوڑو مجھے۔۔"

وہ اسکے کندھے پر لٹکی اسے بری طرح سے مارتی ہوئی رو کر بولی لیکن وہ اسکی سنے بغیر حویلی سے باہر نکلا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔

"تُم مجھے کہاں پر لے کر جا رہے ہو اس وقت۔۔"

جب اسنے اسے گاڑی کے اندر پھینکا تو وہ ڈر کر اسے دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی تو اسکی بات پر وہ مکمل اسکے اوپر جھکا۔۔

"عشق وجنوں دیوانگی کی قید خانے میں جانِ دلبرم جہاں صرف عشق ہوگا دیوانگی ہوگی جنون ہوگا بے اعتباری نہیں ہوگی نفرت نہیں ہوگی جبر نہیں ہوگا صرف عشق ہوگا سردار حیدر خان کا عشق۔۔۔"

اسکی زلفوں کو درست کرتے ہوئے وہ جنونیت سے کہتا پیچھے ہٹا اور زور سے گاڑی کا دروازہ بند کرتا تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا اور فاطمہ شاہ اس دیوانے کو پھٹی آنکھوں سے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی آخر کیا تھا وہ اتنی باتیں سُننے کے بعد بھی وہ اس سے عشق و عاشقی کی باتیں کر رہا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

وہ کب سے اِس بھول بھلیوں والے بھیانک راستوں میں بھاگ رہی تھی یہ ایک حویلی تھا جسکے راستے بلکل ایک جیسے تھے شائید اس دیو نے اُسے اسی لیے اس حویلی میں قید کیا تھا تاکہ وہ اس سے دور جانے کا صرف سوچے بھاگے نہیں پائے۔۔۔

کس کی اجازت سے تُم باہر نکلی تھی جانِ دلبرم۔۔۔؟؟"

وہ جب تھک گئی تو نیچے فرش پر گر کر آنکھیں بند کر کے گہری گہری سانسیں لینے لگی تبھی اسے اپنی سماعتوں میں ایک گھمبیر سنجیدہ آواز میں سرگوشی کی صورت میں سنائی دیا اُسے اور ساتھ

ہی اپنے چہرے پر گرم سانسوں کی تپش کا اُسے شدت سے احساس ہوا۔

"میں نے کہاں تھا نہ تُم جب مجھ سے دور بھاگو گی تو میں تُمہیں سزا ضرور دوں گا ہاں پھر تُم کیوں کرتی ہو ایسا جانِ دلبرم کیوں روز خود کو اور اپنی نازک سی جان کو خطرے میں ڈالتی ہوں ؟؟__

وہ بُری طرح سے لرزنے لگی اِن لفظوں پر اور جان تو اُسکی تب نکلی جب اُسے اپنے لبوں پہ ایک نرم لمس کا شدت سے احساس ہوا تو وہ اپنے ہاتھ سختی سے فرش پر جما کر اُس دیو کے لمس کو

محسوس کرنے لگی جواب لبوں سے نیچے اُسکی شہ رگ پر دہکتا لمس چھوڑ رہا تھا۔۔

"پلیز مجھے معاف کر دو میں یہ آئندہ نہیں کروں گی پلیز مجھے چھوڑ دو میں ہاتھ جوڑتی ہو تمہارے آگے پلیز مجھے جانے دو۔"

بند آنکھوں سے لرزتی آواز میں بولی۔

"معافی کا حق تُم نے اُسی دن کھو دیا تھا جانِ دلبرم جب تُم نے مجھے ایک ہوس پرست اور درندہ کہاں تھا مجھ پر الزام لگایا تھا کہ میں بھی ایک ظالم دیو ہو جو صرف لڑکیوں کے ساتھ کھیلنا جانتا ہے انہیں احترام دینا نہیں جانتا۔۔۔"

وہ جب جب اُس رات اُسکے دیئے گئے الزامات کو سوچتا تھا تو اپنے ساتھ ساتھ اُسے بھی وہی درد دیتا تھا جو وہ خود ان لفظوں کو سن کر محسوس کرتا تھا۔۔

"تُم اُن باتوں کو بھول جاؤ وہ میں نے غصے میں کہہ دیئے تھے اگر تُم چاہتے ہو کہ میں وہی کروں جو تم چاہتے ہو تو میں تیار ہو وہ سب کرنے کے لیے بس تُم مجھے معاف کر دو پلیز۔۔"

اپنی سیاہ آنکھوں کو کھول کر اُن سبز آنکھوں میں دیکھنے لگی جن میں اُسکے لیے آج بھی وہیں محبت وہیں دیوانگی تھیں وہ روتی ہوئی بولی۔۔

جو میں چاہتا ہوں کیا تُم وہ سچ میں کروں گی۔۔۔؟؟"

وہ سختی سے اُسکے سُرخ اور بھیگے گالوں پر پھسلتے لٹوں کو جکڑ کر سنجیدگی سے پوچھنے لگا وہ اُسکی بانہوں کے گھیرے میں قید تیزی سے سر ہلانے لگی۔۔

"ھھ۔۔۔ہاں میں وہیں کروں گی جو تُم کہوں گے۔۔۔"

وہ اُسکی گرفت خاموش کھڑی تھیں مزاحمت نہیں کر رہی تھی شائید یہ اسکی ضمیر کی ملامت کرنے کی وجہ سے تھا جو وہ خاموش

تھی ورنہ جب بھی وہ اُسکے قریب آتا تھا تو وہ ڈر کے مارے مزاحمت کرتی تھی۔۔

کیا تُم اپنی ایک رات میرے نام کر سکتی ہو۔۔۔؟؟"

وہ سر تا پیر اُسے مخمور نظروں سے دیکھتا بوجھل لہجے میں پوچھنے لگا تو وہ اُس سوال پر شرم وحیاء سے گلال ہو کر بری طرح سے لرز اٹھی اور اسکا نھنا سا دل اُسکی بات پر پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہونے لگا۔۔

کیا ہوا جانِ دلبرم ڈر گئی ہو تُم میری فرمائش پر یا تُمہارے لیے " میرے ساتھ ایک رات گزارنا بہت کم ہے تُم کہوں تو میں ہمشیہ کے لیے تمہاری خدمت میں حاضر ہوں۔۔؟؟

معنی خیزی سے مسکرا کر اُسکی پھٹی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالتا وہ اسکی سماعتوں میں اپنی تپش زدہ سرگوشیاں چھوڑتا پیچھے ہٹا۔۔

"میں تیار ہو۔۔۔"

آنکھیں سختی سے میچتی ضبط سے بولی کیپٹن سردار حیدر خان اُسکی بات پر وہ اُسکی بند لرزتی پلکوں پہ جھکا اور دراز پلکوں پہ اٹکے

ستاروں کو چننے لگا جو ڈر کے باعث اُسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔

ویری گڈ مائے ڈول ابھی ہمارے روم میں جاؤ اور وارڈروب سے وہی ڈریس نکال کر پہنوں جو میں نے تمہارے لیے اتنی چاؤ سے خریدا تھا آج تم اُسے پہنوں گی ڈارلنگ آج ہی ہمارا اسپیشل نائٹ ہے اس رات تو تُم نے مجھ پر الزام لگا کر جو ہمارے اس رات کو برباد کر دیا تھا ناں آج میں ساری کثر پوری کروں گا بہت ہوا دوری دوری والا کھیل آج میں سب کچھ مٹا دو گا۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اُسے گھبراہٹ میں مبتلا کر کے خود وہاں سے چلا گیا جبکہ وہ اُسکے وہاں سے جاتے ہی زرد چہرے اور تھکے

قدموں کے ساتھ اُس روم کی جانب بڑھی جہاں اُسنے دو دن پہلے اُس پر وہ گھٹیا الزام لگایا تھا اُسے آتش بیگ کی طرح کا درندہ کہا تھا وہ اُسکی اچھائی دیکھ کر اب بہت شرمندہ تھی اور اس رات کی باتیں تو اُسے اب چین سے سونے بھی نہیں دیتی تھی شائید آج وہ اُسکی خواہش پوری کر کے اپنے اندر کے گلٹ کو کچھ کم کر دے یہی سوچ کر وہ اپنی آنکھوں سے گرتے اشکوں کو پونچھتی آگے بڑھنے لگی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

وہ بیڈ پر وہیں عروسی جوڑا پہنے سہمی ہوئی بیٹھی تھی جو اس نے چاؤ سے اسکے لیے لیا تھا تبھی اُس دیوانے کے قدموں کی آواز پر وہ آنکھیں سختی سے میچ کر اپنا لہنگا تھام گئی۔۔

اُسے اسی عروسی جوڑے میں دیکھ وہ خواب سی کیفیت میں آگے بڑھ کر اُسکے سرخ بھاری آنچل کو کھینچ کر بیڈ سے نیچے پھینک کر اسکے لمبے گھنے بالوں کی چٹیا کو پکڑ کر اپنی ناک کے قریب لے جا کر اُسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا۔۔

یہ تُم کک۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟"

وہ جو پہلے سے ہی اُسکی موجودگی سے نزدیکی سے گھبرائی ہوئی تھی اُسکی حرکت پر سر تا پیر سرخ ہو کر تیزی سے فاصلے پر ہو کر اُسے پھٹی آنکھوں سے دیکھتی لرزتے لبوں پہ زبان پھیرتی بولی۔

"اپنی بیوی کو پیار۔۔"

گھمبیر آواز میں کہتا وہ اُسکا رُخ اپنی طرف کرتا بغور اُسکے خوبصورت چہرے کے ایک ایک نقش کو آنکھوں کی گرفت میں لے کر اُسے تھرتھرانے پر مجبور کر گیا۔

"ھھ۔۔۔یہ تُم کس طرح کی باتیں کر رہے ہو۔۔۔؟؟"

وہ آج ایک مرد کی آنکھوں کی زبان پڑھ کر اپنے وجود میں خوف کے بجائے ایک عجیب طرح کے احساس کو محسوس کر رہی تھی شائید یہ نکاح کے پاکیزہ رشتے کی وجہ سے تھا جو وہ ڈرنے کے بجائے اُس سے اچھے سے بات کر رہی تھی۔۔

"اُسی طرح کی جو ایک شوہر اپنی بیوی سے کرتا ہے۔۔"

سردار حیدر خان نے آنکھوں کی زبان سے اُسے جو سمجھایا شائید وہ سمجھ نا سکی اسی لیے وہ پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

کس طرح کی باتیں۔۔۔؟؟"

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتی پوچھنے لگی تو اُسکی کم عقلی پر سردار حیدر خان خوبصورتی سے مسکرایا اور آگے بڑھ کر اُسکے دونوں نازک ہاتھ اپنے پُر حدت ہاتھوں کی گرفت میں لے کر سہلاتے ہوئے نظریں اُسکے سرخ رخساروں پر ٹکا کر وہ اُسے دیکھنے لگا۔۔

ڈول کیا عمل کر کے دیکھاؤ کے کیا باتیں ہوتی ہیں میاں بیوی" "کے درمیان۔۔۔

معنی خیزی سے کہتا وہ اُسے دیکھنے لگا جو اُسکی بات پر سخت سٹپٹا کر رہ گئی تھی کیونکہ ابکے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔

"نن۔۔ نہیں ہر گز نہیں۔۔۔"

فاطمہ اپنے دل کو زور زور سے ڈھرکتے ہوئے محسوس کرتی ہتھیلیوں سے پھوٹتی نمی کو صاف کرتیں تیزی سے بیڈ سے نیچے اترنے لگی لیکن سردار حیدر خان کے تیزی سے ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے بیڈ پر گرانے پر وہ کانپ اٹھی جبکہ وہ اُسکے پسینے سے شرابور چہرے کو مخمور نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

"مگر دلبراں میں تو عمل کر کے دیکھاؤ گا۔۔۔"

بوجھل لہجے میں کہتا وہ سختی سے اُسکے دونوں پسینے سے تر نازک ہاتھوں کو اُسکے سر کے اوپر لے جا کر اُسکی ساری راہ کی فرار کے راستے کو مسدود کرتا شدت سے بُری طرح سے کانپتے لبوں پہ جھکا

اور اُسکی سانسوں کو اپنی گرفت میں لے کر اُسے مزاحمت کا کوئی بھی موقع دیئے بغیر اُسکی سانسوں کو اپنی سانسوں سے مطعر کرنے لگا۔۔

فاطمہ کی آنکھیں بھیگنے لگی اور بیڈ شیٹ پر اُسکی پکڑ ڈھیلی ہوتی چلی گئی اپنے لبوں کے اوپر جھکے اپنے شوہر کے لمس پر اُسے وہ سب کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا جو آتش بیگ کے چھونے پر اُسے ہوا تھا۔۔

ڈول آر یو اوکے۔۔؟؟"

سردار حیدر خان اپنے لبوں پہ اچانک سے شوریت محسوس کرتا تڑپ کر تیزی سے پیچھے ہٹا اور اُسکے بکھرے بالوں کو سمیٹتے ہوئے پیار سے پوچھنے لگا۔۔

"ہممممم۔۔"

فاطمہ نم آنکھوں سے اُسے دیکھتی سر ہاں میں ہلانے لگی تو سردار حیدر خان نے اُسے اپنے کشادہ سینے سے لگا کر اُسکی پیشانی کو چھوا اور پھر سر جھکا کر اسے دیکھنے لگا جو اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

"ڈول کیا میرا لمس بھی باقی مردوں کی طرح ہے کیا محسوس کیا تُم نے میرے چھونے پر ہاں۔۔۔؟؟

وہ اُسکے بالوں پہ انگلیاں پھنسا کر اُسکا سر اوپر اٹھا کر گھمبیر آواز میں پوچھنے لگا۔۔

"تُمہارے لمس میں ہوس نہیں پیار محسوس ہوا مجھے۔۔"

وہ مطمئین تھی اسی لیے اُس سے آرام سے بات کر رہی تھی اگر بے آرام ہوتی تو وہ اُسکی قربت پر اُسی طرح ڈرتی جس طرح وہ آتش بیگ کی موجودگی میں ڈرتی تھی۔۔

تو پھر یہ آنسو۔؟؟"

بھیگی پلکوں کو چھو کر وہ اُس سے پوچھنے لگا۔۔

اس احترام اور چاہت سے بہہ رہے ہیں جو تُم مجھ سے کرتے ہو"
یہ خوشی کے آنسوؤں ہے جو بہہ رہے ہیں اور یہ عزت و محبت
میرے لیے کسی انعام سے کم نہیں ہے جو اُس حادثے کی وجہ سے
"میری زندگی سے روٹھ گئے تھے۔

وہ بھیگی آنکھوں کو اوپر اٹھاتی ہوئی بولی تو اُسکی بات پر سردار حیدر
خان نے محبت سے اُسکے بھیگے پلکوں کو چھوا اور اُسے سینے سے لگا
کر اُسے مان بخشنے لگا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"تو آجکل یہاں پائی جاتی ہیں آپ بیگم صاحبہ ویسے کیا ہے آپ ایک ایٹلیس یا ہماری بیوی۔۔؟؟

عالم داد اس باکسنگ کلب میں تھا جہاں آجکل ماہ مہر اپنے جوہر دیکھا رہی تھی اُسے آج تو وہ بلکل بھی نہیں بخشنے والا تھا۔۔ چاہیے کچھ بھی ہو جائے وہ اُسے اپنی محبت کا اظہار کر کے ہی رہے گا یہ سوچ کر اُسنے اس کلب میں پاٹنر شپ لے لیا اب وہ اس باکسنگ کلاس میں کھڑا چمکتی آنکھوں سے سامنے کھڑی اپنی جلاد بیوی کو دیکھ رہا تھا جو سنجیدگی سے کھڑی اپنے ٹرینی کی جانب دیکھ رہی تھی وہ اپنے دل میں اس سے مخاطب ہوا۔

سب اپنے استاد کی طرف متوجہ تھے جبکہ عالم داد اپنی بیگم کی طرف دیکھ رہا تھا تبھی ٹرینی کی نظریں اس پر پڑی تو اسنے اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔

"آپ یہاں آئے۔۔"

عالم داد جواب تک ماہ مہر کو ہی دیکھ رہا تھا ان کی بات سن نہ سکا تو پاس کھڑے لڑکے کے ہلانے پر وہ چونکا۔

ہاں کک۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟؟

وہ اُس لڑکے کی طرف دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"سر بلا رہے ہیں۔۔"

اس لڑکے نے کہا تو وہ سر کی جانب دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے وہ سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آگے بڑھا ماہ مہر کی نظریں اب اس پر پڑی تو وہ ساکت رہ گئیں۔۔

"آج میں آپ سب کو اسٹرینجر سے بچنے کا طریقہ بتاؤ گا ماہ مہر آپ یہاں آئے۔۔"

سر کی بات پر ماہ مہر بھی آگے بڑھی تو عالم داد اُسے اپنے قریب آتے ہوئے دیکھ معنی خیزی سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرانے لگا۔۔۔

ماہ مہر اس وقت آپ عالم داد کو اسٹرینجر سمجھ کر ہٹ" "کرے۔۔

سر کی بات پر ایکے ماہ مہر کے ہونٹوں پہ پر سرار مسکراہٹ سجی جسے دیکھ کر عالم داد سمجھ گیا اسکے ساتھ کچھ غلط ہونے والا ہے وہ محتاط ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔

بیگم ہم آپکو پھولوں سے تو مار سکتے ہیں لیکن ان اپنے فولادی"
ہاتھوں سے نہیں ہاں آپ جتنا مرضی ہمیں مارے ہمیں منظور
"ہے آپکے ہاتھ پھول کی طرح ہمیں محسوس ہونگے۔۔

عالم داد اُسکے بے حد قریب آکر اُسکے کانوں میں آرام سے کہنے لگا
لیکن ماہ مہر خان اسکی ٹھرکی بات پر اسے جواب دیئے بغیر اچانک
سے ایک زوردار پنچ اسکے چہرے پر مار کر زور سے چیختی ہوئی اپنا پیر
اوپر اٹھا کر دوبارہ سے اسکے چہرے پر ہٹ کر گئی اور اسے نیچے گرا
کر اسے وارننگ کرتی نظروں سے دیکھتی ہوئی دور جا کھڑی
ہوئی۔

کتا پال لو لیکن خوش فہمی نہیں مسٹر میرے ہاتھ پھول جیسے "
بلکل بھی نہیں ہے تُم جیسے ٹھرکی لوگوں کے لیے میرے ہاتھ
"فولادی ہیں۔۔۔

طنزیہ انداز میں کہتی وہ اپنا ایک پیر پیچھے اور ایک آگے کرتیں اپنے دونوں ہاتھ باکسنگ کے انداز میں اٹھا کر کھڑی ہو گئی یہ دیکھ کر نیچے گرا عالم داد مسکرایا اس وقت اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا وہاں کھڑے کسی بھی فرد کو پتہ نہیں تھا یہاں ماہ مہر کو بھی نہیں پتہ تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔

ہمیں تو یہ ہاتھ ہمشیہ پھول کی طرح لگیں گے نرم ملائم "
"بیگم۔۔

وہ اٹھا اور اُسکے قریب آکر پھر سے اسکے کان میں کہتا اسے شدید غصہ دلا گیا وہ غصے میں اُسے پنچنگ بیگ سمجھ کر اچھے سے دھونے لگی اور وہ مزے سے کھڑا اسکے وار سہہ رہا تھا جب اسکا چہرہ بگڑ گیا تو سر نے آگے آکر ماہ مہر کو روکا ورنہ اسکا تو دل چاہ رہا تھا اسے مار دلانے کا۔۔

"آپ ٹھیک ہے عالم داد۔۔"

عالم داد کی آنکھ مار کھانے کی وجہ سے پوری کی پوری نیلی ہو گئی تھی اور ہونٹوں سے بری طرح سے خون نکل کر نیچے ٹھوڈی کی

جانب بڑھ رہا تھا مگر پھر بھی وہ ڈھیٹوں کی طرح نیچے پڑا ماہ مہر خان کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔

"پہلے تو بلکل بھی ٹھیک نہیں تھے اب مکمل ٹھیک ہو گئے ہیں ماہ مہر صاحبہ کے ہاتھ لگانے سے۔۔"

وہ بوجھل لہجے میں کہتا ماہ مہر خان کی جانب دیکھتے ہوئے شرارت سے اپنا ایک آنکھ دبا کر اسے دیکھنے لگا تو اسکی جرات پر ماہ مہر خان سخت نظروں سے اُسے گھورنے لگی۔۔

"لگتا ہے سر چوٹ چہرے کے بجائے اُنکے سر پر لگا ہے جو یہ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔۔"

ماہ مہر خان کے ساتھ کھڑے لڑکے نے اسے عیجب طرح سے ماہ مہر خان کی جانب دیکھتے ہوئے ناگواری سے کہا وہ ماہ مہر خان کا کالج فیلو تھا دونوں نے ساتھ پڑھا تھا وہ اُن لڑکوں میں شامل تھا۔۔

جو ماہ مہر خان کو پسند کرتے تھے اور اسے اپنا کرش سمجھتے تھے اور وہ سب کیوں نہ اسکے پیچھے پاگل ہوتے وہ تھی ہی اتنی انٹلینجٹ خوبصورت اور بہادر سب سے منفرد۔۔

حمزہ ایک کام کریں انہیں فرسٹ ایڈ دے آپ جا کر تب تک " میں جا کر نیو اسٹوڈنٹس کے انٹرویو لیتا ہوں آج کا میرا دن تھوڑا

بزی ہے اسٹوڈنٹس سئنیر آپ سب اپنے جونئیر کو وہ سب سیکھائے جو آپ نے سیکھا ہے اوکے۔۔"

سر نے پاس کھڑے لڑکے سے کہا جو کافی کمزور لگ رہا تھا اور آنکھوں میں چشمہ پہنے تو وہ اور بھی زیادہ ڈرفوک لگ رہا تھا سر کے اسے مخاطب کرنے پر وہاں موجود سبھی لڑکے لڑکیاں سر نیچے کر کے اپنی ہنسی روکنے لگے۔۔

"اوکے سر۔۔'

سب نے ایک ساتھ مل کر کہا تو سر وہاں سے چلے گئے اور وہ حمزہ نامی لڑکا عالم داد کی طرف بڑھا جبکہ عالم داد سب کچھ بھولے بس ماہ مہر خان کو پیار سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"آیئے میں آپکو فرسٹ ایڈ دیتا ہوں۔۔"

وہ آگے بڑھا اور عالم داد کندھوں سے پکڑ کر اٹھانے لگا لیکن وہ کمزور لڑکا اس جیسے مضبوط جسم کے مالک کو صرف ہلا سکا اٹھا نہیں پایا تو یہ سب دیکھ کر ابکے سبکا قہقہہ نکل گیا ایک نے تو باقاعدہ طنزیہ انداز میں اسے کہا۔

چشمش یہ تجھ سے نہیں ہو گا تو رہن دے خوا مخواہ تیری بے"
"عزتی ہو جائے گی اگر تو گرور گیا نہ تو ہاہاہاہاہا۔۔۔

اس لڑکے کے کہنے پر سب زور زور سے ہنسنے لگے اور اس لڑکے کی جانب عالم داد نے شدید غصے سے دیکھا تو وہ ڈر گیا۔۔

اگر آپکو اسکی اتنی فکر ہو رہی ہیں تو آپ ہی یہاں اکر ہمیں"
"اٹھانے میں ہماری مدد کریں۔۔۔

سخت نظروں سے اُس لڑکے کو دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ لڑکا اسکی سرخ آنکھوں سے دیکھنے پر ڈر کر آگے بڑھا۔۔

ارے تُم کیا کھاتے ہو افففف اتنے بھاری ہو مجھ سے تو اٹھایا"
"نہیں جا رہا ہے۔۔۔

وہ لڑکا جو اچھا خاصا باڈی بلڈر لگ رہا تھا عالم داد کو اٹھانے کی کوشش میں تھک کر سامنے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔۔

"چچ چچ کیا فائدہ ایسی فٹنس اور یہ طاقتور جسم کا جو آپ ایک انسان کو اٹھا نہیں سکتے پتہ ہے ہمیں آپ سے زیادہ طاقتور وہ لگا.."

عالم داد جان بوجھ کر نہیں اٹھا تھا اور مزے سے بیٹھا اسے محنت کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا جب اسنے اسے تھک کر نیچے بیٹھتے ہوئے دیکھا تو طنزیہ انداز میں بولا۔۔

کیا یہ سڑا ہوا انڈا مجھ سے زیادہ طاقتور ہے نا کروں یار مجھے ہنسی" "آ رہی ہیں۔۔۔

وہ لڑکا حمزہ کو دیکھتے ہوئے اسکی تذلیل کرتے ہوئے کہتا زور زور سے ہنسنے لگا تو عالم داد سے کسی کمزور کا مزاق بنتے ہوئے دیکھنا برداشت نہ ہو سکا تو وہ غصے سے اٹھا اور اس لڑکے کے چہرے پر ایک زوردار پنچ اسنے رسید کیا تو وہ دور جا کر گرا۔۔

ماہ مہر خان جو وہی انکے پاس کھڑی تھی اُسے اس لڑکے کے لیے لڑتے ہوئے دیکھ کر حیرت میں مبتلا ہو گئی جسکا یہاں سب مزاق اڑاتے تھے کیونکہ وہ کمزور اور ڈرفوک تھا۔

کیونکہ یہ ہمت نہیں ہارا تھا یہ ہمیں اٹھانے میں اپنی پوری"
"طاقت لگا رہا تھا لیکن آپ تو ایک ہی منٹ میں ڈھیر ہو گئے۔۔۔

وہ غصے سے اسے کالر سے پکڑتا سخت لہجے میں کہتا اسکا سر نیچے پٹک کر حمزہ کو اپنے پیچھے اُنے کا کہہ کر جا کر ایک کونے میں بیٹھا جبکہ ماہ مہر خان اسکی نرم دلی پر اسے حیران نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

اتنا سارا کھانا کیا یہ سب آپ اکیلے کھائے گے۔۔۔؟؟"

ڈنر ٹائم پر حمزہ سب کے لیے کھانے کی چیزیں کینٹین سے لینے کے لیے لائن پر کھڑا تھا عالم داد جو پانی پینے کے لئے وہاں آیا تھا اُسے لائن پر کھڑے دیکھ وہ اسکے پاس پہنچ کر پوچھنے لگا۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔"

وہ بے چارہ اسے دیکھ کر ڈرتے ہوئے اپنا چشمہ درست کرتے ہوئے بولا۔۔

تو پھر یہ کس کے لیے ہیں۔۔۔؟؟"

عالم داد نے اسکے ہاتھ میں اتنے سارے کولڈ رنکس اور سینڈ وچز دیکھتے ہوئے پھر سے پوچھا تو وہ گھبرا کر آس پاس دیکھنے لگا۔۔

"یہ سس۔۔۔سب میرے دوستوں کے لیے ہیں۔۔"

عالم داد کو وہ سخت ڈرا ہوا لگا تو اسنے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ سے کولڈ رنکس پکڑی تو وہ سخت خوفزدگی سے سٹپٹا کر ارد گرد دیکھنے لگا۔۔

"کیا ہوا ڈر کیوں رہے ہو وہ دوست اب سے ہمارے بھی تو دوست ہے ہم سب ایک ہی جگہ سیکھ رہے ہیں تو ہم سب کو اچھے تعلقات قائم کرنے چاہیے۔۔۔"

اسکے خوفزدہ نظروں کو دیکھتے ہوئے اسنے مسکرا کر کہا جبکہ بہانہ تھا یہ اصل میں تو وہ ماہ مہر خان کو دیکھنا چاہتا تھا اسکے قریب رہنا چاہتا تھا۔۔

"ابے او بیٹری میں نے تجھے جوس لانے کو کہا تھا کولڈ رنک نہیں جا میرے لیے جوس لے کر آؤ۔۔"

جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو ماہ مہر خان کے پاس بیٹھے لڑکے نے غصے سے حمزہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جبکہ عالم داد جوس کو کولڈ رنکس دے رہا تھا حمزہ کے ساتھ اسے اندر آتے وقت ماہ مہر خان کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر پہلے سے سخت جل بھن گیا تھا اسکی

بات پر تو اسے پتنگے لگ گئے وہ غصے سے اسکی جانب بڑھنے لگا کہ حمزہ نے ڈر کر آگے بڑھ کر اُسے روکا تو وہ ٹھہر گیا۔۔

جبکہ ماہ مہر خان انکی اتنی جلدی باونڈ نگ پر پتہ نہیں کیوں جلنے لگی تھی حلانکہ وہ لڑکی تو نہیں تھی کہ وہ جلتی شائید اسکی اچھائی سامنے آنے کی وجہ سے وہ اسکی اور کھینچتی چلی جا رہی تھی۔۔

"سر مدمم۔۔میں ابھی لے کر آتا ہوں۔۔"

حمزہ نے اسے روکنے کے بعد اس لڑکے کا نام لیتے ہوئے کہا عالم داد اب حمزہ کو گھور رہا تھا کیونکہ اسے اسکی جی حضوری کرنا بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا جبکہ حمزہ وہاں سے اب جا چکا تھا۔۔

"تُم کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو یہاں آؤ اور میرے ہاتھ پیر دباؤ۔۔۔"

حمزہ کے وہاں سے جانے کے بعد سرمد عالم داد کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے ہی روعب سے بولا۔۔

"یار جانے دو یہ ابھی نیا ہے آج اسکا پہلا دن ہے آج تم اسے جانے دو۔۔۔"

وہی لڑکا جو کچھ دیر پہلے عالم داد کے ہاتھوں پیٹا تھا وہ ڈرتے ہوئے عالم داد کی طرف دیکھتے ہوئے سرمد سے کہنے لگا۔

"آصف پھر تو یہ ہمارا جونئیر ہوا اسے تو ہمارے کام کرنے چاہیے لاو یہ سینڈو چز مجھے دو تم اپنے لیے جا کر دوسرا لاؤ اور واپس آ کر میرے ہاتھ پیر دبا دینا اور یاد رکھنا مجھے کام چوروں سے سخت نفرت ہے کیوں ماہ مہر جی میں نے ٹھیک کہا ناں۔"

اُسکے ماہ مہر خان کا نام لینے پر عالم داد غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا وہ اپنا غصہ کنڑول کر رہا تھا ورنہ اسکا دل تو چاہ رہا تھا اس لڑکے کو ختم کرنے کا جو اسکے سامنے اسکی بیوی سے فلرٹ کر رہا تھا اور اس لڑکے کے ساتھ ساتھ اب اسے خود پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ اسنے اپنی اور ماہ مہر خان کے رشتے کا ان لوگوں کو کیوں نہیں بتایا وہ دنیا والوں سے کس لیے اپنا اور اسکا رشتہ چھپا رہا تھا آخر کیوں جبکہ وہ

حق رکھتا تھا ماہ مہر خان پر جو چاہے کر سکتا تھا لیکن اسکے قدم اسے کچھ کرنے کیوں نہیں دیتے تھے وہ کیوں بے بس تھا کیوں اسے سخت غصہ آرہا تھا اپنی خاموشی پر اور ماہ مہر خان کی بے رخی پر وہ بھی

تو اسکے ساتھ ایسے بے ہیو کر رہی تھی جیسے وہ اسکا شوہر نہیں کوئی اجنبی ہے۔۔

سر مدیار تُم بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو یہ ہمارا جونیئر ہے اسے تو" ہمارا احترام کرنا چاہیے ہماری جی جان سے خدمت کرنی چاہیے۔۔"

ماہ مہر نے سرمد کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو عالم داد کو سخت غصہ آیا اسکی نظروں کو کسی غیر مرد پر دیکھ کر وہ غصے سے سرخ ہوتا آگے بڑھا اور سرمد کے چہرے پر زوردار گھونسا مار کر اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

"ہماری چیز پر جو بھی نظر رکھتا ہے ہمیں بے حد غصہ آتا ہے آپ نے ہماری سینڈوچز پر نظر رکھا تو ہمیں بے حد غصہ آیا اور ہمارا ہاتھ اٹھ گیا۔۔۔"

اپنے ہاتھ میں تھمی اکلوتی سینڈوچز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے کہتا پیچھے ہٹا جبکہ ماہ سرمد کے چہرے کے نقشے کو

بگڑے ہوئے دیکھ کر منہ کھول کر اسے دیکھنے لگی جو سامنے صوفے پر جا کر بیٹھ کر مزے سے سینڈوچ کھا رہا تھا۔۔

"حمزہ وہاں نہیں یہاں۔۔۔"

جب حمزہ وہاں سرمد کے لیے جوس لے کر آیا تو عالم داد نے اسے اپنی جانب بلایا تو وہ بے چارہ ڈرتے ہوئے سرمد کی جانب دیکھنے لگا جو اُسے گھور رہا تھا۔۔

سنا نہیں آپ نے حمزہ ہم نے کیا کہا آپ سے۔۔؟؟"

اُسے سرمد کی جانب متوجہ دیکھ وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ ہراساں چہرے کے ساتھ اسکی جانب بڑھا جبکہ سرمد اور اسکے گینگ عالم داد کو گھورنے لگا۔۔

"وہ یہ جوس۔۔"

حمزہ سرمد اور اسکے گینگ کے غصے سے ڈر رہا تھا اسی لیے وہ ڈرتے ہوئے عالم داد سے کہنے لگا تو عالم داد نے سرمد لوگوں کی جانب تیز نظروں سے دیکھا تو سب ڈر کر اپنی نظریں حمزہ کے اوپر سے ہٹا گئے کیونکہ عالم داد کا پہلا انٹرویو ہی انکے لیے کافی تھا جبکہ ماہ مہر خان اپنے دوستوں کو اس سے ڈرتے ہوئے دیکھ کر غصے سے کانپنے لگی۔۔

آپکا ہے پیسے بھی آپ نے دیا ہے تو اس پر پہلا حق بھی آپکا ہے"
اور ہاں سب سے اپنے پیسے ضرور لینا جو سینڈوچز اور کولڈ رنکس
آپ لائے ہیں ناں اپنے پیسوں سے اور مجھے نہیں لگتا یہاں کوئی
"حرام کی چیزیں کھانا پسند نہیں کرتا ہو گا۔۔

وہ دیکھ چکا تھا حمزہ اپنے پیسوں سے انکے لیے یہ سب چیزیں لے
کر آیا تھا جو وہ سب مزے سے ٹھونس رہے تھے اور ان میں ماہ مہر
خان بھی شامل تھی یہ چیز تو اسے اور بھی زیادہ غصہ دلا رہا تھا کہ
اسکی بیوی کیسے کسی کے ساتھ ایسا کر سکتی ہیں وہ اس وقت سر مد
لوگوں کے ساتھ اس پر بھی غصہ تھا۔۔

نہیں عالم داد بھائی ان سبکے پیسے ہمشیہ ماہ مہر آپی دیتی ہے میں تو"
"بس یہ انکے لیے لے کر آتا ہوں۔۔

حمزہ نے سینڈوچ کھاتے ہوئے کہا جو وہ ابھی اپنے لیے لایا تھا جبکہ اسکی بات پر سرمد اسے پھر سے گھورنے لگا تو وہ پھر سے ڈرنے لگا یہ عالم داد کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا تو وہ اٹھا اور حمزہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں سے لے کر جانے لگا اور یہ دیکھ کر ماہ مہر جو سینڈوچز کھا رہی تھی غصے سے سینڈوچ پاس بیٹھے سرمد کو دے کر اٹھی۔۔

"ماہ مہر جی آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔"

سرمد اسے اٹھتے ہوئے دیکھ پوچھنے لگا۔۔

"جہنم میں۔۔۔"

وہ اپنا سارا غصہ سرمد پر نکال کر تیزی سے وہاں سے باہر نکلی تو اسے اتنے غصے میں دیکھ کر اسکے گروپ کے ممبر حیران رہ گئے کیونکہ اسنے کبھی بھی ان پر اس طرح غصہ نہیں کیا تھا تو اس عالم داد کے آنے پر وہ اتنا عجیب برتاؤ کیوں کر رہی تھی یہ انکے لیے بہت عیجب تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥

یہ مجھے اتنا غصہ کیوں آرہا ہے اُسے کسی لڑکے کے ساتھ دیکھ کر" ہاؤ فنی ایک لڑکے کے ساتھ افففففف یہ مجھے کیا ہو رہا ہے اس سانڈ حلوائی نے یہ میرے ساتھ کیا کر دیا ہے اتنا دماغ میں کیوں سوار ہو گیا ہے یہ۔۔؟؟

کلب کے پنچنگ بیگ پر غصے سے مکے برساتی ہوئی وہ کہہ رہی تھی اسے اپنی حالت بلکل بھی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ وہ کیوں بار بار اسے سوچ رہی ہے کیوں اسے حمزہ کے ساتھ ہنس کر بتاتے کرنا اسے اچھا نہیں لگ رہا ایک لڑکے کے ساتھ یہ بات اسے غصہ بھی دلا رہا تھا اور ہنسا بھی رہا تھا کہ ایک لڑکی کے بجائے وہ لڑکے سے جیلس ہو رہی تھی۔۔

تُمہیں پیار ہوا ہے اُس سانڈ حلوائی سے بے پناہ دیوانگی والا پیار"
اسی لیے تو تُم اسے ایک لڑکے کے ساتھ بھی نہیں دیکھ پا رہی ہو ماہ
"مہر خان۔۔

وہ اپنا غصہ پنچنگ بیگ پر نکال رہی تھی تبھی اپنے بے حد قریب
اس دشمن جاں کی آواز اسے سنائی دی تو وہ غصے سے پیچھے پلٹی تو وہ
شان سے کھڑا مسکرا رہا تھا اور اسکی مسکراہٹ اسے سخت زہر
لگی۔۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ یو۔۔"

وہ غصے سے اسکے اوپر مکا مارنے کے لیے آگے بڑھی لیکن یہ کیا وہ تو اسکا خیال تھا حیقیت نہیں وہ اس کے غائب ہوتے ہی دیوانوں کی طرح اُسے پورے روم میں ڈھونڈنے لگی۔۔

"وہاں کیا دیکھ رہی ہے آپ ہم تو یہاں ہے مس ماہ۔۔"

پھر سے وہ اسکے سامنے آن کھڑا ہوا تو وہ غصے سے آگے بڑھی۔

"یہ تُم صحیح نہیں کر رہے ہو بلکل بھی نہیں۔۔"

وہ اسکی پر چھائی سے بولی جو سامنے کھڑا لبوں پر ایک جان لیوا مسکراہٹ لیے ہوئے تھا۔۔

"ہم نہیں محبت ماہ۔۔۔"

اُسکی پر چھائی نے مسکرا کر کہا تو وہ شدید غصے سے اسے گھورنے لگی سرمد لوگ جو وہیں آئے تھے اسے اس طرح خود سے باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر وہ شاکڈ رہ گئے۔۔

ماہ مہر جی آپ کس سے باتیں کر رہی ہے۔۔؟؟"

سرمد نے آگے بڑھ کر اُس سے پوچھا جو غصے سے چیخ رہی تھی اسکے مداخلت پر وہ تیزی سے مڑی اور غصے سے پاگل ہو کر اپنا

ایک ہاتھ پیچھے اس طرف کر کے جہاں عالم داد کی پر چھائی کھڑا مسکرا رہا تھا لہرا کر کہنے لگی۔۔

"..دیکھ نہیں رہے ہو میں اس سے بات کر رہی ہو"

ایکے ان سب کو اسکی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تو انکی گروپ کی ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر ماہ مہر کو تھاما۔۔

"لیکن ماہ جی یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے ہمارے علاوہ۔۔"

سرمد کی بات پر وہ شدید غصے سے چیخ اٹھی۔۔

نظر نہیں آرہا تمہیں میں اس عالم داد سے بات کر رہی ہو یہ"
"دیکھ۔۔

وہ غصے سے پیچھے مڑی لیکن سامنے کسی کو نا پا کر ساکت رہ گئیں
کیونکہ وہاں صرف پنچنگ بیگ اسکا منہ چڑا تھا۔۔

کہاں چلا گیا ابھی تو یہی پر کھڑا وہ مجھ سے باتیں کر رہا تھا پھر اتنی"
جلدی وہ کہاں چلا گیا۔۔؟؟

وہ حیرت سے اس طرف دیکھتی ہوئی بولی تو اسکی حالت پر وہ لڑکی
اسے سمجھانے لگی کے وہاں پر کوئی نہیں آیا تھا صرف وہی لوگ

یہاں آئے تھے جبکہ وہ اپنا سر پکڑ کر غصے سے عالم داد کو گالیاں دینے لگی۔۔

"نہیں وہ یہی پر تھا میں سچ کہہ رہی ہو۔۔"

وہ انہیں اپنی جانب مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے دیکھ کر بے چارگی سے اپنے ہاتھ سر پر رکھ کر کہنے لگی۔۔

"ماہ جب ہم یہاں آرہے تھے تو ہم نے اسے یہاں سے نکلتے ہوئے نہیں دیکھا تھا وہ تو اس حمزہ کے ساتھ پریکٹس کر رہا ہے کلاس میں۔۔"

یہ سنتی وہ غصے کی لہر کو اپنے پورے وجود میں ڈورتی ہوئی شدت سے محسوس کرنے لگی۔۔

کیوں وہ کیا اس کا ماسٹر ہے جو وہ اسے سیکھا رہا ہے ڈیم اٹ"

"۔۔۔

وہ شدید غصے سے سامنے لٹکے پنچنگ بیگ کی جانب بڑھی اور زور سے مکے برساتی ہوئی کہنے لگی اور اسے اس عالم داد کے لیے اتنا پوزیسو دیکھ کر سرمد کو سخت برا لگا۔۔

اس عالم داد کی توجب سے آیا ہے سب اسی کے پیچھے پڑ گئے ہیں"
اس حمزہ کو بھی شے مل گیا ہے اسے سبق سیکھانا پڑے گا گائیز
۔۔۔"

سر مد نے غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے سب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جبکہ ماہ مہر خان ان کی جانب متوجہ نہیں تھی وہ تو غصے سے جل رہی تھی بار بار اسکی نظروں کے آگے وہ دونوں آرہے تھے جبکہ یہ اسکے لیے ایک عجیب مزاحیہ بات تھی کہ وہ ایک لڑکے سے جل رہی تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"کیا میں خواب دیکھ رہی تھی کیا سچ میں ہمارے درمیان ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا ہمارا نکاح کل ہی ہوا تھا ابھی اتنے زیادہ دن نہیں ہوئے ہیں کیا ڈر کی وجہ سے مجھے یہ خواب آیا ہاں یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا لیکن دو دن پہلے کیا ہوا تھا مجھے یاد کیوں نہیں آ رہا ہے۔"

فاطمہ ابھی سو کر اٹھی تھی اور خود کو اپنے بیڈ روم میں اکیلے پا کر اور عروسی جوڑے میں دیکھ کر بلکل بھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ رات کو جو ہوا تھا کیا وہ سب سچ میں ہوا تھا یا وہ صرف اسکا خواب تھا۔۔

"فاطمہ بھابھی شکر ہے آپکو ہوش تو آیا آپ کو پتہ ہے آپ پورے دو دن سے بے ہوش تھیں اور سردار بھائی اتنے پریشان

ہو گئے تھے آپ ہوش میں جو نہیں آ رہی تھی ویسے ایسا کیا ہوا تھا جو آپ بے ہوش ہو گئی تھی کیا ہماری باتوں کی وجہ سے آپ بے ہوش ہوئی تھی۔۔۔"

وہ اِنہیں سوچوں میں گم تھی کہ بیڈ روم میں نور حرم نے داخل ہو کر کہا جو زینب اور سجل کے ساتھ تھی نور حرم کی بات پر فاطمہ ساکت رہ گئیں مطلب وہ بے ہوش تھی۔

"میں دو دن سے بے ہوش تھی او میرے خدایا مطلب وہ سب خواب تھا حقیقت نہیں اور شادی والی رات کیا ہوا تھا افففف یہ مجھے یاد کیوں نہیں آ رہا۔۔؟؟

وہ نور حرم کی بات پر اپنا سر پکڑ کر شادی کی پہلی رات والی بات کو یاد کرنے لگی جب بہت زور دینے پر بھی اسے کچھ یاد نہیں آیا تو وہ ان تینوں کو دیکھنے لگی۔

"مجھے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا کہ اُس رات کیا ہوا تھا جو میں بے ہوش ہو گئی تھی وو۔۔وہ کہاں ہے۔۔؟؟

نور حرم سے کہتی آخر میں وہ اپنی نظریں نیچے کئے اسکا سوچتی ہوئی وہ لفظ سوچنے لگی وہ ڈر رہی تھی اُسکا ذکر اور نام لینے سے بھی اور سوچ رہی تھی کہ ایسا کیا ہوا تھا جو وہ ڈر گئی تھی اور بے ہوش ہو گئی تھی۔۔

وو۔۔وہ کون بھابھی آپ کس کے متعلق پوچھ رہی ہیں۔۔؟؟"

نور حرم شریر نظروں سے اُسے دیکھتی اسکے کندھے پر مارتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔

آپ کک۔۔۔۔کے بھائی اور کک۔۔۔کون۔۔؟؟ "

وہ اُسے دیکھتی ہوئی اٹک کر بولی۔۔۔

"ہمارے بھائی کا ایک خوبصورت نام بھی تو ہے بھابھی۔۔۔"

نور حرم نے معنی خیزی سے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

سس۔سردارووہ کہاں ہے۔؟؟"

وہ لبوں کو تر کرتی نظریں نیچے جھکا کر دوبارہ پوچھنے لگی۔۔

"واہ بھابھی آپکے ان خوبصورت لبوں سے سردار لالہ کا نام نکل کر ماحول میں کیا خوب بصورت سما باندھ گیا ہے ہیں نا سجل خان زینب شاہ ہم صحیح کہہ رہے ہیں ناں۔۔؟؟

وہ سجل اور زینب شاہ کی طرف دیکھتی ہوئی آنکھ دبا کر شریر لہجے میں بولی تو فاطمہ شاہ اسکی شرارت پر سرتاپیر سرخ ہو کر رہ گئی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

اب کیسی ہو تُم ڈول۔۔۔؟؟"

وہ جب روم سے باہر نکل رہی تھی تبھی سامنے سے آتے سردار حیدر خان سے ٹکراتے ٹکراتے بچی وہ اسے تھام کر پریشانی سے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

"جج۔۔جی میں ٹھیک ہوں۔۔"

وہ بہت ٹینشن میں لگ رہی تھی اس رات کو لے کر کے اُنکے درمیان میں ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور دو دن

بعد اسکی آنکھیں کھلی تھی اور وہ خواب تو سخت جان لہوا تھا وہ اب اسے بار بار نہیں سوچنا چاہتی تھی۔۔

"ہمارے درمیان اُس رات کیا ہوا ہے کے میں بے ہوش ہو گئی تھی مجھے کچھ بھی یاد نہیں آرہا پتہ نہیں کیوں۔۔"

وہ ہاتھوں کو مڑورتی ہوئی نظریں نیچے جھکا کر اُس سے اُس رات کے بارے میں پوچھنے لگی۔۔

تُمھیں سچ میں یاد نہیں ہے کے اُس رات ہمارے درمیان کیا ہوا تھا ڈول۔۔؟؟

وہ اُسکی جانب قدم بڑھانے لگا تو وہ سہم کر پیچھے ہٹنے لگی جبکہ وہ اسی طرح اسکی طرف بڑھ رہا تھا وہ پیچھے قدم بڑھاتی بڑھاتی روم کے اندر داخل ہوئی وہ رکے بنا آگے بڑھ رہا تھا اور اس طرح وہ دونوں بیڈ کے قریب پہنچ گئے تھے۔۔

نن۔۔۔۔ نہیں مجھے بلکل بھی یاد نہیں ہے مم۔۔۔۔۔ میں نے "تُم کو صرف اپنے خواب میں وہ سب کرتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

فاطمہ ڈر سے کانپ رہی تھی پیچھے بیڈ کو محسوس کرتی گردن موڑ کر بے بسی سے بیڈ کو دیکھنے لگی وہ دیوانہ شخص روکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا جسکی وجہ سے وہ پیچھے بیڈ پر گری اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دائیں اور بائیں جانب رکھ کر اُسکے اوپر جھکا۔۔

کیا کرتے ہوئے دیکھا تھا تُم نے ڈول مجھے اپنے خواب میں۔؟؟"

وہ اُسکے ہراساں چہرے پر پھونک مارتے ہوئے گھمبیر آواز میں پوچھنے لگا فاطمہ اسکی قربت سے سخت ڈر رہی تھی اور اس حرکت پر تو وہ کانپنے لگی۔۔

"تت۔۔۔تُم نے مجھے وہ کرنے کو فورس کیا تھا۔۔"

وہ سرخ گالوں پر شرم کے باعث اپنے گھنی پلکوں کو گراتی ہوئی بولی سردار حیدر خان اسکی پلکوں کو انگلی کی پوروں سے چھو کر اُسے لرزنے پر مجبور کرتا دیکھنے لگا۔۔

کیا کرنے پر فورس کیا تھا میں نے تُمہیں ڈول۔۔؟؟"

وہ اُسے اپنی باتوں نظروں اور حرکتوں سے سخت نروس کر رہا تھا وہ اپنے پورے وجود کو ایک سلگتی نظروں کے حصار میں قید محسوس کرتے خود کو شدت سے جلتے ہوئے محسوس کرنے لگی۔۔

"رہنے دو اگر تُم نہیں بتانا چاہتے کے اس رات ہمارے درمیان کیا ہوا تھا تو مجھ سے بھی تمہیں پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے پیچھے ہٹوں مجھے جانا ہے۔۔"

وہ اُسکے کشادہ سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتی اُسے پیچھے کرنے لگی جبکہ وہ اُسکے اُوپر جھکا بغور اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

"اُس رات تُم میرے قریب آنے پر ڈر گئی تھی اور بے ہوش ہو گئی تھی مجھے لگتا ہے ابھی بھی وہی ہونے والا ہے تمہارے چہرے کو دیکھ کر مجھے لگتا ہے ڈول تم پھر سے بے ہوش ہونے والی ہو اپنے شوہر سے اتنا مت ڈرا کروں تم میری عزت ہو اور میں عزت کو بچانے والا ہونا کے خراب کرنے والا درندہ۔۔"

وہ اُس رات کو یاد کرنے لگا تو اُسکے گالوں کو چھو کر نرمی سے اسے کہنے لگا جو بلکل اسی طرح ڈری ہوئی تھی جس طرح اس رات اُسکے قریب جانے پر وہ ڈری تھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"دو دن پہلے"

"آج میں بہت خوش ہو تُمہیں پورے حقوق سے پا کر پتہ ہے
اگر تُم مجھے نہیں ملتی تو میں کیا کرتا۔۔۔؟؟

وہ جب روم میں داخل ہوا تو اُسے بیڈ پر ڈرے سہمے ہوئے بیٹھے دیکھ کر وہ دروازہ بند کرتا آگے بڑھا اور بیڈ پر اُسکے پاس بیٹھا تو وہ سمٹ کر اُس دور ہو کر بیٹھی۔۔

کک۔۔۔کیا کرتے۔۔۔؟؟"

نظریں ہنوز نیچے جھکی ہوئی تھی لرزتی آواز میں اُس سے پوچھ بیٹھی تو وہ تھوڑا سا آگے بڑھا وہ اُسکے قریب آنے پر تیزی سے پیچھے ہوئیں۔

میں تُمہیں اٹھا کر لے جاتا ڈول وہ تو شکر ہے تُمہارا بھائی اُس" شہریار سے تمہاری شادی کرنے سے خوش نہیں تھا اگر اُسنے میرا ساتھ نہ دیا ہوتا ڈول تو اس وقت تُم یہاں نہیں بلکہ۔۔"

اُسکے ڈر سے سرخ پڑتے چہرے کی طرف دیکھتا اپنا مضبوط ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے نازک حنائی ہاتھوں کو پکڑ کر سہلاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

تو وہ اپنا ہاتھ اسکی گرفت میں دیکھتی تڑپ اٹھی۔۔

"بلکہ۔۔"

وہ اُسے بیچ میں بات روکنے پر حیرت سے اُسے دیکھتی پوچھنے لگی۔۔

تُم کب کی میرے بیڈ روم میں ہوتی اور مکمل میری ہو چکی ہوتی"
روح سے لے کر تن تک ڈول تُم صرف سردار حیدر خان کی بن
"چکی ہوتی۔۔

وہ اُسکی بات پر لرز اٹھی جبکہ وہ اُسکے ہاتھ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا کہ ایس لفظ پر نظر پڑتے ہی اسکے پورے جسم میں غصے کی لہر دوڑ گیا۔۔

یہ لفظ اِن خوبصورت ہاتھوں میں بلکل بھی سج نہیں رہا ہے"
"ڈول۔۔

ہاتھ پر دباؤ بڑھانے کی وجہ سے فاطمہ کے ہاتھ سرخ ہو گئے تھے جبکہ وہ اُس لفظ کو مٹانے کے لیے کچھ ڈھونڈ رہا تھا اور سامنے ایک مہندی دیکھ کر وہ آگے بڑھا جو شائید لڑکیاں فاطمہ کے ہاتھ پر مہندی لگا کر اٹھانا بھول گئے تھے۔۔

یہ تُم کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟"

وہ اپنے ہاتھ پر اُسے مہندی سے ایس لفظ کو مٹاتے ہوئے دیکھ کر حیرانگی سے بولی۔۔

"اپنا نام لکھ رہا ہوں ڈول۔۔۔"

ایس لفظ کو مٹانے کے بعد اچ لکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگا جبکہ فاطمہ اپنے ہاتھ پر اچ دیکھ کر ساکت رہ گئیں۔۔

"تُم ایسا کیوں کر رہے ہو کیوں مجھ سے اتنا ٹوٹ کر پیار کرتے ہو تُم ہاں بولو جانتے بھی ہو کہ میں ایک ان چھوئی لڑکی ہوں مجھ جیسی لڑکی صرف ہمدردی کے قابل ہے محبت کے نہیں پھر کیوں مجھ پر اتنا مہربان ہو رہے ہو کیوں۔۔"

وہ روتی ہوئی بولی تو اُسکی بات پر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اُسے اپنے سینے سے لگا کر اسکی پشت کو آہستگی سے سہلانے لگا۔۔۔

میری نظروں میں دیکھو تو تُم آج بھی وہی پاک ہو جو پہلے تھی"
اور تُم ہمدردی کے نہیں عشق کے قابل ہو سردار حیدر خان کے
تُم ہی ہو جو اِس دل میں مچلتے جزبوں کے شعلوں کو بڑھا سکتی ہو تم
"ہی ہو جو اس آنکھوں کے دیے کو روشن کر سکتی ہو۔۔۔

وہ بُری طرح سے رو رہی تھی تبھی اپنی سچویشن کا اندازہ ہوتے
ہی وہ تڑپ کر اس سے جدا ہونے لگی لیکن اسکی گرفت اتنی تنگ
تھی کہ وہ مچلنے لگی۔۔

"...چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے"

وہ لرز کر بولی۔

نہیں ڈول یہ اب نہیں ہو سکتا میں چاہ کر بھی تُمہیں نہیں چھوڑ" سکتا کیونکہ تُم جینے کی وجہ ہو اب سے ان سانسوں کی ڈور صرف تمہارے ہاتھوں میں میں نے تھمائی ہے اس حق سے کہ تمہارا "سب کچھ سردار کا ہے تو فاطمہ کا سب کچھ سردار کے نام۔۔

وہ اپنے لب اُسکی نم گردن پر رکھ کر گھمبیر آواز میں کہتا مدہوشی سے اُسکے چہرے پر جھکنے لگا فاطمہ یہ منظر دیکھتی ڈر سے اپنا چہرہ دوسری طرف کر گئی تو حیدر خان نے اسکا چہرہ اپنی طرف کیا اور اسکے لرزتے لبوں پہ جھکا اور نرمی سے جسارت کرتا اسے لرزا گیا۔۔

"پلیز۔۔۔"

وہ روتی ہوئی بولی۔

اسے اس وقت وہ سب کچھ یاد آنے لگا تھا جو اُسکے ساتھ ہوا تھا وہ تڑپنے لگی مچلنے لگی اُسکی گرفت میں جبکہ وہ اُسکے چہرے پر اپنی جسارتوں کے نشان چھوڑتا نیچے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

جب وہ اُسکی اتنی گستاخیوں کو سہہ نا پائی تو ہوش گنوا کر اُسکی مضبوط باہوں میں جھول گئی اسکے بے جان وجود پر سردار حیدر خان کو ہوش آیا تو وہ تڑپ کر اسکے وجود کو پکڑ کر بری طرح سے جھنجھوڑنے لگا۔۔۔

"ڈول آریوا کے آنکھیں کھولو۔۔"

وہ اُسکے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے چیخ چیخ کر اسے پکار رہا تھا جبکہ وہ ڈر سے شائید بے ہوش ہو گئی تھی وہ اسے جلدی سے اٹھا کر روم سے باہر نکلا تو اسکی باہوں میں فاطمہ کو بے ہوش دیکھ کر سب گھر والے پریشان ہو گئے تھے اور وہ انہیں تسلی دے کر اسے لیے ہاسپٹل کے لیے نکلا تھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"اُس رات ہمارے درمیان یہ سب ہوا تھا۔۔"

یہ سب کچھ یاد کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بتانے لگا جو خاموشی سے بیٹھی اُسے سن رہی تھی۔۔

"آئی ایم سوری میری وجہ سے تُمہیں اتنا کچھ جھیلنا پڑا کاش میرے ساتھ وہ سب کچھ نہ ہوا ہوتا تو شائید میں تمہاری خوشی برباد نہ کرتی آئی ایم ریلی سوری سردار۔۔۔"

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی شرمندگی سے بولی واقعی اگر اسکے ساتھ وہ حادثہ نہ ہوا ہوتا تو وہ آج اسکے ساتھ خوش ہوتی اور نہ ہی خوابوں میں اسکی قربت سے ڈرتی اور نہ ہی ایسے عیجب خواب وہ دیکھتی جو اسنے بے ہوشی میں دیکھا تھا۔

تُم کیوں سوری بول رہی ہو یہ تو مجھے بولنا چاہیے کیونکہ میں" تمہاری حالت جانتا ہوں پھر بھی وہ سب کچھ کرنے کی کوشش کی جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا بھلے میں تم پر حق رکھتا ہوں لیکن اس طرح مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا پہلے مجھے تمہارا اعتبار جتنا چاہیے تھا "تمہیں اس کے لیے راضی کرنا چاہیے تھا۔۔

وہ بھی سخت شرمندہ تھا اس رات اپنی بے ساختگی پر جو اسنے کیا تھا وہ اسے ابھی نہیں کرنا چاہیے تھا اسے پہلے اسکا اعتبار جتنا چاہیے تھا اور اسے مائنڈ سیٹ ہونے کے بعد راضی کرنا چاہیے تھا یہ سب کر کے اسنے اسے ہرٹ کیا تھا یہ سوچ کر اسے خود پر بہت غصہ آتا تھا۔۔۔

تُم پلیز اس طرح کی باتیں کر کے مجھے گلٹ میں مبتلا مت کروں"
سچ میں اب بہت شرمندگی محسوس کر رہی ہو یہ سوچ کر کہ تمہارا
"مجھ پر حق ہے اور میں تمہیں اس حق سے محروم کر رہی ہو۔۔

وہ نظریں جھکا کر بولی تو وہ بے ساختہ اُسکے ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں
سے لگا گیا جبکہ فاطمہ پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھنے لگی۔۔۔

ڈول جب تمہارا دل مطمئن ہو اور تمہیں میری قربت تکلیف نہ
پہنچائے تم خود میرے قریب آؤ گی اور وہ دن دور نہیں ہے بلکہ
سکون محسوس کروں گی میرے قریب آنے پر مجبور ہو جاؤ گی
"میری قربت کے لیے تم۔۔

وہ اُسکی پیشانی کو چھو کر گھمبیر آواز میں کہتا اُسے دیکھنے لگا جو اس سے دور ہو گئی تھی لیکن اسکے چہرے پر درد کی جگہ ایک پر سکون تاثر قائم

تھا جو اسکی کامیابی کی پہلی سیڑھی تھی جو اسنے پار کر لیا تھا اسکا بھروسہ جیت کر۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

"استانی جی آپ بھی نہ حد کرتی ہے بھلا اب ہم ایک بچے کے بابا ہو کر کیسے لگے گیں کالج جاتے ہوئے۔۔۔؟؟

دستگیر شاہ نے آگے پڑھنے سے منا کر دیا تھا جس کی وجہ مھروسہ اُس سے سخت خفا ہو گئی تھی اب وہ اُسکے پاس بیٹھا اُسے منا رہا تھا۔۔

"ہمیں کچھ نہیں سننا جیسے سب جاتے ہیں ناں شاہ صاحب آپ بھی ویسے ہی جائے گے اب ہم کوئی نیا بہانہ نہ سُنے ورنہ ہم آپکو چھوڑ کر چلے جائے گے۔۔"

وہ اُسے غصے سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"ارے باب رے باب ایسی گستاخی مت کریئے گا اُستانی جی ورنہ ہم بھی آپکے ساتھ آپکے پیچھے آئے گے پھر یہ ہو گا کہ آپکے ماں

باپ کے گھر میں ہم دونوں اکھٹے رہے گے اپنے بے بی کے ساتھ

"ویسے استانی جی یہ آئیڈیا بھی برا نہیں ہے۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شریر لہجے میں بولا۔۔

"شاہ جی ہم مزاق نہیں کر رہے ہیں ہم سچ میں چلے جائے گے اگر آپ نے آگے پڑھنے سے منا کیا نہ تو۔۔۔"

وہ سخت خفگی سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے استانی جی ہم آگے ضرور پڑھے گے مگر ہماری" بھی ایک شرط ہے اگر آپ مانتی ہے تو ٹھیک ورنہ پھر بھول جائے "کہ ہم آگے پڑھے گے اور آپکو یہاں سے جانے دے گے۔۔

وہ ہار مانتے ہوئے بولا۔۔

کیسی شرط۔۔؟؟"

مھروسہ نے حیرت سے اُسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

آپ کو ہمارے ساتھ کالج میں آنا ہو گا ورنہ ہم نہیں جائے" "گے۔۔

وہ اُسکی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا مھروسہ اسکی بات پر پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھنے لگی بھلا وہ کیسے اس کے ساتھ کالج جا سکتی تھی اسنے تو اپنی تعلیم مکمل کر لیا تھا پھر وہ کس وجہ سے اسکے ساتھ جاتی۔۔

ہم کس وجہ سے آپکے ساتھ جائے گے شاہ آپ بھی نہ پاگل" ہے بھلا میں پڑھی لکھی لڑکی اب اپنے شوہر کے لیے دوبارہ داخلہ "لیتے ہوئے کیا اچھی لگوں گی آپ بھی نہ حد کرتے ہیں۔۔

مھروسہ نے سخت تیوریاں چڑھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"استانی جی ہم نے کب کہا کہ آپ داخلہ لے آپ وہاں لیکچرار کے طور پر بھی تو آسکتی ہیں اس طرح آپ جب ہمارے بے حد قریب ہو نگی تو ہمارا دل پڑھنے کو چاہیے گا۔۔۔"

وہ اسے مخمور نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"ہم بھی اچھے سے جانتے ہیں شاہ جی اُس وقت آپکا دھیان کہاں پر ہو گا۔۔۔"

مھروسہ نے سخت نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہو گا اُستانی جی۔۔؟؟؟"

وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

"ہم پر نظریں ہٹے گی تب ہی آپ کچھ پڑھ پائے گے شاہ جی یہ خوش فہمی نکال دے اپنے دل و دماغ سے ہم آپکے اسرار پر وہاں لیکچرار کے طور پر پر آئے گے۔۔"

وہ اُسے دیکھے بغیر اپنا پیٹ پکڑ کر احتیاط سے بیڈ سے اٹھی تو دستگیر شاہ اسکے آگے بڑھنے سے پہلے تیزی سے اٹھا اور اسے اپنی بانہوں میں بھر کر اُسے دیکھنے لگا جو اسکی حرکت پر شرم سے سرخ ہوتی نظریں چرانے لگی۔۔

اسی لیے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہر وقت ہماری نظروں کے سامنے رہیں استانی جی تاکہ ہمارا سارا دھیان آپ کے ساتھ اپنے کاموں پر بھی ہوا گر آپ ہم سے دور ہو گی تو ہم سے کچھ بھی نہیں ہو پائے گا۔"

وہ اُسے لیے وارڈ روب کی جانب بڑھا کیونکہ وہ اسی ادارے سے بیڈ سے اٹھی تھی کیونکہ وہ رات کو آرام دہ کپڑے پہن کر سوتی تھی۔۔

اُس بارے میں ہم سوچتے ہیں شاہ جی ابھی اس حالت میں تو ہم کوئی جاب افورڈ نہیں کر سکتے ہیں جب تک ڈیلیوری نہیں ہو جاتی"

آپ ہمیں فورس نہیں کرے گے خاموشی سے کالج میں ایڈمیشن لے گے سمجھے۔۔"

وہ اُسکی بات پر اپنی آنکھیں اوپر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی تو وہ آگے وارڈروب کی جانب اشارہ کرنے لگا تو وہ چونکی اور دروازہ کھول کر اندر سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔۔۔

ٹھیک ہے استانی جی لیکن جب ہمارا بے بی ہو گا اسکے بعد آپ" کوئی بہانہ نہیں ڈھونڈے گی ورنہ ہم کالج جانا بند کر دے گے اگر آپ نے ایسا کیا تو۔۔۔"

اُسے ماننے میں کامیاب ہو گیا تو خوشی سے اسکی پیشانی چھوم کر اسے لیے واش روم کی جانب بڑھا اور اسے دروازے کے پاس پہنچ کر نیچے اتار کر اسکے اندر جاتے ہی بیڈ کی جانب بڑھا۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

گستاخ لڑکی بہت خوبصورت لگ رہے ہیں آپکے مہندی لگے ہاتھ پہلی بار ہم ان ہاتھوں میں اپنے نام کی مہندی دیکھ رہے ہیں"۔۔

"وہ ڈیرے سے جب رات کے پونے گیارہ کو آیا تو سیدھا اسے ڈھونڈتا جب وہ روم میں داخل ہوا تو اسے بیڈ پر بیٹھے دیکھ وہ آگے

بڑھا لیکن اُسکے ہاتھوں پر مہندی دیکھ وہ خوشی سے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھوں کو تھام کر بوجھل لہجے میں کہنے لگا۔۔

شاہ سائیں آپ ہم سے کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔؟؟"

وہ نازک گوری کلائیوں پر مہندی سے بنی نقش و نگار کو دیکھتی ہوئی اس سے پوچھنے لگی تو غزلان سائیں اسکے قریب بیٹھا اور اُسے محبت سے دیکھنے لگا۔۔

"بہت زیادہ۔۔۔"

وہ اُسکی ہتھیلی پر لکیر کھینچتے ہوئے گھمبیر آواز میں بولا۔۔

کتنا۔۔۔؟؟؟"

وہ اُسکے گالوں کو پکڑ کر بغور اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی تو وہ اسکی شہد رنگ آنکھوں میں ڈوب کر مدہوشی کی عالم میں اسکے گلابی لبوں پہ جھکا۔۔۔

اتنا کرتے ہیں ہم آپ سے عشق جو ناپا نہیں جا سکتا گستاخ لڑکی" ہاں ہم اپنی گستاخیوں سے آپکو اچھے سے بتا سکتے ہیں کہ ہم کتنا "چاہتے ہیں اپکو۔۔

وہ مخمور آنکھیں اُسکے چہرے پر گاڑتے ہوئے کہنے لگا تو اسکی بات پر نور حرم بے باکی سے اسے دیکھتی ہوئی سامنے رکھی مہندی اٹھا کر جو اسنے کچھ دیر پہلے اپنے ہاتھوں پر لگانے کے بعد یہی رکھا تھا۔۔

"گستاخیوں سے کیوں شاہ سائیں آپ کسی اور طریقے سے بھی ہمیں سمجھا سکتے ہیں کہ آپ ہم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔۔۔"

وہ اسکے کشادہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اُسے پیچھے بیڈ پر دھکیل کر اسکے اوپر آکر معنی خیزی سے مسکرا کر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

وہ کیسے ہماری گستاخ جان۔۔؟؟

وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے اپنے اوپر گرا کر اُسکی شہ رگ کو چھو کر بھاری آواز میں پوچھنے لگا۔۔۔

"اِس طرح شاہ سائیں۔۔۔"

بے باکیت سے کہتی وہ مہندی اُسکا ہاتھ پکڑ کر معنی خیزی سے بولی تو اسکی بات پر وہ پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ جھٹکے سے کھینچ گیا۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ گستاخ لڑکی۔۔۔؟؟"

وہ اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

آپکی ہمارے لیے دیوانگی کے اسکور کو دیکھ رہے ہیں کہ کتنا ہے"
"ہم سے زیادہ ہے یا کم شاہ سائیں۔۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتی شریر لہجے میں چہک کر بولی اور پھر مہندی سے اسکے دونوں ہاتھوں پر نقش و نگار بنانے لگی۔۔
جبکہ وہ خاموشی سے لیٹا اُسکی کاروائی دیکھ رہا تھا ہر بار یہی ہوتا تھا وہ اُسکی موجودگی سے ہنپوٹائز ہو جاتا تھا صرف اسکے اشاروں پر چلتا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

غازی بھائی یہ آپکے ہاتھوں کو کیا ہوا ہے...؟؟؟"

اور یہ آپ اپنے ہاتھ ایسے کیوں چھپا رہے ہیں جیسے کوئی چور اپنا خزانہ چھپاتا ہے۔۔۔؟؟

غزلان سائیں اپنے دونوں ہاتھ اپنی قمیص کی جیبوں میں ڈال کر ان سب کے ساتھ کھڑا تھا وہ چہرے سے سخت بے چین لگ رہا تھا بار بار اپنے دونوں ہاتھوں کی جانب دیکھ رہا تھا جو جیب کے اندر تھے تبھی دستگیر شاہ کی نظر اس کے اوپر پڑی تو اسے بار بار اپنے جیب میں ڈالیں ہاتھوں کی جانب دیکھتے پا کر وہ آگے بڑھا اور اُس سے پوچھنے لگا۔۔

کک۔۔کچھ نہیں بس یہ ہمیں عادت سی ہو گئی ہے اسطرح"

"جیبوں میں ہاتھ ڈالنے کی پریشانی والی بات نہیں ہے۔۔

اب وہ اُسے کیا بتاتا کہ وہ اپنے ہاتھ شرم کی وجہ سے باہر نہیں نکال رہا تھا اُسکی گستاخ بیوی نے تو کوئی کثر نہیں چھوڑا تھا اسے اپنے خاندان کے والوں کے سامنے شرمندہ کرنے کے وہ خجالت کے مارے دستگیر شاہ سے دور ہوتے ہوئے کہنے لگا۔۔

نہیں غازی بھائی ضرور آپ کچھ چھپا رہے ہیں دیکھائے ہمیں"

ہم بھی تو دیکھے آپ ایسا کونسا شاہکار ہم سے چھپا رہے ہیں۔۔؟؟

وہ ہنستے ہوئے اپنے ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے ہاتھوں کو نکالنے کی کوشش کرنے لگا اُسکے زبردستی کرنے پر غزلان سائیں نے بے چارگی سے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال دیئے تو اسکے ہاتھوں کی طرف دیکھ کر سب کے منہ کھولے کے کھولے رہ گئے۔۔

جبکہ اپنی گستاخ بیگم کی دیوانگی کی داستان غزلان سائیں اپنے ہاتھ میں دیکھ کر شرم سے سرخ ہوتا نظریں چرانے لگا۔۔۔

"مہندی۔۔۔"

حیدر خان اور دستگیر شاہ کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے اسکے دونوں ہاتھوں میں مہندی سے نقش و نگار دیکھ کر جبکہ غزلان سائیں

عباس شاہ کے ساتھ شہریار بخت شاہ کو آتے ہوئے دیکھ تیزی سے اپنے دونوں ہاتھ واپس تیزی سے اپنی جیب میں ڈال گیا۔

دادا سائیں کیا آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی جورو کے غلام" کو قریب سے دیکھا ہے۔؟؟

سردار حیدر خان نے معنی خیزی سے غزلان سائیں کے جیب میں ڈلے ہاتھوں کی طرف دیکھتے عباس شاہ سے پوچھا غزلان سائیں اُسکی بات پر اسے گھورنے لگا جبکہ شہریار بخت شاہ حیدر خان کو غصے سے دیکھ رہا تھا وہ بلکل بھی خوش نہیں تھا اگر غزلان سائیں نے اسے اٹھا کر اپنی حویلی میں نہ رکھا ہوتا تو شائید وہ اتنا غصہ نہ ہوتا حیدر خان سے بلکہ فاطمہ کے لیے خوش ہوتا وہ اس سے تو

شادی دو وجوہات کی وجہ سے نہیں کرنا چاہتا تھا ایک گل رانیہ کی وجہ سے اور دوسرا اس وجہ سے کیونکہ وہ فاطمہ کو صرف اپنی بہن مانتا تھا۔۔

ہاں بچے دیکھے ہیں لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔؟؟"

عباس شاہ نے سردار حیدر خان کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ زو معنی نظروں سے غزلان سائیں کی طرف دیکھنے لگا جو اسکی نظروں سے اپنی ہتھیلی پر پسینے کے قطرے شدت سے پھوٹتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔۔

"دادا سائیں ہم نے ابھی ایک اعلی نسل کے جورو کے غلام کو دیکھا ہے جو اپنے ہاتھوں میں اپنی جورو کے پیار کی نشانی لیے گھوم رہا تھا۔۔۔"

"ہاہاہاہا بچے اب اعلی نسل کے بھی جورو کے غلام ہوتے ہیں کمال ہے۔۔"

عباس شاہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔

"دادا سائیں یہ نیا زمانہ ہے یہاں اب آپکو ایسے ایسے نسل کے جورو کے غلام ملے گے جو آپکے زمانے میں آپکو نہیں ملے ہونگے۔۔"

اسنے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے غزلان سائیں کی طرف دیکھتے ہوئے عباس شاہ سے کہا تو اسکی بات پر سب زور سے ہنسنے لگے جبکہ غزلان سائیں خجالت کے مارے خود کو زمین میں دھنستا ہوا محسوس کرنے لگا۔

♥♥♥♥♥♥♥

"نہیں نہیں پلیز مجھے جانے دو پلیز۔۔"

رات کا نجانے کونسا پہر تھا حیدر خان جو سامنے صوفے پر بیٹھا اپنا کام کر رہا تھا اُسکی بڑبڑاہٹ پر وہ اُسے دیکھنے لگا۔۔۔

جو بیڈ پر بُری طرح سے اپنا سر تکیے پر پٹک پٹک کر کہہ رہی تھیں وہ صوفے سے اٹھا اور اُسکی جانب تیزی سے بڑھا۔۔

"Fatima, what happened, are you okay?

وہ بیڈ پر اُسکے قریب بیٹھا اور اُسکو اپنی آغوش میں لے کر محبت سے پوچھنے لگا جو ابھی تک اُسی حالت میں اپنا سر پٹک رہی تھی۔۔

مجھے ہاتھ مت لگاؤ درندے انسان میں تمہارا خون پی لونگی"

"سمجھے۔۔

وہ اچانک سے اٹھی اور غصے سے اپنی سرخ آنکھیں کھول کر حیدر خان کے ہاتھوں کو دور کر کے غراتی ہوئی بولی۔۔

"وہاٹ۔۔۔"

حیدر خان کی آنکھیں درندہ لفظ پر پھٹی کی پھٹی رہ گئی وہ اب تک اسے ایک درندہ سمجھتی تھی۔۔

مجھ سے دور رہوں وو۔۔۔ورنہ جان سے مار ڈالوں گی میں تمہیں۔۔"

فاطمہ شائید ہوش میں نہیں تھی اسی لیے اسے خود سے دور کر رہی تھی اور غصے میں نجانے کیا کیا کہہ رہی تھی شائید وہ خواب میں وہی سب کچھ دیکھ چکی تھی جو اسکے ساتھ ہوا تھا۔۔

"فاطمہ میری جان ہوش میں آؤ یہ میں ہو۔۔"

وہ اُسے بری طرح سے جھنجھوڑ کر کہنے لگا تو وہ ہوش میں آتی اسے پہلے تو غور سے دیکھنے لگی۔۔

کیا میں نے تمہیں کچھ غلط کہاں ہے۔۔؟؟"

وہ شرمندگی سے اپنا سر جھکا کر اس سے پوچھنے لگی تو اسنے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم مجھے کیا کہتی ہو اور کیا نہیں بس تم" جلد ٹھیک ہو جاؤ یہ ڈر تمہارے اندر سے نکل جائے میں بس یہی "چاہتا ہوں۔۔

وہ محبت سے کہتا اسکی پیشانی کو چھو کر اُسے دیکھنے لگا جو اسکے سینے سے لگی تھی۔

♥♥♥♥♥♥♥

تُم لوگوں کو جتنا بھاگنا ہے بھاگو آج تُم لوگ نہیں بھاگے تو تُم"
"لوگوں کو موت بھی بھیانک ملے گی۔

وہ اپنا نفرت یہاں آکر زکی ملک اور اس آتش بیگ پر نکالنے لگا جو سامنے ابر حالت میں زمین پر گرے شائید آخری سانسیں لے رہے تھے ان آٹھ ماہ میں حیدر خان نے ان پر اتنا ٹارچر کیا تھا کہ اب وہ اٹھ کر پانی بھی خود سے پی نہیں سکتے تھے کجا کے بھاگتے۔۔

رر۔۔۔۔رحم کروں ہم پر ہم سے یہ نہیں ہو گا تُم ہمیں ایک بار"
"ہی مار دو خدا کے لیے ہمیں مار دو۔۔

زکی ملک جسکے چہرے پر پہلے خباثت سجا کرتا تھا آج اس چہرے پر صرف حیدر خان کے ظلم کے نشان تھے آج وہ فرعونیت کی جگہ بے بسی رچی ہوئی تھی جسے دیکھ کر حیدر خان کے لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ پھیلی جبکہ دوسری طرف آتش بیگ جو اتنی مار کی باوجود بھی ڈھیٹوں کی طرح پڑا ہوا تھا آج اسکی بات پر لبوں پر استہزاء مسکراہٹ سجا کر اسے دیکھنے لگا جو حیدر خان کو سخت زہر لگا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اُسکے چہرے پر گرم پانی پھینک کر زور زور سے اسکے چہرے پر مکوں کی برسات کرنے لگا۔۔

"رحم تُم لوگوں پر رحم نہیں صرف ظلم کرنا میرا فرض ہے تم جیسے شیطان کو ایک بار نہیں بلکے سو بار مارنا صحیح ہے کیونکہ تم جیسے لوگ کبھی بھی سدھر نہیں سکتے ہو۔۔"

وہ ان دونوں کے اوپر پٹرول چھڑک کر لائٹر جلا کر انکے اوپر پھینکنے کے بعد سرد لہجے میں کہنے لگا زکی ملک اپنے پیروں پر آگ کو بھڑکتے ہوئے دیکھ زور زور سے چیخنے لگا جبکہ آتش بیگ زور زور سے ہنسنے لگا۔۔

"اٹھو اور بھاگو۔۔۔"

حیدر خان کی گرج دار آواز پر زکی ملک تکلیف کے باوجود بھی ڈر کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا مگر آتش بیگ ایک لمحے میں اٹھا اور اپنے پیروں پر آگ لگنے کی پرواہ کیے بغیر تیز تیز دوڑنے لگا۔۔

اس وقت وہ لوگ ایک جنگل میں تھے وہ بہت دور نکل چکا تھا تبھی اسکو سامنے ایک کانچ کی بوتل پڑا ہوا نظر آیا جو شائید اسکی خوش نصیبی تھی یا اسکی موت شائید حیدر خان کے ہاتھوں نہیں لکھی تھی وہ اس بوتل کو مضبوطی سے پکڑ کر پیچھے مڑا اور اپنے پیچھے آتے حیدر خان کے سر پر اسنے زور سے وہ کانچ کی بوتل کو دے مارا تو حیدر خان تکلیف سے کراہ کر سر پر ہاتھ رکھ کر نیچے گرتا چلا گیا جبکہ وہ شیطان بوتل کو نیچے پھینک کر لنگڑاتے ہوئے آگے بڑھنے لگا اپنی آخری منزل کی طرف۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

افففففف اللہ یہ آپ کیا وحیات چیز دیکھ رہی ہے گستاخ لڑکی" اللہ معاف کرے ہم یہاں کیوں آئے ہمیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔؟؟؟

رات کے بارہ بج کر ایک منٹ میں جب وہ تھکا ہارا اپنے روم میں داخل ہو رہا تھا روم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا دیوار پر لگے ایل سی ڈی کی روشنی صرف روم کو روشن کر رہا تھا اسکی نظریں جب سامنے ایل سی ڈی پر چلتے سین پر پڑی تو وہ ہکا بکا رہ گیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر لائٹ آن کرتا اسے دیکھنے لگا جو مگن اس سین میں ڈوبی ہوئی تھی وہ زور سے اسے مخاطب کرتا کہنے لگا۔۔۔

شاہ سائیں یہ رومانس ہے اِسے ہماری زبان میں عشق کہتے ہیں"

اور یہ آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں یہ

"آپ کا کمرہ ہے آپ جب چاہیے یہاں آ سکتے ہیں۔۔

وہ اُسے دیکھتی ہوئی شرارت سے آنکھ دبا کر بولی۔

"گستاخ لڑکی آپ اتنی بے شرم کیوں ہے اور کیسے بنی ہے کس

وجہ سے آپ اتنی بے شرمی کرتی ہے کیا آپکے ڈیڈ نے یہ نہیں

سیکھایا تھا کہ اچھی لڑکیاں صرف شرماتے ہوئے اچھی لگتی ہے

اس طرح بے باک بن کر نہیں۔۔۔؟؟؟

وہ اُسے سخت نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔۔

ہم نے بچپن میں یہ سب کچھ سیکھا ہے بد معاشی کرنا بے شرم"
بن کر رہنا تو مجبوری بن گئی تھی ہماری کیونکہ ڈیڈ اس وقت کبھی
شہر سے باہر تو کبھی ملک سے اُنکے سر پر تو جیسے پیسہ رتبہ کمانے کا
بھوت سوار ہو گیا تھا اس وقت انہیں یہ احساس تک نہیں تھا کہ
ہم انکے بغیر کیسے رہ رہے ہیں کس کے ساتھ وقت گزار رہے ہیں
کیا کھا رہے ہیں کیا پی رہے ہیں اسی لیے ہم ایسے بن گئے ہیں شاہ
سائیں لیکن ہمیں ڈیڈ سے پھر بھی کوئی گلہ نہیں ہے کہ انہوں
نے بچپن میں ہمیں وقت نہیں دیا تھا کیونکہ بھلے ہی انہوں نے
ہمیں وقت نہیں دیا ہو لیکن محبت وہ ہم سے بہت زیادہ کرتے
تھے جب بھی بزنس ٹور سے واپس آتے تھے تو اپنا وقت صرف
ہم پر لٹاتے تھے ہاں ہم نے تنہا رہ کر یہ ضرور سیکھا ہے کہ اپنے

اوپر ظلم کرنے والوں کو کیسے روکنا ہے کیسے انہیں انکی اصلیت "دیکھانا ہے۔۔

وہ جو کچھ بھی کہہ رہی تھی وہ سب سہی کہہ رہی تھی کیونکہ مرتضی خان کے سر پر اپنے بھائیوں کو یہ دیکھانے کا بھوت سوار ہو گیا تھا کہ وہ انکے بغیر بھی بہت کچھ کر سکتا ہے اپنا نام بنا سکتا ہے پیسہ کما سکتا ہے اور انہوں نے یہ ثابت کر بھی لیا تھا آج وہ جہاں پر تھے تو انہیں کی وجہ سے تھے۔۔

مگر انکی اس چیز کی وجہ سے نور حرم اکیلی ہو گئی تھی اپنا سارا بچپن اسنے اکیلے گزارا تھا جیسے باقی اپر کلاس کے بچے گزارتے تھے اسنے بھی اسی طرح گزاری تھیں اپنی زندگی لیکن اس بیچ وہ نڈر بے

باک اور مضبوط بن گئی تھی اسی لیے تو جب مرتضی خان کے بزنس پاٹنر کی جب نظر اسکے اوپر پڑی تھی تو وہ اسکے پیچھے پڑ گیا تھا تو اسنے بہت اچھے سے باور کرایا تھا کہ وہ کوئی کمزور لڑکی نہیں ہے جسے وہ مرتضی خان کو دھمکی دے کر حاصل کر سکتا ہے۔۔

ہوں تو یہ سب آپکے اکیلے پن کی وجہ سے ہوا ہے صحیح کہتے ہیں" کہ بچوں کی تربیت سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے ہم تو اپنے بچوں پر سخت توجہ دے گے کھلائے گے پیار سے لیکن دیکھے گے شیر کی نگاہ سے کیوں گستاخ لڑکی ہم نے سہی کہا نہ پھر کیا خیال ہے اس بارے میں آپکا۔۔؟؟

وہ اُسکی سبھی باتوں کو سمجھتے ہوئے کہنے لگا کیونکہ اب وہ جان گیا تھا اپنی بیوی کے بارے میں اور بھی زیادہ اچھے سے کہ وہ کیوں اتنی بے باک اور بے شرم ہے۔۔

کیا شاہ سائیں آپ ہمیں ایک بگڑی ہوئی لڑکی سمجھتے ہیں۔۔؟؟"

وہ سخت نظروں سے اُسے دیکھتی ہوئی اسکے کندھے پر مکا جڑتی ہوئی بولی۔۔۔

گستاخ لڑکی آپ بگڑی ہوئی ہے اور ہمیں بھی اپنے ساتھ آپ" "نے بگاڑ لیا ہے۔۔

وہ شریر لہجے میں کہتا اُسے اپنی طرف کھینچ کر اُسکے چہرے کے اوپر جھکا اور اپنی شدتیں لٹانے لگا جبکہ نور حرم اُسے خود سے دور کرنے لگی۔۔۔

"ہم اگر بُرے ہیں شاہ سائیں تو آپ ہم سے نہ دور رہا کرے ورنہ ہم آپکو سبق سیکھائے گے سمجھے آپ۔۔۔"

وہ اُسے دور دھکیل کر خفگی سے بولی تو غزلان سائیں نے محبت سے اُسے اپنی آغوش میں بھرا اور اُسکے چہرے پر اپنی محبت کی مہر کی چھاپ چھوڑنے لگا۔۔

یہ دوری تو اب ناممکن ہے گستاخ لڑکی اب ہمیں کوئی بھی دور" "نہیں کر سکتا آپ بھی نہیں۔۔

اُسکی گھنی زلفوں کو پیار سے اسکے چہرے سے ہٹاتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہتا وہ اُسکے انگ انگ میں اپنا محبت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔

♥♥♥♥♥♥♥

مرتضی ہمیں معاف کر دو بھائی ہم نے لالچ میں آکر تُمہیں خود" "سے الگ کر دیا ہم بہت شرمندہ ہیں ہمیں معاف کر دو۔۔۔

مجتبیٰ خان اور ارتضیٰ خان جو اپنا سب کچھ ڈوبا چکے تھے آج وہ شرمندگی سے اپنے چھوٹے بھائی کے آگے سر جھکا کر معافی مانگ رہے تھے۔۔۔

ہوں تو اب یاد آگیا آپ لوگوں کو کہ آپ لوگوں نے اپنے بھائی" کے ساتھ غلط کیا تھا اس وقت آپ لوگوں کو خیال کیوں نہیں آیا کہ آپ لوگوں کی اس غلطی کی وجہ سے دو معصوم جانوں پر کیا گزرے گی ہاں

"اب کیوں اتنا شرمندہ ہو رہے ہیں۔۔

حیدر جو اپنے بابا کے پاس موجود تھا وہ انہیں وہاں دیکھ کر شدید غصے میں مبتلا ہو گیا تھا اب انکی بات پر وہ شدید نفرت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

حیدر میرے بچے معاف کر دو ہم اپنے بھائی کے ساتھ تم" دونوں کے بھی مجرم ہے ہمیں معاف کر دو کیونکہ ہماری وجہ "سے تم لوگ اپنے باپ سے دور ہوئے تھے۔۔

مجتبیٰ خان نے ہاتھ جوڑتے ہوئے اُسے اور سجل کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"حیدر بچے معاف کر دو ہم نے بھی معاف کر دیا تھا بہت پہلے انہیں آپ بھی کر لے کیونکہ آج ضمیر جاگ اٹھا اور وہ پہلے سے ہی پریشانی میں زندگی گزار رہے ہیں آپ معاف کروں گے "شائید وہ کچھ بہتر محسوس کر سکے۔۔

مرتضی خان کی بات پر مجتبیٰ خان اور ارتضیٰ خان دونوں رونے لگے وہ اپنے رویے کی وجہ سے اس لمحے اور بھی زیادہ شرمندگی محسوس کرنے لگے جو ان لوگوں نے مرتضی خان کے ساتھ کیا تھا۔

"بابا جان آپ معاف کر سکتے ہیں لیکن میں آپ ان باتوں کو تو بھول سکتے ہیں لیکن میں ان باتوں کو نہیں بھولا ہوں اچھے سے یاد ہے مجھے وہ سب۔۔"

وہ نفرت سے مجتبیٰ خان اور ارتضیٰ خان کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا لیکن مرتضی خان یہ سب سن کر بری طرح سے کھانسنے لگا اور اپنا دل پکڑ کر اسے دیکھنے لگا جو انہیں ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"بابا۔۔۔"

وہ تیزی سے آگے بڑھا اور انہیں پکارنے لگا جنکی اب حالت بہت خراب ہو گئی تھی وہ دونوں بھائی تیزی سے باہر نکلے اور ڈاکٹر کو ڈھونڈنے لگے وہ دونوں رو رہے تھے اپنے چھوٹے بھائی کو اس حالت میں دیکھ کر جو ابھی اس حالت میں صرف ان دونوں کی وجہ سے تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"اے بیٹری بہت چربی چڑھی ہے ناں آج میں اچھے سے تُمہاری چربی کو ختم کرتا ہو۔۔"

سرمد نے جب عالم داد کو کلب میں نہیں دیکھا تو موقع غنیمت جان کر وہ حمزہ کے پاس جا کر غصے سے اُسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا جبکہ ماہ مہر خان حمزہ سے غصہ تھی لیکن سرمد کی اس حرکت پر وہ بلکل بھی خوش نہیں ہوئی تھی اسے بہت برا لگا ایک کمزور پر سرمد کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ کر وہ تیزی سے انکے بیچ میں آ کر کھڑی ہو گئی۔۔

"سرمد یہ تُم ٹھیک نہیں کر رہے ایک کمزور پر ہاتھ اٹھا کر اب بس کروں میں تمہاری روز کی ان حرکتوں سے تنگ آ گئی ہوا گر تم نے یہ بند نہیں کیا تو میں یہ دوستی ختم کر دو گی سمجھے تم۔۔۔"

وہ غصے سے سرمد کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔

"ماہ مہر جی تُم اس دو ٹکے غریب کے لیے ہم سے بچپن کی دوستی ختم کروں گی۔۔"

سرمد پھٹی آنکھوں سے ماہ مہر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"ہاں مجھے تُم جیسے خود غرض دوست کی ضرورت نہیں ہے تم اپنے سے کم تر پر ظلم کر کے سمجھتے ہو یہ بہت اچھا ہے اور تم پرفیکٹ ہو اور باقی یہ گندے نالے کی کیڑے نہیں سرمد نہیں یہ غریب تو تم سے بھی بہتر ہے سمجھے تم۔۔۔"

وہ سخت نظروں سے اپنے گروپ کو گھورتی ہوئی حمزہ کی جانب موڑی تبھی عالم داد وہاں آتا ہوا اسکو نظر آیا جبکہ عالم داد کو سخت تاؤ آیا جب اُسے حمزہ کے سامنے کھڑے دیکھا تو وہ شدید غصے سے آگے بڑھا اور اُسے سختی سے کلائی سے پکڑ کر کھینچتا ہوا وہاں سے لے جانے لگا۔

اُسے اس وقت غلط فہمی ہوئیں تھی کہ ماہ مہر خان حمزہ پر شاید ظلم کر رہی تھی اسی لیے وہ غصے سے اسے کلب سے نکل کر اپنی کار کے اندر ڈال کر اپنے گھر کی طرف بڑھا لیکن تھوڑی دیر بعد غلط فہمی دور ہونے کے بعد وہ ضرور پچھتانے والا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

"ڈاکٹر سجل اس پیشنٹ کی حالت بہت سریس ہے یہ ایکسڈنٹ کیس ہے ہمیں ڈاکٹر حاتم کا ویٹ نہیں کرنا چاہیے۔۔۔"

انکی فیملی کے درمیان جب سب کچھ سہی ہوا تو سجل کو ڈاکٹر حاتم نے فورس کیا تو وہ اپنے بابا کے کہنے پر اس ہاسپٹل میں اپنی ڈیوٹی کے لیے آگئی تھی اب ایک سیریس کیس کی وجہ سے وہ سخت پریشان تھی کیونکہ اس وقت ڈاکٹر حاتم اور ڈاکٹر عروہ یہاں نہیں تھے وہ دوسرے شہر کانفرنس اٹینڈ کرنے کے لیے گئے تھے اس وقت رات کے تین بج رہے تھے اور صرف وہی جونیئر ڈاکٹر ہاسپٹل میں تھی۔۔۔

"اوکے اوپریشن کی تیاری کروں۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے کہتی نرس کو نظرانداز کرتی تیاری کرنے کے لیے گئی تو وہ نرس کمپاوڈر کے ساتھ چلی گئی تھوڑی دیر بعد اس پیشنٹ کی اوپریٹ کے بعد جب وہ باہر نکلی تو سامنے ایک بچی کو روتے ہوئے دیکھ وہ اسکی طرف بڑھی وہ شائید اسی پیشنٹ کے ساتھ یہاں لائی گئی تھی۔۔۔

"ہیلو بے بی۔۔۔"

سجل اُس کیوٹ سے بے بی کے پاس بیٹھ کر اسکے سرخ گالوں کو پیار کرتی ہوئی بولی۔۔

وہ ابھی شائید نو یا آٹھ ماہ کی تھی اسکی آنکھوں میں آنسو وہ شائید بھوک کی وجہ سے رو رہی تھی۔۔

"آپ کو بھوک لگی ہے بے بی۔۔۔"

وہ اُسے دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔

"مما کے پاس جانا ہے۔۔۔"

وہ آنکھوں کو رگڑتی ہوئی بولی۔۔

ہوں آپکو مما کے پاس جانا ہے ابھی چلتے ہیں پہلے چلے آپ کو"
"کچھ کھلاتے ہیں۔۔

وہ بچی خاموشی سے اسکے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئی تو وہ اُسے گود میں اٹھا کر کہتی کینٹین کی جانب بڑھی۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

رات کے پورے بارہ بج رہے تھے غزلان سائیں اس وقت حویلی میں نہیں تھا اور عالم داد بھی نجانے وہ دونوں کہاں گئے تھے۔۔

نور حرم لان میں کرسی لگا کر بیٹھی اپنے سائیں کا انتظار کر رہی تھی تبھی اُسکی تیز چیل جیسی نظریں سامنے دیوار پھلانگتے ہیولے پر پڑی تو وہ چوکنا ہو کر اپنی جگہ سے اٹھی جبکہ وہ ہیولا اب احتیاط سے لان سے ہوتا ہوا حویلی کے اندر کی طرف بڑھ رہا تھا یہاں اندھیرا ہونے کی وجہ سے اُسنے وہاں نور حرم کو نہیں دیکھا تھا۔۔

نور حرم آرام سے حویلی کے اندر بڑھنے لگی وہ بلکل بھی نہیں ڈری تھی وہ ایک بہادر لڑکی تھی ایسی سچویشن وہ ہینڈل کرنا اچھے سے جانتی تھی۔۔۔

اُسے شدید دھچکا لگا جب وہ ہیولا اُسکے اور غزلان سائیں کے روم کی جانب بڑھا وہ کچن کی طرف تیزی سے بڑھی اور وہاں پہنچ کر ایک تیز دھار چاقو پکڑ کر غصے سے اپنے روم کی جانب بڑھی۔۔۔

"اتنی ہمت یہاں آکر تو چور بھائی آپ نے کر لیا ہے لیکن اب آپ پچھتائے گے کہ آپ کیوں یہاں آئے تھے۔۔۔؟؟

وہ روم میں پہنچ کر دروازہ کھول کر پھنکارتی ہوئی بولی جبکہ روم میں آتش بیگ اُسے ہی ڈھونڈ رہا تھا اُسے سامنے دیکھ استہزایہ مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر اُسے سر تا پیر گھورنے لگا۔۔۔

جیسا سنا تھا تمہارے بارے میں تم بلکل ویسی ہو مزا آئے گا"

فاطمہ اور اُن باقی لڑکیوں کے ساتھ نہیں آیا تھا جتنا تمہارے

"ساتھ مجھے مزا آنے والا ہے۔

آتش بیگ حیدر خان کے چنگل سے نکل کر پورے ایک ماہ سے غزلان سائیں کو برباد کرنے کے پلان سوچ رہا تھا اور وہ اس ایک ماہ میں غزلان پر نظر بھی رکھ رہا تھا اسکے زخم ویسے ہی تھے لیکن پھر بھی اس پر اثر نہیں ہوا تھا آکر کیسے ہوتا وہ ایک شیطان تھا اور شیطان صرف غلط کام کرتے ہیں اور آج اُسے ایک اور گناہ کرنے کا موقع ملا تھا۔۔۔

ہوں تو وہ تُم ہو درندہ صفت شیطان پتہ ہے میں آپ جناب"
صرف نیک اور اچھے لوگوں کے استعمال کرتی ہو تم جیسے شیطان
"کو تو میں صرف جہنم پہنچا پسند کرتی ہو۔۔۔

نورِ حرم نے آج پہلی بار تُم لفظ کا استعمال کیا تھا کیونکہ وہ اُسکے منہ
سے اُسکی سچائی جان کر اسے عزت کے قابل نہیں سمجھتی تھی اور
آپ جناب وہ صرف دوسروں کو عزت دینے کی خاطر یوز کرتی
تھی۔۔۔

بہت خوب صورت ہو تُم بھلا کی لیکن یہ خوبصورتی تمہارے"
لیے جلد بد قسمتی ثابت ہونے والا ہے تم اگر اس غزلان شاہ کی
"بیوی نہ ہوتی تو میں تمہارے ساتھ یہ سب نہیں کرتا۔۔۔

آتش بیگ کہتے ساتھ اپنے قدم اُسکی طرف بڑھانے لگا جو اُسکی پہلی اور آخری غلطی ثابت ہونے والا تھا۔۔

"آہہہ۔۔۔۔"

نورِ حرم اُسکے سامنے آتے ہی چاقو غصے سے اُسکے چہرے پر مار کر پیچھے ہٹی اور شدید نفرت سے اُسے دیکھنے لگی جو اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے اسے گالیاں دیتے پیچھے ہٹ رہا تھا۔۔

"تُم نے مجھے نازک سمجھ کر صحیح نہیں کیا ہے میں اُن لڑکیوں سے بہت الگ ہو جو اپنی حفاظت کرنا بلکل بھی نہیں جانتی میں نور

حرم ہو ایک بہادر اور دلیر لڑکی تُمہیں آج بتاؤ گی کہ ظلم کیا ہوتا ہے درندگی کیا ہوتی ہے۔۔۔"

وہ اُسکے پاس آکر طنزیہ انداز میں مسکرا کر اسے دیکھتی ہوئی کہتی ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے گردن سے سختی سے پکڑ کر اُسکا سانس روکنے لگی تو وہ بُری طرح سے تڑپنے لگا۔۔

ارے ویٹ ویسے میرے ساتھ ساتھ تم فاطمہ کے بھی تو دشمن ہو کیوں نہ اُسے بھی یہاں بلا لیا جائے۔۔۔؟؟"

وہ سچ میں ایک سائیکو اور دیوانی تھی آتش بیگ کو اُسے دیکھ کر اچھے سے پتہ چل گیا کہ اُسنے اُسے ایک کمزور لڑکی سمجھ کر اچھا نہیں کیا وہ اب پچھتا رہا تھا یہاں آکر۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ZNZ Zubi Novels Zone

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM👉ZNZ.LIFE

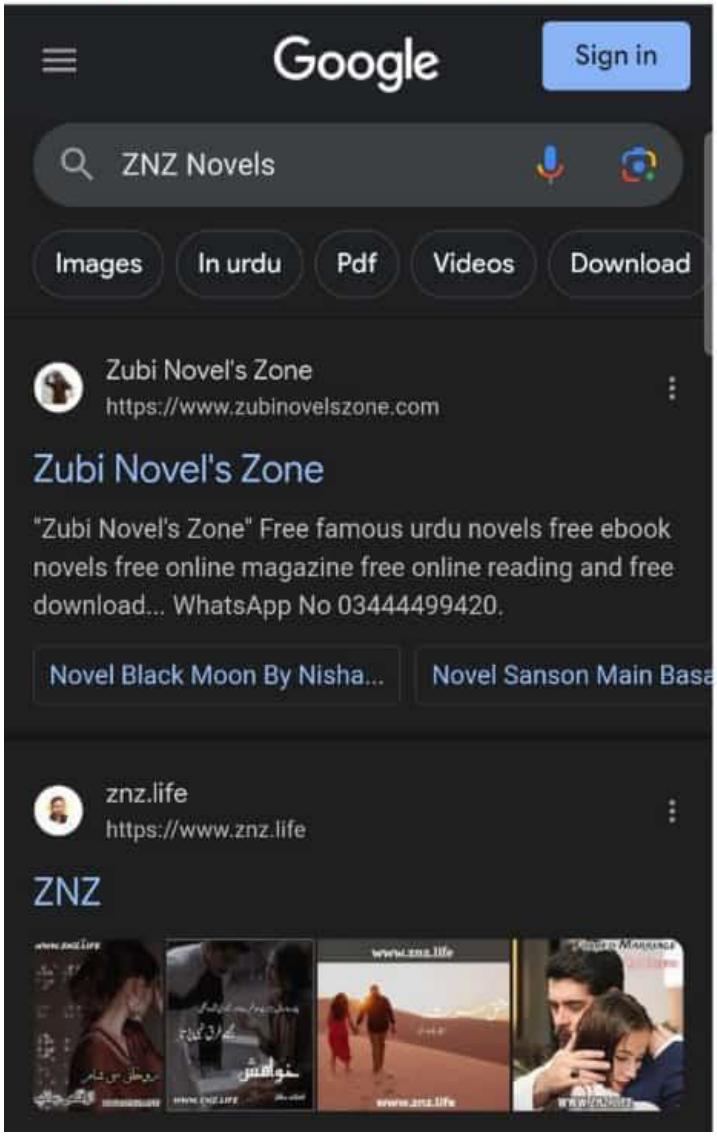

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

وہ سچ میں ایک سائیکو اور دیوانی تھی آتش بیگ کو اُسے دیکھ کر اچھے سے پتہ چل گیا کہ اُسنے اُسے ایک کمزور لڑکی سمجھ کر اچھا نہیں کیا وہ اب پچھتا رہا تھا یہاں آکر۔۔

□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

""نورِے۔۔۔۔""

غزلان سائیں فاطمہ شاہ کو سردار حیدر خان کے کہنے پر کیونکہ وہ خود اپنے باپ کے پاس ہاسپٹل میں تھا انکی طبیعت اب کافی بہتر تھی اُسکے اپارٹمنٹ سے لے کر اپنے حویلی میں آیا تو سامنے بڑے سے ہال میں نور حرم اور علی کو دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور نور حرم کو کندھوں سے پکڑ پریشانی سے وہ اُسکا نام پکار بیٹھا۔۔

URDUNovelians

سائیں آپ پریشان نہ ہوں ہمیں کچھ نہیں ہوا ہے یہ بے غیرت انسان ہمارا کچھ نہیں "
"بگاڑ سکتا ہم کوئی ڈرفوک لڑکی نہیں ہے جو اس خبیث سے ڈرے۔۔۔

نور حرم اُسکی پریشانی کی وجہ سمجھتے ہوئے بولی تو غزلان سائیں نے سنجیدگی سے مڑ کر نیچے گرے علی عرف آتش بیگ کو دیکھا۔ جبکہ فاطمہ تو اُسے وہاں بری حالت میں نیچے فرش پر گرے دیکھ بُری طرح سے لرز رہی تھی۔۔۔

یہاں کیا لینے آئے تھے۔۔۔؟؟؟"

غزلان سائیں نے قدم آتش بیگ کی جانب بڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا آتش بیگ کی نظریں اوپر اٹھی اور غزلان سائیں کے سپاٹ چہرے پر جا کر ٹھہر گئی۔۔

یہ ہماری عزت خراب کرنے کی نیت سے یہاں آیا تھا سائیں لیکن ہم نے اسے ناکام "
کر دیا اور اب یہ اتنا بے بس ہے کہ اپنے پیروں پر کھڑا بھی نہیں ہو سکتا فاطمہ بھابھی

آپ کیوں ڈر رہی ہیں یہاں آئے اور اپنے گناہ گار کو سزا دے اگر آپ ڈرے گی تو اس دنیا کا سامنا کیسے کرے گی۔۔۔؟؟

نور حرم کی نظریں جب فاطمہ کے اوپر پڑی تو وہ آگے بڑھ کر اُسے کندھوں سے تھام کر کہنے لگی۔۔

"میں اتنی بہادر نہیں ہوں اس شخص کو دیکھ کر مجھے وہ سب کچھ یاد آتا ہے جو اسنے میرے ساتھ کیا تھا وہ میں چاہ کر بھی نہیں بھول سکتی۔۔۔"

فاطمہ نے روتے ہوئے کہا تو نور حرم نے نفرت سے آتش بیگ کی طرف دیکھا جبکہ غزلان سائیں کی نظریں آتش بیگ پر ہی تھیں۔۔۔

"فاطمہ بھابھی ان جیسے شیطانوں کو جینے کا کوئی حق نہیں ہے انہیں اسطرح ختم کر کے ماحول کو صاف کرنا چاہیے۔۔۔"

نور حرم کہتے ہی فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کر آتش بیگ کی جانب بڑھی اور غصے سے اپنے دوسرے ہاتھ میں دبے چاقو کو اسنے نفرت سے آتش بیگ کو گھورتے ہوئے اسکے سینے پر گھونپ دیا یہ اتنا اچانک کیا تھا نور حرم نے کے غزلان سائیں اور فاطمہ سمجھ ہی نہ سکے جبکہ آتش بیگ درد سے چلا کر نیچے گرتا چلا گیا۔۔

یہ آپ نے کیا کر دیا نورے۔۔۔؟؟؟""

غزلان سائیں پھٹی آنکھوں سے آتش بیگ کو نیچے گرتے ہوئے دیکھ تیزی سے نور حرم کی جانب بڑھا اور اسے پکڑ کر بری طرح سے جھنجھوڑ کر پوچھنے لگا۔۔۔

URDUNovelians

سائیں اس شیطان کو اس حالت میں دیکھ کر کیا آپکے دل میں اسکے لیے ہمدردی پیدا" "ہو رہی ہے جو آپ اتنے پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔

نور حرم غزلان سائیں کے چہرے پر پریشانی دیکھ طنزیہ انداز میں مسکرا کر اس سے پوچھنے لگی تو غزلان سائیں اسکے غلط مطلب پر وہ اسے سخت نظروں سے گھورنے لگا۔۔۔

ہم پریشان اس کی وجہ سے نہیں بلکہ آپکی وجہ سے ہو رہے ہیں اگر پولیس کو پتہ چل " گیا کہ آپ نے اس شیطان کو مارا ہے تو وہ آپکو گرفتار کرے گے تو میرا کیا ہو گا ہاں گستاخ لڑکی یہ سوچا ہے آپ نے کیوں قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے رہی ہیں آپ لاؤ یہ چاقو ہمیں دو ہم خود سب کچھ سنبھال لے گے آپ ایک کام کرے یہاں سے چلی "جائے فاطمہ کو لے کر۔۔۔

غزلان سائیں نے تیزی سے اسکے ہاتھ سے چاقو لیتے ہوئے غصے سے کہہ کر اسے پیچھے دھکیل کر کہا تو نور حرم ساکت نظروں سے اُسے دیکھنے لگی جو ایک بار پھر سے بے گناہ ہوتے ہوئے بھی صرف اپنے سے قریب تر شخص کے لیے خود کو گناہ گار ثابت کرنے کے لیے تیار کر رہا تھا۔۔

♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□

سائیں کیوں کیا آپ نے ایسا بتائے کیوں۔۔۔؟؟؟""

پولیس کو اطلاع پتہ نہیں کس نے دیا تھا جبکہ نور حرم نے چاقو سے مارا تھا نہ کے پستول سے کہ آواز باہر تک چلی جاتی یہ حویلی میں سے ہی کسی ملازم کا کام تھا کیونکہ آتش بیگ کے مرنے کے بعد وہ حویلی پہنچے تھے غزلان سائیں کے ہاتھ میں چاقو دیکھ وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اُسکے ہاتھ سے چاقو لے کر اسے ہتھکڑی لگانے لگے تو نور حرم غصے سے آگے بڑھی اور اُسکے سینے پر مکا مارتی ہوئی کہنے لگی۔۔۔

شششش خاموش یہ راز آپ اپنے دل میں دفن کر دے کہ علی کو ہم نے نہیں بلکہ " آپ نے مارا ہے اسکا انجام اتنا خاص نہیں تھا لیکن یہ مر گیا ہے ہم اسکے اس انجام سے " بھی بہت خوش ہے بس آپ اتنا یاد رکھے کہ آپکو ہمارے لیے خاموش رہنا ہے۔۔۔

غزلان سائیں نے سنجیدگی سے پولیس آفیسر سے نور حرم سے اکیلے میں بات کرنے کے لیے اجازت مانگی تو جب اسے پولیس کی جانب سے اجازت دیا گیا تو وہ اسے لیے اپنے روم میں پہنچا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر کہنے لگا۔۔

نہیں ہم خاموش بلکل بھی نہیں رہے گے قتل ہم نے کیا ہے آپ نے نہیں تو سزا" " بھی ہمیں ملنی چاہیے نہ کہ آپکو سائیں۔۔۔

نور حرم نے غصے سے اسے گھور کر کہا۔۔۔

نہیں نورے خبر دار جو آپ نے باہر پولیس کے سامنے کچھ کہا تو میں پہلے آپکی پھر "" "اپنی جان لے لونگا سنا آپ نے۔۔۔

غزلان سائیں اسکی بات پر سخت غصے سے اُسے بُری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

""غزلان سائیں اب آپکو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔۔۔""

ایک آفیسر نے دروازہ نوک کرتے ہوئے کہا تو وہ نور حرم کو دور کرتا پیچھے ہٹا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا نور حرم جو وہی کھڑی اسے خود سے دور ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی وہ بھاگ کر اسکے چوڑی پشت سے سر ٹھکا کر بری طرح سے رونے لگی۔۔۔

یہ کیا معاملہ ہے آفیسر آپ میرے جیجا کو کیوں اس طرح گرفتار کر کے لے جا رہے " ہیں۔۔۔؟؟

URDUNovelians

حیدر خان جب ہاسپٹل سے یہاں آیا تو باہر اتنے سارے پولیس وین کو دیکھ کر وہ تیزی سے اندر کی طرف بھاگا اور جب وہ اندر پہنچا تو اندر ایک لاش کو اور اپنی بہن کے روم سے تیز تیز رونے کی آواز پر وہ تیزی سے اس طرف بڑھا اور جب اندر داخل ہوا تو سامنے غزلان شاہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی اور اپنی بہن کو روتے ہوئے دیکھ وہ آفیسر

سے پوچھنے لگا اسے ابھی تک پتہ نہیں تھا کہ باہر لاش کس کی ہے اگر پتہ ہوتا تو وہ یہ معاملہ جلد سنبھال لیتا۔۔۔

"آپکے بہن کا شوہر قاتل ہے اسی لیے ہم اسے گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں۔۔۔"

آفیسر کی بات پر وہ تیزی سے روم سے باہر نکلا اور اس لاش کے پاس پہنچا جیسے سفید کپڑے سے ڈھکا گیا تھا کپڑا جب اسنے ہٹایا تو آتش بیگ کو دیکھ وہ ساکت رہ گیا اور پھر جب اسکی نظریں سامنے ڈری سہمی فاطمہ پر پڑی تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اُسے شانوں سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا واپس اس روم کی جانب بڑھا جہاں غزلان سائیں اور اسکی بہن پولیس کی حراست میں تھے۔۔۔

URDUNovelians

آپ لوگوں کے پاس کیا ثبوت ہے کہ اس انسان کو میرے جیجا جی نے مارا ہے "
آفیسر۔۔۔؟؟؟

اسنے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔

ثث۔۔۔ ثبوت تو نہیں ہے لیکن لاش انکے گھر سے ملا ہے تو ظاہر سی بات ہے قاتل "
" " بھی یہی ہو گا۔۔۔

آفیسر نے حیدر خان کو جواب دیا تو حیدر خان طنزیہ انداز میں مسکرا کر اپنا کارڈ اسے دکھاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

غلط ثبوت کے بغیر آپ کسی معصوم انسان کو اسطرح گرفتار نہیں کر سکتے یہ رہا میرا کارڈ یہ ایک ماہ سے میری قید تھا اور آج یہ بھاگنے کی کوشش میں میرے ہاتھوں مرا ہے یہ ایک آفیسر کے ریوالور سے مرا ہے تو یہ کیس غیر قانونی نہیں بلکہ قانون کے مطابق میں ہوا ہے سو اب آپ لوگ میرے جیجا جی کے ہاتھ سے عزت سے ہتھکڑی کھول کر " "ان سے معافی مانگ کر یہاں سے تشریف لے کر جا سکتے ہیں۔۔۔

حیدر خان نے آسانی سے سب کچھ سمبھالا۔ نور حرم غزلان سائیں کی پشت سے اپنا سر اٹھا کر اپنے بھائی کو محبت سے دیکھنے لگی۔۔۔

□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

شکر ہے بھائی آپ نے سب کچھ سنبھال لیا ورنہ سائیں تو ضد پر اڑے ہوئے تھے کہ "" "ہمیں بچا کر رہے گے۔۔

نور حرم نے پولیس کے جاتے ہی حیدر خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ سب باہر ہال میں بیٹھے تھے آتش بیگ کی لاش پولیس اپنے ساتھ لی گئی تھی فاطمہ اب بلکل ٹھیک تھی کیونکہ اب اسکے پاس حیدر خان جو تھا۔۔۔

نورے یہ فرض تھا ہمارا اگر ہم نے وہ سب نہیں کیا ہوتا تو آپ ایک قاتل کے نام "" سے جانی جاتی جو ہمیں بلکل بھی منظور نہیں کیونکہ میں آپکو قاتل نہیں سمجھتا وہ شیطان "" حقدار تھا اس موت کا اگر میں آپکی جگہ ہوتا تو میں بھی یہی کرتا۔۔۔

دوسری طرف غزلان سائیں جو سامنے صوفے پر بیٹھا ان تینوں کو دیکھ رہا تھا نور حرم کی بات پر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

لیکن افسوس اُس شیطان کو موت آسان طریقے سے ملا ہے میں تو اسے تڑپا تڑپا کر " مارنا چاہتا تھا لیکن شائید اسکی موت میرے ہاتھوں نہیں میری بہن کے ہاتھوں لکھا "" تھا۔۔۔

URDUNovelians

حیدر خان نے فاطمہ کے نازک ہاتھوں کو پکڑ کر سرد لہجے میں کہا وہ اتنے دنوں سے اس شیطان کو ڈھونڈ رہا تھا تاکہ اس سے اپنی بیوی کا بدلہ بے رحمی سے لے سکے مگر شائید اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔۔۔

بھائی ہم تو اس خبیث کو بری موت دینا چاہ رہے تھے لیکن سائیں نے آکر سارا کھیل "
""بگاڑ دیا ہمیں رہ رہ کر اب سائیں پر غصہ آ رہا ہے۔۔۔

نور حرم نے سخت تیوریاں چڑھا کر غزلان سائیں کو دیکھا جو اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

گستاخ لڑکی آ گر ہم وقت پر نہ پہنچتے تھے تو پولیس والے آپکو لے کر چلے "
""جاتے۔۔۔

وہ اُسے گھورتے ہوئے بولا۔۔

جیجا جی یہ پولیس کو آخر کس نے یہاں انوائیٹ کیا ہو گا یہاں کے ملازم تو آپکے ""
""وفادار ہے مجھے نہیں لگتا یہ انکا کام ہے۔۔

حیدر خان نے اہم موضوع کی طرف ان دونوں کو متوجہ کیا تو وہ دونوں بھی سوچ میں ڈوب گئے۔۔۔

□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□

آسیہ کیوں تو نے ایسا کیا ہاں اگر شاہ بی بی کو پتہ چل گیا تو تجھے جان سے مار ڈالے """ گی جانتی تو ہے تو کہ وہ سائیں سے کتنا پیار کرتی ہے پھر بھی تو نے ایسا کیا چند پیسوں کی """ خاطر اور اب کیوں بھاگ رہی ہے تو یہاں سے۔۔

URDUNovelians

نور حرم جو غزلان سائیں سے اپنی ناراضگی نکالنے کے لیے اپنے شیطانی دماغ سے ایک پلان نکال کر کچن کی طرف بڑھی۔۔

مگر جب وہ وہاں پہنچی تو اندر سے آتی خادمہ کی آواز پر وہ باہر رک گئی اور غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگی مطلب پولیس کو اطلاع حویلی کی ایک خادمہ نے دیا تھا۔۔۔

ہوں تو وہ شکایت کرنے والی اس حویلی کی ایک خادمہ ہے واہ اتنی نمک حرامی واہ """ """ بھئی واہ۔۔

وہ شدید غصے میں آکر اندر داخل ہو کر غرا کر بولی تو وہ دونوں خادمہ اسکی آواز پر سخت ڈر کر رہ گئی جبکہ جس نے پیسوں کے لالچ میں آکر پولیس کو اطلاع کیا تھا وہ تو نور حرم کے تاثرات سے لرزنے لگی تھی۔۔

""شاہ بی بی معاف کر دیں میں آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گی۔۔۔"

URDUNovelians

آسیہ اچانک نور حرم کے پیروں کے پاس نیچے بیٹھ کر اسکے پیروں کو پکڑ کر بری طرح سے روتی ہوئی کہنے لگی۔۔۔

""آئندہ ہم آنے نہیں دے گے غدار عورت۔۔۔""

نور حرم نے غصے سے اسے اپنے پیروں سے دور کیا اور نفرت سے کہا۔۔

شاہ بی بی اسے معاف کرے یہ بے وقوف ہے اُسے عقل نہیں تھیں اس وقت """
""""اسنے کم عقلی کی تھی پولیس کو اطلاع دے کر آپ اسے معاف کر دے۔۔

دوسری خادمہ نے بھی اُسکے پیروں پر گر کر اپنی ساتھی کو بچانا چاہا لیکن نور حرم اس خادمہ کو سخت سے سخت سزا دینا چاہتی تھی جس نے اس کے پیر سائیں کو گرفتار کروانے کی کوشش کی تھی وہ بھلا کیسے اسے چھوڑتی۔۔۔

URDUNovelians

معافی بھول جاؤ کے ہم معاف کرے گے اِسے اور اسے بولیں ابھی اور اسی وقت """
""ہماری نظروں کے سامنے سے ہٹ جائے ورنہ ہم اسے مار دیں گے۔۔۔

شدید نفرت سے اسے دیکھتی ہوئی بولی تو وہ خادمہ اس خادمہ کو اٹھا کر وہاں سے تیزی سے باہر نکلی اگر وہ اسی طرح وہاں کھڑی رہتی تو ہو سکتا تھا کہ نور حرم اسے سچ میں جان سے مار دے۔۔۔

❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

گلِ دیکھو میں تمھارے لیے گلاب لے کر آیا ہوں تمھیں گلاب بہت پسند ہے "

" "ناں۔۔۔

URDUNovelians

قبرستان کی فضا اُس عاشق کے غم میں سوگوار ہو گیا تھا وہ اس قبر کے پاس فاصلے پر بیٹھا ایک خوبصورت کھلا ہوا پھول قبر پر رکھ کر نم آنکھوں سے خطبے پر لکھے نام کو دیکھنے لگا۔۔۔

پتہ ہے مجھے تُم سے کب محبت ہوئی تھی۔۔۔؟؟""

آنکھوں کو صاف کرتے وہ افسردگی سے مسکرایا۔۔

مجھے تُم سے محبت اُس دن ہوا جس دن تُم پارک میں اکیلی بیٹھی رو رہی تھی اور اُس "" شخص کا نام
لے کر شکوہ کر رہی تھی جس نے محبت کے نام پر تُم پر ظلم کیا تھا میں اُس دن
دوسروں کے بہکاوے میں آکر اپنے دوست پر الزام لگانے کے بعد اپنے بکھرے وجود
کو سنبھالنے کے لیے اس پارک میں آیا تھا اس دن میں بھی ٹوٹا ہوا تھا لیکن میں اُس
عورت کے بہکانے کی وجہ سے اپنے دوستوں کو کھو چکا تھا اُس وقت پتہ ہے مجھے اپنے
"" دکھ کے آگے تمھارا دکھ بہت زیادہ لگا تھا۔۔۔

لیکن۔۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں اُس شخص کو زندہ نہیں چھوڑوں گا جس نے تمھاری زندگی کو جہنم "" بنایا اور ہمیں جدا کیا ہماری بیٹی کو ہم سے چھینا میں اسکے ملتے ہی اسے جان سے مار ڈالوں "" گا۔۔۔

وہ سر جھکا کر سرخ آنکھوں کو سختی سے موند کر نفرت سے اس جانگیر زیب کو سوچتے ہوئے کہنے لگا۔۔

اس دن کو یاد کرتے ہوئے وہ آنسو بہانے لگا جس دن گل رانیہ اُسے پہلی بار ملی تھی وہ دن بہت سوگوار تھا اسکے لیے بھی اور گل رانیہ کے لیے بھی وہ ٹوٹ گئی تھی اپنے عزیز رشتے کی وجہ سے جبکہ وہ اس دن اپنے دوستوں کے کھونے کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□

""ماضی""

میں ایک بے سہارا اور یتیم لڑکی ہو تو وہ ظالم محبت کے نام پر میرے ساتھ ایسا کیوں "" کر رہا ہے اللہ میں نے تو صرف خوشیاں چاہیں تھی تو پھر وہ میرے لیے آزمائش کیوں بنا کیوں۔۔؟؟

وہ گاؤں سے سیدھا یہاں اس پارک میں آیا تو ایک سنسان پر سکون گوشے میں جا کر وہ ایک بینچ سے ٹیک لگا کر رونا لگا لیکن کسی نسوانی خوبصورت آواز پر وہ سر اٹھا کر آس پاس دیکھنے لگا اسی بینچ پر فاصلے پر ایک نوجوان لڑکی کو سر جھکائے بری طرح سے روتے ہوئے دیکھ وہ حیرت زدہ رہ گیا۔۔

URDUNovelians

اگر میری بچی کی بات نہیں ہوتی تو میں اُس ظالم شخص سے دور چلی جاتی لیکن مجھے """
ڈر ہے کہ کہی وہ میری اس حرکت پر میری بچی کو مجھ سے چھین نہ لے آپ ہی بتائیں
اب میں کیا کروں کیسے اس شخص سے جان چھوڑو کیسے۔۔۔؟؟؟

وہ چہرہ اوپر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگی تو شہریار بخت شاہ خوبصورت چہرے پر نیل کے نشان
دیکھ ساکت رہ گیا۔۔

تُم یہاں کیا کر رہی ہو ہاں۔۔۔؟؟"""

تبھی وہاں ایک نوجوان شدید غصے میں آکر اس لڑکی کو سختی سے شانوں سے پکڑ کر
پوچھنے لگا۔

میرا دم گھٹ رہا تھا گھر میں تو میں یہاں چلی آئی تھی تاکہ کچھ بہتر فیل کر """
"""سکوں۔۔۔

وہ اپنے آنسو صاف کرتی اس نوجوان سے بولی جواب شہریار کو شک بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔

ہوں تو تمھارے دم گھٹنے کی وجہ یہ ہے بیوی۔۔۔؟؟""""

وہ یکدم سے اُسے باہوں سے پکڑ کر شہریار کے سامنے کرتا غصے سے چیختے ہوئے بولا جبکہ شہریار بخت شاہ اپنے قریب اسکا خوبصورت چہرہ دیکھ حیرت سے اس نوجوان کو دیکھنے لگا۔۔۔

URDUNovelians

""ہاؤ ڈئیر یو تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر اتنا گھٹیا الزام لگانے کی ہاں۔۔۔""""

شہریار بخت شاہ یکدم سے غصے سے پاگل ہوتا اس لڑکی کو اس سے چھڑانے کے بعد اس نوجوان کے چہرے پر مکا مارتے ہوئے غرایا۔۔۔

"" الزام نہیں لگا رہا جو حقیقت ہے وہی بتا رہا ہوں مجھے بہت دنوں سے اسکے تیور کچھ بدلے بدلے سے لگ رہے تھے اور اب اسکے بدلنے کی وجہ بھی پتہ چل گیا تو کیوں یہ "" ڈراما کر کے تم خود کو اور اسے بچا رہے ہو ہاں۔۔۔

وہ نوجوان آگے کچھ اور بکواس کرتا وہ شدید غصے سے اس پر مکا برسانے لگا جبکہ وہ لڑکی اب ڈر و خوف کے باعث بینچ پر بیٹھی بری طرح سے لرز رہی تھی۔۔۔

"" بکواس بند کرو اپنی میں تمھاری بیوی سے پہلی بار مل رہا ہوں تو کیسے تم مجھ پر اور ایک پاک دامن لڑکی پر الزام لگا سکتے ہو۔۔۔؟؟؟

شہری کو اسکی باتوں پر بے حد غصہ آ رہا تھا آخر وہ کیسا مرد تھا جو اپنی بیوی کی پاک دامنی پر انگلی اٹھا رہا تھا۔۔۔

یہ پاک دامن ہے ہنہہ جو دن کی روشنی میں ایک غیر مرد کے ساتھ نظر آتی ہے تم " اسے پاک دامن سمجھتے ہو ہوں میں بھی کس سے کہہ رہا ہوں جس سے جو خود اس لڑکی "" کے ساتھ پکڑا گیا ہے۔۔۔

وہ شخص اب تو اپنی لمٹ کراس کر رہا تھا تبھی شہری شدید غصے سے آگے بڑھا اور اُسے بری طرح سے مارنے لگا لیکن اگر وہ لڑکی بیچ میں نہ آتی تو شائید شہری اس شخص کو جان سے ہی مار دیتا۔۔۔

URDUNovelians

❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

"" حال ""

""ڈاکٹر خدا کے لیے مجھے اس جگہ پر لے کر جائے۔۔۔"

سجل اُس بچی کو لیے جب اس پیشنٹ کے روم میں داخل ہوئی تو اس پیشنٹ نے ہاتھ جوڑتے ہوئے ایک این جی او کا پتہ بتا کر اس سے منت کرنے لگا وہاں اسے لے جانے کے لیے مگر یہ تو بہت ہی مشکل تھا سجل کے لیے کیونکہ وہ شخص اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ اسے باہر لے جائے جا سکے اس ایکسڈنٹ میں اسکا پورا جسم جھلس گیا تھا اور اسکی حالت بہت بری تھیں تو بھلا وہ اکیلی کیسے اسے لے کر جا سکتی تھی۔۔

دیکھیں آپ زیادہ باتیں مت کریں آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور ہم انتظامیہ کے " حکم کے بغیر آپکو باہر نہیں لے جا سکتے ہیں جب تک وہ اجازت نہ دے دیں تب تک ہم "" کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔

سجل کی بات پر وہ شخص بے چارگی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

""لیکن ڈاکٹر صاحبہ میرا وہاں جانا بے حد ضروری ہے مم۔۔۔ میری بچی۔۔۔""

وہ بے بسی سے عینی کی طرف دیکھتے ہوئے ٹھہر گیا۔۔

""وہ ابھی بہت چھوٹی ہے اور مجھے لگ رہا ہے کہ میں اب نہیں بچو گا میری زندگی گزرتے وقت کے ساتھ کم ہوتی جا رہی ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی بیٹی کو وہاں ان لوگوں کے پاس چھوڑ کر آؤں اب وہی لوگ اسکے اپنے ہیں۔۔۔""

وہ عینی کو دیکھ رہا تھا جبکہ سجل اسکی آنکھوں میں شرمندگی پچھتاوا اور بھی نا جانے کیسے کیسے احساسات تھے اسکے دل میں جسے وہ دیکھ تو رہی تھی لیکن سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے میں ڈاکٹر حاتم سے بات کرتی ہو وہ اگر اجازت دے گے تو میں آپکو خود """ """ وہاں لے جاؤ گی۔۔۔۔

وہ مسکرا کر اسے دیکھتی ہوئی بولی

تو وہ شخص اسکی بات پر شائید پر سکون ہو گیا کیونکہ اب وہ ہاتھ آگے بڑھائے اس سے اپنی بیٹی کو پاس لانے کے لیے کہہ رہا تھا تو سجل اسکے اشارے پر تیزی سے آگے بڑھی اور اسکے پاس بیڈ پر خالی جگہ پر عینی کو بیٹھا کر وہی کھڑی ہو کر ان دونوں کو دیکھنے لگی جبکہ دوسری طرف وہ شخص جو بیڈ پر لیٹا ہوا تھا وہ لیٹے لیٹے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا کر بری طرح سے رونے لگا اور اس سے معافی مانگنے لگا جبکہ عینی نا سمجھی سے جو پہلے اسے دیکھ رہی تھی اسکے رونے پر خود بھی بری طرح سے رونے لگی۔۔۔

♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□

"""""گل رانیہ۔۔۔"""""

سجل بچی کو پکڑے اُس پیشنٹ کو ایک کمپاوڈر کے ساتھ لیے ہاسپٹل کے اس روم سے باہر نکلی جہاں وہ پیشنٹ اتنے دنوں سے ایڈمٹ تھا۔۔

سامنے اسٹریچر پر ایک لڑکی کو لے جایا جارہا تھا وہ پیشنٹ اس لڑکی کو دیکھ کر بُری طرح سے اُس لڑکی کا نام لینے لگا جو اسٹریچر پر بے سدھ پڑی ہوئی تھی۔

سر یہ لڑکی کیا آپ اُسے جانتے ہیں۔۔۔؟؟؟"""

URDUNovelians

ڈاکٹر حاتم خان جو اُس لڑکی کے کیس کو سات مہینوں سے ہینڈل کر رہا تھا آج ایک پیشنٹ کے منہ سے اس کا نام سن کر وہ آگے بڑھا۔۔۔

اُس لڑکی کو یہاں بُری حالت میں ایک آدمی لے کر آیا تھا جسکا کہنا تھا وہ اُسکی گاڑی کے آگے آئی تھی جبکہ ڈاکٹر حاتم خان کو اُسکے جلسے چہرے کو دیکھ کر معاملہ کچھ اور لگا تھا تب اس نے پولیس کو انفارم کر کے اس شخص کو پولیس کے حوالے کر کے اس سے اس لڑکی کے متعلق پوچھ گچھ کرنے کے لیے پولیس والوں کو کہا تھا۔۔

لیکن جب پولیس والوں نے اس شخص سے پوچھ گچھ کیا تب بھی اس شخص کا وہی کہنا تھا جو اسنے ڈاکٹر حاتم سے کہا تھا اب کسی کے منہ سے اس لڑکی کا نام جان کر وہ بہت خوش ہو گیا تھا کیونکہ وہ لڑکی کومے میں چلی گئی تھی جب اسے یہاں لیا گیا تھا۔۔

""جج۔۔جی یہ میری سابقہ بیوی ہے اور یہ ہماری بچی۔۔""""""

جانگیر زیب نے نم آنکھوں سے گل رانیہ کے جلسے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

اچھا ٹھیک ویسے یہ انکے ساتھ کیسے ہوا کیا انکے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا تھا یا پھر """ بات کچھ اور ہے۔۔؟؟

ڈاکٹر حاتم نے سنجیدگی سے گل رانیہ کے جھلسے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جانگیر زیب سے پوچھا۔۔۔

یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے ڈاکٹر صاحب میں گناہ گار ہوں اسکا اسی لیے تو اللہ """ نے مجھے اتنی بڑی سزا مجھے معذوری کی صورت میں مجھے دیا ہے آپ پلیز اُسے بلائے """ڈاکٹر صاحب مجھے اس سے بھی معافی مانگنی ہے میں اسکا بھی گناہ گار ہوں۔۔۔

وہ وہیل چیئر پر بیٹھا ہاتھ جوڑتے ہوئے بری طرح سے روتے ہوئے ڈاکٹر حاتم خان سے کہنے لگا۔۔۔

URDUNovelians

کون آپ کس کی بات کر رہے ہیں اور آپ نے ایسا کیا کیا ہے انکے ساتھ جو آپ """ یہ سب کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟؟

ڈاکٹر سجل نے اس شخص کو روتے ہوئے دیکھ کر کہا تو جانگیر زیب نظریں اوپر اٹھا کر سجل کو دیکھنے لگا۔

ڈاکٹر صاحب آپ پلیز اسکے شوہر کو انفارم کر دے وہ انجان ہے اس بات سے کہ """ """اسکی بیوی مر چکی ہے اس طرح شائید میں اس سے معافی بھی مانگ سکوں۔۔

جانگیر زیب بری طرح سے رو رہا تھا اور اسکی چیخوں سے ڈسٹرب ہو کر اچانک سے عینی بھی بری طرح سے رونے لگی اور یہ ممتا کی محبت تھی یا کوئی معجزہ اتنے مہنوں بعد گل رانیہ کے جسم میں حرکت سامنے کب سے خاموش کھڑی ڈاکٹر عروہ نے محسوس کیا تو وہ خوشی سے آگے بڑھی اور ڈاکٹر حاتم کو اس جانب متوجہ کر گئی۔۔۔

URDUNovelians

"""ڈاکٹر یہ ابھی ہلی ہیں میں نے ابھی دیکھا اسکی ایک انگلی نے حرکت کی ہے۔۔۔"""

ڈاکٹر عروہ کی آواز پر سب گل رانیہ کی جانب متوجہ ہوئے جو سچ میں موو کر رہی تھی تبھی ڈاکٹر حاتم کے کہنے پر وہ سب الرٹ ہو کر تیزی سے اسے وہاں سے لے کر جانے لگے اور ڈاکٹر سجل کے اشارہ کرنے پر کمپاوڈر جانگیر زیب کو بھی انکے ساتھ لے کر چلنے لگا۔۔۔

□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

"""ڈاکٹر کہاں ہے میری وائف اور اور کیا وہ ٹھیک تو ہے ناں۔۔"

جب اسے سٹی ہاسپٹل سے گل رانیہ کے متعلق پتہ چلا تو وہ اپنے سبھی امپورٹڈ میٹنگ چھوڑ کر وہاں پہنچا تو سامنے کھڑی ڈاکٹرز کی ٹیم کو دیکھ وہ آگے بڑھ کر ان سے بے قراری سے پوچھنے لگا۔۔۔

URDUNovelians

الٹس او کے مسٹر شہریار سب کچھ ٹھیک ہے آپ فکر مت کریں بس کچھ ضروری """ """چیک اپ ہے جو ہماری ٹیم اندر جا کر کرے گی آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔

ڈاکٹر حاتم خان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا سجل جو وہی آ رہی تھی شہر یار بخت شاہ کو وہاں دیکھ ہکا بکا رہ گئی۔۔

""""عینی میرا بچا۔۔۔""""

عینی جو سجل کی گود میں کب سے خاموش تھی اسے دیکھ خوشی سے کلکلانے لگی اور شہر یار بخت شاہ عینی کی کلکلاہٹ سن کر سامنے دیکھنے لگا تو اسے نور حرم کی بہن کی گود میں دیکھ کر شاکڈ رہ گیا پھر خود کو سنبھالتا وہ آگے بڑھا اور اس سے عینی کو لے کر کہنے لگا۔۔۔

URDUNovelians

""""شہر یار بخت شاہ۔۔۔""""

وہ جو عینی کو پیار کر رہا تھا اس آواز پر وہ سجل کے پیچھے کی جانب دیکھنے لگا جہاں سے یہ آواز آئیں تھی سامنے جانگیر زیب کو وہیل چیئر پر دیکھ وہ ساکت رہ گیا جو شرمندگی سے نظریں جھکائے نیچے دیکھ رہا تھا۔۔۔

""""تم یہاں کیا کر رہے ہو زلیل کمینے انسان۔۔۔""""

وہ اُسے نفرت سے گھور کر غراتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

میں یہاں اپنی گناہوں کی وجہ سے ہو شہریار بخت شاہ مجھے معاف کر دو آج میں """"
""""جس حالت میں ہو یہ شائید تم دونوں کو جدا کرنے کی وجہ سے ہے۔۔۔

وہ اپنے بے جان پیروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

ہنہہہ معافی تُم اب مجھ سے معافی مانگ رہے ہو تُم کیا کیا تھا یاد تو ہے ناں گل رانیہ " "
کے ساتھ ہاں بزدل انسان کیا بھول گئے تُم وہ سب ہاں۔۔۔؟؟؟

وہ نفرت سے چیخ کر بولا۔۔۔

میں نہیں بھولا سب کچھ یاد ہے اور یہی باتیں تو مجھے روز مارتی ہے پلیز تم مجھے " " " "
" "معاف کر دو پلیز میں سکون سے مرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جانگیر زیب نے روتے ہوئے کہا۔۔۔

URDUNovelians

میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گا کمینے اور میں تمھیں بد دعا دیتا ہوں تم یہ سب " "
کچھ روز سوچ سوچ کر مروں لیکن تمھیں موت کبھی نہ آئے اور جب آئے تو تم تڑپ
" "تڑپ کر مروں۔۔۔

شہریار بخت شاہ نفرت سے کہتے ہوئے عینی کو لیے وہاں سے جا کر دور کھڑا ہوا تو جانگیر زیب اسکی بات پر نم آنکھوں سے اُسے دیکھنے لگا جو دور کھڑا تھا تبھی اسکے دماغ میں آیا کہ شہریار نے ابھی جو کہا تھا وہ سب کچھ سچ ہے وہ یہی تو ڈیزو کرتا ہے وہ ایک خود غرض انسان اسی قابل ہے کہ اسے شہریار اور گل رانیہ کبھی معاف نہ کرے۔۔۔

♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□

جب گل رانیہ کو روم میں شفٹ کیا گیا تو شہریار عینی کو لے کر اندر داخل ہوا تو بیڈ پر وہ اُسکے کمزور لاغر سے وجود کو دیکھ کر اسکی آنکھیں بھیگ گئی تکلیف تو اُسے اُسکے جھلسے ہوئے چہرے کو دیکھ کر ہوا۔۔۔

یہ کیا حال بنا دیا ہے اس ظالم نے تمھارا گل میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا وہ """ """ بھی اسی طرح تڑپے گا جس طرح اس رات اسنے تمھیں تڑپایا تھا۔۔۔

وہ بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر جا کر بیٹھا اور گل رانیہ کے کمزور ہاتھ کو پکڑ کر اپنی پیشانی سے لگا کر روتے ہوئے کہنے لگا عینی اسکی گود میں بیٹھی گل رانیہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

گل اب اٹھ جاؤ ناں پلیز اب اور مجھے نہ ستاؤ ورنہ میں بھی خود کو اسی حالت میں لاو""
""گا جس حالت میں تم ہو اس وقت۔۔۔

وہ اسی طرح اسکا ہاتھ پیشانی سے لگائے یہ کہہ رہا تھا کہ تبھی اسے گل رانیہ کے ہاتھ پر جنبش محسوس ہوا تو جھٹکے سے اسنے اپنا سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو گل رانیہ کی آنکھیں آہستگی سے کھل رہی تھی۔۔۔

URDUNovelians

""گل جاناں۔۔۔""

تیزی سے وہ اٹھا اور ایک ہاتھ سے اُسکے چہرے کو تھپتھپانے لگا دوسرے ہاتھ سے عینی کو پکڑنے کے باوجود بھی وہ گل رانیہ کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا بلا آخر جب وہ ہوش میں آئی تو اپنے سامنے اسے دیکھ وہ رو کر اپنا دوسرا ہاتھ اٹھا کر اُسے اپنے قریب بلانے لگی۔۔۔

تُم میرا پیچھے کب چھوڑوں گے سکون سے رہنے ہی نہیں دیتے ہو تُم مجھے ابھی بھی "" تمھارا روندو چہرا میرے خواب میں آیا تم نہ ایک نمبر کے ظالم ہو مجھے اب سکون سے "" سونے بھی نہیں دیتے ہوں۔۔

وہ نکاہت زدہ آواز میں کہتی وہ اسے دیکھنے لگی تو اسکی بات پر وہ اُسے حیرت سے دیکھنے لگا مطلب وہ ہوش میں اس وجہ سے آئی تھی کیونکہ اُسنے اُسے خواب میں دیکھا یہ اُسکے لیے کسی قیمتی خزانے کی طرح تھا کیونکہ وہ لڑکی اب اسے اپنے خوابوں میں دیکھ رہی تھی جو اس سے بے حد نفرت کرتی تھی۔۔۔

""جاناں تُم ٹھیک تو ہو ناں۔۔۔""

وہ اُسکے گال کو چھو کر اس سے پوچھنے لگا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی تو وہ پریشانی سے یکدم سے اٹھا۔۔۔

آپ کک۔۔۔ کہاں جا رہے ہہ۔۔۔ ہیں۔۔۔؟؟؟""""

اُسکے بڑھتے قدم گل رانیہ کی آواز پر ٹھہر گئے۔۔۔

URDUNovelians

""..ڈاکٹر کو بلانے۔""""

وہ اُسکے ہاتھوں کو پکڑ کر کہنے لگا تو وہ تعجب سے اُسے دیکھنے لگی۔۔۔

""وہ کس لیے میں تو اب بلکل ٹھیک ہو۔۔۔""

آنکھیں حیرت سے کھلی ہوئی تھیں جبکہ وہ اُسکے چہرے پر سجے حیرت کے بادل دیکھ کر مسکرایا۔۔

وہ اس لیے کہ میری پاگل بیوی مجھے اپنے خوابوں میں دیکھ رہی ہے یہ تو بہت سنگین "" "" بات ہے مجھے ڈاکٹر کو تو بلانا ہی پڑے گا ناں جاناں۔۔۔

اُسکے گال کو انگلی سے چھو کر وہ معنی خیزی سے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو اُسکی بات پر وہ اسے سخت نظروں سے گھورنے لگی۔۔۔

واقعی یہ تو سنگین معاملہ ہے کیونکہ میں ایک ایسے شخص کو اپنی خوابوں میں دیکھ رہی """ """ ہو جسے میں بلکل بھی پسند نہیں کرتی۔۔۔

وہ نروٹھے پن سے کہتی وہ اُسے گھورنے لگی۔۔

""". سچ میں تُم اب بھی مجھے پسند نہیں کرتی ہو۔۔"""

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتا سنجیدگی سے کہتا اسکے گالوں کو چھو کر پیچھے ہٹا تو اپنے چہرے پر اچانک سے تکلیف محسوس کرتی کراہ اٹھی۔۔۔

URDUNovelians

"""آہہہہ۔۔"""

اُسے تکلیف میں دیکھ وہ جو اور شرارت کرنے کے موڈ میں تھا پریشانی سے اُسکے اوپر جھکا اور اُسے دیکھنے لگا۔۔۔

""جاناں یہ تمھیں کیا ہو رہا ہے تُم ٹھیک تو ہو نا۔۔۔""

وہ پریشانی سے اسکے اوپر جھکا اس سے پوچھ رہا تھا تبھی پیچھے سے ڈاکٹر عروہ کی آواز پر وہ پیچھے ہٹا اور اسے دیکھنے لگا۔۔۔

ابھی انہیں آرام کی ضرورت ہے وہ ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئی آپ اپنی ""وائف کا خیال رکھے اور ہو سکے تو انہیں زیادہ بولنے نہ دے اگر یہ بات کرے گی تو ""انہیں تکلیف ہو گی۔۔۔

ڈاکٹر عروہ کی بات پر شہریار نے گل رانیہ کی جانب پریشانی سے دیکھا جو اب خاموشی سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

""ڈاکٹر صاحبہ آپ فکر مت کریں میں اپنی وائف کا اچھے سے خیال رکھوں گا۔۔۔""

شہریار نے ڈاکٹر عروہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جبکہ عروہ اسکو ڈاکٹر کو غور سے دیکھنے پر اسے سخت نظروں سے گھورنے لگی۔۔

وہ اس وقت کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی لیکن بعد میں اسے اچھا خاصا سنانے کا سوچ کر وہ غصے سے اپنی آنکھیں موند گئی۔۔۔

URDUNovelians

□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

""اس نرس کو گھورنا بند کرو ورنہ میں تمھاری آنکھیں نوچ لونگی۔۔۔""

شہریار اُسے لیے ہاسپٹل کے خوبصورت سے پارک میں لے کر آیا تھا وہ سامنے دیکھتے ہوئے آگے چل رہا تھا گل رانیہ اُس سے بات کرنے کے لیے پیچھے مڑی تو اسکی نظروں کو سامنے دیکھ وہ تیزی سے اپنا رخ آگے کی طرف کرتی اس سمت دیکھنے لگی جہاں شہریار دیکھ رہا تھا سامنے سے ایک نرس کو آتے ہوئے دیکھ وہ سمجھی کہ شہریار اسے ہی دیکھ رہا تھا جبکہ شہریار نظریں آگے کی طرف کیے احتیاط سے چل رہا تھا تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو وہ اس وقت وہیل چیئر پر تھی شائید زیادہ بھاگنے کی وجہ سے اسکے پیر اتنے زیادہ زخمی ہوئے تھے۔۔

جاناں تم فکر مت کرو تمھارے علاوہ اس دل میں اب کوئی جگہ نہیں بنا سکتی فقط تم "" "" ہی ہو میرے اس دل میں۔۔

وہ اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا تبھی کچھ یاد آتے ہی وہ دوبارہ گویا ہوا۔۔۔

ویسے اس رات تم گھر سے کیسے باہر نکلی تھی جس رات اس جانگیر نے ہمارے گھر "" میں آگ لگائی تھی۔۔۔؟؟

وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"""اُس رات۔۔۔""""

گل رانیہ اس رات کو سوچتی ہوئی بس اتنا بولی۔۔۔

ہاں اس رات کیا ہوا تھا تم کیسے باہر نکلی تھی۔۔۔؟؟""

شہریار نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

URDUNovelians

اس رات میڈ نے مجھے باہر نکالا تھا شہری اور وو۔۔وہ خود اس آگ میں جل کر مر "" "" گئی۔۔۔

وہ یہ سب یاد کرتی بُری طرح سے رونے لگی اور رونے کی وجہ سے اسکی طبیعت اچانک سے خراب ہونے لگی تو وہ پینک ہو کر بے ہوش ہو گئی اور اسکا سر جب نیچے کی طرف جھکا تبھی شہریار کو اسکی حالت کا پتہ چلا تو وہ سخت پریشان ہو گیا گل رانیہ کے سر جھکنے کی وجہ سے اسکے گلے میں لٹکا لاکٹ کھل کر نیچے گھاس پر گر گیا جو شہریار نے نہیں دیکھا اور اسے جلدی سے اسنے وہیل چیئر سے اٹھایا اور تیزی سے اسے لیے اندر کی جانب بھاگا۔۔

□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

بابا آپ ضد مت کریں اور یہ سوپ اچھے بچوں ""

""کی طرح پی لے ورنہ ہم آپ سے بات نہیں کرے گے۔۔۔

ارتضٰی خان اس وقت ڈاکٹر حاتم کے ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھے وہ سب بھائی اب بلکل ایک فیملی کی طرح گل مل گئے تھے پہلے کی رنجشیں بھول کر اب

وہ ایک ہو گئے تھے۔۔

نور حرم اس وقت ہاسپٹل میں بنے چھوٹے سے پارک میں ارتضٰی خان کو لے کر آئی تھی اسکے ہاتھ میں سوپ کا باؤل تھا جو وہ اپنے ڈیڈ کے لیے بنا کر لائے تھی مگر وہ ضد کر رہے تھے کہ انہیں یہ سوپ نہیں پینا۔۔۔وہ چہرہ دوسری طرف کر کے نیچے دیکھنے لگے تبھی نیچے ایک لاکٹ کو گرے دیکھ وہ نیچے جھکے اور اس لاکٹ کو اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا تبھی وہ مڑی اور نور حرم کی جانب دیکھنے لگے جو باؤل پکڑے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔

URDUNovelians

""نور بچے میں نے جو آپکو لاکٹ دیا تھا وہ لاکٹ کہاں ہے۔۔۔""

وہ اس سے پوچھنے لگے۔۔۔

ڈیڈ یہ ہمارے پاس ہے کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔؟؟""""

نور حرم نے اپنی گردن پر شان سے سجی اس لاکٹ کو ہاتھ میں لے کر ان سے پوچھا تو وہ ساکت رہ گئے کیونکہ یہ لاکٹ نور حرم جب انہیں ملی تھی وہ تب سے اسکے گلے میں تھی اور اسکے اندر جو تصویریں تھیں شائید وہ اسکے ماں باپ کی تھی یہ سب یاد کر کے وہ تیزی سے اس لاکٹ کو کھول کر دیکھنے لگے تو اندر اسی عورت اور مرد کی تصویر دیکھ وہ حیرت سے نور حرم کی جانب دیکھنے لگے جو اپنا لاکٹ پکڑے انہیں ہی دیکھ رہی تھی

۔۔۔

URDUNovelians

""نور بچے پتہ کروں یہ لاکٹ کس کی ہے جلدی۔۔""""

وہ لاکٹ آگے بڑھا کر نور حرم سے بولے۔۔۔

"ڈیڈ یہ لاکٹ تو بلکل ہمارے لاکٹ کی طرح کا ہے۔۔۔""""

نور حرم نے جب ان سے وہ لاکٹ لیا تو شاکڈ ہو کر اس لاکٹ کو چھو کر پھر اپنے گلے میں پڑے لاکٹ کو چھونے لگی جو بلکل ایک جیسے تھے۔۔۔

نور بچے ہو سکتا ہے یہ لاکٹ آپکے خونی رشتے میں سے کسی کا ہو جو اس وقت اس """" ہاسپٹل میں ہو جاؤ بچے جلدی سے اسکا پتہ کروں ورنہ دیر ہو جائے گی۔۔۔""

وہ اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگے تو وہ سر ہاں میں ہلاتی انہیں لیے اندر کی جانب بڑھی جبکہ انکی سوچ اسی لاکٹ کے گرد گھومنے لگی کہ آخر وہ کون ہو سکتا ہے نور حرم کی ماں یا پھر باپ یا بہن بھائی جو اس وقت اس ہاسپٹل میں ہے۔۔۔

♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□

گل رانیہ کی آنکھیں کھلی تو شہریار کو اپنے سامنے دیکھ وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن شہریار کے شانوں سے پکڑنے پر وہ رک گئی۔۔۔

""نہیں گل ابھی کچھ مت کہوں بس ایسی ہی لیٹی رہوں۔۔۔""

جب وہ کچھ کہنے والی تھی تو شہریار نے آگے بڑھ کر اسکے لبوں پہ اپنی انگلی رکھ کر اسے روکتے ہوئے کہا۔۔

""لاکٹ میرا لاکٹ کہاں ہے شہری۔۔۔""

گل رانیہ کو محسوس ہوا تو وہ ہاتھ بڑھا کر اپنے گلے کو چھونے لگی لیکن وہاں اسے جب اپنا لاکٹ نہیں ملا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔۔۔

گل پلیز لیٹی رہوں کیوں خود کو تکلیف دیتی ہو تم ہاں وہ لاکٹ تمھاری زندگی سے """
"""تو ضروری نہیں ہے جو تم پریشان ہو رہی ہوں۔۔

شہریار نے اسے لیٹاتے ہوئے کہا۔۔

"نہیں شہری وہ میری زندگی سے بھی اہم ہے۔۔۔"""

اُسکی بات پر وہ اسے دیکھنے لگا۔۔

URDUNovelians

یہ تم کیا کہہ رہی ہو گل وہ لاکٹ تم سے ضروری کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟؟؟"""

وہ ایکے شدید غصے سے اسے جھنجھوڑ کر پوچھنے لگا اسے لاکٹ کے لیے اتنا پوزیسو دیکھ وہ غصے سے پاگل ہو گیا۔۔۔

تم سمجھ کیوں نہیں رہے ہو مجھے اسے ڈھونڈنے جانا ہے پلیز مجھے جانے دو وہ""

""...لاکٹ

وہ اُسے دور کرتی اٹھی اور جنونی ہو کر بولی۔۔۔

نہیں بلکل بھی نہیں وہ لاکٹ تم سے ضروری نہیں ہے میری نظروں میں تم لیٹی """

""رہوں ورنہ مجبوراً مجھے کچھ کرنا پڑے گا تم کیوں مجھے سختی پر مجبور کر رہی ہو۔۔

آخر اس لاکٹ میں ایسا کیا تھا جو وہ اتنی پینک کر رہی تھی وہ اسے بیڈ پر لیٹا کر سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

پلیز میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہو مجھے جانے دو وہ میرے مما بابا کی آخری نشانی " "
" "ہے شہری مجھے اسے ڈھونڈنے دو پلیز۔۔۔

اب کے وہ سخت بے بسی سے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتی ہوئی رو کر بولی تو اس بات پر شہریار اپنا غصہ بھول کر آگے بڑھا اور اسے اپنے سینے سے لگا کر چپ کرانے لگا۔۔

آئی ایم سوری مجھے بلکل بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ لاکٹ تمھارے ماں باپ کی نشانی ہے " "
" "پلیز مجھے معاف کر دو گل میں واقعی میں بہت شرمندہ ہو۔۔۔

URDUNovelians

وہ سچ میں شرمندہ تھا اسے لگا تھا کہ وہ لاکٹ شائید اسے جانگیر نے دیا تھا جو وہ اتنی پریشان ہو رہی تھی لیکن وہ اسے یہ بتا کر اسے تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔

یہ لاکٹ واحد میری قیمتی اثاثہ ہے اس سے مجھے انکی اور اپنی بہن کی یاد آتی ہے """
شہری میں نے انہیں تو کھو دیا ہے اب میں انہیں نہیں کھو سکتا پلیز پلیز تُم ڈھونڈ کر لاؤ نہ
""" میری لاکٹ پلیز۔۔۔

وہ سرخ آنکھوں کو اوپر اٹھا کر اُسے دیکھتی ہوئی بولی تو شہریار نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے اپنا سر ہاں میں ہلایا تو وہ اسکے سینے سے لگ کر ماضی میں جو کچھ ہوا اسے سوچنے لگی۔۔

❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

URDUNovelians

""" بابا نہیں۔۔۔"""

بارہ سالہ بچی اُس حویلی کے ایک روم کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی اور اپنی چھوٹی بہن کا ہاتھ سختی سے پکڑے روم کے اندر اپنے بابا اور مورے کو دیکھتی ہوئی چیخ کر بولی۔۔۔

پوری حویلی کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا آگ آہستہ آہستہ سے پورے حویلی میں پھیل رہا تھا اسے اور اسکی چھوٹی بہن حرم کو تھوڑی دیر پہلے اسکے بابا سردار حاکم خان نے اس روم سے باہر نکال کر اسے حرم کو حویلی سے باہر نکلنے کا کہہ کر وہ خود اندر کی طرف بڑھے تھے جہاں وہ اپنی بیوی اور انکی ماں کے پاس گیا جو بے ہوش تھی۔۔۔

رانیہ بچے چلی جاؤ بہن کو لے کر یہاں سے بہت دور چلی جاؤ اور بچہ یہ آگ """""" کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں لگا یہ حادثاتی طور پر لگا ہے ٹھیک ہے کسی کو قصوروار مت """" سمجھنا میری بچی۔۔

سردار حاکم خان نے اسے وہاں سے جانے کے لیے کہا لیکن یہ کہہ کر وہ اُسے باور بھی کروا گئے کہ یہ آگ ایک حادثاتی طور پر لگا ہے۔۔۔

""" جاؤ بیٹا اپنی بہن کو لے کر جاؤ۔۔۔""""

وہ چیخ چیخ کر اسے وہاں سے جانے کا کہہ رہے تھے مگر وہ حرم کا ہاتھ سختی سے پکڑے وہی کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی تبھی اسنے جو دیکھا وہ اس بارہ سالہ لڑکی کے لیے بہت خطرناک تھا وہ ڈر کر اپنی آنکھیں بند کر گئی تبھی اسے حرم کی رونے کی آواز سنائی دی تو وہ ہوش میں آئی اور روتی ہوئی اسے لے کر وہاں سے بھاگنے لگی۔۔۔

جب وہ دونوں باہر آئی تو وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر گئی جبکہ حرم اپنی آپی کو نیچے گرتے ہوئے دیکھ رونے لگی وہ تیزی سے آگے بڑھی اور گل رانیہ کو آواز دینے لگی لیکن جب اسے ہوش میں نہ آتے ہوئے دیکھ وہ اٹھی اور حویلی سے دور بنی پکی سڑک کی طرف بڑھی تاکہ کسی کو بلا سکے لیکن اتنی چھوٹی سی عمر میں اتنا صدمہ لگنے کی وجہ سے

وہ بھی وہی بے ہوش ہو کر گر گئی وہی دوسری طرف سے ارتضٰی خان جو اپنے بھائیوں کے گھر سے نکالنے کی وجہ سے کراچی کے لیے نکل رہا تھا تو راستے میں ایک بچی کو بری حالت میں پڑے دیکھ وہ اسے وہاں سے اٹھا کر وہاں سے لے گئے تھے اور یہی سے وہ دونوں بہنیں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے۔۔

گل رانیہ ماضی کی وہ تکلیف دہ یادوں سے نکل کر اپنی بہن اور ماں باپ کا سوچ کر آنسو بہانے لگی۔۔۔

♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□

ہاسپٹل کے پارک میں کیا آپ لوگوں کو کوئی لاکٹ ملا ہے سسٹر۔۔۔؟؟؟""""

شہریار گل رانیہ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اسی لیے اب وہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں ایک نرس سے کھڑا پوچھ رہا تھا نور حرم جو وہ لاکٹ ہاتھ میں لیے سجل کے کمرے

کی طرف بڑھ رہی تھی شہریار بخت شاہ کو وہاں دیکھ وہ اچنبھے سے اسے دیکھنے لگی لیکن اسے کسی لاکٹ کے بابت نرس سے پوچھنے پر وہ تیزی سے آگے بڑھی۔۔

کیا وہ یہ لاکٹ تو نہیں ہے دیور صاحب۔۔۔؟؟""""

وہ اُسکے پاس پہنچ کر وہ لاکٹ آگے کرتی ہوئی بولی تو شہریار اسکی آواز پر اسے دیکھنے لگا اسے پتہ تھا کہ اسکا باپ یہی اسی ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے اور یہ ہاسپٹل حیدر خان کے چچازاد کا ہے وہ یہ بھی جانتا تھا۔۔۔

""""یہ بھابھی آپ کو کہاں سے ملا۔۔۔""""

وہ اب احترام سے اس سے پیش آتا تھا کیونکہ وہ غزلان شاہ کی بیوی تھی اور اسکا فرض بنتا تھا کہ وہ اس سے اچھے سے پیش آئے۔۔۔

""پارک سے۔۔۔""

اسکے کہنے پر وہ ہاتھ آگے بڑھا کر اُس سے لاکٹ لے کر تیزی سے وہاں سے جانے لگا لیکن نور حرم کی بات پر وہ ٹھہرا اور جو اسنے کہا وہ اسکے لیے شاکڈ تھا۔۔۔

کیا یہ لاکٹ آپکا ہے شہری بھائی کیا آپ ہی میرے بھائی ہے۔۔۔؟؟؟""""

وہ اسکے قریب آکر امید سے اس سے پوچھنے لگی۔۔۔

URDUNovelians

""نہیں یہ لاکٹ میرا نہیں میری بیوی کا ہے۔۔۔""""

وہ اب غور سے نور حرم کو دیکھنے لگا جس میں اسے گل رانیہ کی تھوڑی سی جھلک نظر آیا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ اسکی گل کی کھوئی ہوئی بہن ہے۔۔۔

وہ اس وقت کہاں ہے اور یہاں ہاسپٹل میں آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟؟""""

وہ اُسے دیکھتی ہوئی آخر میں پریشانی سے پوچھنے لگی تو شہریار اسے وہ سب کچھ بتانے لگا جو گل رانیہ کے ساتھ ہوا تھا جنہیں سن کر وہ غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگی۔۔

صدمے کی وجہ سے نور حرم شائید اپنا ماضی بھول چکی تھی اسے کچھ بھی یاد نہیں """" یہاں تک اسے اپنے اصلی ماں باپ بھی نہیں۔۔۔

گل رانیہ کے پاس ارتضٰی خان کو جب نور لے کر آئی تب وہ ان دونوں سے کہنے لگے۔۔۔

اسی لیے میری بہن کو کچھ بھی یاد نہیں لیکن اب میں اسے سب کچھ یاد کرواؤ گی """
""مین وہ سب نہیں بھولی اور نہ ہی اپنی بہن کو بھولنے دو نگی۔۔۔

گل رانیہ نے نور حرم کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا تو وہاں موجود سبھی لوگوں نے مسکرا کر ان دونوں بہنوں کی جانب دیکھا جو اتنے سالوں بعد مل کر بہت زیادہ خوش تھے غزلان سائیں نور حرم کی جانب دیکھتے ہوئے دل میں اسکی خوشی کے لیے دعا کرنے لگا کہ وہ ہمشیہ اسی طرح ہنستی مسکراتی رہے غم اسے چھو کر بھی نہ گزرے۔۔۔

❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

URDUNovelians

یہ کیا کر رہی تھی آپ ہاں ایک غریب پر ظلم ہم نے تو آپ کو ایسا نہیں سمجھا تھا آپ "
"نے ہمیں مایوس کیا ماہ مہر۔۔۔

عالم داد اُسے اپنے فلیٹ میں لا کر اُسے اپنے روم میں لے جا کر چھوڑتے ہوئے شدید غصے سے کہنے لگا اُسے لگ رہا تھا کہ وہ بھی اپنے گروپ کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے جو تُم مجھ پر غصہ کر رہے ہو۔۔"

وہ اُسے آج اسطرح بات کرتے ہوئے دیکھ پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

تو پھر وہ سب کیا تھا ہاں جو ہم نے وہاں دیکھا بیگم۔؟"

وہ سخت نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

تُم نے صرف وہ دیکھا ہے جو تُمہیں نظر آیا میں نے اُسکے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا تھا"
بلکہ میں نے اُسکی ہلیپ کی تھی میں اُسے ان لوگوں سے بچانے کی کوشش کر رہی تھی
" مجھے بھی پسند نہیں ہے کسی پر ظلم ہوتے ہوئے دیکھنا۔۔۔

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

جھوٹ مت بولے بیگم صاحبہ وہ آپکے دوست ہے جو اسامہ پر تشدد کرنا چاہتے ہیں وہ"
لوگ روز اُسے ٹارچر کرتے تھے تب آپ نے کیوں اُسے نہیں بچایا تھا ہاں۔۔۔؟؟

وہ اُسے بُری طرح سے جھنجھوڑ کر پوچھنے لگا۔۔۔

URDUNovelians

اُس وقت میں نے اپنے دوستوں کو اس لیے نہیں روکا کیونکہ میں اُسے سزا دینا چاہتی"
تھی کیونکہ وہ تم اُسے ہمیت دے رہے تھے جج۔۔۔جو مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا تھا اسی
" لیے میں نے پہلے اسے اسی لیے نہیں بچایا اپنے دوستوں کے ظلم سے۔۔۔

وہ انگلیوں کو آپس میں جوڑ کر نظریں نیچے جھکا کر شرمندگی سے کہنے لگی۔۔ جبکہ عالم داد اُسکی بات پر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔

"کیا۔۔۔!!

شاکڈ کی کیفیت میں وہ بس اتنا کہہ سکا۔۔

"دیکھو مجھے غلط مت سمجھنا لیکن پتہ نہیں کیوں مجھے تمہارا میرے سوا اب کسی اور کو اہمیت دینا بلکل بھی پسند نہیں ہے۔۔۔"

URDUNovelians

وہ شرم سے سرخ ہوتیں اپنے رخساروں کو اُس سے چھپانے کی خاطر اپنا چہرہ نیچے جھکا کر یہ جانے بغیر کے وہ اُس سے اپنی محبت کا اظہار کر چکی ہے پتہ اُسے اُسکے گرم سانسوں اور حدت بھرے لمس سے چلا کہ وہ اُس سے کیا کہہ چکی ہیں۔۔

"پگلی یہ عشق میں جلنے کی نشانیاں ہے جو تمھیں سمجھ میں نہیں آ رہی لیکن میرے سمجھانے کے بعد تمہیں ضرور سمجھ میں آئے گے۔۔۔"

عالم داد نے نیچے جھک کر اُسکے نازک کومل وجود کو اپنی مضبوط باہوں میں بھرا اور گھمبیر آواز میں کہتا وہ اُسکے چہرے کے اوپر جھکا۔۔

"یہ تُم کک۔۔ کیا کر رہے ہو چھ۔۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔"

ماہ مہر اُسکی حرکت پر سخت سٹپٹا کے اسکی آغوش سے نکلنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"جانِ من محبت۔۔"

عالم داد اُسکی خود کو چھڑانے کی کوششوں کو ناکام کرتا بوجھل لہجے میں کہتا اُسے اٹھا کر بیڈ کے پاس لے جا کر آرام سے لٹا کر اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔

" یہ تُم اپنے شرٹ کے بٹن کیوں کھول رہے ہو کیا کرنا چاہتے ہو تُم میرے ساتھ ہاں۔۔۔؟؟؟

ماہ مہر جو بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اُسے اپنے شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے دیکھ وہ سٹپٹا کر اٹھی اور پیچھے کی طرف کھسکنے لگی۔۔۔

ڈارلنگ اب ہم سب کچھ تو بتا نہیں سکتے آپکو آپ بھی سمجھدار بنے ایک میچور بیوی کہ " رات کے اس پہر کیا ہوتا ہے ایک شوہر اور بیوی کے درمیان میں اور ایسی کونسی باتیں ہوتی ہیں یہ سب کچھ آپکو پتہ تو

چل جائے گا لیکن ہماری شرط ہے کہ آپکو پہلے میچور بننا پڑے گا پھر ہم آپکو اس لفظ کے معنی اچھے سے سمجھائے گے کیا آپکو منظور ہے ہماری یہ شرط۔۔۔؟؟؟

وہ شرٹ اتار کر نیچے پھینکنے کے بعد بیڈ پر آ کر اُسکے اوپر جھکا اور اُسکے چہرے پر آئے بالوں کو پکڑ کر اُسے نرم گرم نگاہوں سے دیکھتا کہنے لگا۔۔۔

" ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔۔"

URDUNovelians

وہ اُسے موقع دے رہی تھی شائید اُسی لیے اُسکی بات آرام سے مان رہی تھی۔۔ جبکہ وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

کیا منظور ہے ملکہ عالیہ آپکو ہمارا شرط یا ہمارا آپکو آج ساری رات پیار کرنا۔؟؟"

عالم داد اُسکی ہامی پر شدت سے اُسکے گلابی ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے چھو کر اُنہیں اپنا لمس بخشنے لگا۔۔

□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

" ایک ماہ بعد "

ایسے مت لیٹے آپ گستاخ لڑکی ہمارے بے بی کے لیے اچھا نہیں ہے کتنی بار آپکو سمجھانا پڑے گا کہ ایسا ٹھیک نہیں ہے آپکے اور بے بی کے لیے۔۔"

URDUNovelians

وہ بیڈ پر الٹی لیٹی سامنے دیوار پر لگے ایل سی ڈی پر ٹام اینڈ جیری دیکھ رہی تھی غزلان سائیں روم میں داخل ہو رہا تھا اُسے اسطرح لیٹے ہوئے دیکھ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اُسے سیدھا کرتے ہوئے کہنے لگا۔۔

شاہ سائیں آپ بھی نہ ہمیں کیوں سکون سے جینے نہیں دے رہے ہیں جب سے آپ "
کو پتہ چلا ہے نا کہ ہم ماما اور آپ بابا بننے والے ہیں تب سے آپ ہم پر سختی کر رہے
ہیں یہ نہ کرے وہ نہ کرے افففف ہم بہت تنگ آ گئے ہیں آپکے روز کے روک ٹوک
سے ہم پہلے ہی کوئی بے بی نہیں چاہتے تھے یہ سب نہ آپکے بگڑنے کی وجہ سے ہوا ہے
اگر آپ بے شرم نہ بنتے اور نہ ہی بگڑے ہوئے بچے بن کر ہم پر اپنے پیار کی برسات نہ
کرتے تو آج ہم مزے سے آئسکریم برگر پیزا کھاتے ہوئے یہ اپنا فیورٹ رومنٹک
" مووی دیکھ رہے ہوتے نا کہ یہ ٹام اینڈ جیری ہنھہہ۔۔۔

وہ منہ بسور کر بولی۔۔

کیا کہا آپ نے گستاخ لڑکی آپ تنگ آ گئیں ہے ہم سے اپنے شاہ سائیں سے افسوس "
اور یہ ایک بات بتائے آپ کیا اس رات بے شرمی ہم نے کیا تھا یا آپ نے۔۔۔؟؟

وہ اُسے دیکھتے ہوئے مصنوعی غصے سے پوچھنے لگا ورنہ وہ آجکل بہت زیادہ خوش تھا زندگی میں پہلی بار اسے دوسری خوشی ملنے والا تھا بہت جلد تو وہ کیوں نہ خوش ہوتا۔۔

"برابر سکور اس دن ہم دونوں کے رومینس کے سکور برابر ہوئے تھے ہاں اس دن ہم نے آپکو بہکایا تھا ہم مانتے ہیں غلطی ہماری بھی ہے لیکن بھلا کون ایسا کرتا ہے اپنی کیوٹ سی پیاری سی معصوم سی بیوی کے ساتھ ہاں کون اتنا ظلم کرتا ہے پریگننینسی کا "سن کر شاہ سائیں اپنی بیوی کے ساتھ جو آپ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں۔۔

وہ منہ بسور کر اپنی شہد رنگ آنکھوں میں معصومیت بھر کر اس سے پوچھنے لگی تو اسکی بات پر غزلان سائیں نے پیار سے اسکے رخسار کو چھوا۔۔

URDUNovelians

"گستاخ لڑکی یہ تو شروعات ہے ابھی تو بہت کچھ باقی ہیں اور آپ ابھی سے گھبرا رہی ہے ابھی تو وہ وقت بھی آنا ہے جو آپ نے اس دن ہاسپٹل میں دیکھا تھا جاناں تب "آپ کیا کرے گی ہاں۔۔

وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے اس دن کو یاد کروانے لگا جب وہ دونوں ہاسپٹل میں گئے تھے اور وہاں نور حرم نے ایک پریگننٹ عورت کو دیکھ کر کیا تھا اس کو شرارت سے یاد کرا کرا سنے ابکے اسے سچ میں ڈرا کر رکھ دیا وہ بری طرح سے کانپنے لگی۔۔

"شاہ سائیں نہ کرے کیوں معصوم سی بچی کو ڈرا رہے ہیں آپ۔۔"

وہ اُسے دیکھتی ہوئی جھرجھری لیتی ہوئی بولی تو اسکی بات پر غزلان سائیں نے شرارت سے اسے دیکھا۔۔

URDUNovelians

"ویسے گستاخ لڑکی ہمیں نہ بے صبری سے چار پانچ ماہ کا انتظار ہے۔۔"

وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

وہ کیوں شاہ سائیں۔۔۔؟؟"

وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔

وہ اس لیے گستاخ لڑکی آپ پھیل کر بہت خوبصورت لگے گی ناں اسی لیے ہمیں بے "
"صبری سے اس وقت کا انتظار ہے۔۔

اسنے اُسکے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے کچھ اشارہ کیا جسے سمجھ کر وہ جل بھن کر رہ گئی اور زور سے اسکے کندھے پر مارنے لگی۔

"شاہ سائیں۔۔۔"

URDUNovelians

وہ اُسکے کندھے پر مارتی ہوئی بولی تو غزلان سائیں اس کو منہ بناتے ہوئے دیکھ کر قہقہہ لگا کر اُسے اپنی طرف کھینچ کر سینے سے لگا کر محبت سے اُسکی پیشانی چھوم کر وہ اُسے مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□

" دو سال بعد"

وقت جیسے ہاتھوں سے پھسلتی ریت کی مانند گرتا چلا جا رہا تھا اور ایک سال کیسے گزر گیا پتہ ہی نہیں چلا اس بیچ سردار حیدر خان فاطمہ حیدر خان کو خوش رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا رہتا تھا آج بھی وہ اُسے گھمانے شہر کے خوبصورت جگہوں میں لے کر آیا تھا۔

"ڈرؤمت میں ہو نا تُمہارے ساتھ ڈول۔۔"

گاؤں سے وہ دونوں صبح سویرے ہی نکلے تھے اب وہ ساحل سمندر پر آئے تھے فاطمہ سامنے سمندر کی بڑی اٹھتی لہروں کو دیکھتی ڈر گئی توحیدر خان نے آگے بڑھ کر مضبوطی سے اسکے ہاتھ کو پکڑا اور اُسے لیے چہل قدمی کرنے لگا۔۔۔

"نن۔ نہیں مجھے آگے نہیں جانا پلیز رک جاؤ۔"

جب وہ اُسے لے کر آگے بڑھا تو وہ ڈرتی ہوئی اُسکے چوڑے سینے سے لگ کر لرزتی آواز میں بولی۔۔

URDUNovelians

اتنا مضبوط بنو ڈول اُن لہروں سے لڑنا سیکھو جو ہماری زندگی میں کچھ لوگ بناتے ہیں " اگر تُم ان لہروں سے نہیں لڑوں گی تو گھٹ گھٹ کر زندگی کے خاص لمحوں کو پا نہیں "سکوں گی۔۔

وہ مضبوطی سے اُسکی کلائی پکڑ کر اُسے باتوں میں الجھا کر قدم آگے بڑھانے لگا تو وہ بھی اُسکی جانب دیکھتی اپنے قدم آگے بڑھانے لگی۔۔

تُم صحیح کہہ رہے ہو مجھے لڑنا سیکھنا ہو گا اُن لوگوں سے جو انسانیت کو بھول چکے ہیں جو زیادتی کا نشانہ بنی لڑکیوں کو تحقیر آمیز نظروں سے دیکھتے ہیں مجھے اُنہیں منہ توڑ جواب دینا ہو گا۔۔۔"

وہ اُسکا ہاتھ چھوڑ کر خود آگے بڑھنے لگی اپنے دل سے سامنے بنتے لہروں کا خوف نکالنے کی کوشش کرنے لگی جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئی تھی۔

URDUNovelians

آئی لو یو وائفی مجھے تُمہارا یہی روپ دیکھنا تھا مجھے تُم صرف غصہ کرتی ہوئی اچھی لگتی ہو" تُمہاری آنکھوں میں ایسا ہی جنون دیکھنا چاہتا تھا سب کو یہ بتانے کا جنون کے فاطمہ کمزور نہیں ہے وہ بہت بہادر ہے۔۔۔"

وہ آگے بڑھا اور اپنا لونگ سیاہ کوٹ اسے پہنا کر سنجیدگی سے گویا ہوا فاطمہ جو چھوٹی لہروں کو اپنے قدموں سے لپٹے ہوئے دیکھ رہی تھی وہ اچانک نیچے جھکی اور ہاتھ میں نمکین پانی لے کر اُسکے اوپر اچھال کر ہنسنے لگی۔۔

سردار حیدر خان جو اُسے دیکھ رہا تھا اُسکی حرکت پر مسکرایا اور اُسکے چہرے کو دیکھنے لگا جو بہت خوش لگ رہی تھی وہ اُسے اپنی طرف متوجہ دیکھ ہنستی ہوئی آگے کی طرف بڑھی اور تیز تیز دوڑنے لگی۔۔۔

"ہوں تو میڈم چاہتی ہے میں کوئی گستاخی کروں ہمممم ٹھیک ہے۔۔۔"

URDUNovelians

وہ تیزی سے اُسکے پیچھے بڑھا جبکہ وہ اُس سے آگے ڈور رہی تھی وہ اُسکے قریب پہنچ کر اُسے کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر معنی خیزی سے کہنے لگا۔۔

اب میں نے اتنا بھی بے شرم ہونے کے لیے تُمھیں نہیں کہاں سردار صاحب جو تُم "
"پھیل رہے ہو۔

وہ اُسکی پناہوں میں خود کو محفوظ تصور کرتی مصنوعی سخت نظروں سے اُسے گھورتی ہوئی بولی۔۔

"کہاں نہیں بے شرمی کرنے پر مجبور کیا ہے محترمہ فاطمہ صاحبہ آپ نے مجھے۔۔"

وہ اُسے اٹھا کر مخمور نظروں سے دیکھتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہنے لگا تو فاطمہ اُسکے شولڈر پر ہاتھ رکھتی اُسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

میں نے کب تُمھیں مجبور کیا سردار صاحب۔۔؟؟"

وہ اُسی دیکھتی ہوئی بولی۔۔

اِن گلابی آنکھوں میں حیااور لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ سے تو تُم خود مجھے مجبور کر رہی ہو "
"جانان کہ میں بے شرمی کی ساری حدیں پار کر لوں۔۔۔

اُسکی سیاہ آنکھوں کی چمک اور لبوں پہ سجی خوبصورت مسکراہٹ کو دیکھ وہ بے باکی سے بولا۔۔۔

تُم یہ مت سمجھنا کہ میں ہنس رہی ہو خوش ہو تُمہارے ساتھ تو مجھے تُم سے محبت "
"ہو گئی ہے۔۔

وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔۔

URDUNovelians

"کسی دن تو ہو گی ناں جانان تُمہیں اِس دیوانے سے عشق۔۔۔"

وہ اُسے نیچے اتار کر بوجھل لہجے میں کہتا پیار سے اُسکی پیشانی کو چھو کر اُسے مان بخشتا اُسکا ہاتھ اپنے سرخ و سفید مضبوط ہاتھ کی گرفت میں لیتا ڈوبتے سورج کو دیکھنے لگا تو فاطمہ بھی وہ منظر دیکھنے لگی۔

اور تُم دعا گو ہوں نہ کہ یہ دن جلد آئے ہیں ناں۔۔۔؟؟"

وہ مضبوطی سے اُسکی ہتھیلی پر دباؤ بڑھاتی ہوئی بولی۔

URDUNovelians

"اور مجھے یقین ہے کہ میری دعائیں رائیگاں نہیں جائے گی جانان۔۔۔"

وہ اُسکی طرف دیکھتا اپنے دونوں ہاتھوں سے اُسکے چہرے کو پکڑ کر گھمبیر آواز میں کہنے لگا پھر محبت سے اُسکے رخساروں کو باری باری چھونے لگا تو اُسکی حرکت پر اسکے رخسار سرخ اناری ہو کر اُسے اور بھی زیادہ حسین بنا گئے تھے۔۔۔

وہ لوگ اور دستگیر شاہ مھروسہ شاہ □❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣□❣

اور شہریار بخت شاہ گل رانیہ، حیدر خان اور فاطمہ شاہ، عالم داد اور ماہ مہر، ڈاکٹر حاتم خان اور ڈاکٹر عروہ جنکی شادی کو ابھی ایک ماہ پورا ہوا تھا اور سجل آجکل لندن میں ایک ہاسپٹل کے جاب آفر کی وجہ سے وہی پہ تھی اور اسکی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی

آج وہ سب پکنک منانے کے لیے مری میں تھے یہ غزلان سائیں کی زندگی سے سبھی مصیبت کے ختم ہونے کے بعد یہ اسکی زندگی میں آئی دوسری خوشی تھی ایک تو اسکے بیٹے ایان کی پیدائش کی خوشی تو دوسری یہ پکنک جس میں وہ اپنے جگر سے ساری ناراضگی ختم کر کے اسکے ساتھ یہ دن انجوائے کر رہا تھا وہ دونوں اتنے پورے چار سال بعد ایک ساتھ تھے۔۔

لیکن ابھی غزلان سائیں کچھ وقت نور حرم کے ساتھ اکیلے میں بٹھانا چاہتا تھا اسی لیے وہ اپنے دو سالہ بلکل نور حرم کی طرح شرارتی بیٹے ایان کو ان سب کے پاس چھوڑ کر فارم ہاؤس سے تھوڑی دور چھوٹے سے جنگل میں آئے تھے۔۔

فارم ہاؤس سے نکلنے سے پہلے اسنے نور حرم کو عبایہ پہننے کو کہا تھا اور اب وہ چہرے پر غصہ سجا کر اپنا عبایہ پکڑے اُسکے پیچھے چل بڑی مشکل سے وہ چل رہی تھی تبھی وہ تنگ آکر منہ بسور کر بولی۔۔

عورت کا حُسن صرف اپنے محرم کے لیے ہیں کسی نا محرم کے لیے نہیں گستاخ لڑکی " اور ہماری ڈارمے باز بیوی کو کوئی غلط نظر سے دیکھے گا تو ہم سے برداشت نہیں ہو گا۔۔۔"

وہ پیچھے مڑا تو اسے روتے ہوئے دیکھ آگے بڑھا اور اُسکے ہاتھ کو پکڑ کر چلتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

اور پھر آپ اُسے جان سے مارے گے ہیں ناشاہ سائیں آگے آپ یہی کہنے والے تھے " ناں۔۔؟؟

وہ اُسکی جانب دیکھتی ہوئی معنی خیزی سے پوچھنے لگی۔۔

بلکل پہلے ہم اُسکی آنکھیں نوچ لیں گے پھر اُسکا سر قلم کرے گے پھر اُسکے ٹکڑے " " ٹکڑے کر کے کسی جنگلی جانور کو کھلائے گے۔۔۔

URDUNovelians

وہ سخت جنونی انداز میں کہتا اُسے دیکھنے لگا جو پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی اُسکی شہد رنگ آنکھوں میں حیرانگی دیکھ وہ مسکرایا۔۔۔

ہمیں بلکل بھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ اِس شریف پیر سائیں کے پیچھے ایک درندہ چھپا"
ہے کک۔۔۔ کیا آپ سچ میں ایسا کرے گے۔۔۔؟؟

وہ آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھتی ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے کشادہ سینے پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے
لگی۔۔

ہاں ہم ایسا کریں گے کیونکہ آپ ہماری گستاخ بیوی ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم "
آپکی حفاظت کریں اگر کسی نے آپکو نقصان پہنچانے کا سوچا تو ہم بنا ڈرے یہ قدم
"اٹھائے گے۔۔۔

URDUNovelians

وہ اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔۔

اومائے گاڈ کیا یہ ہمارے سامنے کھڑا شخص ہمارے انوسنٹ شاہ سائیں ہے سچ میں ہمیں "
"تو بلکل بھی یقین نہیں آ رہا۔۔

وہ اُسکی کشادہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اُسے چھوتی ہوئی آخر میں آنکھ دبا کر شریر لہجے میں کہنے لگی تو غزلان سائیں نے سنجیدگی سے اسکی کلائیوں کو پکڑا۔۔

کیا ابھی اسی وقت گستاخ لڑکی ہم آپکو یقین دلائے کے ہم آپکے شریف معصوم اور "
بھولے سائیں اب نہیں رہے ہیں اب تو ہم ایک بے شرم بے باک سائیں بن چکے
ہیں اپنی پیرنی کی محبت میں۔۔۔؟؟

معنی خیزی سے کہتا وہ نور حرم کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔۔

کیسے یقین دلائے گے آپ ہمیں شاہ سائیں۔۔۔؟؟"

..وہ شریر نظروں سے اُسے دیکھتی پوچھنے لگی

""""ایسے۔۔۔"

وہ یہ کہہ کر آگے بڑھا اور اُسکی گردن کے پیچھے اپنے ہاتھ لے جا کر وہ اُسکے لبوں پہ جھکا اور اپنی شدتیں اس پر برسانے لگا۔۔

بس بس اب ہمیں واپس چلنا چاہیے وہاں سب ہماری راہ تک رہے ہونگے اور پتہ " نہیں ہمارے شیطان نے انکی کیا حالت کی ہو گی ہماری غیر حاضری میں شاہ

""سائیں۔۔

نور حرم اسے دور کرتی ہنستی ہوئی اپنے بیٹے کا کہنے لگی تو غزلان سائیں منہ بناتا اسے لیے وہاں سے نکلنے لگا وہ جانتا تھا کہ انکا بیٹا ایان نے ضرور ان سب کو تگنی کا ناچ نچائے ہو گا۔۔۔

♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□♥□

""""ایان شاہ یہ آپ نے کیا کیا ہے شیطان۔۔۔""

دستگیر عالم شاہ اپنے دو سالہ بیٹی کو پیر سے بندھے ہوئے دیکھ غصے سے سامنے کھڑے دو سالہ ایان شاہ (غزلان سائیں اور نور حرم کے بیٹے) کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

چاچو جان اپکی بے بی ڈول نے میری چاکلیٹ کھانے کی جرات کی ہے تو اُسے تو یہ """"سزا ملنے ہی تھی۔۔۔

دوسالہ ایان سخت غصے میں سامنے بندھے ابرش کی جانب دیکھتے ہوئے بولا اسے غصہ باپ اور ماں کی طرف سے ملا تھا جبکہ شرارتیں کرنے کی عادات اسے اپنی ماں سے وراثت میں ملی تھی۔۔۔

""اچھا بچے تو ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے رک ہم ابھی بتاتے ہیں آپکو۔۔۔""

دستگیر عالم شاہ نے سنجیدگی سے کہہ کر قدم اسکی جانب بڑھائے لیکن وہ شیطان دور جاکر کھڑا ہو گیا اور درخت کے پیچھے رکھے گندے پانی کو اٹھا کر دستگیر عالم شاہ کو طنزیہ انداز میں مسکرا کر دیکھنے لگا یہ پانی اسنے فارم ہاؤس سے تھوڑی دور نالی سے نکالے تھے وہ اچھے سے جانتا تھا کہ یہ تو ضرور ہونے والا ہے اسی لیے اسنے پہلے سے اپنی سیفٹی کے لیے یہ کیا تھا۔۔۔

""امید کرتا ہوں اب آپ میرے پاس نہیں آئے گے چاچو۔۔۔""

ایان شاہ طنزیہ انداز میں مسکرا کر کہنے لگا۔۔۔

""ماموں نہیں آئے گے لیکن میں تو آسکتی ہوں ناں۔۔۔""""

عینی اچانک اسکے سامنے آکر اس کے ہاتھ سے بالتی کو دور اچھال کر ہنستی ہوئی بولی تو اُسے اپنے سامنے دیکھ وہ ساکت رہ گیا۔۔۔

""عینی آپی یہ آپ نے کیا کیا۔۔""""

URDUNovelians

وہ منہ بسور کر عینی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تبھی دستگیر عالم شاہ نے آکر اسے پکڑا تبھی غزلان سائیں اور نور حرم وہاں پہنچے تو نور حرم اپنے بیٹے کو دستگیر عالم شاہ کے گیرے میں دیکھ وہ آستینوں کو چڑھا کر آگے بڑھی۔۔۔

""چھوڑے ہمارے بچے کو دیور جی ورنہ آپکے لیے اچھا نہیں ہو گا۔""

نور حرم نے غصے سے کہا جبکہ اپنی ماں کو وہاں دیکھ ایان ڈرامے کرنے لگا لیکن اپنے باپ کو غصے سے اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا وہ کسی سے نہیں ڈرتا تھا لیکن اپنے باپ کی ایک تیز نظر سے وہ ڈر جاتا تھا۔۔۔

""نورے جہاں پہلے سن تو لے اس شیطان نے کیا کیا ہے۔۔۔""

غزلان سائیں نے آگے بڑھ کر درخت پر بندھی ابرش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نور حرم سے کہا۔۔۔

URDUNovelians

ممی ڈیڈی سچ میں میں نے اس بار کچھ نہیں کیا ہے یہ سب اس ابرش بچی کی غلطی ہے "
اسنے میرا فیورٹ چاکلیٹ کھالیا ہے اور فریج میں صرف میرے لیے شاپر رکھا ہے وہ
بھی ڈسٹ بن میں پھینکنے کے لیے کیا میں نے اسے باندھ کر صحیح نہیں کیا ہے جو آپ
""سب بچے کی جان لے رہے ہیں یہ خطرناک انداز میں گھور کر۔۔۔

ایان غزلان سائیں اور شہریار بخت شاہ کی نظروں کو اپنے اوپر دیکھ منہ بسورتے ہوئے
کہنے لگا یہ اسکا روز کا معمول تھا جب بھی وہ پکڑا جاتا تھا تب وہ اسی طرح معصوم شکلیں
بنا کر خود کو بچاتا تھا دور بیٹھی فاطمہ سب کو دیکھ رہی تھی انہیں ہنستے لڑتے اور شرارتیں
کرتے ہوئے دیکھ مسکرانے لگی وہاں صرف چار ہی بچے تھے ایک غزلان سائیں اور نور
حرم کا بیٹا ایان شاہ اور شہریار بخت شاہ کی بیٹی عینی اور ایک بیٹا سالار شاہ یہ نام غزلان
سائیں نے رکھا تھا اسنے جب پہلی بار شہریار بخت شاہ کے بیٹے کو دیکھا تو اسے اس میں
سالار شاہ نظر آیا تو اسی وجہ سے اسنے اسکا نام یہ رکھا دستگیر عالم شاہ کی بیٹی ابرش شاہ
فاطمہ شاہ چاروں بچوں کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی کہ تبھی اسے اپنے کندھوں پر کسی کا
لمس محسوس ہوا اور وہ اچھے سے جانتی تھی کہ وہ کون ہوگا اسی لیے مسکرا کر ان سب پر
سے اپنی نظریں ہٹا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"".. ڈول بہت جلد ہمیں بھی ایسی خوشیاں نصیب ہو گی""

وہ اُسکے صحت مند جسم کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگا تو فاطمہ اسکی بات پر شرم سے سرخ ہوتی اپنا چہرہ جھکا گئی تبھی مھروسہ شاہ کی آواز پر وہ دونوں اس طرف دیکھنے لگے وہ سامنے کھڑی ان دونوں کو کھانا کھانے کا پوچھ رہی تھی۔۔

""آپ چلیے بھابھی ہم ابھی آتے ہیں۔۔۔""

حیدر خان نے مھروسہ شاہ کی جانب مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

UrduNovelians

چلیے بیگم ورنہ ہمارے بے بی کو غصہ آ جائے گا بھوک کی وجہ سے اور آپ تو جانتی "" ہے نہ ہمیں اپنی بیگم کے اوپر کسی کا ظلم برداشت نہیں ہوتا اس سے پہلے کے ہمارا بے "" بی کچھ کرے ہمیں اسے روکنے ہو گا۔۔۔

اپنی جگہ سے اٹھ کر ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے دیکھنے لگا جو نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی واقعی میں زندگی بہت ہی خوبصورت ہے اور اسکا ہم سفر اس سے بھی زیادہ خوبصورت۔۔۔۔

ختم شد

URDUNovelians